www.KitaboSunnat.com

ہمیں خدا کیسے ملا

دُنیا بھر کی نومسلم خواتین کے
قبولِ اسلام کے حالات و واقعات
بے حد دلچسپ، ایمان افروز
اور روح پرور

ڈاکٹر عبدالغنی فاروق

www.KitaboSunnat.com

ہمیں خدا کیسے ملا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں خدا کیسے ملا

دنیا بھر کی ۸۱ نو مسلم خواتین کے قبول اسلام کے
حالات و واقعات۔ بے حد دلچسپ' بے حد روح پرور

ڈاکٹر عبدالغنی فاروق

ایم اے۔ پی ایچ ڈی۔ ڈی ایچ ایم ایس

سابق صدر شعبہ اردو' گورنمنٹ کالج آف سائنس

وحدت روڈ' لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ

۲۰۱۰ء ۱۴۳۰ھ

نام کتاب : ہمیں خدا کیسے ملا

مصنف : ڈاکٹر عبدالغنی فاروق

اہتمام : بیت الحکمت، لاہور

مطبع : میٹرو پرنٹرز، لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

عہد حاضر اور ماضی قریب میں وطن عزیز پاکستان میں تین خواتین نے دین حق اسلام کی تبلیغ و ترویج کے لیے جو غیر معمولی خدمات انجام دیں' مجھے پورے عالم اسلام اور گزشتہ کئی صدیوں کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نظر نہیں آتی .... میری مراد محترمہ آپا حمیدہ بیگم (مرحومہ) محترمہ بنت الاسلام (مرحومہ) اور محترمہ مریم جمیلہ سے ہے جنہوں نے تحریر و تقریر کی ساری بے مثال صلاحیتیں اللہ کا ذکر بلند کرنے اور خلق خدا تک دعوت دین پہنچانے میں صرف کر دیں اور ثابت کر دیا کہ اسلام ہمیشہ کی طرح آج بھی زندہ ہے اور جو لوگ دل و جان سے اس سے وابستہ ہو جاتے ہیں وہ حیرت انگیز کارنامے انجام دیتے ہیں۔

میں اس کتاب کا انتساب انہی جلیل القدر خواتین کے اسمائے گرامی سے کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ان کی پاکیزہ مثالیں عام ہو جائیں اور ہماری خواتین اور بچیاں ان کے نقوش قدم کو نشان راہ بنا لیں۔

(مؤلف)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمہ مریم جمیلہ

دیباچہ

دورِ حاضر کے بڑے بڑے معجزوں میں سے ایک حیرت انگیز معجزہ یہ ہے کہ دوسری عالمی جنگ کے بعد یورپ میں اسلام بڑی ہی تیز رفتاری کے ساتھ پھیلا۔ بلاشبہ متعدد مسلمان ملکوں سے بے شمار لوگ ترکِ مکانی کر کے یورپ چلے گئے، مگر اسلام کے پھیلاؤ کا یہ ہرگز سبب نہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک فرد بھی تبلیغِ دین کے لیے یورپ نہیں گیا تھا۔ یہ سب کے سب محض پیسہ کمانے اور معیارِ زندگی بہتر بنانے کے لیے گھروں سے نکلے تھے۔

یہ بھی نہیں کہ دہریت، لادینیت اور مادّیت کی مکمل ناکامی نے یورپ میں اسلام کی قوت اور قدر و قیمت بڑھا دی ہو۔ شیطان آسانی سے ہتھیار نہیں ڈالا کرتا جب کہ حقیقت یہ ہے کہ متذکرہ نظریات و عقائد کے زوال کے بعد بھی یورپ طرح طرح کے فکری و عملی فتنوں میں مبتلا ہوتا رہا۔ شدید نوعیت کی مذہبی تنگ نظری، صنم پرستی، ابلیس پرستی حتیٰ کہ جادو ٹونے تک اس معاشرے میں مروّج رہے جہاں تعلیم عام تھی، جہاں عقل پرستی کا چرچا تھا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ جہاں مذہب کے نام پر ہر طرح کی توہم پرستی بھی خوب کارفرما تھی۔ افسوس ناک امر یہ ہے کہ ملغوبہ قسم کے عقائد کے اس جنگل میں اسلام کے خلاف زہریلا، نفرت انگیز پروپیگنڈہ بھی تواتر کے ساتھ جاری رہا اور یورپ کے لوگ آنکھیں بند کر کے اسے قبول کرتے رہے۔

چنانچہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم اور اس کا غیر معمولی فضل ہے کہ توہم اور نفرت کی گھٹا ٹوپ فضا میں اسلام نے اپنے لیے راستہ نکال لیا اور یہ پھیلتا چلا گیا۔ مخالفین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ میں اسلام کے پھیلاؤ کا تناسب حیرت انگیز ہے۔

بات صرف اتنی ہی نہیں ہے۔ معجزوں پر معجزہ یہ ہے کہ یورپ میں قبولِ اسلام کا تناسب مردوں کے مقابلے میں عورتوں میں کئی گنا زیادہ ہے۔ جبکہ یہ ٹھوس حقیقت اپنی جگہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے کہ یورپ میں آزادیٔ نسواں کا جنون اپنے پورے جوبن پر ہے اور خواتین کے حوالے سے اسلام کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ بھی ہر سطح پر جاری و ساری ہے۔

اور اس کا سبب شاید یہ ہے کہ نو مسلم خواتین قبولِ اسلام سے قبل' اس تلخ ترین تجربے سے گزری ہیں کہ یورپ کی سائنسی و تکنیکی ترقیوں نے وہاں کے مردوں کو جسمانی اعتبار سے بے حد چست اور فعال بنا دیا ہے اور مختلف حوالوں سے ان کی معلومات بھی متنوع ہیں اور تجربات بھی ہمہ گیر ہیں، لیکن ذہنی اعتبار سے وہ سطحیت اور چھچھورے پن میں مبتلا ہیں۔ مزاج کے لحاظ سے تلون اور بے وفائی ان کا خاصہ بن گئی ہے اور کردار ان کا اندر سے قطعی کھوکھلا ہے۔ چنانچہ اس امر میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ جدید یورپ میں خواتین کی غالب اکثریت بھی خوشی اور حقیقی سکون سے نا آشنا ہے حالانکہ وہ اپنی روزمرہ زندگی میں "سب کچھ کرنے کے لیے" مکمل آزاد ہیں اور اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ یورپ اور امریکہ کی خواتین کی اکثریت کو جو سہولتیں میسر ہیں اور جس معیارِ زندگی سے وہ لطف اندوز ہو رہی ہیں تاریخ میں اس کی کوئی مثال نظر نہیں آتی۔ وہ بہترین لباس پہنتی ہیں، بہترین خوراک کھاتی ہیں، بہت اچھے مزین گھروں میں رہتی ہیں، مکمل آزادی کی فضا میں سانس لیتی ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ خالص دنیادارانہ سیکولر تعلیم و تربیت کی وجہ سے وہ اس طرزِ زندگی کو مثالی سمجھتی ہیں۔ نہ ان کا ضمیر انہیں ملامت کرتا ہے اور نہ معاشرے کا کوئی عنصر انگشت نمائی کرتا ہے۔ لیکن عبرت ناک حقیقت یہ ہے کہ اس ساری بے مثال' غیر معمولی عیش و عشرت اور آزادیوں کے باوجود ان خواتین کی اکثریت ذہنی اعتبار سے پریشان ہے، غیر مطمئن ہے بلکہ اس اعتبار سے قابلِ رحم ہے کہ ان کی کثیر تعداد نے اپنے دکھوں اور غموں کو اب نفسیات کے حوالے کر دیا ہے اور اس کا اصل سبب یہ ہے کہ یورپ والوں نے سب کچھ معلوم کرنے کی کوشش کی ہے لیکن زندگی اور موت کے معنی و مفہوم اور اصل غرض و غایت سے یکسر غفلت اختیار کر رکھی ہے اور یہی اس معاشرے کا سب سے بڑا روگ ہے۔

یورپ کا مذہبی لٹریچر اور وہاں کی عام آبادی چونکہ نیکی اور بدی میں' حق اور باطل میں' غلط اور صحیح میں اور حسن اور بدصورتی میں امتیاز کرنے سے قاصر ہے' اس لیے وہاں کی ذہین اور باضمیر خواتین نے جب ان حتمی اور بنیادی نوعیت کی اخلاقی' روحانی اور ذوقی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدروں کی تلاش اور جستجو میں آخرکار قرآن سے روشنی حاصل کی اور سنت نبوی کو رہنما بنا لیا تو وہ گوہر مقصود تک پہنچ گئیں اور اس کتاب میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ اس ضمن میں انہیں کیا تگ و دو کرنی پڑی اور اس کے نتیجے میں انہیں کیا فیوض و برکات حاصل ہوئے؟ اسی طرح یہ بھی حقیقت ہے کہ بہت سی خواتین صوفی ازم یا تصوف کے راستے سے اسلام میں داخل ہوئیں۔ جب ماضی میں روحانیت کے علمبردار فلاسفہ، شعرا اور اسلامی فنون لطیفہ کے ماہرین حقیقت ثابتہ کے متلاشی مضطرب ذہنوں کو سکون آشنا کر سکتے تھے اور پیاسی روحوں کو شاداب و بامراد کرنے میں کامیاب ہو سکتے تھے تو تصوف کی کامرانیوں پر حیران ہونے یا ان سے اختلاف کرنے کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

یورپ میں جو خواتین اسلام قبول کر رہی ہیں وہ زبان حال سے باآواز بلند مطالبہ کر رہی ہیں کہ مسلم ممالک کے پیدائشی مسلمان ان سے اخلاص اور خیر خواہی کا رویہ اختیار کریں اور ان کی مجبوریوں کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ ہم لوگوں کو یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ وہ اسلام کے حصار میں نئی نئی داخل ہوئی ہیں اور وہ ایسے ماحول میں پروان چڑھی ہیں جو قطعی غیر اسلامی تھا۔ اس لیے ہمیں ان کی چھوٹی موٹی کوتاہیوں کو نظر انداز کر دینا چاہیے اور ان کے معاملے میں خاص رعایت اور درگزر کا معاملہ کرنا چاہیے۔ انہیں ہماری گہری محبت اور خیر خواہی کی ضرورت ہے۔ پیدائشی مسلمانوں کی منفی روش انہیں خدانخواستہ اسلام سے بدظن بھی کر سکتی ہے۔

نومسلم خواتین کے سلسلے میں میرا اپنا نقطہ نظر یہ ہے کہ انہیں قبول اسلام کے بعد اپنے آبائی ممالک ہی میں مقیم رہنا چاہیے اور یورپ کو چھوڑ کر مسلمان ممالک میں رہائش اختیار کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ چالیس پچاس سال پہلے یہ عمل درست تھا لیکن آج تبلیغی تقاضوں کے منافی ہے۔ نام نہاد مسلمان ملکوں میں برائے نام قسم کے مسلمان تو مل جاتے ہیں لیکن اسلام ان ملکوں میں بہت کم نظر آتا ہے۔

بدقسمتی سے اب سارے ہی نسلی مسلمان اسلام سے دور بھاگ رہے ہیں اور یورپ کی اندھی نقالی میں پاگل ہو رہے ہیں۔ اس صورت حال میں ایک نومسلم خاتون کو کسی مسلمان ملک میں اسلامی طرز حیات کے حوالے سے جس مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا تصور ہی بڑا تکلیف دہ ہے۔ وہ غیر اسلامی طریق حیات کو ترک کر کے "اسلامی ملک" میں آئے گی، لیکن یہاں اسے قدم قدم پر رکاوٹوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس کے سارے خواب کرچی کرچی ہو کر رہ جائیں گے...... اسی لیے میں نو مسلم خواتین کو مشورہ دوں گی کہ وہ اپنے آبائی ممالک میں مقیم رہیں اور وہاں رہتے ہوئے اسلامی طرز حیات پر کار بند رہیں...... یہ یورپ میں ان کا جہاد عظیم ہو گا۔

نو مسلم خواتین نے کیسے اسلام قبول کیا اور یورپ میں رہ کر کیسے اسلامی نظامِ حیات کے لیے جہاد کر رہی ہیں؟ یہی اس کتاب کا موضوع ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ)

●—●—●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بشریٰ رحمان

ایمان تازہ ہو گیا

میں نے ڈاکٹر عبدالغنی فاروق کی لکھی ہوئی کتاب ''ہم مسلمان کیوں ہوئے'' پڑھی۔ ایسے لگا جیسے میرا ایمان تازہ ہوا ہے.....اور پہلو کے اندر کوئی آسمانی چراغ روشن ہو گیا ہے۔

سبحان اللہ...... کتنی خوبصورت کتاب ہے اور کتنی اثر آگیں داستانیں ہیں...... ان تمام نومسلم خواتین و حضرات کی داستانیں' جنہوں نے الحاد کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھانے کے بعد اسلام کی سچائی کو پالیا اور مسلمان ہو گئے۔

اب اس کتاب کا دوسرا حصہ ''ہمیں خدا کیسے ملا'' شائع کیا جا رہا ہے جو صرف نومسلم خواتین کے احوال پر مشتمل ہے۔ جن لوگوں کی قسمت میں ربِّ ذوالجلال نے روشنی اور ہدایت لکھ دی وہ روشنی اور ہدایت کی طرف ضرور آئیں گے۔

یہ بڑی ہی اثر انگیز اور روح پرور داستانیں ہیں۔ یہ ان تمام خواتین کی داستانیں ہیں جو عیسائی گھرانوں میں' یا کسی دوسرے مذہب کے زیر اثر پیدا ہوئیں۔ ان خواتین کو سچائی کی تلاش تھی۔ ان کو خدا کی جستجو تھی..... یہ صلیبوں اور بتوں سے منحرف تھیں...... یہ ''کلیسائی پارساؤں'' اور راہبوں کی زخم خوردہ تھیں۔ رستے بدل بدل کر ان کے پاؤں زخمی ہو چکے تھے...... انہیں کسی سچے دین کی تلاش تھی جو دنیا میں رہنمائی کرتا ہو اور عقبیٰ کا راستہ دکھاتا ہو۔ جو ایک مکمل ضابطۂ حیات کا نصاب پڑھاتا ہو اور حیات و موت کی گتھیاں سلجھاتا ہو...... جو معمولاتِ زندگی میں کمالات کی گرہیں کھولتا ہو......

اس کتاب میں جتنی بھی خواتین نے اسلام قبول کیا ہے انہوں نے خود بھی اعتراف کیا ہے کہ انہوں نے کسی جبر یا مجبوری سے ایسا نہیں کیا۔ یہ تمام خواتین اعلیٰ خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ تعلیم یافتہ تھیں' محقق تھیں' عقلِ رسا اور دیدۂ بینا رکھتی تھیں۔ بعض نے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کئی مذہب بدل کر بھی دیکھا مگر جب کلمہ پڑھ کے اللہ کے پاک نام پر پہلا سجدہ کیا تو ذہن و دل میں جو روشنی پہنچی اس نے زندگی کو سکون آشنا کر دیا۔ جس کا برملا اعتراف اور اظہار ہر نومسلم خاتون نے کیا ہے۔

مجھے ایک واقعہ یاد آرہا ہے۔ ۱۹۹۴ء میں میں امریکی ریاست نیوجرسی میں تھی۔ اپنی دوست کے ساتھ شاپنگ کرتی ہوئی ایک ہندو کے سٹور میں چلی گئی۔ وہاں جتنی بھی سیلز گرل تھیں سب ہندو تھیں۔ میں فوراً ان کے ساتھ اردو میں بات کرنے لگی۔ چند لمحوں میں نے باتوں باتوں میں انہیں کیا کہہ دیا۔ سٹور کا ہندو مالک اپنی کرسی سے اٹھ کر میرے پاس آگیا اور بولا کیا آپ لاہور پاکستان سے آئی ہیں؟

دو چار اور سوالات پوچھنے کے بعد اس نے بڑے احترام سے مجھے کرسی پیش کر کے اپنے پاس بٹھا لیا (جو کہ امریکہ کے کاروباری اداروں میں ایک ناممکن سی روایت ہے) میں نے امریکہ کے سماجی حالات پر تھوڑی سی بات کی۔ اس نے دراز کھول کے مجھے ایک کتاب دکھائی جو قرآنی آیات کے وظائف پر مشتمل تھی۔ کہنے لگا کہ یہاں گھر ٹوٹ پھوٹ رہے ہیں۔ ڈالر بہت ہیں مگر دل کا سکون نہیں ہے۔ لوگ روتے پیٹتے نظر آتے ہیں۔ میں اس کتاب سے ان کا علاج کرتا ہوں۔ میں اور بھی حیران ہوئی...... کہ بغیر اسلام قبول کئے آپ اس کتاب سے کیسے استفادہ کرتے ہیں؟ کہنے لگا "یہ قرآنی آیات کا اعجاز ہے۔ جس قسم کا مسئلہ آتا ہے میں وہیں آیت لکھ کر دے دیتا ہوں۔ خود بھی پڑھتا ہوں اور انہیں بھی پڑھاتا ہوں"

کیا وہ ٹھیک ہو جاتے ہیں......؟

"بالکل"...... وہ بولا۔ "اسی لیے تو میں نے آپ کو پہچان لیا تھا کہ آپ مسلمان ہیں اور پاکستان سے آئی ہیں۔ کیونکہ بولتے وقت آپ کی زبان میں تاثیر دیکھی......"

میری آنکھوں میں آنسو آگئے...... میں اس کے ہاتھ سے وظائف کی کتاب لے کر دیکھنے لگی۔ کسی عالم دین کی ترتیب دی ہوئی تھی۔ اس نے میری تواضع کی۔ ڈسکاؤنٹ دیا اور پورا ایک گھنٹہ میرے ساتھ گفتگو کرتا رہا۔ میری سہیلی جو وہاں مقیم ہے حیران ہو کر سب دیکھتی رہی۔

یہ واقعہ لکھنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ مغربی دنیا میں آج اسلام جیسے دین کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ لوگ سیکولرزم، فاشزم اور ہر ازم سے بیزار ہو گئے ہیں۔ ان کو معلوم ہو گیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ پرتعیش زندگی اور آسائش زدہ گھر دل کو راحت و سکون نہیں دے سکتے ...... جینے کے لئے سورج، ہوا، پانی، روشنی کے علاوہ سچے مذہب کی آکسیجن کی بھی اشد ضرورت ہوتی ہے مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان حالات میں تبلیغ اسلام کا موزوں اور مناسب سلیقہ کیا ہونا چاہیے......؟

اس کا بہت خوبصورت جواب آسٹریلیا کی محترمہ خدیجہ نے دیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں......

"......یورپ کا انسان اندھیروں میں بھٹک رہا ہے۔ اس کے مذہب میں اتنی سکت نہیں کہ اس کی رہنمائی کر سکے۔ اس کی تہذیب نے پوری زندگی کو جہنم میں بدل دیا ہے۔ اس کی روح پیاسی ہے اور یہ پیاس اسلام اور صرف اسلام ہی بجھا سکتا ہے۔ مگر افسوس کہ عام مسلمان اسلامی زندگی سے دور ہو گئے ہیں۔ چنانچہ جب یورپ کا تعلیم یافتہ انسان اسلام کے بارے میں پڑھتا ہے تو وہ اس کی حقانیت کا قائل ہو جاتا ہے، مگر جب عالم اسلام کی ناگفتہ بہ صورت حال کو دیکھتا ہے تو وہ پریشان اور مایوس ہو کر اسلام سے دور رہتا ہے۔ اس کی تلافی اس طرح ہو سکتی ہے کہ مسلمان اسلام کو صحیح معنوں میں عملی طور پر اختیار کریں۔ مسلمان اپنے کردار اور عملی زندگی کو اسلام کے سانچے میں ڈھال لیں۔ تب پورا یورپ، امریکہ، آسٹریلیا اور جاپان سمیت اسلام کی آغوش میں آ رہے گا"۔

جب ایک عورت اسلام قبول کرتی ہے تو گویا ایک خاندان مسلمان ہو جاتا ہے اور جب ایک خاندان مسلمان ہو جاتا ہے تو گویا مسلم معاشرہ بننا شروع ہو جاتا ہے......نومسلم خواتین و حضرات کی ایک اور نمایاں خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ صرف نام کے مسلمان نہیں ہوتے بلکہ پریکٹیکل مسلم یعنی باعمل اور باکردار مسلمان ہوتے ہیں۔

زیر نظر کتاب نہایت مستحسن کاوش ہے اور بڑی دردمندی سے لکھی گئی ہے۔ ایسی کتابوں کی اشاعت تسلسل کے ساتھ ہوتی رہنی چاہیے۔ خصوصیت سے نئی نسل تک یہ کتاب پہنچنی چاہیے اور ہر دور میں اس کو زیادہ سے زیادہ پڑھا جانا چاہیے۔ شاید نومسلموں کے تاثرات پڑھ کر ہی مسلم اقوام کو اپنی زبوں حالی کا احساس ہو جائے اور اسلام کی روایات کو مراعات کے عوض رہن رکھنے کا فسوں ٹوٹ جائے۔

اور یہ ٹوٹا ہوا تارا اپنے گردوں کو تلاش کر لے!!

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلمیٰ یاسمین نجمی

کچھ اس کتاب کے بارے میں

میں نے اس کتاب کا مطالعہ شروع کیا تو اس نے مجھے اپنے سحر میں جکڑ لیا۔ نومسلم خواتین کی یہ ایمان افروز داستانیں' افسانے اور ناول سے بڑھ کر دلچسپ اور دل کش ہیں۔ ساتھ ہی ایمان میں اضافہ کرنے والی' یقین کو تازہ اور ولولوں کو بڑھاوا دینے والی ہیں۔

یہ اکا سی نازک اور کمزور خواتین دراصل عزیمت کی چٹانیں ہیں' روشنی کا مینار ہیں' عزم کی جگمگاتی مشعلیں ہیں۔ کفر و الحاد کی شب دیجور میں روشن ستارے ہیں جو نہ صرف اندھیروں کو جگمگاتے ہیں بلکہ بھٹکے ہوؤں کو راہ بھی دکھاتے ہیں۔

میں اس کتاب کی اشاعت پر ڈاکٹر عبدالغنی فاروق کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور خراج تحسین بھی پیش کرتی ہوں کہ انھوں نے اس کتاب کے ذریعے یہ واضح کیا کہ دعوت و عزیمت کے میدان میں عورتیں مردوں سے پیچھے نہیں کہ مردوں کی برتری تسلیم کرنے والی اس دنیا میں عورتوں کے لئے اپنے خاندان' برادری اور مذہبی اجارہ داروں کے مقابلے میں کھڑے ہونا' حق کو قبول کرنا اور اس راستے کے سارے مصائب کو برداشت کرنا مردوں کی نسبت زیادہ کٹھن اور دشوار ہے۔ صنف نازک ہونے کی وجہ سے ان کی اور بھی بہت سی مجبوریاں ہیں۔

دوسرا تاثر عورتوں کے بارے میں یہ بھی ہے کہ وہ ناقص العقل ہیں بس لکیر کی فقیر ہوتی ہیں۔ جدھر مرد چلاتے ہیں ادھر آنکھیں بند کر کے چلتی رہتی ہیں۔ یہ آپ بیتیاں اور داستانیں اس تاثر کی نفی کرتے ہیں۔ ان خواتین نے پوری سمجھ داری اور دیانت کے ساتھ حق کی جستجو کی اور جب اسے پا لیا تو شرح صدر کے ساتھ اس پر ڈٹ گئیں۔ کوئی لالچ' کوئی ترغیب' کوئی دھمکی' کوئی تشدد ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ لا سکا۔ انھوں نے ہر قسم کے حالات کا مقابلہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا اور اللہ کے لئے اپنے عزیز و اقارب اور وطن سب کو چھوڑ دیا۔

شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشتِ خاک "ان" کی
کہ ہر شرف ہے اسی درج کا درِ مکنوں

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا کہ اس نے ہمیں کتنی بڑی آزمائش سے بچایا اور ہمیں مسلمان پیدا کیا۔ ورنہ ہم میں کہاں یہ اہلیت اور طاقت تھی کہ حق کو سمجھتے اور اسے اپناتے۔ اول تو ایسے مواقع ہی عورتوں کو کب ملتے ہیں اور اگر مل جائیں تو جادۂ حق پر چلنے کا حوصلہ ہی کہاں ملتا ہے؟ مسلمان ہوتے ہوئے بھی روایت سے ہٹ کر اسلام پر چلنا آسان نہیں 'کجا یہ کہ ہنود و یہود و نصاریٰ کے خاندانوں میں پیدا ہو کر اسلام کے راستے کو اختیار کیا جائے...... شکر کا طریقہ یہی ہے کہ ہم ان خواتین کے نقشِ قدم پر چلیں' طاغوت سے اپنا دامن چھڑائیں اور اسلام کو اس کے صحیح تناظر میں دیکھ کر اور سمجھ کر اپنائیں۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ مؤلف

اسلام اور اسلامیت کی اشاعت و ترویج کے حوالے سے دورِ حاضر اپنے اندر عجیب و غریب تضادات لئے ہوئے ہے۔ کتنے ہی بدنصیب مسلمان ممالک ایسے ہیں جہاں ایک آزاد' باعمل مسلمان کی حیثیت سے زندگی گزارنا مشکل ہو گیا ہے۔ جبکہ کسی ایک مسلمان ملک میں بھی مکمل اسلامی نظام نافذ نہیں ہے...... اسلامی معاشرت کی خوبیاں البتہ منتشر اور متفرق صورت میں جہاں تہاں کارفرما نظر آتی ہیں۔

اس کے برعکس جہاں تک امریکہ و یورپ کا تعلق ہے' وہاں اگرچہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہر نوع کا پروپیگنڈہ گزشتہ کئی صدیوں سے جاری ہے لیکن عجیب بات ہے کہ اسلام وہاں ایک غیر معمولی روحانی قوت کی حیثیت سے اپنا وجود منوا رہا ہے اور حالانکہ وہاں کے اخبارات و رسائل' ٹیلی ویژن' اور فلم و تھیٹرز اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے اسلام کو "عورت مخالف" مذہب کی حیثیت سے پیش کیا جاتا ہے اور مسلمان عورت کی تصویر ایک ایسی مظلوم و مقہور مخلوق کی حیثیت سے پیش کی جاتی ہے جسے پردے میں ملفوف کر کے گھر کی تنگ و تاریک کوٹھریوں میں مقید رکھا جاتا ہے اور مرد حضرات جس سے بڑا ہی غیر انسانی سلوک روا رکھتے ہیں...... لیکن عجیب و غریب حقیقت یہ ہے کہ اسی یورپ اور امریکہ کی خواتین دھڑا دھڑ مسلمان ہو رہی ہیں اور اسلام قبول کرنے والے ہر پانچ افراد میں سے چار عورتیں ہوتی ہیں۔

چنانچہ شارعِ اسلام کی طرف یورپی خواتین کی تیز روی کا عالم یہ ہے کہ جرمنی میں صرف ایک سال کے عرصے میں بارہ ہزار خواتین نے اسلام قبول کر لیا ہے اور انہوں نے "اخواتِ محمدؐ" (Sisters of Mohammad) نامی ایک تنظیم بھی قائم کر لی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس تنظیم کے پابندی سے ہفتہ وار اجتماعات ہوتے ہیں۔ ایک ہفتہ وار "میگزین" شائع ہوتا ہے اور دعوت و تبلیغ کی سرگرمیاں زور شور سے جاری ہیں...... جرمنی میں نومسلم خواتین کی تعداد کم از کم پچاس ہزار ہے۔

اسی طرح برطانیہ میں بھی خواتین میں قبول اسلام کا تناسب حیرت انگیز ہے اور وہاں نومسلم خواتین کی تعداد پچیس تیس ہزار سے کم نہیں ہے۔ ان میں ہر طبقۂ فکر کی خواتین شامل ہیں۔ یعنی ڈاکٹرز بھی ہیں' یونیورسٹی اور کالجوں کی لیکچرار بھی' قانون دان بھی اور پروفیشنل بھی...... ان میں شادی شدہ بھی ہیں اور غیر شادی شدہ بھی...... اور یہ صورت صرف جرمنی یا برطانیہ تک محدود نہیں ، امریکہ' فرانس' ہالینڈ' ناروے اور سویڈن وغیرہ سب ممالک میں اسلام خواتین کے اندر مقبول ہو رہا ہے اور خاص بات یہ ہے کہ اسلام قبول کرتے ہی یہ خواتین باحجاب' ساتر لباس اختیار کر لیتی ہیں اور اسلامی شعار کی پابند ہو جاتی ہیں...... اور حالانکہ وہاں ملازمت کے حوالے سے ان خواتین کو تعصب اور مزاحمت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور کئی طرح کی دیگر مشکلات بھی ہیں' لیکن اس کے باوجود ذہین' سمجھدار خواتین اسلام کی طرف ذوق و شوق کے ساتھ لپک رہی ہیں اور ان کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔

یہ جاننے کے لیے کہ اس حیرت انگیز عمل کا سبب کیا ہے ہمیں یورپین تہذیب اور معاشرت پر ایک نظر دوڑانی ہوگی۔ حالت یہ ہے کہ اگرچہ یورپ میں خواتین کی آزادی اور حقوق کا بڑا چرچا ہے اور اس سلسلے میں بڑے ہی بلند بانگ دعوے کیے جاتے ہیں' لیکن ان دعووں کے پردے میں دراصل وہاں کے عیار اور شقی القلب مردوں نے عورتوں کا بدترین استحصال کیا ہے اور آج یورپ میں اگرچہ خاندانی زندگی تباہ ہو جانے کی وجہ سے بچوں اور بوڑھوں کا بھی کوئی پرسان حال نہیں' لیکن جس طبقے پر تاریخ کا بدترین ظلم ہو رہا ہے وہ عورتوں کا طبقہ ہے۔ یخ بستہ موسم میں مرد خود تو تھری پیس سوٹ پہنتا ہے' مگر عورت کو مجبور کرتا ہے کہ وہ شدید سردی میں بھی اپنی ٹانگیں ننگی رکھے اور نیم عریاں لباس میں اس کی ہوس ناک نظروں کی تسکین کرتی رہے۔ لڑکی سترہ سال کی عمر کو پہنچتی ہے تو اسے گھر سے زبردستی نکال دیا جاتا ہے کہ جاؤ خود کماؤ اور کھاؤ اور وہ بے چاری گویا زمانے بھر کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھوکروں کی زد میں آجاتی ہے...... اور ایک وقت میں کئی کئی مردوں کے ہاتھ میں کھلونا بنی رہتی ہے۔ دفتر میں ملازمت کرتی ہے تو مردوں کے برابر کام کرنے کے باوجود ان سے کم تنخواہ پاتی ہے۔ مرد یا خاوند پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی لیکن پھر بھی اپنے بوائے فرینڈ یا شوہر سے بُری طرح پٹتی ہے حتیٰ کہ بعض اوقات اس کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں...... اس کے باوجود جونہی اس کی جوانی ڈھلتی ہے' حسن و دلکشی ماند پڑتی ہے' اس کا خاوند اسے چھوڑ کر کم عمر لڑکیوں سے دوستی استوار کر لیتا ہے۔ یہی طرزِ عمل ملازمت کے معاملے میں اختیار کیا جاتا ہے۔ یعنی جب تک کسی عورت کی جسمانی کشش برقرار رہتی ہے' اسے ملازمت ملتی ہے اور جونہی وہ کہولت کی عمر کو پہنچتی ہے' اسے بری طرح نظر انداز کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اندازہ کیجئے کہ ایک سروے کے مطابق یورپ اور امریکہ میں پینتیس سال سے زائد کی ہر عورت ذہنی تناؤ یا ڈیپریشن کا شکار ہے اور امریکہ میں تو اس سبب سے ہر سال کم از کم ستر ہزار عورتیں برین ہیمرج سے یکایک مر جاتی ہیں۔ (دیکھئے اسی کتاب کے آخر میں ایک باب "یورپ میں خواتین کی حالتِ زار")

چنانچہ یورپ میں مردوں کی خود غرضی' تنگ دلی بلکہ کمینگی کا یہ عالم ہے کہ باقاعدہ شادیوں کا رجحان خطرناک حد تک کم ہوتا جا رہا ہے۔ مرد گھر بسا کر شوہر اور باپ کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں ادا نہیں کرتا۔ وہ عورت کو عیش و نشاط کا ایک ذریعہ تو بنانا چاہتا ہے مگر بچوں کی پرورش و خبر گیری سے انکار کرتا ہے اور یہ ذمہ داری صرف بے چاری عورت پر آپڑتی ہے جو ملازمت بھی کرتی ہے' بچوں کو بھی پالتی ہے اور مردوں کے ظلم و ستم بھی سہتی ہے...... چنانچہ یورپ میں خواتین کی اکثریت بددل ہو کر شادی کی کھکھیڑ ہی میں نہیں پڑتی اور طرح طرح کے مسائل و مشکلات سے گھبرا کر شراب اور منشیات میں پناہ لیتی ہے۔ لیکن ذہنی سکون انہیں کہیں نہیں ملتا۔ اور خوبصورت لباس' دلکش مسکراہٹ اور دنیا جہاں کی آسائشوں کے ہوتے ہوئے بھی ان کی زندگی جہنم زار بنی رہتی ہے۔

عملی مصائب اور ذہنی عذاب کے اس صحرائے بے اماں میں یورپ کی عورت پناہ اور سکون کی تلاش میں ہے۔ یہ سکون نہ اسے شراب اور نشے میں ملتا ہے نہ چرچ کی بے روح فضا میں...... لیکن قدرتِ خداوندی کو اس کی مظلومیت پر رحم آگیا ہے اور جو خواتین ظلم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ عصرِ رواں کے ان گھٹا ٹوپ اندھیروں سے سنجیدگی سے نجات چاہتی ہیں اور اس کے لیے تگ و دو بھی کر رہی ہیں' ان کے لیے اسلام کی کھڑکی کھل گئی ہے۔ یہ کھڑکی انہیں روشنی بھی فراہم کر رہی ہے اور تازہ ہوا بھی..... اور امید کرنی چاہیے کہ ان کی خوش بختی سے متاثر ہو کر یورپ کی لاتعداد خواتین جوق در جوق اس روشنی کی طرف لپکیں گی۔

میں نے اس کتاب میں ایسی ہی اکا دکا خوش نصیب خواتین کے تذکرے محفوظ کر دیے ہیں۔ توقع ہے کہ یہ تذکرہ خصوصاً خواتین اور طالبات کے حلقے میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جائے گا اور مفید نتائج مرتب کرے گا۔

اس کتاب کے بیشتر مضامین میں نے انگریزی کی مختلف کتب اور رسائل سے ترجمہ کیے ہیں۔ چند مضامین مختلف رسائل و اخبارات سے اخذ کیے ہیں اور ہر مضمون کے ساتھ مکمل حوالہ دے دیا ہے۔ میں ان کتابوں کے مؤلفین' مضامین کے مصنفین اور انٹرویو نگار حضرات خصوصاً ملک احمد سرور صاحب (مدیر ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ' لاہور) کا تہِ دل سے شکر گزار ہوں۔

کتب اور مضامین کی فراہمی کے سلسلے میں بعض احباب نے میرے ساتھ خصوصی تعاون فرمایا۔ ان میں ڈاکٹر بشیر اختر صاحب (اسلام آباد)' شاہد محمود انور (مکہ مکرمہ)' ملک احمد سرور صاحب' محترمی ابرار احمد صاحب' برادرم اعجاز الرحمٰن چودھری صاحب (منصورہ لاہور) پروفیسر سید وقار علی کاری صاحب (پنجاب یونیورسٹی) شامل ہیں۔ میں ان سب حضرات کا تہِ دل سے ممنون ہوں۔ میں جسٹس غلام علی مرحوم کی نواسی سلمیٰ حمیرا (ایم اے انگلش) اور اپنی لائق بھتیجی ام سلمیٰ (ایم اے اسلامیات دختر پروفیسر محمد اسلم اپل صاحب) کا بھی شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اول الذکر نے مجھے دو مضامین اردو میں ترجمہ کر دیے جبکہ ام سلمیٰ نے پروف ریڈنگ میں میری مدد کی..... میرے بیٹے حافظ بلال فاروق نے بھی کتاب کی پروف ریڈنگ کا مشکل فریضہ انجام دیا۔ میں اس کے لیے بھی دعا گو ہوں۔

میں معروف نومسلم مصنفہ محترمہ مریم جمیلہ صاحبہ کا تہِ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کے حوالے سے گہری دلچسپی کا اظہار فرمایا اور انگریزی میں اس کا دیباچہ بھی رقم فرمایا۔ میں محترمہ بشریٰ رحمان اور محترمہ سلمیٰ یاسمین نجمی صاحبہ کا بھی سپاس گزار ہوں کہ انہوں نے اس موضوع کو پسند کیا اور کتاب پر تقاریظ لکھیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشاعتِ چہارم......عرضِ مؤلف

اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اس کتاب کو غیر معمولی مقبولیت عطا فرمائی' یعنی بغیر کسی پبلسٹی کے اس کا چوتھا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے اور قارئین کے حلقے میں اس کی مانگ بدستور باقی ہے۔ حیدر آباد سندھ کے مشہور مصنف اور ناشر حافظ محمد موسیٰ بھٹو صاحب نے اس کا سندھی زبان میں ترجمہ کرا کے شائع کر دیا۔ سوات کے ایک ادیب اور مصنف نے اس کا پشتو میں بھی ترجمہ کر دیا ہے۔

کتاب کا موجودہ ایڈیشن جدید کمپوزنگ کے ساتھ نئے اہتمام میں شائع ہو رہا ہے۔ پچھلے ایڈیشن میں پانچ مضامین کمزور محسوس ہو رہے تھے، انہیں حالیہ اشاعت سے خارج کر کے ان کی جگہ پانچ نئے مضامین شامل کیے جا رہے ہیں۔ خارج کیے جانے والے مضامین میں جمائما خان، کیتھرین بلاک' شریفہ' سوئی رولڈا اور مریم العمار ہیں جبکہ ان کی جگہ ڈاکٹر ثریا کلا، امینہ تھامس، مادام لاوزیئے کریہ برنس اور ڈاکٹر این ریڈلی کے خود نوشت حالات شامل کیے گئے ہیں۔ امید ہے قارئین خصوصاً خواتین عظام اس تبدیلی کو پسند فرمائیں گی۔

میں اس کتاب کے نئے ناشر عزیز گرامی جمال الدین افغانی کا شکر گزار ہوں کہ وہ اسے نئے گٹ اپ کے ساتھ خصوصی اہتمام سے شائع کر رہے ہیں۔ میں ان کے ادارے کی ترقی و خوشحالی کے لیے دعا گو ہوں۔

دعاؤں کی درخواست کے ساتھ

عبدالغنی فاروق

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزیمت کی چٹانیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمہ آمنہ

(امریکہ)

قبول اسلام کی یہ روح پرور سرگزشت ماہنامہ "حکایت" لاہور کے شمارہ فروری' مارچ ۱۹۸۰ء میں شائع ہوئی تھی اور اسے ستار طاہر مرحوم نے مرتب کیا تھا۔ میں نے پہلے حصے کی تلخیص کی ہے جبکہ واحد متکلم والا دوسرا حصہ بعینہٖ جناب ستار طاہر صاحب کے الفاظ میں ہے: (بشکریہ مدیر حکایت اور مترجم)

محترمہ آمنہ پچاس سالہ سیاہ فام امریکی خاتون ہیں جو اپنی سماجی خدمات کی وجہ سے عالمگیر شہرت رکھتی ہیں۔ ۱۹۸۰ء میں ان کے بارے میں جو کتاب شائع ہوئی اس کے مطابق ساڑھے تین سو افراد نے ان کی ترغیب سے منشیات سے توبہ کی تھی اور ایک مرد و زن نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

قابل ذکر امر یہ ہے کہ "شکاگو ٹائمز" سے وابستہ زبردست صلاحیتوں کی حامل یہ صحافی خاتون جسمانی اعتبار سے معذور ہے۔ وہ شکاگو کے سلم (SLUM) نامی حبشیوں کے ایک ایسے محلے میں پیدا ہوئی جو غلاظت' جرائم' منشیات اور غربت و افلاس کا گڑھ تھا۔ اس کا پیدائشی نام سنتھیا (SYNTHIA) تھا اور اس کا باپ بھی اکثر حبشیوں کی طرح آوارہ منش' نشہ باز اور جرائم پیشہ آدمی تھا اور اس کی ماں ہی سفید فاموں کے گھروں میں مزدوری کر کے گھر کا خرچ چلایا کرتی تھی۔ باپ کی بے پروائی اور سنگ دلی کی وجہ سے وہ بہت بچپن میں پولیو کا شکار ہو گئی مگر وہ غیر معمولی ذہنی صلاحیتوں کی مالک تھی۔ پانچ سال کی عمر میں اس کی ماں ایک سستی سی پہیوں والی کرسی خرید لائی اور اسے ایک سکول میں چھوڑ آئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سنتھیا نے جب سے بولنا شروع کیا تھا وہ بار بار کہا کرتی تھی میں سکول جاؤں گی...... میں سکول جاؤں گی۔

سنتھیا بڑی سمجھدار اور ذہین بچی تھی۔ وہ اپنی کرسی کو گھسیٹتی ہوئی سکول چلی جاتی اور کتابیں پڑھتی رہتی۔ اس کے اساتذہ اس کی ذہانت سے بہت متاثر تھے۔ وہ بڑی صابر اور باہمت بچی تھی۔ وہ کسی احساسِ کمتری میں مبتلا نہ ہوئی۔ دوسرے بچوں کو بھاگتے دوڑتے دیکھ کر وہ اپنی معذوری پر کبھی آنسو بہاتی نہ پریشان ہوتی اور سر جھکائے بڑے اطمینان اور یکسوئی سے مطالعہ کرتی رہتی۔ اس نے اسکول میں اپنی ذہانت کی دھاک بٹھا دی تھی۔ اسے ہر سال انعام ملا کرتا تھا۔ وقت گزرتا گیا اور سنتھیا سترہ سال کی ہو گئی۔ اس نے اسکول کی تعلیم مکمل کر لی تھی اور اب یونیورسٹی میں داخلہ لینا تھا۔ چونکہ اس کی اعلیٰ تعلیمی کارکردگی اور ذہانت سے سبھی متاثر تھے' اس لیے اسے وظیفہ مل گیا اور پانچ برس تک یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرتی رہی اور اعزاز کے ساتھ اسے مکمل کیا اور ایک مقامی اخبار "شکاگو نیوز" میں اسے ملازمت بھی مل گئی۔

یہی وہ زمانہ تھا جب سنتھیا امریکہ کے مشہور سیاہ فام رہنما میلکم ایکس کے کردار سے متعارف ہوئی۔ موصوف مشہور و معروف جرائم پیشہ اور منشیات فروش حبشی تھا۔ وہ بے شمار سنگین وارداتوں میں ملوث تھا اور زندگی کا بڑا حصہ جیلوں میں گزار چکا تھا۔ پھر خدا کا کرنا یہ ہوا کہ میلکم مسلمان ہو گیا اور نہ صرف اس کی اپنی زندگی میں زبردست انقلاب آ گیا اور وہ ایک صالح پاکباز انسان بن گیا بلکہ اس کی تبلیغ و ترغیب سے ہزاروں سیاہ فام لوگوں کی زندگیاں بدل گئیں۔ اس نے سینکڑوں ایسے رضاکار تیار کیے جو خاص طور پر حبشیوں کو راہِ راست پر لانے اور ان کو نشے سے نجات دلانے کے لئے دن رات کوشاں رہتے تھے۔ یہ ایک نئی تحریک تھی۔ ایک نیا انقلاب تھا۔ جو آہستہ آہستہ امریکہ کے حبشیوں میں آ رہا تھا اور جو انہیں وقار سے زندہ رہنا سکھا رہا تھا۔ سنتھیا میلکم ایکس کی زندگی کے دونوں پہلوؤں سے واقف تھی' اس لیے اس کے دل و دماغ نے مذہب اسلام سے بھی گہرا اثر قبول کیا تھا اور چونکہ وہ مطالعے کی رسیا تھی اس لیے اس نے اسلام کے بارے میں بہت کچھ پڑھ ڈالا اور اسے اپنے تصورات اور انسانی فطرت کے عین مطابق پایا تو اسے قبول

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزرتی تو ایک روز جب کہ حسب معمول اس کا والد شراب کے نشے میں دھت اس کی ماں کی پٹائی کرنے والا تھا اس نے اپنے باپ کو سمجھانا شروع کر دیا اور ماں کو صبر کی تلقین کرنے لگی اور گفتگو کی تیزی میں انہیں بتا دیا کہ وہ اسلام قبول کر چکی ہے۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا اسے خود سنئیا بلکہ آمنہ کی زبانی سنئے۔

میرے والدین کے لئے "مسلمان" کا لفظ اجنبی بھی نہ تھا۔ میں نہیں جانتی کہ اسلام اور اسلام کے پیروکاروں کے بارے میں امریکیوں کا رویہ بلا رنگ و نسل کیوں معاندانہ اور مخالفانہ ہے۔ میری زبان سے یہ سننے کے بعد کہ میں مسلمان ہو چکی ہوں، میرے والدین کو بے حد تعجب ہوا۔ خاص طور پر میری ماں کو بے پناہ صدمہ ہوا۔ اس کا یہ ردعمل عجب بہت پریشان کن تھا۔ میں اسے ایک مظلوم عورت سمجھتی تھی۔ میرا خیال تھا کہ وہ میرے مسلمان ہونے پر زیادہ واویلا نہ کرے گی، مگر ہوا اس کے برعکس، میرے والد کے چہرے پر نفرت، حقارت اور استہزا کے ساتھ ساتھ بے پروائی کی جھلک بھی دکھائی دے رہی تھی اور میری ماں مسلسل بولتی جا رہی تھی۔ آج جب وہ منظر مجھے یاد آتا ہے تو میں بے اختیار مسکرا دیتی ہوں، لیکن اس وقت میرا ردعمل کچھ مختلف تھا۔ میں یہ محسوس کرنے لگی تھی کہ میں نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کچھ جلدی کر دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ میرے ایمان میں کوئی کمی تھی بلکہ یہ کہ میں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ جب تک میں مسلمانوں کے پورے طور و اطوار، باطنی اور ظاہری طور پر اپنا نہیں لیتی جب تک اسلام لانے کا اعلان نہ کروں گی۔ مگر اس لمحے میں خاصی جذباتی ہو گئی تھی۔ اپنے مسلمان ہونے کا ذکر بڑے جوش اور جذبے سے کر دیا۔ میرے والد بڑبڑاتے ہوئے باہر چلے گئے۔ میری والدہ مجھے سمجھانے لگیں۔

"ممی!" میں نے کہا: "جو ہونا تھا ہو چکا ہے، میں جو قدم آگے بڑھا چکی ہوں وہ پیچھے نہیں ہٹا سکتی"۔ میری ماں نے اور زیادہ شدت سے مجھے سمجھانا بجھانا شروع کر دیا۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ اپنا وقت بلا وجہ ضائع کر رہی ہیں۔ میں مسلمان ہو چکی ہوں اور اب نہیں ہو سکتا۔ میری والدہ نے سوچا شاید میں ضد کر رہی ہوں یا جذباتی ہو گئی ہوں۔ انہوں نے اپنا طویل لیکچر ادھورا چھوڑا اور مجھے اکیلا چھوڑ کر چلی گئیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مسلمان کیوں ہوئی؟

یہ بات مجھ سے کئی لوگوں نے پوچھی ہے اور میں کئی بار جواب دے چکی ہوں۔ اس کے باوجود میں سمجھتی ہوں کہ مجھے اس سوال کا جواب بڑے سکون اور اطمینان سے دینا چاہئے۔ میرے گھریلو حالات' امریکہ میں حبشیوں کی مجموعی حالت سے زیادہ میری معذوری اور اپاہج پن نے مجھے اسلام کی طرف راغب کیا۔ اس کی تفصیل بھی سن لیں۔ ایک اخبار میں کام کرنے کی وجہ سے میں برابر میلکم ایکس اور مسلمان ہونے والے حبشیوں کی اصلاحی تحریک کے بارے میں پڑھتی تھی۔ چونکہ پولیو کی وجہ سے میں معذور اور اپاہج ہو چکی تھی اور سوائے مطالعہ کے میرا اور کوئی شغل نہ تھا اس لئے مجھ میں غور و فکر کی عادت بہت بڑھ گئی تھی۔ جب میں پڑھتی کہ میلکم ایکس اور اس کے رضا کار ساتھی لوگوں سے منشیات کی عادت چھڑانے میں کامیاب ہو رہے ہیں تو مجھے بڑی حیرت ہوتی۔ میں سمجھتی یہ صرف ایک خبر ہے جس میں صداقت نہیں ہے۔ لیکن پھر میں سوچتی کہ یہ خبر کس طرح جھوٹی ہو سکتی ہے اور کس حد تک جھوٹی ہو سکتی ہے؟

میرے پاس میرے اپنے اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا مگر اس زمانے میں میں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ مجھے اسلام کے بارے میں کچھ پڑھنا چاہئے۔ میں نے کچھ کتابیں حاصل کیں اور پڑھنے لگی۔ اسلام کے بارے میں ان کتابوں نے مجھے خاصا متاثر کیا۔ جب میں نے یہ کتابیں پڑھ لیں تو میرے دل میں قرآن پڑھنے کا خیال پیدا ہوا اور میں نے انگریزی میں ترجمہ قرآن کا ایک نسخہ حاصل کر لیا۔ قرآن پاک کے اس ترجمے نے مجھے عجیب طرح کا روحانی سرور بخشا جسے میں بیان نہیں کر سکتی۔ آج میں سمجھتی ہوں کہ اگر کوئی بھی شخص دلچسپی' انہماک اور لگن سے قرآن پاک کا مطالعہ کرے تو وہ اس مقدس کتاب کی حقانیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

قرآن پاک کے مطالعے نے مجھے کئی دن بے چین رکھا۔ میرے دل میں ایک عجیب طرح کا جذباتی مد و جزر پیدا ہو گیا تھا۔ جی چاہتا تھا کہ اب میلکم ایکس سے ملوں مگر وہ اس شہر سے بہت دور تھے۔ میں نے اخبار کے ذریعے سے پتہ چلایا کہ یہاں ہمارے شہر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں کوئی ایسا شخص ہے جو مسلمانوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس کا پتہ مجھے جلد ہی مل گیا۔ میں نے اس شخص محمد یوسف کو فون کیا اور اس سے ملاقات کے لئے وقت مانگا۔ دوسری طرف سے مجھے بڑی ہمدرد اور نرم آواز سنائی دی۔ محمد یوسف نے مجھے کہا کہ میں جس وقت چاہوں اسے مل سکتی ہوں۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں کل بعد دوپہر ان سے ملوں گی۔ وقت طے ہو جانے کے بعد میں نے اطمینان کا سانس لیا۔

جب میں اگلے دن محمد یوسف سے ملنے گئی تو وہ مجھے دیکھ کر کچھ پریشان ہو گئے۔ میں نے ان کی پریشانی کے سبب کو بھانپ لیا۔ وہ کسی صحت مند اور توانا لڑکی سے ملنے کی توقع رکھتے تھے۔ جب انہیں وہیل چیئر میں بیٹھی' حرکت سے معذور مجھ جیسی لڑکی دکھائی دی تو وہ کچھ پریشان سے ہو گئے۔ مگر میری مسکراہٹ اور خوشدلی نے ان کی پریشانی کو جلد ہی ختم کر دیا۔

محمد یوسف میری ہی طرح تھے۔ حبشی...... کبھی ان کا نام جانی جیکسن تھا۔ اب وہ محمد یوسف جیسے خوبصورت نام کے مالک تھے۔ وہ اس شہر کے مسلمانوں کے سربراہ یا امام تھے۔ وہی مسجد میں نماز پڑھاتے تھے۔ اور وہی قرآنی تعلیمات کا درس دیتے تھے۔ وہ ہمدردی بھرے لہجے میں مجھ سے میرے بارے میں گفتگو کرتے رہے۔ باتوں باتوں میں بڑے غیر محسوس انداز میں انہوں نے مجھ سے میرے اور میرے کنبے کے بارے میں سب معلومات حاصل کر لیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ وہ مسلمان کیوں ہوئے تھے؟

محمد یوسف مسکرا دیئے۔ پھر انہوں نے دھیمے سے بڑے میٹھے لہجے میں جواب دیا: "میں اس لئے مسلمان ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ مرضی تھی کہ وہ مجھے سیدھا راستہ دکھائے"۔ ان کا وہ جواب میں آج تک نہیں بھولی ہوں اور زندگی بھر نہ بھول سکوں گی کیونکہ میں بھی یہی سمجھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ جس انسان کو سیدھے راستے پر لانا چاہتا ہے اس کے دل میں اسلام کے لئے محبت پیدا کر دیتا ہے۔

محمد یوسف نے مجھے بتایا کہ وہ بھی حبشیوں کے غریب اور نادار علاقے میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے بچپن غربت اور افلاس میں گزارا۔ بڑے ہوئے تو وہ ایک ایسے ہوٹل میں ملازم ہو گئے جہاں انہیں برتن مانجھنے کے لئے رکھا گیا تھا مگر ان سے ضروری کام اور بھی لیا جاتا تھا۔ انہیں کچھ پیکٹ دیئے جاتے کہ وہ انہیں کسی جگہ پہنچا آئیں۔ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام کے عوض انہیں انعام میں ایک آدھ ڈالر مل جایا کرتا تھا۔ ایک دن ان کے جی میں آئی کہ اس پیکٹ کو کھول کر دیکھنا چاہیے۔ جب انہوں نے کھول کر دیکھا تو اس میں سے انہیں حشیش ملی۔ انہوں نے یہ حشیش مہنگے داموں بیچ دی اور ہوٹل واپس نہ گئے۔ مگر ہوٹل کی انتظامیہ نے انہیں ڈھونڈ نکالا۔ پیکٹ مانگا اور جب پیکٹ نہ ملا تو ان کی خوب پٹائی کی۔ وہ کئی دن بستر سے نہ اٹھ سکے۔ اس واقعہ کے بعد وہ گناہوں کی دنیا میں پہنچ گئے۔ تمیں برس کی عمر تک انہوں نے ہر بُرا کام کیا۔ عورتوں کی دلالی کرتے، قحبہ خانوں کی نگرانی کا فرض انجام دیتے۔ ہیروئین اور دوسری منشیات کا خفیہ دھندہ کرتے کرتے خود بھی ان منشیات کے عادی ہو گئے۔ انہیں کئی بار سزا ہو چکی تھی مگر وہ سزا کے خوف سے بے نیاز ہو چکے تھے۔ ایک بار جب وہ جیل میں تھے تو کچھ لوگ ان سے ملنے آئے۔ یہ رضا کار مسلمان تھے جو قیدیوں میں اسلام کی تبلیغ کر رہے تھے۔ ان کی تبلیغ سے محمد یوسف بے حد متاثر ہوئے اور ان کا جی چاہنے لگا کہ وہ باعزت اور بے فکر زندگی بسر کریں۔ جب وہ جیل سے رہا ہوئے تو خاصے پڑھ لکھ چکے تھے مگر انہیں زندہ رہنے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا تھا۔ وہ کچھ بھی نہ جانتے تھے، اس لئے انہوں نے یہی سوچا کہ اب پھر انہیں جرم کی زندگی بسر کر کے ہی اپنا پیٹ پالنا پڑے گا۔ وہی رضا کار جنہوں نے جیل میں ان کے خیالات کو تبدیل کرنے کی کوشش کی تھی وہ ان سے ملے۔ انہوں نے ان کے لئے روزگار کا بندوبست کیا۔ کچھ نقد رقم دی تاکہ جب تک انہیں تنخواہ نہیں ملتی وہ اس رقم سے گزر اوقات کریں۔ وہ انہیں اپنے ساتھ رکھتے۔ یوں محمد یوسف جو کبھی جانی بلیکڈن تھے' مسلمان ہو گئے۔

اسلام کے ساتھ ان کی شیفتگی کا یہ عالم تھا کہ ایک برس میں انہوں نے کلام مجید عربی میں پڑھ لیا۔ اس راہ میں انہیں بہت سی دقتیں اور پریشانیاں پیش آئیں' مگر وہ کسی پریشانی سے نہ گھبرائے۔ قرآن مجید کی تعلیم کے بعد وہ اسلامی توحید اور طرز زیست کو اپنانے میں کامیاب ہو گئے۔ چار سال کے بعد انہیں اس علاقے میں مسلمانوں کا امام مقرر کر دیا گیا۔ امام بننے کے بعد انہوں نے اپنی تگ و دو سے زمین کے لئے چندہ جمع کیا اور وہاں ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر کرا دی۔ اس مسجد کی تعمیر میں خود انہوں نے اور دوسرے مسلمانوں نے حصہ لیا تھا۔ وہ خود مزدوری کرتے اور اس کا معاوضہ نہ لیتے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں محمد یوسف کی زندگی اور ان کی باتوں سے بے حد متاثر ہوئی اور ان سے کہا کہ مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔ محمد یوسف صاحب نے پہلی بار مجھے بھرپور نظروں سے دیکھا بولے..... "خدا مبارک کرے مگر مسلمان ہونا بہت مشکل ہے"۔

"میں ہر مشکل پر قابو پالوں گی"۔

"الحمدللہ".....انہوں نے کہا: "کیا تمہیں کلمہ اور نماز آتی ہے؟"

میں نے نفی میں سر ہلایا تو انہوں نے مجھے ایک چھوٹی سی کتاب دی۔ اس میں رومن رسم الخط میں کلمہ اور نماز لکھی ہوئی تھی۔ کہنے لگے: "اسے یاد کرلو اور اگر ہو سکے تو سہ پہر کو میرے پاس تھوڑی دیر کے لئے آجایا کرو۔" میں نے چند دنوں میں نہ صرف کلمہ اور نماز یاد کرلی بلکہ ان کے معنی بھی سمجھ لئے۔ اس دوران میں محمد یوسف سے بھی ملتی رہی اور ان سے دین اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرتی رہی۔

جمعہ کا دن تھا۔ مسجد میں تمام مسلمانوں کے سامنے میں نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگئی۔ میرا نام آمنہ رکھ دیا گیا۔ مسلمان ہونے کے بعد میں نے پہلا کام یہ کیا کہ کھانے کے ساتھ تھوڑی بہت شراب پینے کی جو عادت تھی اسے ترک کردیا۔ میں سگریٹ بھی پی لیا کرتی تھی یہ بھی چھوڑ دیئے اور مسلمان عورتوں جیسا لباس سلنے کے لئے دے دیا۔ میں سمجھتی تھی کہ جب میں مسلمان عورتوں کی طرح لمبے چغے میں اپنا جسم چھپاؤں گی اور سر کو بھی ڈھانپوں گی تو وہیل چیئر میں بیٹھی ہوئی خاصی مضحکہ خیز دکھائی دوں گی۔ میں نے ہر خطرہ اور مشکل کا سامنا کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ جب میں پہلی بار مسلمان عورتوں کا لباس پہن کر گھر سے نکلی تو میری ماں نے حیرت سے دیکھا۔

"سنتھیا! یہ کیا پہن رکھا ہے تم نے؟"

اس کے چہرے پر طنز تھا۔ میرے والد نے بھی جو رات بھر شراب پینے کے بعد اب کرسی پر بیٹھے اونگھ رہے تھے اپنی سرخ آنکھیں کھول کر مجھے دیکھا اور قہقہہ لگایا۔

"ممی" میں نے کہا "یاد رکھئے میرا نام آمنہ ہے سنتھیا نہیں"۔

"آ.....منہ.....کیا نام ہوا یہ بھلا؟" ماں نے کہا....."لڑکی تیرا دماغ تو نہیں چل گیا؟"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے اپنی والدہ کو سمجھانے کی کوشش کی کہ میں انہیں بتا چکی ہوں کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور اب میں مسلمانوں کی طرح باقاعدہ زندگی کا آغاز کر رہی ہوں۔ ''تمہاری جگہ جہنم میں ہے تم نے......'' اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتی میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا'' ممی آپ کو میرے معاملات میں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی بات کرنی ہے تو جب میں دفتر سے آؤں گی تو کر لینا۔ اس وقت مجھے دیر ہو رہی ہے''۔

میں وہیل چیئر کو دھکیلتی ہوئی باہر نکل گئی۔ حبشیوں کی اس گندی بستی میں جس کسی نے مجھے اس لباس میں دیکھا وہ پہلے تو حیران ہوا پھر مذاق اڑانے لگا۔ مگر میں نے کسی کی ایک نہ سنی اور اپنی راہ چلتی رہی۔ جب میں اخبار کے دفتر پہنچی تو وہاں بھی شدید ردعمل پیدا ہوا۔ بہت سے لوگ میرے اردگرد جمع ہو گئے۔ جب میں نے انہیں بتایا کہ میں مسلمان ہو گئی ہوں اور مسلمان عورتیں ایسا ہی لباس پہنتی ہیں تو بعض لوگوں نے خاموشی اختیار کی اور بعض لوگ بڑبڑاتے ہوئے چلے گئے۔ اتفاق سے اس روز تنخواہ کا دن تھا۔ تنخواہ ملی تو میں نے اس کا ایک چوتھائی حصہ اپنے علاقے کی مسجد کے فنڈ میں جمع کرا دیا۔ جب میں گھر لوٹی تو میری والدہ میرا انتظار کر رہی تھی۔ میرے والد بھی گھر پر موجود تھے...... میں تنخواہ کا نصف حصہ اپنی والدہ کو دے دیا کرتی تھی۔ اس رقم سے میرے والد اپنے نشے کے لئے کچھ پیسے اینٹھ لیا کرتے تھے۔ میں نے جب اپنی تنخواہ کی رقم اپنی ماں کو دی تو اس نے حیرت سے مجھے دیکھا اور پوچھا......'' تم نے اس بار دس ڈالر کم دیئے ہیں''۔

'' ہاں اب ہر ماہ آپ کو اتنی ہی رقم ملے گی۔ میں نے اپنی تنخواہ کا ایک چوتھائی مسجد کو دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔'' میری یہ بات سنتے ہی وہ مجھے' مسلمانوں کو اور مسجد کو کوسنے لگی۔ میں نے کوئی جواب دینا مناسب نہ سمجھا اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔ میں بہت دیر تک اپنی والدہ کو بکتے جھکتے سنتی رہی۔ بیچ بیچ میں میرے والد کی آواز بھی سنائی دیتی تھی......'' اب سنتھیا ہمارے ہاتھ سے نکل گئی۔ مسلمانوں نے اس کا دماغ خراب کر دیا ہے۔ ہم نے تو کبھی گرجے کو چندہ نہیں دیا' یہ تنخواہ کا ایک چوتھائی مسجد کو دینے لگی ہے''۔ ...... میرے والد اور والدہ کے نزدیک مسلمان لٹیروں سے کم نہ تھے جو ان کی بیٹی کی کمائی لوٹ کر لے گئے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہستہ آہستہ میں نے اپنی زندگی اسلام کے قوانین و ضوابط کے مطابق ڈھال لی۔ لوگ جو پہلے مجھ پر انگلیاں اٹھاتے تھے مجھ سے بے پروا ہو گئے۔

اور پھر کرسمس کا تہوار آ گیا۔ ہم خواہ کتنے ہی غریب اور بدحال کیوں نہ ہوں کرسمس کو ٹھاٹھ باٹھ سے منانے کا اہتمام ضرور کرتے ہیں۔ کرسمس کے روز شراب پانی کی طرح بہائی جاتی ہے۔ جب میں نے مہمانوں کے ساتھ شراب کے جام کو چھونے سے ہی انکار کر دیا تو ہمارے گھر میں قیامت برپا ہو گئی۔ والد تو صبح سے نشے میں دُھت تھے۔ والدہ بھی دو ایک بار مہمانوں کے ساتھ پی چکی تھی۔ نشے کی حالت میں وہ مجھ پر برسنے لگے۔ مہمان بھی نشے میں تھے وہ بھی جو اُن کے منہ میں آیا بکنے لگے۔

ان سب کی حالت قابلِ رحم تھی۔ میں نے سوچا کہ مجھے اس کمرے سے چلے جانا چاہیے مگر جب میں اپنی وہیل چیئر کو دھکیل کر جا رہی تھی تو ایک مہمان لڑکا اور میرے والد میرے پیچھے لپکے اور وہیل چیئر کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ ''راستہ چھوڑ دیں''..... میں نے کہا..... ''مجھے جانے دیں''۔

''یہ پی لو پھر چلی جانا''۔ لڑکے نے میرے راستے سے ہٹے بغیر شراب کا جام میرے آگے کیا۔

''میں لعنت بھیجتی ہوں اس پر''

میرے منہ پر ایک زوردار طمانچہ لگا جو میرے والد نے مارا تھا۔ میرا سر چکرا گیا۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ مگر میرے والد اور اس لڑکے میں تو جیسے شیطان کی روح حلول کر گئی تھی۔ وہ مجھے پیٹنے لگے۔ انہوں نے مجھے روئی کی طرح دھنک دیا۔ میں خاموشی سے یہ برداشت کرتی رہی۔ وہ گالیاں بک رہے تھے، نشے میں ان کے منہ سے جھاگ بہہ رہا تھا۔ جب وہ تھک کر بیٹھ گئے تو میں کسی نہ کسی طرح کمرے میں پہنچ گئی۔ اس رات میں نے فیصلہ کیا کہ مجھے کیا کرنا ہے۔

میرا پہلا ردعمل یہ تھا کہ مجھے اپنے امام مسجد محمد یوسف کو ساری بپتا سنانی چاہیے اور پھر یہ گھر چھوڑ دینا چاہیے۔ لیکن جوں جوں میرا غصہ اور جوش ٹھنڈا ہوتا گیا میری سوچ بدلتی گئی۔ میں نے سوچا کہ مجھے اپنی پریشانیاں لے کر محمد یوسف کے پاس نہیں جانا چاہیے ان کا حل خود

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تلاش کرنا چاہئے اور اپنے والدین کے ساتھ ہی رہنا چاہئے۔ ان کا مجھ پر حق ہے اور میرا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ میں ان کی زندگی بدلنے کی کوشش کروں۔ چنانچہ اس روز میں نے ایک اہم فیصلہ کیا اور اگلے روز میں نے اپنے اس فیصلے سے امام مسجد محمد یوسف کو مطلع کر دیا۔

میں نے اخبار کی ملازمت چھوڑ دی اور رضا کار بن گئی۔ مجھے معمولی گزارہ الاؤنس ملنے لگا۔ جب میرے والدین کو میرے اس فیصلے کا علم ہوا تو بہت سٹپٹائے۔ وہ یہ سوچ ہی نہ سکتے تھے کہ میں اچھی بھلی ملازمت چھوڑ دوں گی۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ فکر نہ کریں ان کو ان کا حصہ ملتا رہے گا۔ میں اخباروں کے لئے لکھوں گی اور جو معاوضہ مجھے وہاں سے ملے گا وہ میں ان کو دے دیا کروں گی۔ میری اس نئی زندگی کا آغاز اس وقت ہوا جب میں مسلمان رضا کار بن گئی۔

محمد یوسف نے مجھے بہت سی ہدایات دیں اور جس کام کے لئے مجھے چنا گیا تھا اس راہ کے خطرات سے آگاہ کیا۔ مجھے خود بھی اندازہ تھا کہ یہ راستہ پرخطر ہے مگر اسلام نے مجھے حوصلہ بخشا۔ اس کی وجہ سے میں کسی خطرے کو خاطر میں نہ لا رہی تھی۔ میں جیلوں میں جانے لگی۔ وہاں میں قیدیوں سے ملتی ان کے سامنے اسلام کی عظمت بیان کرتی۔ ان کو ان کی زندگی کے گھناؤنے پہلو دکھا کر بہتر زندگی بسر کرنے کا مشورہ دیتی۔ کچھ قیدی وقت کاٹنے کے لئے میری باتوں کو توجہ سے سنتے۔ کچھ میرا مذاق اڑاتے۔ ان میں ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے میری جسمانی معذوری پر بھی قہقہے لگائے' مگر میں مطلق ہراساں نہ ہوئی نہ میری ہمت نے جواب دیا۔

ان قیدیوں میں ایک حبشی قیدی ارنجو بھی تھا۔ اس نے میری باتوں سے خاصا اثر قبول کیا اور ایک دن کہنے لگا...... ''تم بڑی باہمت لڑکی ہو اگر تم واقعی یہ چاہتی ہو کہ برائی کا خاتمہ ہو جائے تو برنارڈو کا خاتمہ کر دو''۔

''برنارڈو کون ہے''؟ میں نے پوچھا۔

برنارڈو اس شہر میں ایک بڑی مافیا فیملی کا سربراہ ہے۔ وہی شخص ہے جو اس شہر میں منشیات کا اجارہ دار ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو لوگوں کو منشیات نہ ملیں اور نہ لوگ ان کے عادی ہی ہوں۔ وہ بڑا خطرناک آدمی ہے...... آج میں جس حالت کو پہنچا ہوں اس کا ذمہ دار بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برنارڈو ہے"۔

"میں برنارڈو سے کیسے مل سکتی ہوں"؟......

اس نے میرے کان میں مجھے برنارڈو کا پتہ بتا دیا۔ جب میں جانے لگی تو ارجنٹو کا لہجہ یکسر بدل گیا تھا۔ وہ ندامت کے ساتھ کہنے لگا...... "مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نے تم سے برنارڈو کا ذکر کیا۔ تم اس سارے واقعے کو بھول جاؤ۔ تم اندازہ نہیں کر سکتی ہو کہ برنارڈو کتنا خطرناک آدمی ہے"۔

"مگر میں اس کو ملنے کا فیصلہ کر چکی ہوں"...... میں نے عزم سے کہا "تم اس سے مل کر کیا کرو گی"؟ اس نے پوچھا۔

"اس کو سیدھا راستہ دکھانے کی کوشش کروں گی"۔

وہ ہنسنے لگا۔ اس کے قہقہے دور تک میرا پیچھا کرتے رہے۔

صبح کا وقت تھا جب میں وقت طے کئے بغیر برنارڈو کے عالیشان گھر کے اندر داخل ہوئی۔ اس گھر کو دیکھ کر کوئی شخص اندازہ نہ کر سکتا تھا کہ اس گھر میں رہنے والا شخص کوئی بہت بڑا مجرم ہے۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" ایک ملازم نے مجھے روک کر پوچھا۔ وہ میرے لباس اور میری وہیل چیئر کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے مسٹر برنارڈو سے ملنا ہے"۔ میں نے کہا۔

"تمہیں......" اس نے قہقہہ لگا کر کہا...... "مسٹر برنارڈو سے ملنا اتنا آسان نہیں"۔

"آخر کیوں"۔ میں نے کہا...... "وہ بھی انسان ہے اور انسان انسانوں سے ملا جلا کرتے ہیں"۔

ہم دونوں میں تکرار ہونے لگی۔ اسی وقت ایک ادھیڑ عمر کا مضبوط جثے والا آدمی ایک کمرے سے باہر نکلا اور غصے سے بولا...... "یہ کیا ہو رہا ہے؟ شور کیوں مچا رکھا ہے؟" ملازم نے اس شخص کے سامنے سر جھکا کر کہا...... "یہ لڑکی آپ سے ملنے پر اصرار کر رہی تھی"۔

"مجھ سے؟" اس نے پوچھا "کیا کام ہے؟"

"میں آپ سے علیحدگی میں بات کرنا چاہتی ہوں"۔ میں نے کہا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برنارڈو نے کچھ تعجب سے میری طرف دیکھا پھر ملازم کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔ جب ملازم چلا گیا تو برنارڈو نے بڑی نخوت سے کہا..... ''میں اس طرح کسی سے ملاقات نہیں کرتا ہوں' تم معذور ہو اس لئے رک گیا ہوں کہو میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں''؟

میں نے اس کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا..... ''مسٹر برنارڈو! کیا واقعی آپ اس معذور لڑکی کے کسی کام آنا چاہتے ہیں''؟

اس نے جواب دینے سے پہلے کچھ سوچا پھر مسکرا کر کہا..... ''ہاں کہو میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں''؟

میں نے پھر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ میں نے محسوس کیا کہ مسٹر برنارڈو کچھ بے چینی محسوس کر رہا ہے۔ وہ میری نظروں سے نظریں چرا رہا تھا۔

''مسٹر برنارڈو!''..... میں نے کہا..... ''اللہ نے آپ کو سب کچھ دیا ہے اب آپ کو ہدایت کی ضرورت ہے' سچی ہدایت کی''۔

''لڑکی..... میں نہیں جانتا تم کون ہو میرا وقت بہت قیمتی ہے۔ دو منٹ میں اپنی بات ختم کرو''۔

میں نے جب بات شروع کی تو برنارڈو کا چہرہ طیش اور غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس نے غصے کو دبا کر کہا..... ''تم پاگل ہو۔ نکل جاؤ یہاں سے' تمہیں کس نے بتایا ہے کہ میں یہ کام کرتا ہوں؟ میں تمہیں اور تم کو یہ بتانے والے کو زندہ نہ چھوڑوں گا''۔

میں نے بڑے اطمینان سے کہا: ''آپ کے اس غصے اور جوش ہی سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ مجھے آپ کے بارے میں جو اطلاع ملی ہے وہ درست ہے''۔

''تم بکتی ہو' چلی جاؤ یہاں سے' مجھے تمہارے اپاہج پن کا خیال آ رہا ہے ورنہ.....''

''میں جانتی ہوں مسٹر برنارڈو آپ بہت طاقتور ہیں۔ سارا شہر آپ کے چنگل میں پھنسا ہوا ہے۔''

''تم چاہتی کیا ہو''؟ برنارڈو نے گرج کر کہا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"میں چاہتی ہوں کہ آپ خلقِ خدا کے فائدے کے لئے اپنا یہ دھندا چھوڑ کر کوئی اور کام کریں اور اگر آپ سے یہ ممکن نہیں تو پھر مجھ معذور لڑکی پر کرم کریں، مجھے ہر روز پانچ منٹ ملاقات کا وقت دے دیا کریں"۔

وہ حیرت سے میرا منہ تکنے لگا۔ پھر اس نے قہقہہ لگایا اور بولا "تم ضد کی پکی ہو..... تم کل پھر آ سکتی ہو اسی وقت"۔

میں وہاں سے نکلی تو بے حد مطمئن تھی۔

برنارڈو اطالوی نژاد تھا۔ دل کا کھلا، اس کو زندگی میں شاید ہی مجھ جیسا کوئی انسان ملا ہو۔ وہ میری ذات میں دلچسپی لینے لگا۔ ایک دن کے بعد دوسرا دن..... وہ مجھے ہر روز بلاتا۔ مجھ سے باتیں کرتا۔ پانچ منٹ کی گفتگو کا دائرہ پھیل کر گھنٹوں تک پہنچ گیا۔ میں اس کے سامنے انسانوں کی بدحالی کا ذکر کرتی۔ منشیات کی تباہ کاریاں بیان کرتی۔ اسلام کی حقانیت کا ذکر کرتی۔ آہستہ آہستہ اس کے خیالات میں لچک پیدا ہونے لگی۔

"آمنہ"..... ایک دن اس نے مجھ سے کہا..... "میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو؟ مسلمان کیا ہوتے ہیں؟ مگر میں ایک بات جان گیا ہوں کہ تم انسان کی نفسیات کو خوب سمجھتی ہو"۔

"اسلام انسانوں کا مذہب ہے 'مکمل دین'"..... میں نے جواب دیا..... "اس لئے اسلام مسلمانوں کو انسانی نفسیات پر گہری نظر رکھنے کی تلقین کرتا ہے"۔

"میں نے محسوس کیا کہ اب جب میں اس سے ملنے جاتی تو وہ کچھ بے چینی محسوس کرنے لگتا ہے۔ اس نے ایک دن مجھ سے کہا..... "آمنہ! واقعی انسان کی زندگی فانی ہے اور انسان کو دنیا میں اچھے کام کرنے چاہئیں، دوسروں کا بھلا سوچنا چاہیے"۔

"الحمدللہ"..... میں نے جواب دیا..... "خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ بات آپ کے ذہن میں آ گئی ہے"۔

چند دنوں بعد برنارڈو نے اپنا دھندہ چھوڑ دیا۔ وہ راہِ راست پر آ گیا۔ اس نے بلا جھجک یہ بات قبول کر لیا کہ وہ مافیا کا رکن ہے۔ اس نے مافیا کے سربستہ رازوں کو کھول کر رکھ دیا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ صدر فورڈ کے عہد صدارت میں برنارڈو کے اس عمل سے امریکہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کتنا تہلکہ مچا تھا۔ برنارڈو نے اخبار نویسوں سے کہا تھا...... ''ایک اپاہج اور چلنے پھرنے سے معذور لڑکی نے مجھے یہ طاقت پرواز بخشی ہے کہ میں نے برائی کی زنجیروں کو توڑ دیا ہے اور کھلی آزاد فضاؤں میں اڑنے کی ہمت اپنے اندر محسوس کر رہا ہوں''۔

اس روز میں بہت روئی تھی جب مجھے خبر ملی کہ برنارڈو کو جیل میں گولی ماردی گئی ہے۔ اس کو مافیا کے آدمیوں نے قتل کر دیا تھا۔ اس کا زندہ رہنا ان کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ وہ ایک ایسا انسان تھا جو راستی کی راہ پر چل نکلا تھا۔ وہ زندہ رہتا تو بڑا مصلح ثابت ہوتا۔

برنارڈو کے تائب ہونے کی وجہ سے مجھے پریس نے بڑی شہرت دی۔ میری تقریریں شائع ہونے لگیں۔ اخباروں اور رسالوں میں میرے انٹرویو شائع ہوئے۔ ٹی وی اور ریڈیو پر مجھے بلایا گیا اور میری خدمات کو بے حد سراہا گیا۔

عالمی ہیوی ویٹ چیمپئن محمد علی مجھ سے ملنے آئے۔ انہوں نے میری بڑی تعریف کی۔ صدر فورڈ نے مجھے وائٹ ہاؤس میں بلایا اور میری تعریف کی۔ اس شہرت اور عزت کے باوجود مجھ میں تکبر پیدا نہیں ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں ہے۔

اسلام نے میری زندگی میں جو انقلاب پیدا کیا میں اسے ساری دنیا میں پھیلا دینا چاہتی ہوں اور اگر یہ میرے بس میں نہیں تو میرے دل میں یہ خواہش ضرور ہے کہ اسلام کی برکات اور فیوض سے امریکہ کے سیاہ فام ضرور فیض یاب ہوں۔

میرے والد شراب سے توبہ کر چکے ہیں۔ وہ ہر نشہ چھوڑ چکے ہیں۔ میری والدہ میری عزت کرتی ہیں۔ اگرچہ انہوں نے اپنا مذہب نہیں چھوڑا مگر ان کی زندگی میں بڑی تبدیلی رونما ہو چکی ہے۔

پچھلے چند برسوں میں میری کوششوں کی وجہ سے ساڑھے تین سو افراد نے منشیات سے توبہ کی ہے اور اکیس مردوں اور عورتوں نے اسلام قبول کیا ہے۔

میں ایک اپاہج عورت ہوں مگر میں اپنے آپ کو اپاہج نہیں سمجھتی کیونکہ میرا ایمان ہے کہ جو شخص مسلمان ہو جائے وہ اپاہج نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا اس کا سہارا بن جاتا ہے...... میری زندگی اسلام کے لئے وقف ہو چکی ہے۔ میں اسلام ہی کے لئے کام کروں گی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی روح سارے انسانوں میں پھونک دینا چاہتی ہوں۔
جب بھی کوئی انسان برائی کا راستہ ترک کرتا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اسلام کی فتح ہوئی ہے۔ تو یہ ہے میری کہانی...... سنتھیا سے آمنہ بننے کی!!

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیتہ حریری (امریکہ)

جنگِ خلیج (۱۹۸۹ء) کے جلد بعد نارتھ کیرولینا (امریکہ) کی چھاؤنی فورٹ بریگ میں مسلمان فوجیوں کی تعداد ایک سو تھی جن میں ایک خاتون آیتہ حریری بھی تھی۔ موصوفہ ان افواج میں شامل تھی جو خلیج کی جنگ میں شریک ہو کر سعودی عرب کے فوجی اڈے دمام میں مقیم رہی تھیں اور وہیں اسے قبولِ اسلام کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ تیس سالہ آیتہ حریری (جس کا عیسوی نام PECK تھا) سٹاف سارجنٹ تھی اور اسے اسلام سے اتنی محبت اور وابستگی تھی کہ وہ ملازمت میں رہتے ہوئے بھی سر پر سکارف اوڑھتی تھی اور ساتر لباس پہنتی تھی اور یہ حق حاصل کرنے کے لئے اس نے قانونی طور پر خاصی تگ و دو کی تھی۔ ان کے قبولِ اسلام کی کہانی انہی کی زبانی سنئے۔

عراق نے کویت پر قبضہ کر لیا اور سعودی عرب کی درخواست پر امریکی فوجیں وہاں پہنچیں تو خوش نصیبی سے میں بھی ان دو سو خواتین میں شامل تھی جو اس فوج کا حصہ تھیں اور دمام چھاؤنی میں تعینات ہوئیں۔ میں وہاں کوارٹر ماسٹر کی خدمات انجام دے رہی تھی۔ ہماری بٹالین پانچ کمپنیوں پر مشتمل تھی جو ایک ہزار فوجیوں پر مشتمل تھی۔ ان میں دو سو خواتین تھیں۔ کوارٹر ماسٹر کی حیثیت سے میری ڈیوٹی فوجیوں کے لیے لباس، غذا اور رسد کا انتظام کرنا تھی اور اس حوالے سے ہمیں مقامی طور پر مختلف اشیا کی خریداری کرنی ہوتی تھی...... چنانچہ اس مقصد کے لیے معاون کے طور پر ہمیں ایک مقامی باشندہ ملازم رکھنا پڑا...... یہ لبنان کا ایک مسلمان حسین حریری تھا۔ یہی شخص اسلام سے میرے تعارف کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبوب بنا اور یہی بعد میں میرا رفیق زندگی قرار پایا۔

ہوا یوں کہ چند ہی روز میں میں نے اندازہ کر لیا کہ حسین حریری منفرد کردار اور اخلاق کا مالک ہے۔ میرا اب تک کا مشاہدہ تھا کہ امریکی مردوں کی غالب اکثریت عورت کے معاملے میں بہت ہی غیر سنجیدہ ہے۔ وہ اسے عیش اور تفریح کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں اور اپنے عمل سے وہ عورت کے لیے احترام کا اسلوب اختیار نہیں کرتے اور جونہی انہیں موقع ملتا ہے وہ عورت کا تمسخر اڑانے' اس کی تذلیل کرنے یا ہوس کا نشانہ بنانے سے نہیں چوکتے۔ لیکن حسین حریری کا رویہ قطعی مختلف تھا۔ وہ دن کا بیشتر حصہ میرے ساتھ گزارتا' لیکن کبھی بھول کر بھی اس نے کوئی چھچھوری حرکت نہ کی۔ وقار اور سنجیدگی اس کی شخصیت کا لازمی جزو تھا۔ میں نے اس کی آنکھوں میں امریکی مردوں کی طرح کبھی جنسی بھوک نہیں دیکھی' وہ کبھی بے باکی سے مجھ سے نگاہیں چار نہ کرتا اور عموماً نظریں جھکا کر وقار کے ساتھ پیش آتا...... اس حوالے سے میں نے بات کی تو اس نے بتایا کہ اسلام غیر عورتوں سے بے تکلف ہونے سے منع کرتا ہے اور ایک مسلمان کے لیے اپنی بیوی کے سوا کسی دوسری عورت کو چھونا تک حرام ہے۔

حریری کی یہ باتیں سن کر مجھے بڑی ہی خوشگوار حیرت ہوئی۔ میں نے تو عام امریکیوں کی طرح سن رکھا تھا کہ مسلمان بڑے ہوس پرست ہوتے ہیں اور گوری چمڑی کی خوبصورت عورت کو دیکھتے ہی ان کی رال ٹپکنے لگتی ہے اور وہ اسے حاصل کرنے کے لیے ہر جتن کرتے ہیں۔ لیکن حسین حریری تو بالکل ہی مختلف کردار کا مظاہرہ کر رہا تھا اور عورت کے حوالے سے اس نے مجھے جن اسلامی تعلیمات سے متعارف کرایا تھا' وہ اسلام کی بالکل ہی جدا تصویر پیش کر رہی تھیں...... حقیقت یہ ہے کہ میرے دل میں حسین حریری کے ساتھ ساتھ اسلام کے لئے نرم گوشہ پیدا ہوتا جا رہا تھا۔ میں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ مجھے اسلام کے بارے میں تعارفی لٹریچر فراہم کرے۔

چنانچہ حسین حریری نے مجھے قرآن کا ایک انگریزی ترجمہ لا دیا اور جب میں نے اس کا مطالعہ شروع کیا تو اس کتاب کا اسلوب مجھے اپنے ساتھ بہا لے گیا۔ میں نے دیکھا کہ قرآن کی تعلیمات بڑی سادہ ہیں اور فطری بھی۔ عیسائیت میں تثلیث کا عقیدہ کبھی میری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھ میں نہیں آیا تھا اور یہی حال کفارے اور پیدائشی گناہگار کے نظریے کا تھا۔ لیکن عام لوگوں کی طرح ان عقیدوں کو میں محض رسمی طور پر بغیر سوچے سمجھے اختیار کیے ہوئے تھی' مگر اب جو قرآن مجید کو پڑھا تو بالکل ہی نئی دنیا نظر آئی...... یہاں توحید کا تصور بڑا ہی واضح تھا...... خدا ایک ہے' اس کا کوئی شریک اور کوئی ساجھی نہیں ہے' ہر طرح کے اختیارات اور کائنات کا اقتدار کلی اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ انسان کو عقل و فہم اور ضمیر دے کر اس لیے ایک خاص مدت کے لیے دنیا میں بھیجا جاتا ہے تاکہ خدا دیکھے کہ وہ یہاں مختلف معاملات میں اپنی مرضی چلاتا ہے یا خدا کے احکام پر کاربند رہتا ہے۔

یہ عقیدہ بھی مجھے عین عقلی معلوم ہوا کہ موت جسم پر وارد ہوتی ہے' روح نہیں مرتی اور انسان کے ایک ایک لمحے کا حساب محفوظ رکھا جا رہا ہے اور ایک وقت آئے گا جب لازماً اس کے اعمال کا حساب ہوگا اور اس کے مطابق اسے جزا یا سزا ملے گی۔

قرآن کے مطالعے اور حسین حریری سے گفتگوؤں کے نتیجے میں جب مجھے اسلام کی سمجھ آگئی اور میں نے اسے عین عقل اور وجدان کے مطابق پایا تو ایک روز میں نے اسے قبول کرنے کا اعلان کر دیا...... حسین بہت ہی خوش ہوا۔ اس نے مجھے تین بار کلمہ شہادت پڑھایا' انگریزی میں اس کا ترجمہ کیا...... اور اس طرح میں اسلام کی مبارک و مقدس چھتری تلے آگئی۔ اس نعمت پر میں خدائے قدوس کا جس قدر شکر ادا کروں' کم ہے۔ اس کے جلد ہی بعد میں اور حسین باہم شریک حیات بن گئے۔ میری زندگی ایک نئے انقلاب سے روشناس ہوئی۔

میں نے پنج گانہ نماز شروع کی۔ حسین نے مجھے سیاہ اور سفید رنگ کے سکارف خرید دیے۔ میں سرکاری فرائض سے فارغ ہو کر رہائش گاہ پر آتی تو سیاہ گاؤن پہن لیتی اور سر پر سیاہ سکارف باندھ لیتی...... اس طرح میں دیکھنے میں بالکل سعودی خواتین کی طرح نظر آتی...... ایک روز میں سفید سکارف باندھ کر کھڑی تھی۔ امریکی فوجی ادھر سے اُدھر جا رہے تھے۔ ان میں سے بعض نے تعجب سے کہا: ''ادھر یہ نن کہاں سے آگئی''؟ میں نے کمرے میں جا کر آئینے میں دیکھا۔ واقعی اس لباس میں ہو بہو ایک نن نظر آ رہی تھی۔ ایک روز سیاہ سکارف باندھ کر میں حسین کے ساتھ باہر گھوم رہی تھی۔ ہر شخص تجسس سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھ رہا تھا۔ تب میں نے ایک شخص کو روک کر کہا ''میں سٹاف سارجنٹ پیک ہوں۔ آپ کو مجھ سے کچھ کہنا ہے''؟ اس نے تعجب سے مجھے دیکھا اور کھسیانا ہو کر چل دیا۔

تاہم سرکاری فرائض کے دوران مجھے وہی صحرائی فوجی وردی پہننی پڑتی۔ میں نے سکارف کے بارے میں متعلقہ افسر سے بات کی' لیکن اس کی اجازت نہ ملی۔

قبولِ اسلام کے ایک ماہ کے بعد میں دوبارہ امریکہ آ گئی اور فورٹ بریگ کی چھاؤنی میں تعینات ہو گئی۔ میں چاہتی تھی کہ ڈیوٹی کے دوران بھی مجھے سکارف اور لمباسا تر لباس پہننے کی اجازت مل جائے۔ اس کے لیے میں فوجی ملازمین کے قانونی مشیر ''جج ایڈووکیٹ جنرل'' سے ملی تا کہ اپنے حقوق کے حوالے سے مجھے یہ رعایت حاصل ہو جائے' لیکن موصوف نے میرے اس نوعیت کے کسی حق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

اس دوران میں مجھے پتہ چلا کہ فورٹ بریگ سٹی میں چند مسلمان خواتین نے ایک اسلامی تبلیغی و سماجی ادارہ قائم کر رکھا ہے۔ جسے سسٹرز گروپ (sisters group) کہا جاتا تھا۔ میں بھی اس کی ایک ممبر بن گئی اور اس کی سرگرمیوں میں شامل ہونے لگی۔ اس کی ایک رکن خاتون کے خاوند نے ایک ''اسلامک کمیونٹی سنٹر'' قائم کر رکھا تھا اور خاصا باخبر آدمی تھا۔ اس خاتون نے اپنے خاوند سے میرے مسئلے کی بات کی اور موصوف نے بھاگ دوڑ کر کے ایسے قوانین کی نقل حاصل کر لی جو ہر شہری کو اس کے مذہبی فرائض پر کاربند ہونے کی اجازت دیتے ہیں۔ میں دوبارہ ''جج ایڈووکیٹ جنرل'' سے ملی' متعلقہ حقوق کی نقل اسے پیش کر کے اپیل کی اور اس نے مجھے ڈیوٹی کے دوران براؤن رنگ کا سکارف پہننے کی اجازت دے دی۔ اس نے کہا: ''ان قوانین کا مطالعہ کرنے کے بعد مجھے اب ''نہیں'' کہنے کا کوئی حق حاصل نہیں رہا''۔

اور اس طرح اللہ کے فضل سے میں سرکاری فرائض کے دوران بھی سکارف پہننے لگی۔

لیکن مسئلہ یہیں پر ختم نہیں ہوا۔ مجھے فوج میں اور امریکی معاشرے میں رہتے ہوئے بار بار لوگوں کی سوالیہ نظروں اور استفہامیہ گفتگوؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایک روز ایک صاحب نے طنزیہ انداز میں کہا: ''یہ تم نے سر پر کیا چیتھڑا باندھ رکھا ہے' اس کی کیا ضرورت ہے''؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

''یہ مجبوری نہیں ہے جناب' میں مسلمان ہوں اور میرے مذہبی فرائض کا ایک حصہ ہے۔ ایک مسلمان عورت سر کو کھلا نہیں رکھ سکتی۔''

وہ بہت حیران ہوا اور متاثر بھی۔ کتنے ہی لوگ ہیں جو سکارف کو دیکھ کر تجسس سے رک جاتے ہیں لیکن میرا رینک دیکھ کر خاموشی سے مرعوب ہو کر چل دیتے ہیں۔ یہ سارے لوگ E4 یا کم تر رینک کے ہوتے ہیں۔ جبکہ میں E6 رینک سے تعلق رکھتی ہوں جو فوج کا قابلِ لحاظ درجہ ہے۔

اسی طرح ایک بار مجھے کمانڈ سارجنٹ میجر نے انٹرویو کے لیے بلایا۔ یہ میرا سینئر ترین افسر ہے اور NCODP یعنی نان کمیشنڈ آفیسرز ڈویلپمنٹ پروگرام کے انچارج کی حیثیت سے ہر ماہ دو یا تین افسروں سے ملاقات کیا کرتا ہے۔ وہاں بھی میرے سکارف اور ساتر لباس کی بات چلی تو ایک خاتون آفیسر نے کہا: کیا فوج میں اس قسم کے حقوق کی کوئی گنجائش موجود ہے؟'' کیوں نہیں'' میں نے کہا'' دیکھئے' یہاں کبھی بھی اس امر کا لحاظ نہیں رکھا جاتا کہ کس کا کیا مذہب ہے' بلکہ ایک فوجی کی حیثیت سے اس کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے۔ آپ عیسائی مذہب کے فوجیوں کے جذبات کا لحاظ کرتے ہیں۔ لیفٹیننٹ کو مطلوبہ حقوق حاصل ہیں اور یہودیوں کا تو خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ یہودی سپاہیوں اور افسروں کو رعایت حاصل ہے کہ وہ سؤر نہیں کھاتے' اس لیے وہ میس میں کھانا نہ کھایا کریں اور اپنی خوراک کا الگ انتظام کر لیں...... اسی طرح شادی شدہ لوگوں کو حق حاصل ہے کہ وہ شام کو اپنے گھروں میں چلے جایا کریں اور انہیں راشن کی بجائے نقد رقم فراہم کر دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنی مرضی سے اپنی ضرورت کی اشیائے خورد و نوش خرید لیں...... ایک مسلمان کی حیثیت سے مجھے یہ حق کیوں نہیں مل سکتا کہ میں اپنے عقیدے کے مطابق سر کو ڈھانپ سکوں؟''

میری بات سن کر متعلقہ افسر سوچ میں پڑ گیا اور پھر سر ہلا کر کہنے لگا:'' کیوں نہیں؟ آپ کو اس کا پورا حق حاصل ہے اور ہم اس حق کا تحفظ کریں گے۔''

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمہ اسماء (سویڈن)

سویڈن کے معاشرے کو مسلمان بنانے بالخصوص خواتین کو دین فطرت کے قریب لانے میں وہاں کی خواتین سرگرم کردار ادا کر رہی ہیں۔ ان میں معروف سویڈش نومسلم خاتون محترمہ اسماء بھی شامل ہیں۔ وہ اپنے قبول اسلام کے حوالے سے بتاتی ہیں:

''اسلام کی جس نمایاں ترین خوبی نے مجھے اس کی طرف کھینچا' وہ اس کا قانون حجاب ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا مودودیؒ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ حجاب کے بارے میں انہوں نے اسلامی تعلیمات کو بڑے موثر انداز میں بیان فرمایا ہے' لیکن مسلمان خواتین کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ اتنا اچھا نظام زندگی رکھتے ہوئے بھی خود کو اس کی رحمتوں سے دور کیے ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام مسلمانوں کی جس طرح کی سوسائٹی چاہتا ہے' مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایسی سوسائٹی کہیں بھی نہیں ہے۔ مسلمان ممالک بھی ایسی مثالی سوسائٹی پیش کرنے سے قاصر رہے ہیں جس کی وجہ سے اسلام اور مسلمان دونوں مسلسل خسارے سے دوچار ہو رہے ہیں اور اس کمی کی وجہ سے بہت سے لوگ اسلام کے دامن رحمت میں نہیں آ رہے''۔

محترمہ اسماء نے اس ضمن میں اپنی مثال پیش کرتے ہوئے کہا کہ ''میں مسلمانوں کی حالت دیکھتے ہوئے شاید کبھی بھی راہ ہدایت نہ پا سکتی لیکن میری خوش بختی ہے کہ تقابل ادیان کے لیے میرا مطالعہ میرے لیے باعث رحمت بن گیا۔ اس مطالعے کے دوران میں میں نے اسلام کے قانون حجاب کا بغور مطالعہ کیا جس سے میرے اندر قبول اسلام کی خواہش پیدا ہوئی''۔

محترمہ اسماء پھر اپنے سابقہ موضوع کی طرف پلٹیں اور کہنے لگیں: ''ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان اپنے معاملات کو بہتر بنائیں۔ کرپشن اور بددیانتی کے جو بدترین

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مظاہر' مسلمانوں کے درمیان پائے جاتے ہیں وہ قطعی ناقابلِ برداشت ہیں۔ ان کے مکمل انسداد کی ضرورت ہے۔ اسلام کے بلند بانگ دعوؤں کے ساتھ اس طرح کی بددیانتی ذرا بھی اچھی نہیں لگتی۔ معاملات میں کمزوری تباہ کن ہے۔ یہ کمزوری آگے چل کر بڑی تباہی کا سبب بن سکتی ہے۔ قرآن میں اسی جانب متوجہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

"اے اہلِ ایمان! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے"۔

محترمہ اسماء نے علماء کرام' ماہرینِ تعلیم اور خواتین کے لیے لازم قرار دیا کہ وہ نسلِ نو کی بہتر تربیت کا اہتمام کریں۔ آخر بچوں کی ناقص تعلیم کے ساتھ ہم اپنے مستقبل کی درخشندگی کا خواب کیونکر دیکھ سکتے ہیں۔ خواتین کو چاہئے کہ وہ حضرت عائشہؓ' حضرت فاطمہؓ اور دورِ حاضر کی عظیم خاتون زینب الغزالی کا کردار اپنائیں"۔

محترمہ اسماء ۱۹۹۲ء میں پاکستان بھی تشریف لائی تھیں۔ ہمیں خود بھی ان کی گفتگو سننے کا موقع ملا ہے۔ ان کی گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے کہ گویا ایک لگن اور تڑپ ہے جو انہیں اشاعتِ دین کے لیے ہمہ وقت سرگرم کیے ہوئے ہے۔ فروری ۱۹۹۲ء میں لاہور میں ایک اجتماع سے' جس میں خواتین اور مرد دونوں شریک تھے' انہوں نے خطاب کرتے ہوئے مسلمان قائدین پر زور دیا کہ دوسرے نظریات کے مقابلے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے اندر فروغ پذیر نیشنلزم کا بھی خاتمہ کریں۔ انہوں نے کہا: "یہ عجیب بات ہے کہ یورپ کے اندر " "نیشنل سٹیٹ" کا تصور اپنی موت آپ مر رہا ہے اور ہمارے ہاں (مسلمانوں کے اندر) اسے فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ خود انحصاری حاصل کریں۔ مغرب پر اقتصادی انحصار ختم کر دیں کیونکہ ہماری موجودہ اقتصادی پسماندگی کا اہم اور بنیادی سبب مغرب پر کیا جانے والا یہی اقتصادی انحصار ہے۔ دوسروں کا سہارا لینے والے شاہراہِ حیات میں کبھی ثابت قدم نہیں رہ سکتے۔"

بشکریہ "ایشیا" لاہور

(۲۳ جون ۱۹۹۵ء)

مرتبہ: عباس اختر اعوان۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمہ امل الصائغ (شام)

(AMAL AL SAYEGH)

قبول اسلام کی اس داستان کا تعلق اس زمانے سے ہے جب شام میں ایک اسلام دشمن جمہوری حکومت برسر اقتدار تھی اور یہ بدنصیب ملک حافظ الاسد کی بے رحم آمریت کے شکنجے میں جکڑا ہوا تھا۔ اس زمانے میں حمص اور حماۃ اسلامی تحریک کے مراکز کی حیثیت سے شہرت اور عزت کے حامل تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆

محترمہ امل الصائغ کا تعلق آرمینیا کے ایک ایسے عیسائی خاندان سے تھا جو اپنے اصل وطن سے ترک مکانی کر کے پہلے ترکی کے ایک قلعہ ماردین (MARDIN) میں رہائش پذیر ہوا اور پھر کچھ عرصے بعد شام کے ایک سرحدی قصبے الحساقہ (AL.HASAKA) میں آباد ہو گیا۔ محترمہ کا خاندان پیشے کے اعتبار سے سونے چاندی کے زیورات بنانے کا کام کرتا تھا۔

نوعمر امل الصائغ غیر معمولی ذہین لڑکی تھی۔ تعلیمی قابلیت میں وہ اپنی ہم عمر لڑکیوں سے آگے تھی۔ چنانچہ دیگر نصابی کتابوں پر عبور حاصل کرنے کے علاوہ اس نے بیک وقت پانچ زبانوں یعنی عربی، ترکی، انگریزی، فرانسیسی اور کردی پر بھرپور دسترس حاصل کر لی تھی۔ اس نے اسکول کی تعلیم مکمل کی اسے مقامی سرکاری ہسپتال میں نرس کی ملازمت مل گئی اور وہ اپنی ذاتی قابلیت اور پیشہ ورانہ مہارت کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصے میں ہیڈ نرس بن گئی۔

اس کے ساتھ ہی امل الصائغ مقامی سیاسی سرگرمیوں میں دلچسپی لینے لگی۔ اس کا خاندان

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسودہ حال تھا۔ قصبے کی معاشرتی زندگی میں خاص حیثیت رکھتا تھا اور عام آرمنی عیسائیوں کی طرح اس کی سیاسی وابستگیاں قوم پرست سیاسی جماعت...... بعث پارٹی...... سے تھیں۔ اس سبب سے اس کی خاص پذیرائی ہوئی اور بہت جلد وہ پارٹی کے خفیہ سیل کی نگران بنالی گئی۔

کرنا خدا کا یہ ہوا کہ ۱۹۸۳ء میں حمص اور حماۃ کی تحریک اسلامی نے الحساقہ کے تعلیمی اداروں میں تعلیمی اور دعوتی خدمات انجام دینے کے لیے اپنے کارکن اساتذہ کو بھجوایا...... ان میں مرد بھی تھے اور خواتین بھی۔ قدرتی طور پر یہ لوگ بڑے ہی خوش اخلاق' پاکباز اور مزاج کے اعتبار سے گرم جوش مبلغ تھے۔ انہی میں مس عالیہ الجواد بھی تھیں جو اخلاق' محبت اور گرم جوشی کی خوبیوں سے متصف تھیں اور مخاطب کو متاثر کرنے کا خاص سلیقہ رکھتی تھیں۔

اسے اہل السابغ کی خوش بختی ہی کہنا چاہیے کہ ایک روز مس عالیہ الجواد تبلیغی اور دعوتی دورے پر اس ہسپتال میں جا نکلیں جہاں موصوفہ سرکاری فرائض انجام دیتی تھی۔۔ یہ ملاقات بڑی ہی نتیجہ خیز رہی۔ عالیہ جواد نے اسلام کا تعارف اتنے عام فہم انداز میں اور جدید ترین حوالوں سے کرایا کہ اہل السابغ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ عالیہ نے رخصت ہوتے ہوئے اسے قرآن پاک کا ایک نسخہ تحفے میں پیش کیا۔

اہل عالیہ کی خوش اخلاقی اور دل آویز گفتگو سے اتنی متاثر ہوئی تھی کہ ہسپتال سے فارغ ہو کر اس نے گھر آتے ہی قرآن پاک کا مطالعہ شروع کر دیا۔ ایک عیسائی کی حیثیت سے اس نے انجیل کا مطالعہ کر رکھا تھا' وہ عربی سے بھی بخوبی آگاہ تھی اور خدا نے اسے ذہانت بھی وافر عطا کی تھی۔ اس لیے قرآن پڑھتے ہوئے وہ حیرت اور مرعوبیت سے اس فرق کو محسوس کر رہی تھی جو قرآن اور موجودہ بائبل میں پایا جاتا ہے۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ قرآن کتنے فطری انداز میں انسان کی عملی رہنمائی کرتا ہے ' اس کی عقل اور شعور کو براہ راست اپیل کرتا ہے جبکہ بائبل انسان کی عقل اور ذہانت سے بہت دور کترا کر نکل جاتی ہے اور کتنے ہی تضادات پڑھنے والے کو بار بار پریشان کرتے ہیں۔

مس عالیہ وقتاً فوقتاً ہسپتال میں اہل کو ملتی رہیں۔ نتیجتاً دونوں میں یگانگت بڑھتی چلی گئی۔ ہر بار اہل قرآن کی بعض آیات کے حوالے سے ذہن میں پیدا ہونے والے سوالات کرتی' عالیہ ان کے جواب دیتیں اور اہل کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتیں۔ اس طرح کچھ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

...ھنے کے بعد اسلام اور قرآن اپنی تمام تر خوبیوں کے ساتھ منکشف ہو کر امل کے سامنے
آگیا اور اسے ہر اعتبار سے اس کے بارے میں شرح صدر حاصل ہو گیا۔ اب مرحلہ عملی
طور پر کلمہ پڑھنے اور اسلام قبول کرنے کا آ گیا' لیکن اس سلسلے میں سب سے بڑا خدشہ یہ تھا
کہ اگر الحساقہ میں رہتے ہوئے امل اس کا اعلان کرتی ہے تو ایک ہنگامہ اٹھ کھڑا ہو گا اور
غالب امکان تھا کہ اس کا خاندان اسے جان سے مار دے گا۔ چنانچہ طے پایا کہ وہ حمص کو
ہجرت کر جائے گی' وہاں کوئی با اثر خدا پرست مسلمان اسے پناہ میں لے لے گا اور وہیں وہ
قبول اسلام کا اعلان کر دے گی۔

مس عالیہ نے الحساقہ میں ٹیچرز یونین کے صدر بدر الشواف سے بات کی۔ بدر کا
تعلق بھی حمص سے تھا اور وہ وہاں خاصا رسوخ رکھتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بڑی مسرت
کے ساتھ آمادگی کا اظہار کر دیا کہ وہ امل کو اپنے گھر میں پناہ دیں گے جہاں وہ خاندان کے
ایک فرد کی حیثیت سے کامل اطمینان اور بے خوفی سے جب تک چاہے گی' مقیم رہ سکے گی۔
طے پایا کہ اسکول سیشن مکمل ہوتے ہی بدر الشواف امل کو کسی طرح حمص لے جائیں گے۔
اس دوران میں وہ اپنے نئے مذہب کا مزید گہرائی اور توجہ سے مطالعہ کرتی رہے گی۔

سیشن ختم ہوا' مس عالیہ' بدر الشواف اور دیگر اساتذہ اپنا کام ختم کر کے واپس حمص
چلے گئے۔ ابھی وہ امل کو وہاں لانے کا پروگرام بنا ہی رہے تھے کہ ایک روز بدر الشواف کو
امل کا ٹیلی گرام ملا کہ "جلدی حساقہ پہنچئے' میں سخت خطرے میں ہوں"۔ اس پر بدر نے
فوری طور پر ٹیکسی لی اور چند گھنٹوں میں ہسپتال کے سامنے مسجد کے دروازے پر پہنچ گئے۔
وہ امل کے پاس گئی' اسے صورت حال سے باخبر کیا اور تھوڑی ہی دیر کے بعد امل ان کے
ساتھ ٹیکسی میں حمص کی طرف محو سفر تھی۔

شام تک امل کے والدین کو اندازہ ہو گیا کہ امل ان کی پہنچ سے دور جا چکی ہے۔
اگلی صبح انہوں نے مقامی پادری کو ساتھ لیا اور اپنی گاڑی پر حمص پہنچ گئے۔ وہاں انہوں
نے پولیس کو شکایت کی کہ بدر الشواف نام کے ایک استاد ان کی بیٹی کو اغوا کر کے لے آئے
ہیں۔ پولیس نے فوراً ہی مذکورہ صاحب سے رابطہ قائم کیا اور تھوڑی ہی دیر میں بدر اور امل
تھانے میں موجود تھے۔ پادری نے پولیس افسر سے اجازت لی اور امل کو الگ کر کے اسے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصیحت کرنا چاہی: ''میری بیٹی! ہمیں پتہ ہے کہ تمہیں دھوکے سے اپنے آبائی مذہب سے بدظن کر کے نیا دین اختیار کرنے پر ورغلایا گیا ہے۔ ہوش میں آؤ اور اپنے اصل دین اور والدین اور خاندان کی طرف پلٹ آؤ۔ اسی میں بہتری ہے' ورنہ نقصان ہی نقصان ہے''۔

امل نے پادری کی نصیحت اور دھمکی کو نظر انداز کرتے ہوئے جواب میں کہا: ''میں کسی کے ورغلانے میں نہیں آئی۔ میں نے اپنی مرضی سے' آزاد مطالعے سے اور خوب غور و فکر کے بعد اسلام قبول کیا ہے کہ یہی دینِ فطرت ہے۔ جب کہ عیسائیت تضادات اور واہموں کے سوا کچھ نہیں۔ میں آپ کو بھی دعوت دیتی ہوں کہ براہ کرم آپ بھی دانائی سے کام لیں اور گمراہی کو ترک کر کے اسلام کی رسی کو تھام لیں''۔

یہ سن کر پادری ہکا بکا رہ گیا۔ وہ بہت پریشان ہوا۔ اس نے یہ سب کچھ امل کے والدین کو بتا دیا۔ اب انہوں نے پینترا بدلا اور پولیس کو بتایا کہ گھر سے آتے ہوئے امل بھاری رقم اور سونا چوری کر کے لے آئی ہے اور اس سلسلے میں ضروری تفتیش کے لیے اس کا ساتھ جانا بہت ضروری ہے۔ پولیس افسر نے یہ مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا اور انہیں عدالت میں مقدمہ دائر کرنے کا مشورہ دیا۔ اس نے یقین دلایا کہ مقدمے کے فیصلے تک امل حمص میں ایک مشہور عالمِ دین اور صاحبِ حیثیت شخص شیخ توفیق صباغ کی تحویل میں رہے گی۔

امل کے والدین نے ایک اور چال چلی کہ دراصل امل کا ذہنی توازن درست نہیں اور یہ سب کچھ اس نے غیر متوازن ذہنی حالت میں کیا ہے۔ وہ اسے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں تاکہ اس کا مناسب علاج کرا سکیں' لیکن پولیس آفیسر نے ان کا یہ موقف بھی تسلیم نہ کیا اور اصرار کے ساتھ مشورہ دیا کہ وہ عدالت سے رجوع کریں۔ عدالتی فیصلے کے بعد ہی وہ ان کی مدد کر سکتا ہے۔

چنانچہ امل کے والدین نے دمشق کی ایک عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ امل عدالت میں پیش ہوئی۔ اس نے دوٹوک انداز میں اپنا نقطہ نظر پیش کیا اور بڑی تفصیل کے ساتھ بتایا کہ اسلام کی کن خوبیوں سے وہ متاثر ہوئی اور عیسائیت سے کیوں بدظن ہوئی؟ اس نے بڑے اعتماد سے بتایا کہ اسلام کو سمجھنے کے لیے اس نے خوب مطالعہ کیا ہے'

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین کو جاگ کر غور و فکر کیا ہے اور جب اس پر صداقت واضح ہو گئی تو اس نے
سے قبول کر لیا۔

عدالت نے اہل کا موقف تسلیم کر لیا کہ وہ عاقل و بالغ ہے، تعلیم یافتہ ہے اور اس
نے اسلام اپنی آزاد مرضی سے قبول کیا ہے، اس لیے وہ مسلمان ہی رہے گی اور اس کے
والدین یا خاندان کو حق حاصل نہیں ہے کہ اس سلسلے میں اس پر کوئی جبر کیا جائے۔
فیصلے کے بعد اہل واپس ٹمی آ گئی اور اپنی دوست عالیہ الجواد کے پاس رہنے لگی۔
عالیہ ٹمی کے قریب ایک گاؤں میں رہتی تھی اور ایک اسکول میں پڑھاتی تھی۔ اہل کو بھی اسی
اسکول میں ملازمت مل گئی۔

ایک روز اہل اور عالیہ اسکول جا رہی تھیں کہ اچانک ایک کار ان کے پاس آ کر
رکی۔ اس میں سے دو آدمی نکلے۔ انہوں نے آناً فاناً اہل کو قابو کیا اور دبوچ کر کار میں
ڈال کر یہ جا وہ جا...... کار میں اس کی والدہ بھی تھی۔

اہل اس اچانک حادثے سے بوکھلا گئی۔ کچھ دیر تک اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ پھر اس
نے ذہانت سے کام لیا اور اپنی والدہ کو بتایا کہ آپ نے اچھا کیا میری مدد کو آ گئے۔ میں خود
اس ماحول سے تنگ تھی، مگر خوفزدہ اور مجبور تھی۔ کچھ کر نہیں سکتی تھی۔ اب میں دل و جان
سے آپ کے ساتھ ہوں۔

اہل نے زبان سے تو یہ سب کچھ کہہ دیا مگر وہ دل ہی دل میں خدا سے مدد کی التجا کر
رہی تھی۔ وہ بڑی ہی پریشانی اور دل گرفتگی کے ساتھ اللہ کے حضور دعا کر رہی تھی" باری
تعالیٰ! میں کفر و شرک کے اندھیروں میں بھٹک رہی تھی، تو نے اپنے فضل سے مجھے توحید اور
اسلام کی نعمت عطا فرما دی۔ اب یہ ظالم دوبارہ مجھے انہی اندھیروں میں جھونکنا چاہتے
ہیں۔ میں تیری بہت کمزور اور عاجز بندی ہوں اور اگر تیری مدد شامل حال نہ ہوئی تو میں
تباہ و برباد ہو جاؤں گی...... باری تعالیٰ میری مدد فرما...... تیرے سوا اس وقت کوئی میری
مدد نہیں کر سکتا"۔

وہ آنکھیں بند کیے دل میں یہ کلمات دہرا رہی تھی کہ گاڑی حساقہ کے قریب جا پہنچی۔
اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ سامنے چیک پوسٹ تھی اور چند فوجی گاڑی کو رکنے کا اشارہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر رہے تھے۔ اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اور جونہی گاڑی کے بریک لگے' اس نے ایک جھٹکے کے ساتھ دروازہ کھولا' باہر نکل آئی اور چند فقروں میں فوجیوں سے اپنی داستان کہہ ڈالی۔ اس نے جتایا کہ وہ مسلمان ہو گئی ہے۔ عدالت نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا ہے۔ لیکن یہ لوگ زبردستی اسے کمی سے اغوا کر کے لے آئے ہیں اور اب اسے یا تو دوبارہ عیسائی بنالیں گے یا جان سے مار دیں گے۔

مسلمان فوجی ال کا مسئلہ سمجھ گئے۔ انہوں نے اسے پناہ دے دی اور اغوا کرنے والوں کو اپنی حراست میں لے لیا۔ ال کو حفاظت کے ساتھ واپس کمی پہنچا دیا گیا جہاں اس نے بدر الشواف' شیخ توفیق صباغ اور عالیہ کے تعاون سے ایک باعمل مسلمان نوجوان سے شادی کر لی اور ایک مسلمان مبلغہ کی حیثیت سے پُرمسرت زندگی گزارنے لگی۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسز امینہ

(امریکہ)

محترمہ امینہ جنان کا تعلق امریکہ سے ہے۔ انہوں نے ۱۹۷۷ء میں اسلام قبول کیا تھا۔ اس سے قبل وہ امریکہ کے سنڈے اسکولوں میں عیسائیت کی تعلیم دیا کرتی تھیں۔ قبول اسلام کے بعد انہیں غیر معمولی قسم کی قربانیاں دینی پڑیں، مگر انہوں نے کسی موقع پر حوصلہ مندی اور استقامت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ چنانچہ اپنے بے پناہ علم، شفقت، خوش دلی، حسنِ اخلاق اور انسانی احترام کی وجہ سے وہ اپنے حلقۂ تعارف اور خواتین میں smiling lady یعنی متبسم خاتون کے لقب سے یاد کی جاتی ہیں۔

اسی خوش خلقی اور کریم النفسی کی وجہ سے لوگ انہیں عقیدت سے مسز امینہ بھی کہتے ہیں اور حالانکہ گزشتہ دو برس سے ان کی ریڑھ کی ہڈی میں درد ہے اور وہ بیساکھیوں کا سہارا لینے پر مجبور ہیں مگر نہ تو نماز پنج وقتہ کو قضا ہونے دیتی ہیں اور نہ دین حق کی تبلیغ میں کوتاہی ہوتی ہے۔

چنانچہ وہ اس معذوری کے باوجود ہزاروں میل کا سفر طے کرکے فروری ۱۹۹۰ء میں پاکستان آئیں اور اسلام پر اپنے محکم یقین سے بیشمار خواتین اور مردوں کو متاثر کر گئیں۔ وہ ایک باعمل خاتون ہیں اور قرآن و سنت کے ایک ایک حکم کو بجالانے کی کوشش کرتی ہیں۔ سفر پاکستان میں ان کے ساتھ ان کا دس سالہ بیٹا "محمد" بھی تھا جو بڑا ذہین اور حساس بچہ ہے اور مسز امینہ اس کی اسلامی اصولوں کے مطابق تربیت کر رہی ہیں۔

محترمہ موصوفہ نے مختلف مواقع پر اپنے قبول اسلام کی وجوہ بیان کی ہیں۔ میں نے اس نوعیت کے تین مختلف مضامین سے استفادہ کرکے ذیل کی خود نوشت مرتب کی ہے۔ ان میں سے مفصل مضمون مس منور صادق کا ہے جو مجھے میرے بزرگ اور مہربان دوست کنور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعید اللہ خان صاحب (سرگودھا) نے فراہم کیا۔ میں اس کے لئے کنور صاحب اور مس منور صادق کا ممنون ہوں۔

میں جنوری ۱۹۴۵ء میں امریکہ کی ریاست لاس اینجلس کے علاقہ ویسٹ میں پیدا ہوئی۔ میرے والدین پروٹسٹنٹ عیسائی تھے اور ننھیال و ددھیال دونوں طرف مذہب کا بڑا چرچا تھا۔ میں اسکول کے آٹھویں گریڈ میں تھی کہ میرے والدین کو فلوریڈا منتقل ہونا پڑا اور باقی تعلیم وہیں مکمل ہوئی۔ میری تعلیمی حالت بہت اچھی تھی۔ خصوصاً بائبل سے مجھے خاص دلچسپی تھی اور اس کے بہت سے حصے مجھے زبانی یاد تھے۔ اس سلسلے میں میں نے متعدد انعامات بھی حاصل کئے۔ میں غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھی اور ووٗمن لبریشن موومنٹ (تحریک آزادیٔ نسواں) کی پُر جوش کارکن تھی۔

ہائی اسکول کی تعلیم ختم ہوئی تو میری شادی ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی میں ماڈلنگ کے پیشے سے منسلک ہو گئی۔ خدا نے مجھے اچھی شخصیت عطا کی تھی اور میں خوب محنت کرتی تھی۔ اس لئے میرا کاروبار خوب چمکا۔ پیسے کی ریل پیل ہو گئی۔ شوفر، بہترین گاڑیاں غرض آسائش کا ہر سامان میسر تھا۔ حالت یہ تھی کہ بعض اوقات ایک جوتا خریدنے کے لئے میں ہوائی سفر کر کے دوسرے شہر جاتی تھی۔ اس دوران میں میں ایک بیٹے اور بیٹی کی ماں بھی بن گئی۔ مگر سچی بات ہے کہ ہر طرح کے آرام و راحت کے باوجود دل مطمئن نہ تھا۔ بے سکونی اور اداسی جان کا گویا مستقل آزار بن گئی تھی اور زندگی میں کوئی زبردست خلا محسوس ہوتا تھا۔ نتیجہ یہ کہ میں نے ماڈلنگ کا پیشہ ترک کر دیا۔ دوبارہ مذہبی زندگی اختیار کر لی اور مختلف تعلیمی اداروں میں مذہبی تبلیغ کی رضاکارانہ خدمات انجام دینے لگی۔ اس کے ساتھ ہی میں نے مزید تعلیم کے لئے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔ خیال تھا کہ اس بہانے شاید روح کو کچھ سکون ملے گا۔ اس وقت میری عمر تیس سال تھی۔

اسے خوش قسمتی ہی کہئے کہ مجھے ایک ایسی کلاس میں داخل مل گیا جس میں سیاہ فام اور ایشیائی طالب علموں کی خاصی بڑی تعداد تھی۔ بڑی پریشان ہوئی' مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے یہ دیکھ کر محسوس ہوئی کہ ان میں خاصے لوگ مسلمان تھے اور مجھے مسلمانوں سے سخت نفرت تھی۔ میرے نزدیک' عام یورپین لوگوں کی طرح' اسلام وحشت و جہالت کا مذہب تھا اور مسلمان غیر مہذب' عیاش' عورتوں پر ظلم کرنے والے اور اپنے مخالفوں کو زندہ جلا دینے والے لوگ تھے۔ امریکہ اور یورپ کے عام مصنفین اور مورخ یہی کچھ لکھتے آ رہے ہیں۔ بہر حال شدید ذہنی کوفت کے ساتھ تعلیم شروع کی۔ پھر اپنے آپ کو سمجھایا کہ میں ایک مشنری ہوں' کیا عجب کہ خدا نے مجھے ان کافروں کی اصلاح کے لئے یہاں بھیجا ہو اس لئے مجھے پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ چنانچہ میں نے صورت حال کا جائزہ لینا شروع کیا تو حیرت میں مبتلا ہو گئی کہ مسلمان طالب علموں کا رویہ دیگر سیاہ فام نوجوانوں سے بالکل مختلف تھا۔ وہ شائستہ' مہذب اور باوقار تھے۔ وہ عام امریکی نوجوانوں کے برعکس نہ لڑکیوں سے بے تکلف ہونا پسند کرتے نہ آوارگی اور عیش پسندی کے رسیا تھے۔ میں تبلیغی جذبے کے تحت ان سے بات کرتی' ان کے سامنے عیسائیت کی خوبیاں بیان کرتی تو وہ بڑے وقار اور احترام سے ملتے اور بحث میں الجھنے کی بجائے مسکرا کر خاموش ہو جاتے۔

میں نے اپنی کوششوں کو یوں بیکار جاتے دیکھا تو سوچا کہ اسلام کا مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ اس کے نقائص اور تضادات سے آگاہ ہو کر مسلمان طالب علموں کو زچ کر سکوں۔ مگر دل کے گوشے میں یہ احساس تھا کہ عیسائی پادری' مضمون نگار اور مؤرخ تو مسلمانوں کو وحشی' گنوار' جاہل اور نہ جانے کن کن برائیوں کا مرقع بتاتے ہیں' لیکن امریکی معاشرت میں پلنے بڑھنے والے ان سیاہ فام مسلمان نوجوانوں میں تو ایسی کوئی برائی نظر نہیں آتی بلکہ یہ باقی سب طلبہ سے مختلف و منفرد پاکیزہ رویے کے حامل ہیں۔ پھر کیوں نہ میں خود اسلام کا مطالعہ کروں اور حقیقت حال سے آگاہی حاصل کروں۔ چنانچہ اس مقصد کی خاطر میں نے سب سے پہلے قرآن کا انگریزی ترجمہ پڑھنا شروع کیا اور میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ یہ کتاب دل کے ساتھ ساتھ دماغ کو بھی اپیل کرتی ہے۔ عیسائیت پر غور و فکر کے دوران اور بائبل کے مطالعے کے نتیجے میں ذہن میں کتنے ہی سوال پیدا ہوتے تھے' مگر کسی پادری یا دانشور کے پاس ان کا کوئی جواب نہ تھا اور یہی تشنگی روح کے لئے مستقل روگ بن گئی تھی۔ مگر قرآن پڑھا تو ان سارے سوالوں کے ایسے جواب مل گئے جو عقل اور شعور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے عین مطابق تھے۔ مزید اطمینان کے لئے اپنے کلاس فیلو مسلمان نوجوانوں سے گفتگو بھی کیں' تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا تو اندازہ ہوا کہ میں اب تک اندھیروں میں بھٹک رہی تھی۔ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں میرا نقطۂ نظر صریحاً بے انصافی اور جہالت پر مبنی تھا۔

مزید اطمینان کی خاطر میں نے پیغمبر اسلام اور ان کی تعلیمات کا مطالعہ کیا' تو یہ دیکھ کر مجھے خوشگوار حیرت ہوئی کہ امریکی مصنفین کے پروپیگنڈے کے بالکل برعکس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسان کے عظیم محسن اور سچے خیر خواہ ہیں۔ خصوصاً انہوں نے عورت کو جو مقام و مرتبہ عطا فرمایا اس کی پہلے یا بعد میں کوئی مثال نظر نہیں آتی۔ ماحول کی مجبوریوں کی بات دوسری ہے' ورنہ میں طبعاً بہت شرمیلی ہوں اور خاوند کے سوا کسی مرد سے بے تکلفی پسند نہیں کرتی۔ چنانچہ جب میں نے پڑھا کہ پیغمبر اسلام خود بھی بے حد حیادار تھے اور خصوصاً عورتوں کے لئے عفت و پاکیزگی اور حیا کی تاکید کرتے ہیں تو میں بہت متاثر ہوئی اور اسے عورت کی ضرورت اور نفسیات کے عین مطابق پایا..... پھر حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے عورت کا درجہ جس درجہ بلند فرمایا اس کا اندازہ اس قول سے ہوا کہ "جنت ماں کے قدموں میں ہے"۔ اور آپ کے اس فرمان پر تو میں جھوم اٹھی کہ عورت نازک آبگینوں کی طرح ہے اور تم میں سے سب سے اچھا شخص وہ ہے جو اپنی بیوی اور گھر والوں سے اچھا سلوک کرے۔

قرآن اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعلیمات سے میں مطمئن ہو گئی اور تاریخ اسلام کے مطالعے اور اپنے مسلمان کلاس فیلو نوجوانوں کے کردار نے مسلمانوں کے بارے میں ساری غلط فہمیوں کو دور کر دیا' اور میرے ضمیر کو میرے سارے سوالوں کے جواب مل گئے تو میں نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کا ذکر میں نے مذکورہ طالب علموں سے کیا' تو وہ ۲۱ مئی ۱۹۷۷ء کو میرے پاس چار ذمہ دار مسلمانوں کو لے آئے۔ ان میں سے ایک ڈینور (DENVER) کی مسجد کے امام تھے۔ چنانچہ میں نے ان سے چند مزید سوالات کیے اور کلمۂ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئی۔

میرے قبول اسلام پر پورے خاندان پر گویا بجلی گر پڑی۔ ہمارے میاں بیوی کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت واقعی مثالی تھے اور میرا شوہر مجھ سے ٹوٹ کر محبت کرتا تھا' مگر میرے قبول اسلام کا اسے غیر معمولی صدمہ ہوا۔ میں اسے پہلے بھی قائل کرنے کی کوشش کرتی رہی تھی اور اب پھر اسے سمجھانے کی بہت سعی کی' مگر اس کا غصہ کسی طرح ٹھنڈا نہ ہوا اور اس نے مجھ سے علیحدگی اختیار کر لی اور میرے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ عارضی طور پر دونوں بچوں کی پرورش میری ذمہ داری قرار پائی۔

میرے والد بھی مجھ سے گہری قلبی وابستگی رکھتے تھے مگر اس خبر سے وہ بھی بے حد برافروختہ ہوئے اور غصے میں ڈبل بیرل شاٹ گن لے کر میرے گھر آ گئے تاکہ مجھے قتل کر ڈالیں...... مگر خدا کا شکر ہے کہ میں بچ گئی اور وہ ہمیشہ کے لئے قطع تعلق کر کے چلے گئے۔ میری بڑی بہن ماہر نفسیات تھی' اس نے اعلان کر دیا کہ یہ کسی دماغی عارضے میں مبتلا ہو گئی ہے اور اس نے سنجیدگی سے مجھے نفسیاتی انسٹی ٹیوٹ میں داخل کرانے کے لیے دوڑ دھوپ شروع کر دی۔ میری تعلیم مکمل ہو چکی تھی۔ میں نے معاشی ضرورتوں کے پیش نظر ایک دفتر میں ملازمت حاصل کی' لیکن ایک روز میری گاڑی کو حادثہ پیش آ گیا اور تھوڑی سی تاخیر ہو گئی تو مجھے ملازمت سے نکال دیا گیا۔ فرم والوں کے نزدیک میرا اصل جرم یہی تھا کہ میں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

اس کے ساتھ ہی حالت یہ تھی کہ میرا ایک بچہ پیدائشی طور پر معذور تھا۔ وہ دماغی طور پر بھی نارمل نہ تھا اور اس کی عام صحت بھی ٹھیک نہ تھی۔ جبکہ بچوں کی تحویل اور طلاق کے مقدمے کے باعث امریکی قانون کے تحت مقدمے کے فیصلے تک میری ساری جمع پونجی منجمد کر دی گئی تھی۔ ملازمت بھی ختم ہوئی' تو میں بہت گھبرائی اور بے اختیار رب جلیل کے حضور سربسجود ہو گئی اور گڑگڑا کر خوب دعائیں کیں۔ اللہ کریم نے میری دعائیں قبول فرما لیں اور دوسرے ہی روز میری ایک جاننے والی خاتون کی کوشش سے مجھے ایسٹرسیل پروگرام میں ملازمت مل گئی اور میرے معذور بیٹے کا علاج بھی بلا معاوضہ ہونے لگا۔ ڈاکٹروں نے دماغ کے آپریشن کا فیصلہ کیا اور اللہ کے خاص فضل سے یہ آپریشن کامیاب رہا۔ بچہ تندرست ہو گیا اور میری جان میں جان آئی...... لیکن آہ! ابھی آزمائشوں کا سلسلہ ختم نہ ہوا تھا۔ عدالت میں بچوں کی تحویل کا مقدمہ دو سال سے چل رہا تھا۔ آخرکار دنیا کے اس سب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سے بڑے "جمہوری ملک" کی "آزاد" عدالت نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر بچوں کو اپنے پاس رکھنا چاہتی ہو تو اسلام سے دستبردار ہونا پڑے گا کہ اس قدامت پرست مذہب کی وجہ سے بچوں کا اخلاق خراب ہوگا اور تہذیبی اعتبار سے انھیں نقصان پہنچے گا۔

عدالت کا یہ فیصلہ میرے دل و دماغ پر بجلی بن کر گرا۔ ایک مرتبہ تو میں چکرا کر رہ گئی۔ زمین آسمان گھومتے ہوئے نظر آئے، مگر اللہ کا شکر ہے کہ اس کی رحمت نے مجھے تھام لیا اور میں نے دوٹوک انداز میں عدالت کو کہہ دیا کہ میں اپنے بچوں سے جدائی گوارا کر لوں گی مگر اسلام اور ایمان کی دولت سے دستبردار نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ بچی اور بچہ دونوں باپ کی تحویل میں دے دیئے گئے۔

اس کے بعد ایک سال اسی طرح گزر گیا۔ میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے اپنا تعلق گہرا کر لیا اور تبلیغ دین میں منہمک ہوگئی۔ نتیجہ یہ کہ ساری محرومیوں کے باوجود ایک خاص قسم کے سکون و اطمینان سے سرشار رہی..... مگر میرے خیر خواہوں نے اصرار کے ساتھ مشورہ دیا کہ مجھے کسی باعمل مسلمان سے عقد ثانی کر لینا چاہیے کہ عورت کے لیے تنہا زندگی گزارنا مناسب و مستحسن نہیں ہے۔ چنانچہ ایک مراکشی مسلمان کی طرف سے نکاح کی پیش کش ہوئی تو میں نے قبول کر لی۔ یہ صاحب ایک مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ قرآن خوب خوش الحانی سے پڑھتے اور سننے والوں کو مسحور کر دیتے۔ میں دین سے ان کے گہرے تعلق سے بڑی متاثر ہوئی اور ان سے نکاح کر لیا۔ عدالت نے میری رقوم واگزار کر دی تھیں۔ چنانچہ میں نے اپنے خاوند کو اچھی خاصی رقم دی کہ وہ اس سے کوئی کاروبار کریں' مگر وائے ناکامی کہ شادی کو صرف تین ماہ گزرے تھے کہ میرے خاوند نے مجھے طلاق دے دی۔ اس نے کہا: مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں' میں تمہارے لیے سراپا احترام ہوں' مگر اکتا گیا ہوں اس لیے معذرت کے ساتھ طلاق دے رہا ہوں۔ میں نے اسے جو بھاری رقم دی تھی چونکہ اس کی کوئی تحریر موجود نہ تھی' اس لیے وہ بھی اس نے ہضم کر لی اور اس کی مدد سے جلد ہی دوسری شادی رچا لی۔

طلاق کے چند ماہ بعد اللہ نے مجھے بیٹا عطا فرمایا۔ اس کا نام میں نے محمد رکھا۔ اب یہ بیٹا ماشاء اللہ دس برس کا ہے۔ وجیہہ و شکیل اور بڑا ذہین ہے۔ اسے ہی میں دیکھ دیکھ کر جیتی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جونٹی: اب میں نے اپنے آپ کو اللہ کے فضل سے دین اسلام کی تبلیغ و شاعت کے لئے وقف کر دیا ہے اور جی چاہتا ہے کہ بقیہ زندگی اسی مبارک فریضے کی نذر ہو جائے۔ یہ بھی اللہ ہی کا فضل ہے کہ میں نے قرآن کو خوب پڑھا ہے۔ امریکہ میں اس وقت قرآن کے ستائیس ترجمے دستیاب ہیں' میں نے ان میں سے دس کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ عربی زبان بھی سیکھ لی ہے اور جہاں ترجمے کی کوئی بات کھٹکتی ہے فون پر عربی کے کسی سکالر سے معلوم کر لیتی ہوں۔ الحمد للہ کہ میں مختلف کتب حدیث یعنی بخاری' مسلم' ابوداؤد اور مشکوٰۃ کا کئی کئی بار مطالعہ کر چکی ہوں اور اسلام کو جدید ترین اسلوب میں سمجھنے کے لیے مختلف مسلمان علما کی کتابوں کا بھی مطالعہ کرتی رہتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ جب تک ایک مبلغ قرآن' حدیث اور اسلام کے بارے میں بھرپور معلومات نہ رکھتا ہو' وہ تبلیغ کے تقاضوں سے کما حقہ' عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔

ایک زمانہ تھا کہ میں اتوار کا دن آرام کرنے کی بجائے کسی سنڈے اسکول میں بچوں کو عیسائیت کے اسباق پڑھاتی تھی' آج اللہ کے کرم سے میں اتوار کا دن اسلامک سنٹروں میں گزارتی ہوں اور وہاں مسلمان بچوں کو دینی تعلیم دینے کے علاوہ دیگر مضامین پڑھاتی ہوں۔ لاس اینجلس میں مختلف مقامات پر مختلف نوعیت کی نمائشوں' کانفرنسوں اور مجالس مذاکرات کا اہتمام کر کے غیر مسلموں تک دین اسلام کا پیغام پہنچانے کی کوشش کرتی ہوں۔ میں ان سے کہتی ہوں کہ میں نے آپ لوگوں کو تبدیلی مذہب کے لئے نہیں بلایا' بلکہ اس لئے زحمت دی ہے کہ ہم ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں اور میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ میں اسلام سے کیوں وابستہ ہوئی' زندگی کی کیا حقیقت ہے اور انسان اور خدا کا باہمی تعلق کیا ہے؟ میں بحمد للہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بھی اسلامی تعلیمات پیش کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی۔

یہ بھی اللہ ہی کی توفیق سے ہے کہ میں نے مختلف مقامات پر مسلم وومین سٹڈی سرکل قائم کئے ہیں جن میں غیر مسلم خواتین بھی آتی ہیں۔ میں انہیں بتاتی ہوں کہ اسی امریکہ میں آج سے ڈیڑھ سو سال پہلے عورتوں کی باقاعدہ خرید و فروخت ہوتی تھی اور ایک عورت کو گھوڑے سے بھی کم قیمت پر یعنی ڈیڑھ سو روپے میں خریدا جا سکتا تھا۔ بعد کے ادوار میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی عورت کو باپ یا شوہر کی جائیداد میں سے کوئی حصہ نہ ملتا تھا حتیٰ کہ اگر وہ شادی کے موقع پر ایک لاکھ ڈالر شوہر کے گھر میں لے کر جاتی اور چند ہی ماہ بعد اسے طلاق حاصل کرنا پڑتی تو وہ ساری رقم شوہر کی ملکیت قرار پاتی تھی۔ تعلیم کے مواقع بھی اسے مناسب صورت میں حاصل نہ تھے اور اس ایٹمی و سائنسی دور میں بھی صورت حال یہ ہے کہ امریکہ اور یورپ میں عملاً عورت دوسرے درجے کی شہری ہے۔ وہ مردوں کے برابر کام کرتی ہے مگر معاوضہ ان سے کم پاتی ہے۔ وہ ہمیشہ عدم تحفظ کا شکار رہتی ہے۔ پندرہ برس کی عمر کے بعد والدین بھی اس کی کفالت کا ذمہ نہیں لیتے اور اسے خود ملازمت کر کے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ شادی کے بعد طلاق کا خوف اسے ہر وقت گھیرے رکھتا ہے اور طلاق کے بعد جو یورپین زندگی کا لازمہ بن گئی ہے' نہ والدین نہ بھائی اس کا غم بانٹتے ہیں۔ بچوں کی ذمہ داری بھی اسی کے سر پڑتی ہے اور سابق شوہر بچوں کا بمشکل تیس فیصد خرچ برداشت کرتے ہیں یعنی پچاس ڈالر ماہوار کے حساب سے ادا کرتے ہیں جس سے ایک بچے کا جوتا خریدنا بھی مشکل ہوتا ہے۔

میں خواتین کو بتاتی ہوں کہ اس کے برعکس اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے خواتین کو جو حقوق عطا کیے تھے' اس کی انسانی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ بحیثیت بیٹی' بہن' بیوی اور ماں اسے خاص احترام اور حقوق حاصل ہیں۔ باپ' خاوند' بھائیوں اور بیٹوں کی جائداد سے اسے حصہ ملتا ہے اور طلاق کی صورت میں اولاد کی کفالت کا ذمہ دار شوہر ہوتا ہے۔ طلاق کو یوں بھی اسلام میں سخت ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے اور شادی کے موقع پر خاوند کی حیثیت کے مطابق اسے معقول رقم (یعنی مہر) کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ خاوند کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنی شریکِ حیات کے ساتھ بہترین سلوک روا رکھے اور اس کی غلطیوں کو معاف کرے اور اس باپ کے لیے جنت میں اعلیٰ ترین انعامات کی خوشخبری دی گئی ہے جو اپنی بچیوں کی محبت اور شفقت سے پرورش کرتا اور ان کی دینی تربیت کر کے انہیں احترام سے رخصت کرتا ہے اور اس اعزاز کی تو کہیں ادنیٰ سی بھی مثال نہیں ملتی کہ ماں کے قدموں میں جنت قرار دی گئی ہے اور باپ کے مقابلے میں اسے تین گنا واجب الاحترام قرار دیا گیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جب یہ تقابلی موازنہ کرتی ہوں تو امریکی عورتوں کے منہ حیرت سے کھلے رہ جاتے ہیں..... وہ تحقیق کرتی ہیں' مطالعہ کرتی ہیں اور جب انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ میں صحیح کہہ رہی ہوں اور واقعتاً اسلام نے عورت کو غیر معمولی حقوق و احترام عطا کیا ہے تو وہ اسلام قبول کر لیتی ہیں۔ چنانچہ اللہ کا شکر ہے کہ اب تک تقریباً چھ سو امریکی خواتین دائرۂ اسلام میں داخل ہو چکی ہیں۔

خواتین میں تبلیغ کے ساتھ ساتھ میرا ہدف شعبۂ تعلیم ہے جس کے نصابات میں اسلام کے بارے میں طرح طرح کے اعتراضات و الزامات ہیں۔ ٹی وی پروگراموں میں بھی جا و بے جا' اسلام کے خلاف زہر افشانی کی جاتی ہے۔ چنانچہ میں نے عزم کر لیا کہ اس تکلیف دہ صورت حال کی اصلاح کرنی چاہئے۔ اس کے لئے میں اکیڈمی آف ریلیجس جانتس کے کارپردازوں سے ملی۔ یہی لوگ نصابات اور ٹی وی پروگراموں میں اسلام کی غلط تصویر کشی کے ذمہ دار ہیں..... میں نے اصرار کے ساتھ ان سے بحث مباحثہ کیا اور انہیں قائل کر لیا کہ اگر نشاندہی کر دی جائے تو وہ متعلقہ حصوں کی اصلاح کر دیں گے۔ چنانچہ میں نے مسلمان والدین کو توجہ دلائی' امریکہ میں مختلف مسلم انجمنوں سے رابطہ قائم کیا اور انہیں آمادہ کیا کہ وہ بچوں کی نصابی کتابوں میں سے غلط اور قابل اعتراض باتوں کی نشاندہی کریں۔ ان کوششوں کے نتیجے میں اسلامک فاؤنڈیشن فار کری کلم ان رچمنٹ اینڈ ڈیویلپمنٹ (IFOD) کا قیام عمل میں آیا جس کے تحت نصابی کتابوں میں اسلام کے خلاف منفی اور قابل اعتراض مواد کی نشاندہی کی جاتی ہے..... اسی طرح امریکہ کی یونیورسٹیوں میں اسلامیات کا مضمون یہودی' عیسائی اور ہندو پڑھاتے ہیں۔ ہم نے IFOD کی وساطت سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ اسلامیات کی تدریس پر صرف مسلمان اساتذہ کا تقرر کیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ ہم یہ مطالبہ منظور کرا لیں گے۔

آخر میں یہ خوش کن خبر بھی سناتی جاؤں کہ میرا وہ خاندان جس نے میرا مکمل سوشل بائیکاٹ کر دیا تھا' اللہ کے فضل سے اس کے بیشتر افراد اسلام قبول کر چکے ہیں۔ میرے والد جو مجھے قتل کرنے کے درپے تھے' وہ مسلمان ہو چکے ہیں اور والدہ' سوتیلے والد' دادی' دادا اور خاندان کے کئی دیگر افراد بھی حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔ حتیٰ کہ میرا وہ بیٹا جو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے عیسائی باپ کے ساتھ رہتا ہے اور جس کی مذہبی تربیت عیسائیت کے عین مطابق بڑے اہتمام سے ہو رہی تھی' ایک روز میرے پاس آیا اور کہنے لگا: ممی! اگر میں اپنا نام تبدیل کر کے فاروق رکھ لوں تو آپ کے نزدیک کیسا رہے گا۔ میں پہلے حیرت اور پھر مسرت کے بے پناہ احساس سے نہال ہو گئی۔ میں نے اسے گلے سے چمٹا لیا' پیار کیا اور اسلام کی دعوت پیش کی تو اس نے فوراً ہی کلمہ پڑھ لیا۔ فاروق اب بھی اپنے باپ کی تحویل میں ہے مگر راسخ العقیدہ مسلمان ہے۔ میری وہ بہن جو مجھے پاگل سمجھتی تھی ایک تقریب میں اس نے میری تقریر سنی تو بے اختیار تعریف کرنے لگی۔ امید ہے کہ انشاء اللہ وہ بھی ایک روز دائرۂ اسلام میں آ جائے گی۔

یہ بھی اللہ کی عنایت ہے کہ امریکہ میں رہتے ہوئے باپردہ زندگی گزار رہی ہوں۔ اس ملک میں چہرے پر نقاب ڈال کر ادھر اُدھر جانا تو ممکن ہی نہیں کہ اس سے بے شمار مشکلات آڑے آتی ہیں' تاہم چہرے اور ہاتھوں کے سوا میں سارے جسم کو ڈھیلے لباس میں مستور رکھتی ہوں اور اس میں بھی قدم قدم پر تعصب اور تنگ نظری کا سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ اندازہ کیجئے کہ ایک مرتبہ میں اسی لباس میں ایک بنک میں گئی تو جب تک وہاں موجود رہی' بنک کا گن مین میرے سر پر رائفل تان کر کھڑا رہا۔ ایک پی ایچ ڈی خاتون متعلقہ ملازمت کے لئے منتخب ہو گئی' مگر اسے پہلے ہی روز اس لئے فارغ کر دیا گیا کہ وہ باحجاب لباس میں تھی اور اس نوعیت کی مثالیں بے شمار ہیں...... ایک بار میں نے ریڈیو پر بچوں کا پروگرام کیا' اسے ایوارڈ کا مستحق قرار دیا گیا' مگر تقریب سے ایک روز قبل جب کمیٹی کے ارکان سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے مجھے اسلامی لباس میں دیکھا تو کمال ڈھٹائی سے انہوں نے ایوارڈ منسوخ کر دیا۔

بہرحال یہ ہے امریکا کا ماحول اور یہ ہیں وہ رکاوٹیں جن میں رہ کر مجھے تبلیغ دین کا کام کرنا پڑ رہا ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے استقامت عطا کرے اور میں آخیر وقت تک نہ صرف خود ایمان و یقین سے سرشار رہوں بلکہ یہ روشنی دوسروں تک بھی پہنچاتی رہوں۔

●......●......●

فروری ۱۹۹۰ء میں محترمہ اپنا انٹرنیشنل یونین آف مسلم وومن کی عالمی کانفرنس میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

...کے لئے پاکستان تشریف لائیں اور یہاں انہوں نے پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ
اسلامیات' لاہور کالج برائے خواتین' کنیئرڈ کالج' کالج فار ہوم اینڈ سوشل سائنسز اور
اسلام آباد کے مختلف تعلیمی اداروں میں خطاب فرمایا۔ انہوں نے خواتین کو تکرار کے ساتھ
سمجھانے کی کوشش کی کہ حجاب میں عورت کی عزت و احترام ہے اور عورت کی سب سے
بڑی ذمہ داری اپنے بچوں کی پرورش ہے۔ انہوں نے بڑے دکھ سے کہا: "میں سمجھتی تھی کہ
پاکستان کا معاشرہ اسلامی رنگ میں رنگا ہوا ہوگا' مگر افسوس کہ یہاں ایئرپورٹ پر اترتے
...مجھے مردوں کے عجیب و غریب رویئے سے دوچار ہونا پڑا۔ وہ عورتوں کو جس انداز میں
...باکی کے ساتھ گھورتے ہیں' اس طرح امریکہ کے لادین معاشرے میں بھی نہیں ہوتا۔
یہاں کی خواتین یورپین عورتوں کی نقالی میں ماڈرنزم اختیار کرنے کی بڑی شوقین
...ہے۔ میں انہیں التجا کرتی ہوں کہ یورپ کے معاشرے کی تقلید نہ کریں۔ وہاں کی خواتین
...ی اور برابری کے مفہوم کو نہیں سمجھ سکیں' انہوں نے ہر شعبہ زندگی میں مردوں سے
سبقت کا انداز اختیار کیا اور نسوانیت کو ترک کر کے مردوں کی روش اپنا لی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ
یورپ میں عورت سے زیادہ مظلوم کوئی نہیں۔ وہ فحاشی اور عدم تحفظ کے گہرے گڑھے
میں گر گئی ہے اور جو کچھ اس کے پاس تھا' وہ بھی کھو دیا ہے۔ آج عالم یہ ہے کہ گھر کو قید خانہ
...کر دفتروں کی زندگی اپنانے کے نتیجے میں اسے صبح ہی صبح تیزی کے ساتھ گاڑیوں کا
...ب کرنا پڑتا ہے اور ٹریفک کے بے پناہ رش میں دو دو گھنٹے کی بھاگ دوڑ کے بعد اپنے
...پہنچتی ہے۔ وہاں دن بھر نوکرانی کی طرح کام بھی کرتی ہے اور اپنے باس
(BO...) کے اشارۂ ابرو پر ہر طرح کا ناگوار مطالبہ بھی پورا کرتی ہے۔ شام کو دوبارہ
...کے سیلاب کا مقابلہ کر کے گھر آتی ہے تو تھکاوٹ سے اس قدر نڈھال اور زندگی
سے بیزار ہوتی ہے کہ اپنے ننھے پیارے بچے کی بات کا جواب تک نہیں دے سکتی۔
...خواتین کے بچے ڈے کیئر سنٹروں میں پلتے ہیں جہاں وہ عدم توجہ کا شکار رہتے
...نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں۔ وہاں انہیں سادھوازم اور جادوگری کا زہر پلایا جاتا
...مجرمانہ حملے ہوتے ہیں اور والدین کی شفقت اور خاندانی زندگی سے محروم ہو کر
...سے منشیات کے عادی ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ بے شمار بچے تو دس سال کی عمر میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خودکشی تک کر لیتے ہیں اور پبلک اسکولوں میں قتل ہونے والے بچوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ایڈز اور ہم جنسی عام ہے اور امریکہ کی بعض ریاستوں میں تو ہم جنسی کو قانونی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ بڑھاپے میں والدین شدید کسمپرسی کی زندگی گزارتے ہیں اور جونہی ایک خاتون کی عمر ۳۵ سال سے تجاوز کرتی ہے اسے اس طرح نظرانداز کیا جاتا ہے کہ وہ زندہ درگور ہو کر نفسیاتی مریض بن جاتی ہے۔ چنانچہ امریکہ میں ذہنی امراض کے ہسپتال مریضوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ غرض وہاں نہ عورتوں کو سکون حاصل ہے' نہ بچوں کو نہ بوڑھوں کو۔ پھر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ پاکستانی خواتین اور مرد حضرات اس معاشرے کو آئیڈیل کیوں سمجھتے ہیں اور وہی اطوار کیوں اختیار کر رہے ہیں جنہوں نے امریکی اور یورپی سماج کو تباہ و برباد کر دیا ہے''؟

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اینہ تھامس

(بھارت)

اینہ تھامس جنوبی بھارت کے ایک عیسائی پادری کی بیٹی ہیں۔ وہ خود بھی ایک سرگرم عیسائی مبلغہ اور ہیلتھ کیئر کرسچین فیلوشپ کی ممبر تھیں۔ اللہ نے ان پر کرم فرمایا اور انھوں نے وسیع مطالعے اور طویل غور و خوض کے بعد تین سال قبل یعنی فروری ۲۰۰۱ء میں اسلام قبول کر لیا۔ ان کی یہ فکر انگیز اور روح پرور داستان دہلی کے انگریزی رسالے "ریڈینس" میں شائع ہوئی جہاں سے ملک احمد سرور صاحب نے اردو میں ترجمہ کیا اور اپنے موقر جریدہ ماہنامہ "بیدار ڈائجسٹ" لاہور کے شمارہ ستمبر ۲۰۰۲ء میں شائع کر دیا۔ میں ملک صاحب کے شکریے کے ساتھ اسے شامل کتاب کر رہا ہوں۔

میں جنوبی بھارت کے ایک پروٹسٹنٹ عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئی اور پروان چڑھی۔ میرا باپ شروع میں ایک رومن کیتھولک عیسائی تھا۔ بائبل کی تعلیمات کی روشنی میں انھوں نے رومن کیتھولک عقائد کا جائزہ لیا اور محسوس کیا کہ رومن کیتھولک نہ صرف مورتیوں کی پرستش کرتے ہیں بلکہ اپنے بزرگوں (مقدس ہستیوں مثلاً پادری اور بشپ وغیرہ) کو مشکل کشا سمجھ کر ان سے مدد کے طلب گار ہوتے ہیں۔ بائبل کی تعلیمات رومن کیتھولک عقائد کی نفی کرتی تھیں، اس لیے وہ پروٹسٹنٹ بن گئے اور ایک مقامی چرچ میں کل وقتی مسیحی مبلغ مقرر کر دیے گئے۔

میں خود بھی ایک متحرک اور خدا پرست عیسائی تھی لیکن اب میں بہت خوش ہوں کہ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ایک مسلمہ ہوں۔ محض اتفاق سے مسلمان نہیں بنی بلکہ خوب سوچ سمجھ کر میں نے اسلام کا انتخاب کیا ہے۔ ربّ کائنات جس نے صحیح راستے یعنی اسلام کی طرف میری رہنمائی کی' اس کا میں جس قدر بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ میرا قبولِ اسلام مختلف مذاہب کے تقابلی مطالعے کا نتیجہ ہے۔ تقابلی مطالعے نے میرے ذہن کو قائل کیا کہ اسلام ہی ایک سچا مذہب اور اللہ تعالیٰ کا آخری دین ہے۔ تقابلی مطالعے سے میں اس نتیجے پر پہنچی کہ ربّ کائنات اور ربّ واحد "اللہ تعالیٰ" پر ایمان رکھنے کا تقاضا ہے کہ میں اسلام قبول کر کے مسلمان بن جاؤں۔ اگرچہ مجھے اس کے لیے سماجی زندگی میں کتنے ہی مسائل کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے۔

میں ایک سرگرم عیسائی مبلغہ اور بیلتھ کیئر کرسچین فیلوشپ کی ممبر تھی۔ یہ تنظیم میڈیکل فیلڈ سٹاف کے ان افراد پر مشتمل تھی جنہوں نے اپنی زندگی عیسائیت کے فروغ کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ ان کی زندگی کا مقصد غیر عیسائیوں میں عیسائی تعلیمات پھیلانا اور انہیں عیسائی بنانا تھا۔ بطور عیسائی میں سوچتی تھی کہ یسوع کی رضا حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ عیسائیت کی تبلیغ کو میں اپنے لیے فرضِ عین سمجھوں' لیکن بچپن ہی سے میرے ذہن میں عیسائی عقائد بالخصوص "عقیدۂ تثلیث' یسوع کی موت اور ان کا دوبارہ زندہ ہونا" کے بارے میں کئی سوال جواب طلب تھے۔ بطور عیسائی مجھ سے یہ توقع کی جاتی تھی کہ عیسائی پادریوں نے مجھے جو کچھ پڑھایا ہے بالخصوص عہد نامۂ جدید کی تعلیمات پر میں اندھا ایمان رکھوں' لیکن بائبل نے مجھے شک میں مبتلا کر دیا کہ آیا یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے بھی کہ نہیں کیونکہ اس کی تعلیمات ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔ عہد نامۂ جدید کی تعلیمات عہد نامۂ قدیم کی تعلیمات کے متضاد ہیں۔ سینٹ پال کی تعلیمات کہ عیسائیت آج جن کی پیروکار ہے' وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں کی تعلیمات کے متضاد ہیں۔

اللہ کا سچا کلام کونسا ہے؟ عہد نامۂ جدید یا عہد نامۂ قدیم۔ اس بارے میں میں اکثر سوچا کرتی تھی۔ اگر دونوں اللہ کے سچے کلام ہیں تو عیسائی عہد نامہ قدیم کے قوانین اور قواعد و ضوابط

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی پابندی کیوں نہیں کرتے حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود عہد نامہ قدیم کی تعلیمات کے پابند تھے۔ عقیدۂ تثلیث کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام "ایک خدا میں تین" میں سے ایک ہیں۔ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر انہیں تمام دنیا کے گناہوں کی خاطر صلیب پر کیوں لٹکنا پڑا؟ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام "ایک خدا میں تین" میں ایک ہیں تو پھر کسے خوش کرنے کے لیے انھوں نے صلیب پر چڑھنا پسند کیا؟ اگر عقیدۂ تثلیث عیسائیت کا اہم اور بنیادی ستون ہے تو پھر شروع کے عیسائیوں (325CE سے قبل) نے اسے اپنے ایمان کا حصہ کیوں نہ بنایا؟ حضرت پال جسے عیسائیت کا حقیقی اور سچا بانی تصور کیا جاتا ہے وہ بھی سچے خدا کے بارے میں کچھ نہ جانتا تھا۔ جب 318CE میں عقیدۂ تثلیث پر دو کلیسائی عہدیداروں میں تنازع بہت زیادہ بڑھ گیا تو سکندریہ کا پادری آریوس (ARIUS) بشپ الیگزینڈر اور شہنشاہ کانسٹنٹائن جھگڑے میں کود پڑے۔ جب تنازع کے حل کے لیے مذاکرات ناکام ہو گئے تو شہنشاہ کانسٹنٹائن نے چرچ کی تاریخ میں پہلی رومن کیتھولک کلیسائی کونسل (ECUMENCIAL COUNCIL) کا اجلاس طلب کیا تاکہ وہ اس مسئلہ کو حل کرے۔ 325CE میں ۳۰۰ بشپ Nicea میں اکٹھے ہوئے اور تثلیث ڈاکٹرائن پر بحث کی۔ عیسائیوں کے خدا کی تین باتیں اور نوع سامنے آئے۔ یعنی باپ' بیٹا اور روح القدس۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنے بیٹے کی قربانی پیش کی مگر اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے کا خون نہ بہانے دیا تو پھر اس (اللہ تعالیٰ) نے اپنے بیٹے (عقیدۂ تثلیث کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں) کا خون اپنی خوشی کے لیے کیوں بہا نے دیا؟

ہم آدم وحوا کے بچے ہیں۔ انہوں نے ایک گناہ کیا اور عیسائی عقیدہ کے مطابق ہر انسان پیدائشی گناہگار ہے۔ جہاں تک بائبل کا تعلق ہے وہ اس عقیدے کی تصدیق نہیں کرتی کہ "کرے کوئی بھرے کوئی" مثلاً کتاب یرمیاہ کے باب ۳۱ کی آیت نمبر ۳۰ میں ہے: "پھر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوں نہ کہیں کہ باپ دادا نے کچے انگور کھائے اور اولاد کے دانت کھٹے ہو گئے کیونکہ ہر ایک اپنی ہی بدکرداری کے سبب سے مرے گا۔ ہر ایک جو کچے انگور کھاتا ہے اسی کے دانت کھٹے ہوں گے"۔ بائبل کی کتاب احبار کے باب ۲۴ کی آیت نمبر ۱۶ میں ہے" اور تو بنی اسرائیل سے کہہ دے کہ جو کوئی اپنے خدا پر لعنت کرے گا اس کا گناہ اسی کے سر لگے گا" کتاب حزقی ایل کے باب ۱۸ کی آیت ۲۰ میں ہے:" جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی۔ بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ۔ صادق کی صداقت اسی کے لیے ہوگی اور شرار کی شرارت شریر کے لئے"۔

اگر یسوع مسیح "ایک خدا میں تین" میں ایک ہیں تو پھر وہ صلیب پر کیوں چلائے:

" الوہی' الوہی لما شبقتنی ؟ یعنی اے میرے خدا' اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"۔ (مرقس ۱۵:۳۴)

کیا کوئی تصور کر سکتا ہے کہ مذکورہ بالا الفاظ کسی خدا کی زبان سے نکلے ہیں؟ یہ تو کرب و اذیت میں مبتلا ایک بے بس اور لاچار آدمی کی پکار ہے جس میں وہ اپنے خالق اور آقا سے مخاطب ہے۔

یہ تھے وہ شکوک و شبہات جو میرے ذہن میں عیسائیت اور بائبل کے بارے میں پیدا ہوئے اور میرا یقین اس مذہب پر سے بڑی طرح متزلزل ہو گیا اور میں نے تلاش حق کے لیے تگ و دو شروع کر دی۔ اس وقت تک میں اسلام کے بارے میں کچھ نہ جانتی تھی۔ ایک روز میری ایک مسلمان سہیلی نے مجھے ایم اے نبی کی کتاب " کرسچین مسلم ڈائیلاگ" اور احمد دیدات کی Choice: Islam and Christianity تحفہ میں دیں۔ دونوں کتب میری زندگی میں نکتۂ انقلاب ثابت ہوئیں۔ ان کتب کے مطالعہ سے میں نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کے عقیدہ کی پشت پر کوئی ٹھوس سچائی ہے۔ اس کے بعد میں نے اسلام اور عیسائیت کا تقابلی مطالعہ شروع کیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک غیر مسلم اسلام کے بارے میں جو تصور رکھتا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام اس سے بالکل مختلف ہے۔ بطور غیر مسلم میرا اپنا یہ خیال تھا کہ مسلمان ایسے متشدد لوگ ہیں جو امن پر یقین نہیں رکھتے اور نہ قادر مطلق اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ مطالعہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ اسلام کے تو معنی ہی "امن" اور اپنے آپ کو اللہ کی رضا کے حوالے کر دینے کے ہیں۔ میری اس کلی نے مجھے احمد دیدات کی مزید کتب دیں اور جماعت اسلامی ہند دہلی کے اعلیٰ سطح کے دانشوروں اور بزرگ ارکان کے ذریعے میرے شکوک وشبہات دور کرنے کی کوشش کی۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی کتاب "دینیات" نے اسلام کا ایک مکمل تصور میرے سامنے رکھا۔ اس مطالعہ نے مجھے بے چین کر دیا کہ پوری کائنات کے خالق اور رب "اللہ تعالیٰ" پر سچا ایمان رکھنے والی کی حیثیت سے مجھے اب کیا کرنا چاہیے؟ اس کے بعد اللہ نے مجھے توفیق عطا فرمائی اور میں نے قرآن کا مطالعہ شروع کر دیا اور پھر قرآن نے بہت جلد میرے سامنے حق وصداقت کو واضح اور روشن کر دیا۔

الحمدللہ اب میں خوش اور مطمئن ہوں۔ میں اعتماد سے کہہ سکتی ہوں کہ قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہر اس سوال کا تسلی بخش جواب دے دیا جو میرے ذہن میں تھا۔ قرآن مجید تو خود ایک معجزہ ہے۔ یہ ایک بے نظیر و بے مثال اور منفرد کتاب ہے۔ اس کی یہ انفرادیت شکوک وشبہات سے بالا ہے۔ یہ ہرگز انسانی تخلیق نہیں ہے۔ یہ تو کسی سُپر ہستی کی تخلیق کردہ ہے۔ اس کتاب میں انسانی زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ کیا گیا ہے۔ کسی فرد کا کوئی ذاتی مسئلہ ہو یا سیاسی یا معاشرتی، قرآن مجید سب کا حل پیش کرتا ہے۔ اس کی سب سے زیادہ حیرت انگیز اور تحسین آفریں خصوصیت یہ ہے کہ ۱۴۰۰ سال سے زیادہ عرصے سے اس میں کسی حرف تو کیا اعراب تک کی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ قیامت تک اس میں کوئی تحریف نہیں ہو سکتی اور وہ خود اس کا محافظ ہے۔ "رہا یہ ذکر تو اس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں"۔ (الحجر: ۹) "یہ ایک بلند پایہ قرآن ہے، ایک محفوظ کتاب میں ثبت" (الواقعہ: ۷۷، ۷۸) اس کے بالمقابل بائبل میں مسلسل تبدیلیاں آتی رہی ہیں۔ عیسائی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پادری اور سکالر اس میں جمع تفریق کرتے رہے اور اس میں اس قدر تحریف ہو چکی ہے کہ اسے ہم خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ عیسائیوں کی اکثریت بائبل اور اناجیل کی تاریخ سے آگاہ نہیں ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ عہد نامہ جدید میں شامل چاروں اناجیل کے چاروں مصنفین: مرقس، متی، یوحنا اور لوقا" حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تھے لیکن یہ درست نہیں ہے۔ ان میں سے کوئی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہم عصر نہ تھا اور نہ کسی نے براہ راست حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وعظ کرتے سنا۔ چاروں اناجیل 70CE اور 115CE کے درمیانی عرصہ میں یونانی زبان میں لکھی گئیں جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان آرامی تھی۔ سب سے پہلے مرقس انجیل لکھی گئی اور یہ روم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب کیے جانے کے چالیس سال بعد لکھی گئی۔ متی کی انجیل 80CE میں یونانی میں لکھی گئی۔ تیسری انجیل لوقا یونان میں 90CE میں لکھی گئی۔ انجیل یوحنا 110CE اور 115CE کے درمیان افسس (Ephesus) میں یا اس کے قریب کی دوسری جگہ کسی نامعلوم مصنف نے لکھی۔ یہ سامی مخالف تھا اور اس نے یہودیوں کو یسوع مسیح کے دشمن کے طور پر پیش کیا۔

اسلام سے متعلق میرا مطالعہ جاری تھا کہ بہتر مستقبل کے لیے میں سعودی عرب آ گئی۔ یہاں میں نے مسلمانوں اور ان کے طرز زندگی کا نہایت قریب سے مشاہدہ کیا۔ یہاں میں نے محسوس کیا کہ قادر مطلق خدائے حق نے یہودیوں سے اپنی بادشاہت چھین کر مسلمانوں میں قائم کی ہوئی ہے۔ جیسا کہ یسوع مسیح نے پیشین گوئی کی تھی "اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دے دی جائے گی"۔ (متی ۲۱:۴۳) ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بائبل کی کتاب احبار میں فرمایا تھا۔

سعودی عرب میں مجھے تقابل ادیان کے مطالعہ کا سنہری موقع ملا۔ لٹریچر، آڈیو اور ویڈیو کیسٹوں کے علاوہ چلتی پھرتی زندہ شہادتوں نے میری بڑی مدد کی۔ یہ زندہ شہادتیں وہ انسان تھے جنہوں نے سچائی اور دین حق کا راستہ پانے کے لئے بڑی تحقیق اور محنت کی تھی۔ جب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں صراطِ مستقیم مل گیا تو انہوں نے عیسائیت کو خیر باد کہہ کر اسلام قبول کر لیا۔ ان لوگوں کی تحقیق اور تجربے میرے لیے نہایت سود مند اور مشعلِ راہ ثابت ہوئے۔

امریکی نومسلمہ مسز خدیجہ واٹسن جو کسی امریکی یونی ورسٹی میں شعبہ الٰہیات (Theology) کی پروفیسر رہ چکی ہیں کے ساتھ براہِ راست مکالمہ روحانی تسکین کی تلاش میں میرے لیے نہایت نفع بخش رہا۔ اسی دوران میں مَیں نے انتہائی اعلیٰ تعلیم یافتہ نومسلموں کی روداد وں کا مطالعہ کیا۔ ان میں پروفیسر عبدالاحد داؤد (سابق نام ریورنڈ ڈیوڈ بنجمن کلدانی۔ ایک بشپ اور رومن کیتھولک پادری "محمد ان دی بائبل" کا مصنف) قسیس (پادری) چارلس ولیم پکتھال کے بیٹے محمد مارماڈیوک پکتھال کی داستانیں خاصی اہم تھیں۔

اب سب سے بڑا مسئلہ جس کا مجھے سامنا تھا وہ یہ تھا کہ میں اپنے آپ کو صحیح طریقہ سے عبادت کرنے کے قابل نہ پاتی تھی۔ مَیں یہ تو جان گئی تھی کہ خدائے واحد ہی ہر چیز کا خالق ہے لیکن مجھے یہ یقین نہیں تھا کہ سچا واحد اللہ عیسائیت میں ہے یا اسلام میں۔ یہ حقیقت ہے کہ دونوں مذاہب ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں مگر عبادت کا طریقہ بالکل مختلف ہے۔ اب پھر مَیں کیا کروں؟ یہ سوال مجھے مسلسل پریشان کر رہا تھا۔ مَیں نے اپنی یہ پریشانی اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کا فیصلہ کیا۔ مَیں نے دعا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے گزارش کی: "اے میرے اللہ! مَیں دعا کے لیے تیرے حضور میں حاضر ہوں' تم سے زیادہ مجھے کوئی نہیں جانتا' تم ہی جانتے ہو کہ مَیں کیا ہوں اور کہاں ہوں؟ میرے دل میں کیا ہے اور مَیں کیا چاہتی ہوں لیکن میں نہیں جانتی کہ تم اسلام اور عیسائیت میں سے کس کو ترجیح دیتے ہو' کس کو پسند کرتے ہو؟ اب میں عیسائی نہیں ہوں کہ عیسائیت میں "خدا کے تصور" کے بارے میں میرے ذہن میں شکوک و شبہات پیدا ہو چکے ہیں اور نہ مَیں مسلمان ہوں کہ مَیں ایک مسلمہ کی طرح زندگی نہیں گزار رہی۔ اے میرے اللہ! صحیح مذہب کے انتخاب میں میری رہنمائی فرما۔ مَیں صرف سچائی کی تلاش میں ہوں اس لیے مجھے گمراہ ہونے سے بچا لے۔ اگر مذہب عیسائیت سچا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تو پھر مجھے اس پر جمادے اور اس کے بارے میں میرے ذہن میں جو شکوک و شبہات ہیں وہ دور کر دے۔ اگر اسلام سچا ہے تو پھر اس کی سچائی کی توثیق کرا اور میرے دل میں مستحکم کر دے۔ میری مدد کر اور میرے اندر اس قدر جرأت پیدا کر دے کہ میں اپنے مستقبل کے دین کے طور پر اسے قبول کر لوں"۔

قرآن و بائبل کے تقابلی مطالعہ اور خلوص دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا نے اسلام کی طرف مائل میرے دل کو تقویت بخشی اور میں اندر ہی اندر مسلمان ہو گئی۔ میں نے مسلمانوں کی طرح نماز پڑھنی شروع کر دی۔ پوری نماز کے دوران میں میں نے محسوس کیا کہ اسلام کی سب سے زیادہ پرکشش چیز نماز ہی ہے۔ عیسائیت کی نماز میں ایک عیسائی یسوع مسیح کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرتا ہے لیکن اسلام میں نماز کا مطلب ہے کہ دنیا کے تمام امور سے کٹ کر خدائے بزرگ و برتر کا قرب حاصل کرنا' اس کی حمد و ثنا اور بڑائی بیان کرنا' اس کے انعام و اکرام پر اس کا شکر ادا کرنا۔ صرف اللہ ہی جانتا ہے کہ کونسی چیز ہمارے لیے مفید اور سود مند ہے اور وہی ذات یکتا ہماری تمام ضروریات پوری کرتی ہے۔

۱۴۲۱ھ کے رمضان المبارک کا بھی میں نے مشاہدہ کیا۔ میں تو اسے ایک معجزہ ہی تصور کرتی ہوں کیونکہ میرے خیال میں مسلمانوں کی طرح روزے رکھنا میرے لیے ناممکن تھا۔ میں نے تجربے کے طور پر روزے رکھنے شروع کیے کہ جان سکوں کہ آیا میں اسلام کے احکام پر عمل کر سکوں گی یا نہیں؟ الحمد للہ پورے تیس روزے رکھنے میں میں کامیاب رہی۔ تاہم میں نے اب بھی روایتی طریقے سے اسلام قبول نہ کیا۔ کیونکہ میں اپنی فیملی اور سہیلیوں کے ممکنہ ردعمل کے خوف میں مبتلا تھی۔ میں سوچتی تھی کہ کہیں وہ مجھے اپنے آپ سے دور نہ کر دیں اور میں تنہا نہ ہو جاؤں۔ اس خوف کے باوجود سورہ التوبہ کی آیات ۲۳ اور ۲۴ کے مطالعے نے مجھے اسلام قبول کرنے کا اعلان کرنے پر مجبور کر دیا کہ ایک سچے مسلمان کے لیے اس خوف کی کوئی حیثیت نہیں ہونی چاہیے۔ مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اگر تمہارے باپ اور تمہارے بھائی ایمان کے مقابلے میں کفر کو عزیز رکھیں تو ان کو اپنا رفیق نہ بناؤ اور تم میں سے جو انہیں رفیق بنائیں گے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔ اے پیغمبر! مسلمانوں سے کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہاری برادری اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے مندا پڑ جانے کا تم کو اندیشہ ہے اور وہ مکانات جو تمہیں پسند ہیں (اگر یہ ساری چیزیں) اللہ اور اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ پیاری ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ کا مقررہ قانون یہ ہے کہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا"۔

ان آیات کے مطالعہ سے میں نے محسوس کر لیا کہ اللہ تعالی نے صراط مستقیم کی طرف میری رہنمائی کر دی ہے اور اب عیسائیت کی طرف دیکھنا میرے لیے اچھا نہ ہوگا۔ چنانچہ الحمد للہ! ۱۲ ذی القعدہ ۱۴۲۱ھ (۶ فروری ۲۰۰۱ء) کو اسلامک ایجوکیشن سنٹر طائف میں میں نے کلمۂ شہادت پڑھ لیا۔ میں اللہ تعالی کی شکر گزار ہوں جس نے میری رہنمائی کی اور جس کی رحمتوں کے باعث آج میں مسلمان ہوں۔ قبول اسلام سے قبل اور بعد میں مجھے بے شمار مسائل کا سامنا کرنا پڑا لیکن اللہ تعالی نے ہر قسم کی تنقید اور دیگر مشکلات کا مقابلہ کرنے کی میرے اندر ہمت پیدا کر دی اور دین اسلام پر مجھے استقامت عطا فرما دی۔ الحمد للہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امینہ عینی سپیگٹ

(AMEENA ANNIE SPIEGET)

(انگلستان)

میری پرورش و پرداخت چرچ آف انگلینڈ کے مذہبی ماحول میں ہوئی۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ہر اتوار دراصل ''انگلش اتوار'' ہوتا تھا جس میں عیسوی عقائد کی بجائے انگریزی روایات کی آمیزش زیادہ ہوتی تھی اور انگلستان میں یہ ایک مستحکم مذہبی رسم کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ پھر یہ دن اس اعتبار سے خاص اہمیت کا حامل تھا کہ اس میں تسلسل کے ساتھ بچوں کو سمجھایا جاتا تھا کہ آج تم یہ کام کرو گے اور یہ نہیں کرو گے۔ بالخصوص اتوار کے روز معمولی سی شرارت کو بھی پسند نہیں کیا جاتا تھا اور اس پر سرزنش ہوتی تھی جب کہ باقی دنوں میں ہر طرح کی شرارتیں جائز تھیں اور کسی کو ان پر ٹوکنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ اتوار کو علی الصبح چرچ جانے کی تیاریاں شروع ہو جاتی تھیں اور اس سلسلے میں گھر کے بڑوں کا ذوق و شوق دیدنی ہوتا تھا۔

عمر ذرا سیانی ہوئی اور میں نے سوچنا شروع کیا تو ذہن میں طرح طرح کے سوال سر اٹھانے لگے۔ ان سب کا تعلق مذہب اور اس کے مختلف پہلوؤں سے تھا۔ لیکن عجیب بات ہے کہ کسی کے پاس میرے سوالوں کا جواب نہ تھا۔ ہر کوئی جواب میں سمجھانے لگتا کہ اس طرح کے سوال کرنا گناہ ہے۔ میری طرف سے اصرار بڑھتا تو بتایا گیا کہ بائبل خدا نے خود لکھی ہے اور میں نے جواب میں دریافت کیا کہ کیا واقعی اس نے قلم سے لکھی ہے؟ اگر ایسا ہے تو اسے لکھتے ہوئے کس نے دیکھا تھا اور اصل مسودہ کہاں موجود ہے؟ میرے یہ سوالات خصوصاً میری آیا (GOVERNESS) کو تو لرزا لرزا دیتے تھے۔ وہ کانوں کو ہاتھ لگانے لگتی اور خوف سے تھر تھر کانپنے لگتی......

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے میرے کسی سوال کا جواب نہ ملتا' تو میں سوچنے لگتی کہ یہ تو کند ذہنی اور بے انتہا نالائقی کا ایک مظاہرہ ہے کہ میں ایسے مذہب پر کاربند رہوں جو اپنی بنیادی تعلیمات کے لیے نہ صرف کوئی دلیل نہ رکھتا ہو بلکہ وہ ناقابلِ عمل بھی ہو۔

بلاشبہ میں اپنے خدا سے گہری محبت رکھنا چاہتی تھی' اس میں گہری دلچسپی رکھتی تھی اور اس کو اس کی صحیح صورت میں جاننے کی طالب تھی' لیکن میں عیسائیت کے اس عقیدے سے سمجھوتہ نہ کر سکی کہ "قادرِ مطلق" اور "رحیم و کریم" خدا نے اتنی سنگدلی سے اور شرمناک طریقے سے اپنے اکلوتے بیٹے کو محض ساری دنیا کو بچانے کے لئے موت کے گھاٹ اتار دیا اور واقعات کی روشنی میں جس اذیت ناک طریقے سے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا گیا اور جس مصیبت کا انہیں سامنا کرنا پڑا' میرا ذہن قبول ہی نہیں کرتا تھا کہ اس تناظر میں خدا "قادرِ مطلق" کیسے ہے؟ اور اسے "رحیم و کریم" کیسے مانا جائے؟ چنانچہ یہ خیال بار بار ذہن کو پریشان کرتا کہ اگر خدا واقعی قادرِ مطلق (ALL MIGHTY) ہے تو اس نے جانتے بوجھتے ہوئے ایک قطعی معصوم شخص کو جو اس کا اپنا بیٹا بھی ہو' عام گناہگار لوگوں کی پاداش میں بے رحمی کے ساتھ کیسے سولی پر چڑھا دیا؟ پھر یہی نہیں جب میں اپنے ارد گرد بے شمار لوگوں کو گناہ اور ظلم میں لت پت دیکھتی تو بے اختیار سوچنے لگتی کہ کیا یہ سب ظالم اور پاجی لوگ ایک بے گناہ شخص کی موت کے بدلے بخش دیئے جائیں گے؟ یہ تصور مجھے ہلکان کر دیتا اور میں اپنے ہر جاننے والے سے دریافت کرنے لگتی کہ مجھے اس سلسلے میں دلائل سے مطمئن کر دو۔ لیکن میں نے دیکھا کہ عیسائی کہلوانے والے کم از کم نصف ایسے لوگ تھے جو ان عقاید کو درست نہیں سمجھتے تھے' لیکن چونکہ ان کے پاس ان کا کوئی متبادل نہ تھا' اس لیے وہ بے سوچے سمجھے انہیں سینے سے لگائے ہوئے تھے۔ بلکہ ان کے بارے میں انہیں چنداں پرواہ بھی نہ وہ اس سلسلے میں سنجیدہ تھے۔

اتوار کی سہ پہر کو ہم لوگ سوال و جواب کی محفل میں شمولیت کرتے یا پھر بائبل کے حمدیہ حصے گا کر پڑھتے۔ اس دوران میں میں سوچتی رہتی کہ کاش خالقِ حقیقی کے بارے میں حق و صداقت پر مبنی باتیں بیان کی جاتیں اور وہ بے سروپا قصے بغیر سوچے سمجھے طوطے کی طرح نہ رٹے جاتے جن پر میں یقین ہی نہیں رکھتی تھی اور جو عقل و خرد کے بھی صریحاً منافی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ میں حسب عادت اپنی بے اطمینانی کا اظہار کرتی تو یہ کہہ کر مجھے نفسیاتی طور پر مطمئن کرنے کی کوشش کی جاتی کہ دراصل بچپن میں میری دینی توثیق کی رسم ادا نہیں ہو سکی تھی جس کی وجہ سے میرے ذہن میں طرح طرح کے وسوسے پیدا ہوتے رہتے ہیں...... حالانکہ یہ محض ان کا ایک بہکاوا تھا۔ اصل بات یہ تھی کہ عیسائیت کا ہر عقیدہ عقل سے بعید ہے اور کسی بھی سوچنے سمجھنے والے کو متاثر نہیں کرتا۔ چنانچہ مسیح کے جسم اور خون والے عقیدے سے مجھے ہمیشہ گھن آتی رہی۔ پروٹسٹنٹ اسے محض استعارے اور نظریے کے طور پر مانتے ہیں جب کہ کیتھولک دعویٰ کرتے ہیں کہ عشائے ربانی کی روٹی حقیقی معنوں میں حضرت عیسیٰؑ کے جسم اور خون کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ عشائے ربانی (SACRAMENTS) کے عقیدہ نے مجھے بہت پریشان کیا اور میں نے دل میں تہیہ کر لیا کہ میں بشپ سے اپنے عیسائی ہونے کی توثیق نہیں کراؤں گی۔ یاد رہے اس رسم کے مطابق...... بلوغت کے قریب بپتسمہ دیے ہوئے عیسائیوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر پادری ان کے سچے اور پکے عیسائی ہونے کی توثیق کرتے ہیں۔

بات اتوار کی چل رہی ہے تو اس روز شام کے بعد تک مختلف نوعیت کی رسوم جاری رہتیں۔ شام کے بعد سب مل کر ترنم سے بائبل کے حمدیہ گیت گاتے۔ چونکہ یہ سب کچھ مجھے اچھا نہیں لگتا تھا اور دن بھر میں ایک ہی طرح کی باتوں سے میں تنگ آ جاتی تھی' اس لیے عموماً شام کے اس پروگرام میں شامل ہونے سے انکار کر دیتی تھی۔ اس سے گھر کے سب لوگ زچ ہوتے اور اصرار کرتے کہ اگر مجھے اس مقدس تقریب میں شمولیت کی توفیق نہیں تو دوسروں کو گمراہ کرنے سے بہتر ہے کہ جا کر سو جاؤں۔ غرض اتوار کا دن جو باقی لوگوں کے لیے تقدس کا حامل تھا' میرے لیے مصیبت بن جاتا اور میں بڑی ہی بے دلی کے ساتھ "اتواری رسومات" میں شرکت کرتی اور جو دن خوش اخلاقی اور نیکی کے لیے مخصوص تھا' وہ میرے لیے نحوست اور وبال بن جاتا۔ بائبل نے نہ میری بے اطمینانی دور کی نہ سکون فراہم کیا اور نہ میری بے چارگی پر ترس کھا کر میری کوئی مدد کی۔

حقیقت یہ ہے کہ میرے دل میں بائبل کے لیے ذرا بھی احترام یا محبت کا جذبہ برقرار نہ رہا تھا اور خصوصاً جب میں بلوغت کی عمر کو پہنچی اور تجزیے کی صلاحیت بڑھ گئی تو میں نے دیکھا کہ بائبل تضادات کا ایک جنگل ہے۔ من گھڑت' بے بنیاد کہانیوں کا ایک صحرا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور لایعنی اور ناممکن قسم کی باتوں کا ایک ایسا مجموعہ ہے جنھیں پڑھتے ہوئے ایک ذہین قاری کراہت اور بیزاری کی کیفیت سے دوچار رہتا ہے..... سکون بخشی کا تو وہاں دور دور تک کہیں گزر نہ تھا۔ چنانچہ وہ لوگ جو اس کے مندرجات کی وضاحت اور وکالت کے ذمہ دار تھے یعنی پادری..... ان سے بھی جب میں بحث کرتی اور اعتراضات وارد کرتی تو میری باتوں کا ان کے پاس کوئی جواب نہ ہوتا تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ بائبل دراصل ایک درجن مختلف لکھنے والوں کے خیالات و نظریات کا مجموعہ ہے۔ چنانچہ سائنس اور علم الارض (GEOLOGY) دونوں کا اتفاق ہے کہ بائبل کی کتاب پیدائش میں انسان کے آغاز کی جو کہانی بیان کی گئی ہے' وہ صریحاً ناممکنات میں سے ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی تاریخی اعتبار سے ثابت ہو چکی ہے کہ زبور کے مقدس گیت حضرت داؤد نے قلم بند نہیں کیے تھے اور بائبل کے دوسرے حصے جو مختلف بڑے لوگوں سے منسوب ہیں' وہ ان کے لکھے ہوئے نہیں ہیں۔ بہر حال جب یہ ثابت ہے کہ بائبل بہت سے مصنفین کے "رشحاتِ فکر" کا نتیجہ ہے تو سوال یہ ہے کہ ان میں سے کس کی ثقاہت کو تسلیم کیا جائے۔

بائبل کے بارے میں یہ تھا میرا تاثر اور تحقیق جس نے مجھے اس کتاب اور عیسائیت سے دور کر دیا اور چونکہ خدا نے مجھے ذہانت اور سمجھ بوجھ عطا فرمائی تھی اس لیے میں تلاشِ حق کے لیے سرگرم ہو گئی اور میں نے مطالعہ جاری رکھا۔ حتیٰ کہ قرآن کی صورت میں مجھے منزل مل گئی۔ مجھے پتہ چلا کہ قرآن بائبل کے برعکس صرف ایک فرد..... یعنی حضرت محمد ﷺ..... کی وساطت سے انسانوں تک پہنچا اور صدیاں گزر جانے کے باوجود ہر طرح کی تحریف و تنسیخ سے یکسر محفوظ ہے۔ اس کی کوئی تعلیم عقلِ عامہ (COMMON SENSE) کے خلاف نہیں ہے نہ اس پر افسانہ طرازی یا دیومالائیت کا کوئی پرتو ہے.....

اس طرح قرآن نے مجھے بے حد متاثر کیا اور اسلامی تعلیمات کے حسن و کمال نے میرے دل میں گھر کر لیا۔ میں شعوری طور پر اسلام کے سایۂ رحمت میں جا گزیں ہو گئی..... اور اس دین نے مجھے اس طرح مسرور و مطمئن کیا اور وہ قلبی راحت عطا کی کہ اس کے لیے جس قدر بھی خدا کا شکر ادا کروں' کم ہے۔ بائبل نے مجھے جس قدر بے سکون کیا تھا' قرآن نے اسی قدر سکون اور حقیقی مسرت سے ہمکنار کر دیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر امینہ کاکسن

(Dr.Aminah Coxon)

(انگلینڈ)

ڈاکٹر امینہ کاکسن کا آبائی نام این کاکسن ہے۔ وہ پیشے کے اعتبار سے ڈاکٹر اور ماہر علم الاعصاب (Neurologist) ہیں اور لندن کے قلب یعنی ہارلے سٹریٹ میں ان کا کلینک ہے۔ انہوں نے طویل مطالعے اور غور و خوض کے بعد ۱۹۸۵ء میں اسلام قبول کیا۔ ریاض (سعودی عرب) میں مقیم مشہور پاکستانی مصنف جناب حنیف شاہد نے ان سے بذریعہ ڈاک قبولِ اسلام کی وجوہ دریافت کیں اور اپنی قابلِ قدر کتاب "Why Islam is Our Only Choice" میں محفوظ کر دیں۔ ذیل کا مضمون اسی انٹرویو کا آزاد ترجمہ ہے۔

میں ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۴۰ء کو لندن کے ایک کیتھولک گھرانے میں پیدا ہوئی۔ میری والدہ ایک امیر کبیر باپ کی بیٹی تھی۔ جبکہ والد برٹش امریکن ٹوبیکو کمپنی کے ڈائریکٹر تھے۔ ہم دو بہن بھائی ہیں۔ دونوں نے کیتھولک بورڈنگ اسکولوں میں تعلیم حاصل کی۔ بھائی آج کل امریکہ میں ایک معروف تاجر ہے۔ اس کے تین بچے ہیں اور وہ کیتھولک عیسائی کی حیثیت سے آج بھی پابندی سے گرجے جاتا ہے۔

میرے والد کو ٹوبیکو کمپنی کی ملازمت کے سلسلے میں ۱۹۴۵ء سے ۱۹۵۳ء تک آٹھ سال کا عرصہ مصر میں گزارنا پڑا۔ اس طرح بچپن کے دو سال تک مجھے بھی اس مسلمان ملک میں مقیم رہنے کا موقع ملا اور غیر شعوری طور پر میں اہلِ مصر کی سماجی زندگی' عمومی اخلاق اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسوم و رواج سے بہت متاثر ہوئی۔ قاہرہ کی خوبصورت مسجدوں' ان کے میناروں اور خصوصاً اذان کی آواز نے میرے دماغ پر گہرے اثرات مرتب کیے اور غیر محسوس طریقے سے میرا دل ان کی طرف کھنچا چلا گیا۔

۱۹۴۷ء میں میں واپس انگلینڈ آ گئی اور یہاں ایک پرائمری اسکول میں داخل کرا دی گئی۔ ۱۹۵۳ء میں میرے والد بھی مصر سے لندن آ گئے اور ان کی راہنمائی میں میں زندگی کے میدان میں آگے بڑھنے لگی...... میں طبعاً محنتی واقع ہوئی ہوں چنانچہ میں نے ہر امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی اور ایم بی بی ایس کے بعد رائل کالج آف میڈیسن اور یونیورسٹی آف لندن سے نیورولوجی میں پوسٹ گریجوایٹ ڈگری بھی حاصل کر لی۔ اس کے ساتھ ہی نفسیاتی تجزیے (Psychoanalytic) کا کورس بھی مکمل کر لیا''۔

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد ڈاکٹر این کاکسن نے شادی کر لی۔ بچے بھی ہوئے لیکن بدقسمتی سے یہ شادی کامیاب نہ ہو سکی کہ ان کا خاوند ایک مادہ پرست' خود غرض انسان تھا۔ وہ بیوی بچوں کو اخراجات کے لیے کچھ بھی نہ دیتا لیکن الٹی دھونس جماتا رہتا۔ نتیجہ یہ کہ چند سال کے بعد انھوں نے اس شخص سے طلاق لے لی۔

۱۹۷۸ء میں ڈاکٹر موصوفہ نے لندن کی ہارٹ سٹریٹ میں جسے میڈیکل روڈ بھی کہا جاتا ہے' اپنا کلینک بنا لیا اور پرائیویٹ پریکٹس شروع کر دی۔ حسن اتفاق سے انھیں آغاز ہی میں چند مسلمان مریض خواتین سے سابقہ پیش آیا اور وہ یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئیں کہ خطرناک امراض اور شدید تکلیف کی حالت میں بھی خدائے واحد پر ان کا یقین و ایمان مستحکم تھا۔ اس ضمن میں وہ بالخصوص دو خواتین سے بہت متاثر ہوئیں...... اولاً ایک نوجوان مسلمان لڑکی اپنی بیمار ماں کو لے کر ان کے کلینک میں آئی۔ ڈاکٹر نے ایسے ہی حفظ ماتقدم کے طور پر لڑکی کا معائنہ کیا تو پتہ چلا کہ وہ تو چھاتی کے کینسر میں مبتلا ہے۔ لیکن جب لڑکی کو اس خطرناک مرض کے بارے میں بتایا گیا تو اس نے برجستہ کہا: ''الحمد للہ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ میں آپ کے پاس آئی اور مجھ پر اس مرض کا انکشاف ہوا......''

ڈاکٹر اینہ کے لیے یہ مشاہدہ بے حد حیران کن تھا کہ وہ لڑکی نہ گھبرائی نہ رو‌ئی نہ چیخی۔ اس نے کمال صبر اور حوصلے سے اللہ کا شکر ادا کیا اور اس یقین کا اظہار بھی کیا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے فضل سے وہ صحت یاب ہو جائے گی۔ لڑکی کے اس رونیے سے ڈاکٹر بے حد متاثر ہوئی۔ اس مذہب کے لیے اس کے دل میں بے اختیار نرم گوشہ پیدا ہونے لگا جس نے ایک کمزور لڑکی کو حوصلے اور صبر کی ایک خاص قوت سے روشناس کر دیا تھا۔

اسی طرح ۱۹۸۳ء میں ان کا تعارف اومان کے سلطان قابوس کی والدہ محترمہ سے ہوا۔ موصوفہ ذیابیطس کی مریضہ تھیں۔ لیکن صبر' وقار اور حوصلہ مندی ان پر بھی ختم تھی۔ وہ شاندار شخصیت کی حامل ایک خوبصورت خاتون تھیں' لیکن محبت' شفقت اور حلم کا پیکر مجسم بھی اور حالانکہ بے رحم مرض نے انہیں نچوڑ کر رکھ دیا تھا' لیکن اس کے باوجود ان کی زبان پر کبھی بھول کر بھی حرف شکایت نہ آیا...... اس بزرگ بیمار خاتون کی روش نے بھی ڈاکٹر اینہ کاکسن کو غیر معمولی طور پر متاثر کیا اور اس حوالے سے وہ سنجیدگی کے ساتھ اسلام کے بارے میں سوچنے لگیں...... اور کچھ عرصے کے مطالعے اور غور و فکر کے بعد انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

اس سوال کے جواب میں کہ انہوں نے اپنے آبائی مذہب عیسائیت کو کیوں ترک کر دیا؟ انہوں نے بتایا:

"میں آبائی طور پر کیتھولک تھی۔ والدہ اور والد دونوں کیتھولک تھے۔ مجھے بھی بچپن میں ایک کیتھولک اسکول میں داخل کرایا گیا جہاں میرے والد کی خالہ اور متعدد عم زاد (کزن) لڑکیاں نوں (Nuns) کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہی تھیں۔ میں بھی بیس سال کی عمر تک اپنے آبائی عقائد پر سختی سے قائم رہی' لیکن جب غور و فکر کی عمر شروع ہوئی تو ان عقائد کے بارے میں شکوک و شبہات سر اٹھانے لگے۔ مضبوط دیواروں میں دراڑیں پیدا ہونے لگیں۔ چنانچہ یہ سوچ کر مجھے اپنے آپ سے نفرت ہونے لگتی کہ یہ میرے بدترین گناہ تھے جن کی پاداش میں حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا گیا اور وہ بہت ہی دردناک موت سے دوچار ہوئے۔ اسی طرح عشائے ربانی کے حوالے سے یہ تصور کر کے مجھے بے اختیار گھن آنے لگتی کہ یہ کھانا دراصل حضرت مسیح کے گوشت اور ان کے خون پر مشتمل ہے اور تثلیث کا مسئلہ تو مجھے بہت ہی پریشان رکھتا اور خدا کو تین حصوں میں منقسم دیکھ کر میں بھونچکا رہ جاتی۔ یہ سوچ کر بھی میں فکرمند رہتی کہ میں تو پیدائشی گناہ گار ہوں پھر حضرت مسیح سے کیسے محبت کا دم بھر سکتی ہوں۔ بائبل اور عیسائیت کے عقائد

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے ذہن میں بھرے رہتے۔ جب بھی فارغ ہوتی' ان پر غور کرنے لگتی اور الجھن سے میرا سر پھٹنے لگتا۔ بے اختیار سوچتی کہ یہ ساری باتیں تو سراسر بے بنیاد ہیں جن کا عقل یا فطرت سے دور کا بھی واسطہ نہیں' پھر میں زیادہ دیر تک ان سے وابستہ کیسے رہ سکتی ہوں؟..... پھر خیال آتا کہیں میں گمراہ تو نہیں ہو رہی ہوں؟ کہیں میں اپنے مذہب سے دور تو نہیں جا رہی؟ پریشان ہو کر بے اختیار خدا سے دعا کرنے لگتی کہ "خدایا میری رہنمائی فرما' حق کا راستہ مجھ پر واضح کر دے اگر تو نے میری دادرسی نہ کی تو میں تباہ ہو جاؤں گی' کہیں کی نہ رہوں گی"۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میری دعائیں سن لیں۔ میری دستگیری فرمائی اور سوتے میں یکے بعد دیگرے میں نے تین واضح خواب دیکھے۔ جن میں کوئی ابہام نہ تھا اور مجھے یقین ہو گیا کہ ہدایت کے لیے میری بے قراری اور تجسس کے نتیجے میں خدا میری رہنمائی کر رہا ہے۔ خواب میں مجھے بتایا گیا کہ (۱) اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لیے مجھے کسی پادری کے سہارے کی ضرورت نہیں ہے (۲) اسلام ہی سچا دین اور سیدھا راستہ ہے (۳) حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد ﷺ آپس میں گہری یگانگت رکھتے ہیں' دونوں جنت میں اکٹھے ہیں اور حضرت عیسیٰؑ نے مجھے حضرت محمد ﷺ کی تحویل میں دے دیا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میں تلاش حق میں بڑی پریشان اور مضطرب تھی تاہم یہ بھی خیال آتا تھا کہ مجھے اپنے آبائی مذہب سے دور نہیں ہونا چاہیے..... لیکن متذکرہ خوابوں نے جس منزل کی طرف اشارہ کیا' وہ راستہ اسلام کا تھا۔ میری مسلمان مریضوں نے میرے دل میں اسلام کے لیے مزید نرم گوشہ پیدا کر دیا بالخصوص ان کا یہ عقیدہ کہ سب کچھ خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور اس کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے۔ جب کہ اس کے برعکس یورپ میں لوگ ہر اچھے کام کا کریڈٹ خود لیتے ہیں جبکہ برے انجام کو خدا سے منسوب کر دیا جاتا ہے۔

اس سلسلے میں میں بالخصوص اومان کے سلطان قابوس السعید کی والدہ محترمہ سے بے حد متاثر ہوئی۔ محترمہ میری مریضہ تھیں۔ ضعیفی اور صحت کی خرابی کے باوجود وہ ہر ایک سے پیار کرتیں اور ہر ضرورت مند پر کھلے دل سے دولت نچھاور کر دیتیں۔ وہ شدید تکلیف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مبتلا تھیں لیکن انہوں نے کبھی بھی شکوہ و شکایت کا انداز اختیار نہ کیا' بلکہ بات بات پر وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتیں..... اور جب میں پوچھتی کہ بیماری کی انتہائی تکلیف میں کون سی چیز انہیں اطمینان اور امید سے وابستہ کیے ہوئے ہے تو وہ احترام اور محبت کے گہرے احساس سے اللہ تعالیٰ کا نام لیتیں کہ وہی ذات گرامی ہے جس کا فضل و کرم انہیں مایوس نہیں ہونے دیتا۔ وہ کمال یقین کے ساتھ فرماتیں: اللہ تعالیٰ "الرحمٰن والرحیم" ہے' وہی انسان کو طرح طرح کی نعمتوں سے نوازتا ہے اور وہی کسی حکمت کے تحت تکلیف سے دوچار کرتا ہے۔ واقعتا سلطان قابوس کی والدہ محترمہ ایک مثالی مسلمان خاتون تھیں..... انہوں نے مجھے اسلام کے بہت قریب کر دیا اگرچہ میں واضح خواب دیکھنے کے باوجود میں ابھی تک اپنے آپ کو قبول اسلام پر آمادہ نہ کر پائی تھی' لیکن رمضان آیا تو میں موصوفہ محترمہ کی ترغیب پر روزے رکھنے لگی اور پہلی بار مجھے روحانی سکون سے آشنا ہوئی۔

ایک سال اسی طرح گزر گیا۔ دوسرا رمضان آنے والا تھا کہ کویت کے ایک مسلمان خاندان سے میرا تعارف ہوا۔ یوسف الزواوی' سربراہ خانہ' بہت بیمار تھا۔ لیکن خدا پر مریض اور باقی خاندان کا یقین و ایمان دیکھ کر میں دنگ رہ گئی۔ یہ لوگ بھی حوصلہ مندی' صبر و استقامت' محبت اور خلوص کا بہت خوبصورت نمونہ تھے۔ مغربی گھرانوں کے برعکس' سب ایک دوسرے پر جان چھڑکتے اور سربراہ خانہ کی صحت یابی کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے..... میں نے اپنے پیشے کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مریض کا خاص خیال رکھا۔ اس کی وہ خوب قدر افزائی کرتے..... ایک روز ممنونیت کا اظہار کرتے ہوئے یوسف الزواوی نے کہا "میں آپ کی خدمت اور احسانات کا شکریہ کیسے ادا کروں؟ جی چاہتا ہے کہ ساری دولت آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دوں..... جی چاہتا ہے کہ آپ کو بہو بنا لوں' آپ کو اپنے گھر کا ایک فرد بنا لوں۔"

"لیکن میں تو ان سے بھی زیادہ قیمتی چیز کی طلب گار ہوں"۔ میں نے جواب میں تجسس پیدا کیا۔

"وہ کیا"؟ یوسف اور اس کا سارا خاندان پریشان ہو گیا۔ "آپ مجھے مسلمان بنا لیجئے' اپنے دین میں شامل کر لیجئے"۔ میری بات سن کر اس گھرانے کا عجیب حال ہوا۔ خوشی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ان کی چیخیں نکل گئیں۔ یوسف کی آنکھیں بے اختیار چھلک پڑیں اور سب لوگ مسرت کے غیر معمولی احساس سے نہال ہو گئے...... دوسرے دن میں نے کلمہ طیبہ پڑھا اور ایک مسلمان کی حیثیت سے رمضان المبارک کے سارے روزے رکھے' نمازوں میں ذوق وشوق سے شرکت کی...... الحمد للہ مجھے میری منزل مل گئی۔ ایک گرا ہوا انسان اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اندھیروں میں بھٹکتی ہوئی روح روشن' صاف سیدھی شاہراہ پر آ گئی۔ سوچتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے احسان عظیم کا شکر کیسے ادا کروں؟ وہ زبان کہاں سے لاؤں جو اس کی حمد و ثنا کرے۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیگم امینہ لاکھانی (امریکہ)

بیگم امینہ لاکھانی کا تعلق اوہیو امریکہ سے ہے۔ انہوں نے ۱۹۹۱ء میں اسلام قبول کیا

جب میری طرح یورپ کی کوئی خاتون اسلام قبول کرتی ہے تو پہلے پہل اسے ذہنی اور عملی طور پر ایسی غیر معمولی مشکلات اور مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ جن کی تفصیل ناقابل بیان ہے۔ تبدیلی مذہب کے نتیجے میں جس نئی زندگی کا آغاز ہوتا ہے اس سے انسان بے شمار نئی معلومات حاصل کرتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک خاتون پر اس نئی حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ اللہ کی اس وسیع کائنات میں عورت کی کیا اہمیت و حیثیت ہے؟

یورپی کلچر عورتوں کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے اور اس سلسلے میں ٹی وی کے اشتہارات سے بہت کام لیا جاتا ہے۔ ان اشتہارات میں ان گنت طریقوں سے خصوصاً خواتین کو ترغیب دی جاتی ہے کہ زندگی حسن و دلکشی اور تفریح کا نام ہے اور اس حوالے سے انہیں اپنی خواہشات کی پرورش کرنی چاہیے۔ چنانچہ سمارٹ رہنا گویا یورپ میں آئیڈیل تصور کیا جاتا ہے اور اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ ایک دبلی پتلی سمارٹ عورت جب لباس زیب تن کرتی ہے تو اس کا ہر ظاہری عضو نمایاں ہو کر دیکھنے والوں سے داد وصول کرتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کی ذہانت اس کی داد طلبی کے نیچے دب کر دم توڑ دیتی ہے۔ چنانچہ یورپ میں ایسی کتابیں لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوتی ہیں جن کے عنوان اس طرح کے ہوتے ہیں "سیکس سمبل بننے کے طریقے" "روشنیاں کیسے لگائی جاسکتی ہیں" وغیرہ وغیرہ۔ یہ کتابیں عام طور پر وہ بدنصیب لڑکیاں خریدتی اور ان سے استفادہ کرتی ہیں جو حسن اور شخصیت کے اعتبار سے نسبتاً کمتر ہوتی ہیں اور معاشرے کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام حالات میں' اپنی قیمت وصول کرنے کی اہلیت نہیں رکھتیں۔ یورپ میں عیش و تفریح کی ہر چیز کی خواہش کی جاتی ہے اور ہر چیز کی ایک قیمت ہے۔ اس ماحول اور نظام میں عورت مادی اعتبار سے خوب استعمال ہوتی ہے اور جواب میں وہ بھی دوسروں کو خوب استعمال کرتی ہے۔ سارا نظام ہی اسی ڈھب پر چلتا ہے اور میں بھی اسلام قبول کرنے سے پہلے اسی رو میں بہتی چلی جارہی تھی۔

سچی بات ہے کہ ساری عیش اور تفریح کے باوجود میری روح کو سکون میسر نہ تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے میں ایک خلا میں معلق ہوں اور کسی وقت بھی زمین پر گر کر میرا وجود پاش پاش ہو جائے گا۔ ضمیر پکار پکار کر کہتا تھا کہ اس کائنات کا کوئی مالک و خالق ہے اور وہی روح کو حقیقی طمانیت سے ہمکنار کر سکتا ہے' لیکن عیسائیت کے عقائد ایک ملغوبہ سے کم نہ تھے اور کسی طرح ؑ ں کو اپیل نہ کرتے تھے..... تنگ آکر میں نے دیگر مذاہب کے مطالعے کا فیصلہ کیا اور خدا کا شکر ہے کہ میں نے جلد ہی گوہر مقصود پالیا۔

چنانچہ خوش نصیبی سے سب سے پہلے میرا تعارف قرآن حکیم سے ہوا۔ پھر میں نے اسلام کے بارے میں دیگر کتب کا مطالعہ کیا اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اسلام کی تعلیمات تو بڑی سادہ ہیں۔ اس کے برعکس مختلف مصنوعی ضرورتوں اور جھوٹی خواہشات نے یورپ کے کلچر میں زندگی کو آخری حدوں تک مشکل اور پیچیدہ بنا دیا ہے۔ ابتدا میں مجھے اسلام ایک مغربی عورت کے لیے ناقابل عمل محسوس ہوا۔ اس لیے کہ اس ماحول میں ہر شخص خود نمائی کو' ظاہری چمک دمک اور شان و شوکت اور عشرت و مسرت ہی کو زندگی کے لوازم میں شمار کرتا ہے اور جس طرز زندگی میں یہ سہولتیں نہ ہوں' یورپ میں اسے فاسد اور احمقانہ زندگی سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اندازہ کیجیے کہ اسلام کو اپنانے کے لیے مجھے فکر و عمل کے سارے ہی سانچے کو بدلنا پڑا۔

اسلام دلیل کا مذہب ہے۔ اس کی کوئی تعلیم بھی فطرت اور منطق کے خلاف نہیں لیکن چونکہ میں نے ایک طویل مدت ایک ایسے ماحول گزاری تھی جہاں آزادی کے نام پر دراصل انسانی ضمیر کو توہین و تذلیل کا نشانہ بنایا جاتا ہے' اس لیے ذاتی اور عارضی خواہشات کو ترک کر کے اللہ کے دامن میں پناہ لینا میرے لیے جوش انگیز بھی تھا اور خوف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا سبب بھی۔ آئینے میں اپنی صورت اور مسکراہٹ دیکھ کر خوشی سے پھول جانا بڑا آسان ہے لیکن اپنی روح میں جھانکنا اور اللہ کے بغیر اور کسی پاکیزہ مقصد کے بغیر اندرون کے خلا کا جائزہ بڑا ہی مشکل کام ہے۔ اس لیے تمام تر اخلاص اور جذبے کے باوجود اسلام کی طرف پیش قدمی جرأت کا تقاضا بھی کرتی ہے اور یقین محکم کا بھی۔ بلاشبہ مجھے بھی اس ذہنی آزمائش سے گزرنا پڑا۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی ہدایت کے مطابق میں نے ایمان' جرأت' استقامت اور نمازوں سے کام لیا اور منزل کو پالیا۔

اسلام وہ مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں انسانی زندگی کی پاکیزگی پر زور دیا جاتا ہے۔ انفرادی زندگی کے حوالے سے بھی اور خاندانی زندگی کے اعتبار سے بھی...... خصوصاً اللہ کی نظر میں عورت کی ایک خاص حیثیت ہے جبکہ مغربی معاشرے میں یہ محض تجارتی اشتہار بازی کا آلہ ہے۔ چنانچہ اسلام میں عورت کے استحصال کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ یہاں کاروباری مقاصد کے لیے نہ عورت کو بیچا جاتا ہے اور نہ اس حوالے سے اس کی توہین و تذلیل ہوتی ہے۔ چنانچہ اسلام کی پناہ میں آنے والی ایک عورت کو سمجھ لینا چاہیے کہ خواتین کا اشتہار بازی کی خاطر نمود و نمائش میں حصہ لینا گناہ کبیرہ ہے اور انہیں آنکھیں بند کر کے گناہ کی اس وادی میں نہیں کودنا چاہیے۔ انہیں احساس کر لینا چاہیے کہ وہ کھلونا نہیں جنہیں نفس پرست لوگ جس طرح چاہیں استعمال کرتے پھریں' بلکہ وہ معاشرے کا نہایت ہی معزز اور محترم حصہ ہیں اور انہیں خاندانی اور معاشرتی زندگی میں بڑا ہی تعمیری کردار ادا کرنا ہے۔ اس حوالے سے ان پر بڑی ہی نازک ذمہ داری عائد کی گئی ہے۔ چنانچہ ایک مسلمان خاتون کو شراب' منشیات اور یورپین کلچر کی دیگر بداخلاقیوں سے دور رہنا ہوگا۔ بدقسمتی سے ٹی وی' ریڈیو' اخبارات' فلم اور ڈرامے دن رات گناہ کی ترغیب دیتے رہتے ہیں کہ عیش و تفریح ہی اصل زندگی ہے اور شراب اور عورت ہی حصول مسرت کا بہترین ذریعہ ہیں۔ چنانچہ حالت یہ ہے کہ یورپ میں لوگ اپنے پڑوس میں ایسے شخص یا گھرانے کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے جو ان کی عیش کوشی میں ممد و معاون نہیں بنتا۔ اس صورت حال میں صرف ایمان' حوصلہ مندی' استقامت اور نمازیں ہی ایک مسلمان کا سہارا بنتی اور نیکی کے راستے پر اسے قائم رکھتی ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مسلمان خاتون کو دیگر خواتین کے مقابلے میں کہیں زیادہ مضبوط اور پُر اعتماد ہونا چاہیے۔ اسے یقین ہونا چاہیے کہ وہ خوش نصیب ہے جسے ایمان کی دولت میسر آئی ہے۔ جبکہ باقی عورتیں بے چاری بدنصیب اور قابلِ رحم ہیں کہ اندھیروں میں بھٹک رہی ہیں۔ چنانچہ یورپ کے معاشرے میں آج مسلمان بن کر رہنا بہت بڑی نازک ذمہ داری ہے جسے اگر مناسب انداز میں انجام دیا جائے تو اللہ کی طرف سے خیر و برکت کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اگر ایک مسلمان خاتون اپنے عمل و کردار سے' اپنے ایمان کامل اور یقین محکم سے کسی ایک عورت کو بھی اسلام کے حصار میں لے آتی ہے تو دنیا و آخرت کے نقطۂ نظر سے یہ بہت بڑی خدمت ہوگی۔ اللہ کا شکر ہے میں اس ماحول میں ایک مسلمان خاتون کا کردار ادا کرنے کی اپنی سی کوشش کر رہی ہوں...... اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نیکی پر کاربند رہنے اور بدی سے بچنے کی توفیق عطا فرمادے کہ دنیا و آخرت کی ساری کامیابیاں اسی میں مضمر ہیں۔

●.....●.....●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیڈی بارنس (انگلستان)

اس واقعے کی روایت...... علامہ اقبال نے کی ہے۔ یہ بصیرت افروز داستان علامہ مرحوم کی فرمائش پر لکھی جانے والی مختصر کتاب "اسلام زندہ باد" میں چھپی تھی اور وہیں سے نقل کی جارہی ہے۔

حکیم الامت علامہ اقبال نے بیان فرمایا:

مسٹر داؤد آپس کی طرح لیڈی بارنس کا قبولِ اسلام بھی اپنے اندر عجب کئی پہلو رکھتا ہے۔ آپ ایک غیرمسلم فوجی انگریز کی بیوی تھیں۔ چند سال کا ذکر ہے' یہ دونوں میاں بیوی ایک مقدمے میں ملوث ہوکر میرے پاس آئے۔ چونکہ الزامات سراسر جھوٹے تھے اس لیے عدالت نے انہیں باعزت بری کر دیا۔ چونکہ وکالت کے فرائض میں نے انجام دیے تھے اس لئے چند روز بعد لیڈی بارنس میرا شکریہ ادا کرنے کے لئے لاہور تشریف لائیں۔ اس وقت میں نے سوال کیا "لیڈی صاحبہ! آپ کے مشرف بہ اسلام ہونے کے اسباب کیا ہیں؟"

"مسلمانوں کے ایمان کی پختگی' ڈاکٹر صاحب" لیڈی موصوف نے جواب دیا اور وضاحت میں ایک واقعہ سنایا:

"ڈاکٹر صاحب! میں نے دیکھا ہے کہ دنیا بھر میں کوئی بھی قوم ایسی نہیں ہے جس کا مسلمانوں کی طرح ایمان پختہ ہو۔ بس اسی چیز نے مجھے اسلام کا حلقہ بگوش بنا دیا"۔ لیڈی بارنس نے تھوڑا سا تامل فرمایا اور کہا:" ڈاکٹر صاحب! میں ایک ہوٹل کی مالکہ تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے ہوٹل میں ایک ستر سالہ بڈھا مسلمان ملازم تھا۔ اس بڈھے کا فرزند نہایت ہی خوبصورت نوجوان تھا۔ ایک وبائی بیماری میں یہ لڑکا چل بسا۔ مجھے بے حد صدمہ ہوا۔ میں بڈھے کے پاس تعزیت کے لیے گئی۔ اسے تسلی دی اور دلی رنج وغم کا اظہار کیا۔ بڈھا نہایت غیر متاثر حالت میں میری باتیں سنتا رہا اور جب میں خاموش ہو گئی تو اس نے نہایت شاکرانہ انداز میں آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور کہا: ''میم صاحب! یہ خدا کی تقدیر ہے۔ خدا کی امانت تھی' خدا لے گیا' اس میں غم زدہ ہونے کی کیا بات ہے۔ ہمیں تو ہر حالت میں خدائے غفور کا شکر یہ ادا کرنا واجب ہے''۔

ڈاکٹر صاحب! بڈھے کا آسمان کی طرف انگلی اٹھانا ہمیشہ کے لئے میرے دل میں پیوست ہو گیا۔ میں بار بار اس کے الفاظ پر غور کرتی تھی اور حیران تھی کہ الٰہی! اس دنیا میں ایسی قسم کے صابر' شاکر اور مطمئن دل بھی موجود ہیں۔ جستجو ہوئی کہ بڈھے نے ایسا پُر استقامت دل کیسے پایا؟ اسی غرض سے میں نے پوچھا کہ کیا مرحوم کے اہل وعیال بھی ہیں۔ وہ کہنے لگا: ''ایک بیوی ہے اور ایک چھوٹا بچہ''۔ بڈھے کے اس جواب نے میری حیرت کو کم کر دیا۔ میں نے اس کے اطمینان قلب کی یہ تاویل کی کہ چونکہ پوتا موجود ہے اس واسطے وہ اس کی زندگی اور محبت کا سہارا بنے گا۔

اس واقعہ کو زیادہ مدت نہیں گزری تھی کہ یتیم بچے کی ماں بھی چل بسی۔ اس سے میرے دل کو بہت تکلیف ہوئی۔ بڈھے کی بہو کا غم میری عقل پر چھا گیا۔ تعزیت کے لئے میں اس کے گاؤں روانہ ہوئی۔ اس وقت جذبات وتخیلات کی ایک دنیا میرے ہمرکاب تھی۔ سوچتی تھی اس تازہ مصیبت نے بڈھے کی کمر توڑ دی ہوگی۔ وہ ہوش وحواس کھو چکا ہوگا۔ یتیم بچے کی کم سنی اسے نڈھال کر رہی ہوگی۔ میں انہی خیالات میں غلطاں بڈھے کے گھر پہنچی تو وہ سر جھکائے لوگوں کے ہجوم میں بیٹھا تھا۔ میں نے اس کی تازہ مصیبت پر افسوس کا اظہار کیا اور اسے اپنی ہمدردی کا یقین دلایا۔ بڈھا میری ہمدردانہ باتیں بڑے سکون سے سنتا رہا۔ لیکن اس کے جواب کی نوبت آئی تو اس نے پھر اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھا دی اور کہا: ''میم صاحب! خدا کی رضا میں کوئی بشر دم نہیں مار سکتا۔ اسی کی شے تھی وہی لے گیا ہے۔ ہمیں ہر حال میں اس کا شکریہ ہی ادا کرنا چاہیے''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ڈاکٹر صاحب!" لیڈی بارنس نے حد درجہ حیرت کے انداز میں کہا "میں جب تک بڑھے کے پاس بیٹھی رہی نہ اس کے سینے سے آہ نکلی' نہ آنکھ سے آنسو گرا اور وہ اس طرح اطمینان کی باتیں کرتا تھا گویا اس نے اپنے اکلوتے بیٹے اور بہو کو زمین میں دفن نہیں کیا بلکہ کوئی فرض ادا کیا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں واپس لوٹ آئی مگر سارے راستے بڑھے کی پختگی ایمان پر غور کرتی رہی۔ یہ خیال مجھے تنگ کرتا تھا اور حیرت زدہ بھی کہ اس درجہ مصیبت میں کسی انسان کو یہ استقامت اور صبر و شکر کی نعمت کیسے نصیب ہو سکتی ہے؟

شومئی قسمت کہ چند روز بعد بڑھے کا معصوم پوتا بھی وفات پا گیا۔ اس اطلاع کے بعد میں نے اپنی اندازہ شناسی کی تمام قابلیتوں کو نئے سرے سے جمع کیا اور بے قراری کے عالم میں اس کے پاس گاؤں پہنچی۔ مجھے یقین تھا کہ اب لاوارث بڑھا صبر و قرار کھو چکا ہوگا' اس کا دل و دماغ معطل ہو چکا ہوگا اور ناامیدی اس کی امید کے تمام رشتے منقطع کر چکی ہوگی' مگر یہ دیکھ کر خود میرے حواس جواب دینے لگے کہ بڑھا اُسی سکون کی حالت میں ہے جس کا تجربہ میں دو مرتبہ کر چکی تھی۔ میں نے نہایت دل سوزی کے ساتھ اس کے مصائب پر غم کا اظہار کیا۔ وہ سر جھکائے میری باتیں سنتا رہا۔ کبھی کبھی اس کے سینے سے آہوں کی صدا بھی آتی۔ وہ سخت غمگین بھی تھا' مگر میرے خاموش ہونے پر اس نے کمال صبر و تحمل سے جواب دیا: "میم صاحب! یہ سب خدا کی حکمت کے کھیل ہیں۔ اس نے جو کچھ دیا تھا خود ہی واپس لے لیا ہے۔ اس میں ہمارا تھا ہی کیا۔ پھر ہم اپنے دل کو بُرا کیوں کریں۔ بندے کو ہر حال میں خدا کا شکر ہی ادا کرنا چاہئے۔ ہم مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ اللہ کی رضا پر صبر کریں"۔

لیڈی بارنس درد دل کی کیفیتوں سے لبریز تھی۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا اور رندھی ہوئی آواز میں کہا: "ڈاکٹر صاحب! بڑھے کا یہ جواب میرے لئے قتل کا پیغام تھا۔ اس کی انگلی آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھی مگر نشتر بن کر میرے دل میں اتر گئی تھی۔ میں نے اس مردِ ضعیف کی پختگی ایمان کے سامنے ہمیشہ کے لئے سر جھکا دیا۔ مجھے یقین حاصل ہو گیا کہ بڑھے کا یہ اطمینان قلب مصنوعی نہیں حقیقی ہے۔ اب وہ گاؤں میں اکیلا تھا۔ میں نے اسے اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ اس نے شکریہ ادا کیا اور بے تکلف میرے ساتھ ہوٹل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں چلا آیا۔ یہاں وہ دن بھر ہوٹل کی خدمت کرتا اور رات کو خدا کی یاد میں مصروف ہو جاتا تھا۔

کچھ عرصے کے بعد ایک روز بڈھے نے قبرستان جانے کا ارادہ کیا۔ تجسس کا جذبہ مجھے بھی اس کے ساتھ لے گیا۔ میں دیکھنا چاہتی تھی کہ اب اس کے جذبات کیا صورت اختیار کرتے ہیں۔ قبرستان میں پہنچ کر وہ شکستہ قبروں کو درست کرنے لگا۔ وہ مٹی کھود کھود کر لاتا اور قبروں پر ڈالتا۔ پھر وہ پانی لے آیا اور قبروں پر چھڑکاؤ کرنے لگا۔ اس کے بعد اس نے وضو کیا' ہاتھ اٹھائے اور اہل قبرستان کے حق میں دعا کر کے واپس چل دیا۔ میں نے اس تمام عرصے میں نہایت احتیاط کے ساتھ اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لیا اور محسوس کیا کہ اس کے ہر کام میں اطمینان کا نور اور ایمان کی پختگی جلوہ گر ہے۔ میرے دل میں وہ چنگاری جو ایک مدت سے آہستہ آہستہ سلگ رہی تھی' یکایک بھڑک اٹھی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ بڈھے کی خوبی نہیں بلکہ اس دین حق کا کمال ہے جس کا یہ بڈھا پیرو ہے۔ میں نے اسی وقت مسلمان ہونے کا حتمی فیصلہ کر لیا اور ہوٹل میں پہنچ کر اس سے کہا کہ وہ کوئی ایسی مسلمان عورت کو بلا لائے جو مجھے اسلامی تعلیم دے۔ بڈھا فی الفور اٹھا اور اپنے محلے کی لڑکی کو بلا لایا۔ اس نے مجھے خدا اور رسول پر ایمان لانے کی ترغیب دی اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا سبق سکھایا۔

"ڈاکٹر صاحب!" لیڈی ہارفن نے روح پرور لہجے میں کہا "اب میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمان ہوں اور وہی عظیم الشان قوت ایمان جس سے بڈھے کا دل سرشار تھا' اپنے سینے میں موجود پاتی ہوں"۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بریرہ اسلام (نیو برن ..... امریکہ)

(BARRAH ISLAM)

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کے فضل و کرم سے میں نے عیسائیت ترک کر کے اسلام قبول کر لیا ہے..... میں نے یقیناً بہت بڑا فیصلہ کیا ہے اور مجھے بخوبی اندازہ ہے کہ میرے عیسائی دوست اور عزیز اس کا ادراک نہیں کر سکیں گے کہ میں نے حضرت مسیح کی الوہیت کا انکار کیوں کیا ہے؟ کاش وہ احساس کر لیں کہ عقیدہ توحید تک پہنچنے کے لیے میں نے کس قدر مطالعہ کیا ہے اور کتنے لمبے عرصے تک غور و فکر کیا ہے۔

دراصل عیسائیت نے نظریاتی اور عملی اعتبار سے کبھی بھی مجھے مطمئن نہیں کیا۔ آبائی طور پر میرا تعلق کیتھولک مسلک سے تھا اور باشعور ہونے پر مجھے اس مسلک کی کمزوریوں کا احساس ہونے لگا تھا لیکن ان کے بارے میں سوال کرنے کی اجازت نہیں ملتی تھی اور چرچ کے ذمہ دار حضرات گھور کر اور ڈانٹ کر خاموش رہنے کی تاکید کرتے تھے۔ مثال کے طور پر تثلیث کا عقیدہ میری عقل سے ماوراء تھا جسے مضحکہ خیز دلیل کے ذریعے قابل فہم بنانے کی کوشش کی جاتی تھی۔ یعنی ۱+۱+۱=۳

اسی طرح عیسوی طریق عبادت نے بھی مجھے کبھی متاثر نہ کیا۔ میرے اسکول ٹیچرز نے اصرار کے ساتھ ترغیب دی کہ میں عیسائی روایت پسندوں (CULTISTS) سے وابستہ ہو جاؤں لیکن میرے ذوق اور وجدان نے اس طرز عبادت کو پسند نہ کیا کہ بے ہنگم شور، مصنوعی قسم کی خود شکن موسیقی اور جذباتی نوعیت کی شاعری جس کا جزو لازم تھا۔ میں جب ان لوگوں کو بے قابو ہو کر گاتے ہوئے سٹی اور قیمتی گٹاروں پر انگلیاں چلاتے ہوئے کبھی یہ آنسو بھی بہانے لگتے تو مجھے اچھے نہ لگتے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیتھولک فرقے کے لوگ میرے اس سوال کا جواب نہ دے سکے کہ جب پروٹسٹنٹ بھی تین خداؤں کے پرستار ہیں تو میں ان کے ساتھ مل کر عبادت کیوں نہ کروں؟

جہاں تک عملی زندگی کا تعلق ہے ہائی اسکول کے زمانے ہی میں کیفیت یہ تھی کہ سارے ماحول کے تحت میں بھی بے کنار آزادی کی زبردست خواہش مند تھی اور اس سلسلے میں اخلاقی قیود کی قائل نہ تھی...... لیکن روحانی اعتبار سے تشنگی اور خلا کا احساس مجھے مسلسل مضطرب رکھتا تھا۔ چنانچہ گریجوایشن کے مراحل میں تھی جب میں نے پہلی بار عیسائیت سے باہر نکل کر دیگر مذاہب کے مطالعے کا آغاز کیا۔

میں نے سب سے پہلے ہندومت کا مطالعہ کیا اور پھر بدھ ازم کا...... لیکن دونوں نے مجھے ذرا بھی متاثر نہ کیا...... دونوں میں شرک و بت پرستی اور توہم کا کم و بیش وہی انداز پایا جو عیسائیت میں کارفرما تھا۔

بالآخر میں نے اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور اس نے مجھے واقعی بے پناہ متاثر کیا۔ مطالعہ و تحقیق کے دوران اس امر کا انکشاف ہوا کہ میرا ضمیر دراصل ایک ایسے مذہب کی تلاش میں تھا جس میں توحید اور خالق کائنات کی وحدانیت کارفرما ہوتی اور اسلام کی صورت میں مجھے وہ گوہر گم گشتہ مل گیا۔

اسلام کی یہ ادا مجھے بڑی پسند آئی کہ اس نے نہایت دوٹوک انداز میں اللہ کی حاکمیت مطلقہ کا اعلان کیا جبکہ عیسائیت، ہندومت اور بدھ مت میں یہ بنیادی نظریہ ابہام کے دبیز پردوں میں لپٹا ہوا نظر آیا۔ کتنا بے میل، صاف اور نکھرا ہوا ہے یہ عقیدہ کہ "اللہ کے سوا ہرگز کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں" اور یہی عقیدہ عقل کو اپیل کرتا ہے۔

اس کے برعکس پوری کوشش اور جستجو کے باوجود میں عیسائیت میں توحید کا عقیدہ تلاش کرنے میں ناکام رہی...... لیکن وہ جو مسیح نے فرمایا کہ "دروازہ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جائے گا" کیونکہ جو کوئی مانگتا ہے اسے ملتا ہے اور جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے"۔ (متی باب ۷ آیت ۸ ') میں نے جی جان سے حق کی تلاش کی اور حق مجھے مل گیا...... ورنہ بائبل کا تو یہ حال ہے کہ اس کے مختلف نسخوں کے متن ایک دوسرے کی تردید کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ابہام اور استعاراتی اسلوب بیان بار بار حقیقت کا راستہ روک لیتا ہے۔ شاید

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی سبب ہے کہ میتھوڈسٹ (METHODISTST) جیہووا (JEHOVAS) والوں کی بائبل نہیں پڑھتے اور جیہووا والے اینگلیکن (ANGLICANS) کی بائبل کو مردود قرار دیتے ہیں اور BAPTIST عیسائی DUAY کی انجیل کو ناپسند کرتے ہیں..... یعنی ایک ہی مذہب کے لوگ ایک مذہبی کتاب نہیں رکھتے۔ ہر فرقے کی الگ کتاب ہے جو دوسرے کے نزدیک ناقابلِ اعتبار ہے۔

اس کے برعکس اگر تحقیق کریں تو حضرت مسیحؑ بھی توحید خالص کے پرچارک تھے۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ ایمان کے اعتبار سے کون سی بات اولیت رکھتی ہے تو آپؑ نے جواب دیا: ''اے اسرائیل (یعنی بندۂ خدا) سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے''۔ (مرقس: باب ۱۲ آیت: ۲۹) توحید خداوندی کا واضح اشارہ انجیل یوحنا (۷:۳) اور متی (۱۹:۱۷) میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

چنانچہ میرے ذہن میں ذرا بھی شبہ نہ رہا کہ حضرت مسیحؑ اور حضرت محمد ﷺ دونوں ایک ہی خدائے قدوس کے بندے اور پیغمبر ہیں اور دونوں کی تعلیمات میں کہیں کوئی اختلاف وتضاد نہیں ہے۔

اور یہ عقیدہ تو بالکل ہی خلاف عقل اور لایعنی ہے کہ یسوع مسیح خود خدا ہیں...... اگر ایسا ہے تو عیسائیوں ہی کے عقیدے کے مطابق انہیں پھانسی دے دی گئی تھی...... پھر ایسے خدا کے بارے میں کیا تبصرہ کیا جائے جسے دشمنوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے برعکس قرآن جگہ جگہ اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ حضرت مسیح اللہ کے بندے اور پیغمبر تھے۔

بہرحال مجھے اسلام کی جس تعلیم نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ عقیدۂ توحید ہے۔ کتنی وضاحت ہے اس مختصر سورت میں:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ یعنی اے پیغمبر اعلان کر دیجئے کہ اللہ ایک ہے۔ وہ بڑا ہی بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ کوئی اس کا ہم سر نہیں ہے۔

اسلام زندگی گزارنے کا ایک مکمل' بھرپور ضابطۂ حیات فراہم کرتا ہے۔ اسے اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جل شانہٗ نے خود عطا فرمایا ہے اور اپنے آخری پیغمبر کے ذریعے مرتب و منظم صورت میں نوع انسان کی رہنمائی کے لیے مرحمت فرمایا ہے...... چنانچہ اسلام آج ایک ایسا زندہ معجزہ اور جیتا جاگتا انقلاب ہے جو انسانوں کو دنیا و آخرت کی بہترین بھلائیاں عطا کرتا ہے۔

جہاں تک میں نے سمجھا ہے مومن وہ ہے جو مکمل طور پر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں دے دیتا ہے اور اس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ کی یاد میں گزرتا ہے...... کاش عیسائی اس حقیقت کا ادراک کر لیں کہ حضرت مسیح بھی مکمل مسلم تھے اور انہوں نے اپنے آپ کو اللہ کی رضا کے لیے وقف کر دیا تھا۔ انہوں نے ہی یہ پیش گوئی فرمائی تھی کہ حضرت موسیٰ کی طرح کے ایک پیغمبر مبعوث ہوں گے جو حق و صداقت کی روح (SPIRIT OF TRUTH) ہوں گے اور یہ پیش گوئی حضرت محمد (ﷺ) ہی پر منطبق ہوتی ہے۔

اس طرح جب میں نے اسلام کو دریافت کیا تو دراصل حضرت مسیح کی صحیح تعلیمات کو پالیا۔ ابہام سے یقین تک پہنچ گئی اور اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آ گئی۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیکی ہاپکنس (امریکہ)

(BECKY HOPKINS)

بیکی ہاپکنس ایک امریکی خاتون ہیں۔ وہ عیسائی خاندان میں پیدا ہوئیں۔ اس کے بعد انہوں نے قرآن کا مطالعہ کیا اور اتنا متاثر ہوئیں کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ان کا ایک مفصل خط ILLINIOS سے چھپنے والے رسالے ''اسلامک ہاریزن'' (دسمبر ۱۹۸۷ء) میں شائع ہوا ہے۔ اس کا کچھ حصہ ہم یہاں نقل کر رہے ہیں۔ وہ لکھتی ہیں:

''جن سوالوں کا جواب میں اپنی پوری زندگی میں تلاش کرتی رہی ہوں، ان کا جواب پانا میرے لیے کتنا زیادہ تسکین کا باعث ہے اس کو لفظوں میں بیان کرنا میرے لیے ممکن ہی نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی اندھا ہو اور پھر اچانک وہ سچائی کو دیکھنے لگے اور ایسی روشنی کو پالے جس کو اس نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا ہو۔ میں اس خوشی کو کیوں کر بیان کر سکتی ہوں جو صرف سچائی کو پانے سے حاصل ہوتی ہے۔

میں چاہتی ہوں کہ میں نے جو چیز پائی ہے اس کو میں ساری دنیا کے سامنے گاؤں۔ میں چاہتی ہوں کہ ہر شخص جس کو میں نے کبھی جانا ہو وہ اس میں میرا حصہ دار بنے اور جو دروازہ میرے لیے کھلا ہے اس پر جشن منانے میں وہ میرا شریک ہو۔

اور سب سے زیادہ بڑی اور سب سے زیادہ عجیب چیز جو مجھے دکھائی گئی وہ قرآن تھا۔ کتنا زیادہ میں اپنے قرآن سے محبت کرتی ہوں۔ جب بھی مجھے موقع ملتا ہے میں اسکو پڑھتی ہوں۔ میں اس کو اپنے سے الگ نہیں رکھ سکتی۔ حتیٰ کہ انگریزی ترجمہ میں بھی اس کے الفاظ میرے دل کو مسرت دیتے ہیں اور میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے ہیں۔

کتنی ہی بار ایسا لمحہ آیا جب کہ میں نے خدا کی کتاب کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے اور اس کے بارہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سوچ کر میں روتی ہوں۔ اس کے بغیر میری ساری زندگی کتنی احمقانہ زندگی ہوتی۔ اسلام کے بغیر میری زندگی کیسی ہوتی' اس کو سوچ کر میں کانپ اٹھتی ہوں۔

اگر میں سب سے زیادہ اونچے پہاڑ پر چڑھ سکتی اور میری آواز ہر اس آدمی تک پہنچ سکتی جو اسلام سے بے خبر ہے تو میں چلا کر ان کو وہ بتاتی جو مجھے بتایا گیا ہے۔ میرے سوالات کا جواب مجھے مل گیا۔ اب میں جانتی ہوں کہ سچائی کیا ہے۔ ہر آدمی جو دنیا میں ہے وہ مجھے سچائی ملنے پر اگر اللہ کا شکر ادا کرے' اور وہ ایک سو سال تک ہر روز ایک سو بار ایسا ہی کرتا رہے تب بھی اس احسان پر شکر کا حق ادا نہیں ہوگا"۔

مذکورہ امریکی خاتون کے لیے قرآن اتنی حیرت انگیز دریافت کیوں بن گیا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ قرآن انسان کی تلاش کا جواب ہے۔ اس خاتون نے بہت سے دوسرے مردوں اور عورتوں کی طرح اس میں اپنی تلاش فطرت کا جواب پالیا اور اپنی تلاش کا جواب پانے سے زیادہ بڑی خوشی انسان کے لیے اور کوئی نہیں۔

قرآن روح انسانی کا ثنیٰ ہے۔ انسان عین اپنی پیدائش کے اعتبار سے سچائی کا طالب ہے۔ اسی فطری اور عالم گیر سچائی کو بتانے کے لیے تمام پیغمبر آئے۔ تمام پیغمبروں نے ایک ہی سچائی کا اعلان کیا' مگر پچھلے پیغمبروں کی بتائی ہوئی تعلیمات اپنی اصل حالت میں محفوظ نہ رہ سکیں۔

تاہم آخری رسول ﷺ کی دی ہوئی کتاب (قرآن پاک) آج بھی اپنی اصل اور ابتدائی حالت میں کامل طور پر محفوظ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ دوسری مقدس کتابوں نے تبدیلیوں کے نتیجے میں انسانی فطرت کے ساتھ اپنی مطابقت کھو دی ہے' جب کہ قرآن اپنی اس مطابقت کو پوری طرح باقی رکھے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن آج تمام انسانوں کے لیے سچائی کا واحد ماخذ بن گیا ہے۔

بشکریہ "الرسالہ" دہلی

مارچ ۱۹۹۴ء (عظمت قرآن نمبر)

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیگم مولانا عزیر گل (انگلستان)

مولانا عزیر گل شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے ساتھ مالٹا میں اسیر تھے۔ ایک انگریز عورت نے اسلام قبول کیا اور مولانا عزیر گل سے شادی کر لی۔ یہ آپ بیتی اس نیک بخت مومنہ کی ہے۔

میں اپنے والد چارلس ایڈورڈ اسٹیفورڈ اسٹیل کی ساتویں لڑکی ہوں۔ میں ۱۸۸۵ء میں حیدر آباد سندھ میں پیدا ہوئی۔ میرے والد صاحب انصاف پسند اور بات کے پکے انسان تھے۔ انہیں ہندوستان اور ہندوستانی لوگوں سے بڑا لگاؤ تھا۔ کبھی کبھی تو وہ خود کو سندھی کہہ دیا کرتے تھے۔ ہماری خاندانی نسبتیں بڑی عظیم تھیں مگر ہمارے والد کا کہنا تھا کہ شرافت ہی اعلیٰ کردار کا معیار ہے نہ کہ رنگ و نسل۔ بہر حال میں چھ سال کی ہی ہوں گی کہ مجھے تعلیم کے لیے انگلستان بھیج دیا گیا۔ مجھے سچی بات سے ہمیشہ سے پیار رہا۔ میں ہر بات کا سبب کھوجنے کی کوشش کیا کرتی تھی۔

میں ایک عیسائی کنبے میں پیدا ہوئی مگر عیسائی کسی ایک عقیدے میں بھی متفق نہیں ہیں۔ عیسائیوں کے بہت سے فرقے ہیں جو ایک دوسرے کو جہنمی کہتے ہیں۔ اس لئے عیسائی مذہب مجھے گورکھ دھندا سا لگا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے کیسے ہو سکتے ہیں مگر مجھے دعا سے بڑا شغف تھا اور میں اکثر ان دیکھے مالک سے لو لگا کر دعائیں کرتی رہتی تھی۔ جب میں جوان ہو گئی تو میں نے بائبل کو تنقیدی نظر سے پڑھنا شروع کیا۔ مجھے بائبل کے بہت سے بیانات ایک دوسرے سے متضاد محسوس ہوئے۔ مجھے بائبل کے کلام خدا ہونے میں شک ہونے لگا۔

کچھ عرصے کے بعد میری شادی ہو گئی۔ مگر شوہر ایک دنیا دار عیسائی تھے۔ وہ میرے فکر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وشیاں کے ساتھی نہ بن سکے۔ اس لئے میں نے فرصت کے وقت میں فلسفہ کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا مگر ان خیالی بھول بھلیوں سے مجھے کچھ نہ ملا۔

انہی دنوں میں اپنے والد کے پاس ہندوستان آگئی۔ میری ۱۲ سالہ لڑکی اور ۱۰ سالہ لڑکا میرے ساتھ تھے۔ یہاں مجھے ہندو ویدانت پڑھنے کا موقع ملا۔ مجھے اس کے پڑھنے سے بڑی تسکین ملی۔ مجھے محسوس ہوا کہ وہ چیز مل گئی جس کی مجھے تلاش تھی۔ ویدانت کے مطالعے نے مجھے ہندو دھرم کے قریب کر دیا۔ میں کچھ عرصہ کے لئے ایک ہندو خانقاہ میں مہمان بن کر رہی اور بالآخر ہندو ہو گئی۔ مجھے راما کرشن کے ویدانتی سلسلے میں داخل کر لیا گیا۔ مگر کچھ ہی عرصے کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ میں شرک میں مبتلا ہو گئی ہوں۔ چنانچہ ہندو مت پر سے میرا یقین مل گیا اور اندازہ ہوا کہ حقیقت ابھی اور آگے ہے۔

میں اسی زمانے میں بیمار ہو گئی اور مجھے علاج کے لیے فرانس جانا پڑا۔ وہاں میرے متعدد آپریشن ہوئے۔ ہر آپریشن پر موت سامنے کھڑی نظر آتی تھی۔ میں چاہتی تھی کہ میں موت کے لیے تیاری کرلوں۔ میں نے سوچا کہ دنیا ترک کر دوں اور آخرت کی تیاری میں لگ جاؤں۔ لہٰذا واپس جب ہندوستان آئی تو میں نے سنیاس لے لیا۔ میں نے ایک سو آٹھ اپنشد پڑھے۔ لیکن یہ کیا..... یہاں بھی بائبل کی طرح ان گنت تضاد تھے۔ ان میں کون سی بات حق ہے اور کون سی غلط ہے' یہ کیسے معلوم ہو؟ میں ایک بار پھر الجھ گئی۔ مجھے خوف ہوا کہ اسی ذہنی کشمکش میں کہیں پاگل نہ ہو جاؤں۔ مجھے یہ بھی احساس ہوا کہ سنیاس سے میری روحانیت نہیں بڑھ رہی ہے بلکہ نفسیاتی الجھن میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اسی زمانہ میں ہندوستان میں عدم تعاون کی تحریک چل پڑی۔ ہندوستانی ہندوستانیوں سے لڑ پڑے۔ الموڑہ بھی فسادات سے بچا نہ رہا۔ اس وقت میرے دل نے کہا کہ یہ خانقاہ میں بیٹھ کر دھیان گیان کا وقت نہیں ہے۔ بلکہ باہر نکل کر زخمیوں اور دکھیوں کی مدد کرنے کا وقت ہے۔ میں نے اپنے گرو جی سے یہ بات کہی مگر انہوں نے کہا کہ ہم لوگ دنیادار نہیں ہیں۔ تم جن باتوں کے کرنے کو کہہ رہی ہو وہ سیاست کی باتیں ہیں۔ ہم ان باتوں میں نہیں پڑتے۔

مجھے ان کے سوچنے کے اس انداز پر حیرت ہوئی۔ میں انہیں تو خانقاہ چھوڑ کر زخمیوں

ویدانت: ہندوؤں کے فلسفے اور الٰہیات کا ایک نظام جس میں خدا پر بحث کی گئی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مدد پر آمادہ نہ کر سکی مگر خود خانقاہ سے نکل آئی۔ میں نے زخمیوں' مریضوں اور دکھیوں کی امداد کی۔ اس سے دل کو چین ملا اور میں اس نتیجے پر پہنچی کہ روحانی ترقی انسانیت کی خدمت کے ذریعے ہی حاصل ہو سکتی ہے' خانقاہوں کی زندگی سے نہیں۔ چنانچہ میں نے ایک آشرم کھولنے کا فیصلہ کیا' جس میں نوجوان لڑکوں کی اخلاقی تربیت کی جائے۔ اس آشرم میں میں نے ہندو مسلمان کی تمیز نہیں رکھی۔ وہاں ایک مسلمان لڑکا داخلے کے لیے لایا گیا۔ یہ لڑکا اپنے والدین کے لیے ایک مسئلہ بن گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ جب تک میں مسلمانوں کے نظامِ حیات کے بارے میں معلومات حاصل نہ کروں' میں اس لڑکے کی تربیت کا حق ادا نہ کر سکوں گی۔ اس حوالے سے میں نے قرآن پڑھنا شروع کیا۔

اب تک میں مسلمانوں سے ڈرتی تھی۔ میں سمجھتی تھی کہ مسلمان ایک قسم کے "ڈاکو" ہوتے ہیں جو ہر قسم کا ظلم کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کتاب نے میری آنکھیں کھول دیں۔ یہ تو سراسر حق تھا اور دل میں اترتا چلا جاتا تھا۔ یہ عملی ویدانت تھا۔ آہ! میں اب تک کن اندھیروں میں بھٹک رہی تھی۔ یورپی مستشرقوں نے اسلام کی کتنی غلط تصویر پیش کی ہے۔ وہ مذہب جسے میں خونخوار بھیڑیوں کا مذہب سمجھتی تھی مکمل سچائی کا دین تھا۔ "میرے اللہ میں اب کیا کروں۔ میں نے تو ساری زندگی اکارت کر دی"۔ میں نے سوچا "میں ہندو ہی رہوں یا ہندومت چھوڑ دوں"۔ میں نے راہبانہ زندگی اختیار کر لی تھی۔ یہ ایک طرح کی موت تھی۔ قرآن مجھے زندگی کی طرف بلا رہا تھا۔ ایسی زندگی کی طرف جو آخرت کی زندگی کی بنیاد بنتی ہے' مگر مشکل یہ تھی کہ میں ایک مقدس خانقاہ کی راہبہ تھی۔ لوگ مجھے پیار سے ماں کہتے تھے۔ میں مسلمان ہو جاؤں گی تو دنیا کیا کہے گی؟ مگر مجھے اپنی روح کو خلجان سے بچانا تھا۔ میں نے لوگوں کے کہنے کی پرواہ نہ کی۔ میں نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔

میرے گرو بھائی بڑے دہشت زدہ ہوئے۔ مگر میں نے انھیں خلوص سے بتایا کہ اصل ویدانت بھی ہے جو میں قبول کر رہی ہوں۔ میرے گرو بھائیوں نے کہا کہ یہ کام مسلمان ہوئے بغیر بھی جاری رہ سکتا ہے۔ ویدانتی رہ کر بھی تم قرآن کی راہ اختیار کر سکتی ہو۔ یہ بھی ویدانت کا ہی ایک سلسلہ ہوگا' لیکن یہ بات میرے دل میں نہ اتر سکی۔ میں مجھ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدقی تھی کہ راما کرشن نے حقیقت کا راستہ نہیں اختیار کیا تھا بلکہ وہ خود ان کے ذہن کی اپج اور ایک بھرم تھا۔ ہوسکتا ہے کہ کسی نام نہاد صوفی نے انہیں یہ بھرم دلا دیا ہو۔ میرے ہندو دوستوں نے مجھ سے کہا کہ میں اپنے آپ کو مسلمان نہ کہوں تو وہ مجھے آگرہ میں راما کرشن مشن کا مہنت بنا دیں گے۔ مگر مجھے کوئی دنیاوی لالچ نہ تھا' مجھے روح کے آرام کی ضرورت تھی۔ اس لیے میں نے ان کی بات کو رد کر دیا۔

اب ایک اور مشکل پیش آئی۔ مسلمانوں نے مجھے مسلمان ماننے سے انکار کر دیا۔ وہ کہتے تھے کہ یہ ہمیں ہندو بنانے کے لیے نیا روپ دھارن کر رہی ہے۔ میں خود شبہے میں پڑ گئی۔ میں قرآن کو اپنا ہادی اور رہنما مان رہی تھی تو کیا یہ بات مسلمان ہونے کے لئے کافی نہ تھی۔ اپنے دل کی بے قراری کو دور کرنے کے لیے میں دیوبند گئی۔ میری بیٹی میرے ساتھ تھی۔ ہم دونوں بے پردہ تھیں۔ ہم نے مولانا حسین احمد مدنی سے ملاقات کی۔ اپنی بات ان کے سامنے رکھی اور پوچھا: ''کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟''

''تم حقیقتاً مسلمان ہو!'' مولانا نے ایک زوردار قہقہہ لگا کر کہا ''تمہیں اس میں شک کیوں ہے؟''

مولانا حسین احمد صاحب کی عظمت ہم دونوں کے دل میں بیٹھ گئی۔ انہوں نے ہماری بہت خاطر تواضع کی۔ بعد کو وہ ایک بار مجھ سے ملنے بنگلور بھی آئے تھے۔ انہی کے ساتھ مولوی عزیز گل بھی تھے۔ مولانا حسین احمد انہیں بہت چاہتے تھے۔ ایسے لگتا تھا جیسے وہ دو دوست لڑکے ہوں۔ وہ ایک دوسرے سے معصوم مذاق کرتے' ایک دوسرے کی ہنسی اڑاتے اور کبھی کبھی ایک دوسرے کو چڑاتے بھی تھے۔ مجھے ان کی محبت پر رشک محسوس ہوتا۔

وہ دن بھر ہمارے پاس رہے۔ جب وہ چلنے لگے تو میں نے مولانا حسین احمد صاحب سے کہا کہ وہ دوبارہ بھی تشریف لائیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میں تو زیادہ نہ آسکوں گا مگر عزیز گل کبھی کبھی آیا کریں گے۔ چنانچہ مولوی عزیز گل صاحب آتے رہے۔ میں ان سے پردہ اور دوسرے مسائل پر بلا جھجک بات چیت کرتی رہی۔ شروع میں یہ سمجھتی تھی کہ یہ مولوی بڑے تنگ نظر ہوتے ہیں مگر بعد کو پردے کی حقیقت مجھ پر کھلی تو میں ان کی وسعت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر کی قائل ہو گئی۔

یہاں میں اسلام کے مطالعہ میں لگی ہوئی تھی کہ اچانک میرے شوہر کا خط آیا کہ اگر میں فوراً انگلستان نہ لوٹی تو وہ مجھے خرچ دینا بند کر دیں گے۔ بچوں کی تعلیم کا خرچ مجھ سے وصول کریں گے اور مجھ سے تعلق توڑ لیں گے۔ اس پر مجھے تعجب ہوا نہ افسوس۔ میں مسلمان ہو چکی تھی۔ اب میں کسی عیسائی شوہر کی بیوی کیسے رہ سکتی تھی۔ رہا رزق تو یہ اللہ کی دین ہے' کم یا زیادہ ملے گا ہی۔

عزیر گل صاحب کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے میرا ہاتھ تھامنے کی پیشکش کو قبول کر لیا۔ میں جانتی تھی کہ ان کے یہاں غربت ہے' افلاس ہے' پردہ ہے' مگر میرے لئے تو یہی اللہ کی پسندیدہ جگہ تھی۔ عزیر گل کے گھر میں مجھے زندگی کی حقیقی راحت ملی۔ وہ نہایت شریف اور مہربان شوہر ثابت ہوئے۔

یوں بھی وہ سید ہیں اور انہوں نے سیادت کی لاج رکھی ہے۔ ان کے اجداد عرب سے افغانستان اور افغانستان سے ہندوستان آئے تھے اور راہ حق کی مسافرت میں مشرق مغرب کے لئے ہماری راہ ایک تھی' ہماری منزل ایک تھی' ہماری روحیں ہم آہنگ تھیں' ہم دونوں اللہ کے پیارے نبیؐ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کا ارادہ لے کر اٹھے تھے۔ مجھے خوشی ہے کہ اس راہ میں میری بچی' میرا بیٹا اور میرا بھائی مجھ سے ہمدردی کرتے رہے۔ انہوں نے مجھے حق کی راہ میں قدم بڑھانے سے روکا نہیں۔ میری زندگی کا ایک سفر ہے۔ وہ "برسوں کی صحرائی" سے گزر کر اسلام کی حسین وادی میں ختم ہو رہا ہے۔

(بشکریہ ہفت روزہ "ایشیا" لاہور)

●.....●.....●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمہ ثریا

"جناب ریحان خان امریکہ کی ایسٹرن مشی گن یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ ان کی ایک نوجوان سفید فام شاگرد ثریا نے حال ہی میں اسلام قبول کیا ہے اور اپنے آپ کو اسلامی لباس سمیت دینی تقاضوں سے ہم آہنگ کر لیا ہے۔ ریحان خان صاحب اس لڑکی کے لباس اور باوقار دینی اطوار سے بہت متاثر ہوئے۔ آپ نے انٹرویو کی صورت میں گفتگو کی اور شمالی امریکہ میں مسلمانوں کے ایک ماہوار جریدہ "یونٹی ٹائمز" (شمارہ مارچ ۱۹۹۰ء) میں شائع کرا دیا۔ انٹرویو کا یہ تراشہ برادر عزیز جناب سید وقار علی قاری صاحب (مقیم امریکہ) نے بھجوایا ہے اس کا ترجمہ ذیل میں دیا جا رہا ہے۔

سوال: قبول اسلام سے قبل آپ کے مذہبی رجحانات کیا تھے؟

جواب: میرا تعلق ایک پروٹسٹنٹ عیسائی خاندان سے ہے، جس کے سب افراد مذہب سے دور ہیں، لیکن میں بچپن ہی سے مذہب کی جانب رجحان رکھتی تھی۔ چنانچہ میری عمر دس سال کی تھی جب میں نے اپنے پڑوسیوں سے فرمائش کی کہ وہ اتوار کو چرچ جایا کریں تو مجھے بھی ساتھ لے جایا کریں۔ چنانچہ میں وقتاً فوقتاً ان کے ساتھ گرجا جانے لگی اور جب ہائی اسکول میں پہنچی تو عیسائیت کی مختلف شاخوں اور فرقوں کے بارے میں علم حاصل کرنے لگی۔ اس سلسلے میں میں نے کیتھولک مذہب کا وسیع اور گہرا مطالعہ کیا اور methodist, jehovah's witness, mormons, presbyterian جیسے مذاہب کے بارے میں بھی ضروری مطالعہ کیا مگر افسوس کہ میری روح پیاسی کی پیاسی رہی۔ میرا وجدان جو کچھ طلب کرتا تھا مجھے کہیں نہ ملا۔ مثال کے طور پر میرا ضمیر کہتا تھا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کائنات کا خالق و مالک وحدہ' لاشریک ہے جبکہ عیسائیت کے سب فرقے ابہام کا شکار ہیں اور شرک میں مبتلا ہیں۔

سوال: اس صورت حال میں دین اسلام سے آپ کا تعارف کیسے اور کب ہوا؟

جواب: میں ہائی اسکول ہی میں پڑھ رہی تھی جب مجھے مشرق وسطیٰ کے بارے میں خاصی تفصیل کے ساتھ مطالعہ کرنے کا موقع ملا اور اسی حوالے سے پہلے پہل "اسلام اور مسلم" کے الفاظ سے میری شناسائی ہوئی، مگر اسکول کے زمانے میں میری معلومات کا دائرہ بس یہیں تک محدود رہا۔ کالج میں پہنچی تو خوش قسمتی سے وہاں مشرق وسطیٰ سے تعلق رکھنے والے مسلمان طلبہ بھی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ان سے ملاقاتیں ہوئیں تو اسلام سے تعارف حاصل ہوا اور میں اس مذہب کے اس پہلو سے بہت متاثر ہوئی کہ یہ عیسائیت اور یہودیت کی طرح جز وقتی (پارٹ ٹائم) مذہب نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبے پر محیط ہے۔ اسلام چونکہ دن اور رات کے ایک ایک لمحے میں رہنمائی کرتا ہے اور جب ایک شخص اسے عملی طور پر اختیار کرلے تو اس کی زندگی میں نظم و ضبط' سلیقہ اور استحکام پیدا ہو جاتا ہے اور اسلام کی یہ دوسری خوبی تھی جس نے مجھے بہت متاثر کیا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ اسلام ایک مکمل دین اور فطرت کے عین مطابق ہے چنانچہ میں نے اسے دل و جان سے قبول کرلیا۔

سوال: اور اس کا ردِ عمل آپ کے خاندان پر کیا ہوا؟

جواب: خاندان کے ہر فرد کا ردِ عمل مختلف نوعیت کا تھا۔ میرے والد کا سلوک مجھ سے بہت ہی مشفقانہ رہا ہے' چنانچہ اگرچہ میں نے اسلام قبول کرنے کے ساتھ اپنا لباس بھی تبدیل کرلیا اور عام طرز زندگی کو یکسر نیا رنگ دے ڈالا مگر ان کی محبت اور سلوک میں کوئی فرق نہیں پڑا بلکہ ایسا ہوا کہ ایک بار میری ایک پھوپھی آئی اور اس نے مجھے خوب برا بھلا کہا' مجھے سنکی اور قنوطی کے طعنے دیے تو میرے والد نے میری مدافعت کی۔ تاہم میری والدہ کا طرز عمل خوشگوار نہ تھا اور وہ میری زندگی کے انقلاب سے قطعی خوش نہ ہوئی۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض دشواریوں کے باوجود میں خوش نصیب ہوں کہ اپنے والدین کے ہاں رہ رہی ہوں اور مجھے ان پریشانیوں سے سابقہ نہیں پڑا جس کی عموماً توقع کی جاتی ہے۔

سوال..... میں حیران ہوں کہ آپ کے اندر اتنا بڑا اقدام کرنے کی جرأت کیسے پیدا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہو گئی؟

جواب..... آپ کی بات درست ہے کہ امریکہ کے اس ماحول میں جہاں مادیت کا دور دورہ ہے اور عیش پرستی اور تفریح پسندی ہی کو زندگی کی معراج سمجھا جاتا ہے' وہاں اسلام قبول کرنا اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنا بے حد مشکل کام ہے۔ چنانچہ یہ فیصلہ کرنے سے پہلے میں نے ہزار بار سوچا کہ میرے والدین مجھ سے کیا سلوک کریں گے؟ میری تعلیم کا کیا بنے گا؟ اور میں اپنے حلقۂ احباب میں کیسے زندہ رہوں گی؟ چنانچہ اس نوعیت کے خدشات نے مجھے بہت سخت پریشان کئے رکھا' مگر طویل اور گہرے غور و فکر کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچی کہ ایک وقتی اور عارضی پریشانی کے مقابلے میں جو اسلام قبول کرنے کے نتیجے میں پیش آ سکتی تھی' مسلمان نہ ہونے کے نتائج ذہنی اور روحانی اعتبار سے زیادہ گھمبیر ہو سکتے ہیں' چنانچہ میں نے اللہ سے خوب دعائیں کیں' اس سے مدد اور اعانت طلب کی اور واقعی اللہ نے میری دعائیں سن لیں اور حیرت انگیز طور پر مجھے وہ ہمت اور حوصلہ عطا ہوا کہ میں اتنا بڑا فیصلہ کرنے کے قابل ہو گئی۔

سوال..... آپ تو ابھی نوعمر ہیں' آپ کا کیا خیال ہے' آپ واقعی اس فیصلے پر مستقل مزاجی سے قائم رہیں گی؟

جواب..... مجھے یقین ہے کہ میں نے یہ فیصلہ خوب سوچ سمجھ کر کیا ہے اور اس میں کوئی کمزوری پیدا نہیں ہو گی۔ اندازہ کریں کہ جب میں قبول اسلام کے لئے ایک مسجد میں گئی تو وہاں کے خطیب اور امام نے مجھ پر ذرا بھی دباؤ نہ ڈالا بلکہ مشورہ دیا کہ میں پہلے اسلام کے بارے میں خوب مطالعہ کروں اور اگر اس کے بارے میں کوئی معمولی سا بھی اعتراض ہے تو سوالات کر کے اسے رفع کر لوں پھر اسلام قبول کروں۔ اس کے برعکس جن دنوں میں کیتھولک مذہب کا مطالعہ کر رہی تھی' ایک مرتبہ میں کیتھولک چرچ میں گئی تو میرے جاننے والوں نے بہت اصرار کیا کہ میں اس مذہب کو فوراً قبول کر لوں۔

مجھے اس امر کا بھی اعتماد ہے کہ چونکہ میں نے بہت سے مذاہب کا مطالعہ کیا ہے اور میرے شعور نے انہیں مسترد کیا ہے' اس لئے میں نے جس مذہب کا انتخاب کیا ہے وہ ہر لحاظ سے بہترین اور عقل کے عین مطابق ہے۔ اسی طرح یہ بھی بتاتی چلوں کہ میں نے دو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال سے زائد عرصے تک خوب جم کر اسلام اور اس کی تعلیمات کا مطالعہ کیا ہے اور بہت سے لوگوں سے اس کے بارے میں گفتگو ئیں کی ہیں' اس لئے یہ سمجھ لیجئے کہ اسلام قبول کرنے میں نہ تو کسی جذباتیت اور عجلت پسندی کا عمل دخل ہے نہ اس سے کوئی دنیاوی مفاد وابستہ ہے۔ میں نے یہ فیصلہ خوب سوچ سمجھ کر کیا ہے اور انشاء اللہ اس پر عمر بھر ثابت قدم رہوں گی۔

سوال..... آپ نے اسلام قبول کر کے کیا حاصل کیا ہے؟

جواب..... اعداد و شمار کے حوالے سے یادداور دو چار کے انداز میں یہ بتانا کہ مسلمان ہو کر میں نے یہ اور یہ کچھ حاصل کیا ہے' خاصا مشکل ہے۔ تاہم اسلام قبول کر کے سب سے بڑی کامیابی یہ ملی کہ زندگی میں وقار اور ڈسپلن کا چلن پیدا ہوا' شب و روز کو مقصدیت نصیب ہوئی اور وہ خلا کی کیفیت جو دل و دماغ پر چھائی رہتی تھی' ختم ہو گئی۔ پھر یہ نعمت بھی کچھ کم نہیں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کی اطاعت انسان کے اندرون کو سکون اور تزکیہ سے مالا مال کرتے ہیں۔ روح میں رفعت اور مقاصد میں بلندی کا احساس پیدا ہوتا ہے اور انسان سخت سے سخت حالات میں پریشانی اور مایوسی سے محفوظ رہتا ہے۔ اللہ کا احسان ہے کہ اسلام کی تعلیمات پر عمل نے میری زندگی کے ہر پہلو کو مثبت طور پر تبدیل کیا ہے۔ ان میں سے بعض تبدیلیاں واضح اور انقلابی نوعیت کی ہیں جبکہ بعض کا تعلق ذہن اور ارادے سے ہے اور وہ اسی نسبت سے لطیف اور غیر نمایاں ہیں۔

سوال..... آپ نے اپنے بالوں کو ڈھانپا ہوا ہے' امریکہ کے عریاں ماحول میں آپ کو یہ کیسا لگتا ہے؟

جواب..... اس ضمن میں میرے وہی احساسات ہیں جو ایک باعمل مسلمان عورت کے ہو سکتے ہیں۔ میں نے اپنا سر ڈھانپ کر دراصل اس ماحول کی آلودگیوں کے خلاف تحفظ حاصل کیا ہے اور عام عورت نیم برہنگی کی وجہ سے جس خوف اور سراسیمگی کی کیفیت میں مبتلا رہتی ہے' اس سے خاصی حد تک نجات پائی ہے۔ پھر میرا سر ڈھانپنا ایک قسم کا اعلان بھی ہے کہ میں مسلمان ہوں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس سلسلے میں اللہ نے جو حکم دیا ہے میں اس کی پیروی کر رہی ہوں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال..... آپ کے نزدیک اس کا سبب کیا ہے کہ امریکہ میں جو لوگ اپنا مذہب تبدیل کرتے ہیں' ان کی غالب اکثریت اسلام کی آغوش میں آتی ہے؟

جواب..... میرا یقین ہے کہ جو بے شمار لوگ اسلام کی طرف لپکے چلے آ رہے ہیں' انھیں اس امر کا احساس ہو گیا ہے کہ موجودہ مغربی طرز زندگی نہ تو اخلاقی قدروں کی پرورش کرتا ہے نہ یہ کسی باوقار اور صاف ستھرے اسلوب حیات کو پروان چڑھاتا ہے جبکہ اس کے برعکس اسلام کی صورت میں وہ ایسی صداقت سے بہرہ ور ہوتے ہیں جو انھیں بلند ترین اخلاقی معیارات عطا کرتی ہے اور ان معیارات کو حاصل کرنے کا وہ مطمح نظر دیتی ہے جو حقیقت پسندی پر مبنی ہے' فطری ہے اور باوقار بھی۔ خاص اور اہم ترین بات یہ ہے کہ اسلام مغرب کی تنگ نظری سے بہت بلند و بالا ہے اور انسانوں کو مادیت اور نسل پرستی سے ہٹا کر خالص انسانی شرف کی بنا پر مخاطب کرتا ہے۔

سوال..... امریکہ میں اسلام قبول کرنے والوں کی اکثریت سیاہ فاموں پر مشتمل ہے' آپ کے خیال میں یہ مبارک پیغام سفید فاموں تک رسائی حاصل کرنے میں کیوں کامیاب نہیں ہو سکا؟

جواب..... اس معاملے میں میں کوئی ماہرانہ رائے تو نہیں دے سکتی تاہم میرا ایک نقطۂ نظر ہے اور وہ یہ کہ جو لوگ اسلام قبول کرتے ہیں وہ بالعموم موجودہ نظام کے ستم زدہ ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ امریکہ میں بے چارے سیاہ فام بڑے ہی مظلوم ہیں اور جب وہ دائرۂ اسلام میں آتے ہیں تو انھیں حقارت اور ظلم و جور کی بجائے محبت' مساوات اور احترام ملتا ہے تو ان کی پریشان اور افسردہ روحوں کو قرار مل جاتا ہے۔

سیاہ فاموں کے اسلام کی طرف لپکنے کا ایک سبب اور بھی ہے' وہ جان گئے ہیں کہ افریقہ میں ان کے آباؤ اجداد کا مذہب اسلام تھا اور جب انھیں زبردستی اغوا کر کے امریکہ لایا گیا تو ان سے یہ نعمت چھین لی گئی۔ چنانچہ اسلام قبول کر کے دراصل وہ اپنے اصل دین کی طرف لوٹتے ہیں۔

سوال..... امریکہ کے اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ یہ واویلا کرتے نہیں تھکتے کہ اسلام کا رویہ عورت کے معاملے میں غیر مناسب ہے۔ آپ ایک تعلیم یافتہ سفید فام خاتون

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں' اس کے بارے میں آپ کا تاثر کیا ہے؟

جواب..... اس سوال کا جواب اتنے تھوڑے وقت میں نہیں دیا جا سکتا۔ یہ موضوع تو ایک کتاب کا متقاضی ہے۔ مختصراً کہوں گی کہ یہ بات حقیقت کے برعکس ہے اور یہ الزام عموماً ان لوگوں کی طرف سے دہرایا جاتا ہے جو اسلامی تعلیمات سے یکسر بے خبر ہیں۔ وہ فرض کر لیتے ہیں کہ جب اسلامی معاشرت میں مرد اور عورت کا میدان کار الگ ہے تو لازماً عورت ظلم کا شکار ہوتی ہے حالانکہ معاملہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔

اس کے برعکس..... میں اپنے ملک کی صورت حال پیش کرتی ہوں۔ یہاں برابری اور مساوات کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ معاشرے میں عورت وہ سب کچھ کرے جو مرد کرتا ہے' لیکن عملاً ہوتا یہ ہے کہ عورت مرد کی طرح کماتی بھی ہے اور گھر کا بھی سارا کام کرتی ہے جہاں مرد اس کے ساتھ شراکت نہیں کرتا۔ پھر ظاہر ہے مساوات کہاں رہی؟ اور جن گھرانوں میں ماں اور باپ دونوں کام کرتے ہیں وہاں بچوں کا جو حال ہوتا ہے وہ ظلم اور استحصال کی ایک افسوسناک مثال ہے۔ اس معاملے کا ایک اور پہلو بھی ہے' یورپ کے ذرائع ابلاغ اور اخبارات عام طور پر عالم اسلام کی حکومتوں کے طرز عمل اور مختلف افراد کے ذاتی رویے سے سمجھ لیتے ہیں کہ یہی کچھ اسلام کی تعلیم ہے' حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ان دونوں میں فرق کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات پر ان کی صحیح روح کے ساتھ عمل کریں اور غیر مسلموں کے سامنے اسلام کے سچے ترجمان بنیں۔

سوال..... امریکہ میں جو غیر مسلم خواتین اسلام قبول کرنا چاہتی ہیں' ان کے نام آپ کا پیغام کیا ہے؟

جواب..... ان بہنوں کے لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ وہ اسلام کے بارے میں زیادہ سے زیادہ کتابوں کا مطالعہ کریں اور خوب توجہ سے غور و فکر کریں۔ میں اسی راستے سے اسلام کی منزل مقصود پر پہنچی ہوں۔ دوسری بات یہ کہ خوف زدہ ہرگز نہ ہوں اگر آپ نے صراط مستقیم تک پہنچنے کا ارادہ کر لیا تو اللہ اپنے فضل سے آپ کی مدد فرمائے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال.....آپ میری لائق شاگرد ہیں، میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ مستقبل میں آپ اپنی صلاحیتوں کو خدمتِ دین کے لئے کس طرح کام میں لائیں گی؟

جواب..... میرا ارادہ ہے کہ میں کسی اسلامک اسکول میں ٹیچر بن جاؤں۔ اپنے شاگردوں تک اسلام کی سچی تعلیم منتقل کروں اور دوسرے لوگوں تک بھی اسلام کا سچا پیغام پہنچاؤں۔ مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ میں اپنے اس ارادے میں کامیاب ہو جاؤں گی۔

●.....●.....●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر ثریا کملا

(کیرالا...... بھارت)

ڈاکٹر ثریا کملا (خاندانی نام ڈاکٹر کملا داس) ناول نگار ہیں' شاعرہ ہیں' اور بین الاقوامی شہرت کی حامل مصنف و محقق ہیں۔ انہوں نے ۱۲ دسمبر ۱۹۹۹ء کو اسلام قبول کر لیا اور ہندوستان ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے مذہبی اور علمی حلقوں میں تہلکہ مچ گیا۔ ذیل میں ان کے قبول اسلام کی تفصیلات دی جا رہی ہیں۔ یہ مضمون متعدد اور متفرق تحریروں کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر ثریا کملا ۱۹۳۴ء میں جنوبی بھارت کے صوبہ کیرالا کے ایک علاقے پنا پورکلم (ضلع تھریسر) میں پیدا ہوئیں۔ ان کا تعلق نائر ذات کے ایک متمول ہندو گھرانے سے ہے۔ ان کی والدہ نلاپت بلامنی ملیالم زبان کی شاعرہ تھیں جبکہ والد بی۔ ایم۔ نائر معروف صحافی تھے اور بیک وقت دو رسالوں کے ایڈیٹر تھے۔ ان کے خاوند آنجہانی مدھوا داس انٹرنیشنل مانٹری فنڈ (IMF) کے سینئر کنسلٹنٹ تھے۔

خود ڈاکٹر ثریا کملا ایک عرصے تک انگریزی کے بین الاقوامی رسالے السٹریٹیڈ ویکلی آف انڈیا کی مجلس ادارت میں شامل رہیں۔ وہ کیرالا کی چلڈرن فلم سوسائٹی کی صدر تھیں' کیرالا کے فورسٹری بورڈ کی چیئر پرسن تھیں اور ماہنامہ پوئٹ (POET) کی اورینٹ ایڈیٹر تھیں۔

ڈاکٹر ثریا بیک وقت ملیالم اور انگریزی زبان میں لکھتی ہیں۔ وہ ناول نگار بھی ہیں'

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افسانہ نویس بھی اور شاعرہ بھی۔ اس طرح مختلف حوالوں سے ملیالم میں ان کی بیس کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور بہت پسند کی گئی ہیں۔ ان کا ناول (ENTE KATHA) پندرہ غیر ملکی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اسی طرح انگریزی میں ان کی پانچ تصانیف ہیں اور بڑی مقبول ہوئی ہیں۔ ۱۹۶۳ء میں انہیں ''ایشین پوئٹری پرائز'' دیا گیا۔ ۱۹۶۵ء میں انہیں کینٹ ایوارڈ' ایشین ورلڈ پرائز اور اکیڈمی ایوارڈ سے نوازا گیا۔ ۱۹۶۷ء میں انہیں VAYALAR ایوارڈ ملا جبکہ ۱۹۶۹ء میں ان کی افسانہ نویسی پر انہیں کیرالا ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ کا اعزاز حاصل ہوا۔ متعدد ملکی اور غیر ملکی یونی ورسٹیوں نے انہیں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگریوں سے نوازا ہے۔

ان غیر معمولی علمی' ادبی' تخلیقی و تحقیقی صلاحیتوں کے ساتھ اس معروف و مشہور خاتون نے ۱۲۔ دسمبر ۱۹۹۹ء کو کیرالا کے شہر کوچین میں ایک علمی و ادبی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے برصغیر کے سیاسی' مذہبی اور علمی حلقوں میں اس انکشاف سے سنسنی پھیلا دی'' دنیا سن لے کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اسلام جو محبت اور امن و سلامتی کا دین ہے' اسلام جو مکمل ضابطۂ حیات ہے اور میں نے یہ فیصلہ جذباتی یا ہنگامی بنیادوں پر نہیں کیا۔ اس کے لئے میں نے ایک عرصے تک نہایت توجہ اور سنجیدگی کے ساتھ گہرا مطالعہ کیا ہے اور میں آخرکار اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ دیگر بے شمار خوبیوں کے علاوہ اسلام عورت کو احساسِ تحفظ عطا کرتا ہے اور میں اس کی بڑی ہی ضرورت محسوس کرتی تھی...... اس کا ایک روشن ترین پہلو یہ بھی ہے کہ اب مجھے بے شمار خداؤں کی بجائے ایک اور صرف ایک معبود کی پرستش کرنی ہوگی۔ یہ رمضان کا مہینہ ہے' مسلمانوں کا مقدس ترین مہینہ اور میں خوش ہوں کہ اس مقدس ترین مہینے میں اپنے عقاید میں انقلابی تبدیلیاں لا رہی ہوں اور پورے ہوش و حواس اعلان کرتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ ماضی میں میرا کوئی عقیدہ نہ تھا۔ بُت پرستی سے بددل ہو کر میں نے دہریت اختیار کر لی تھی لیکن اب میں اعلان کرتی ہوں کہ میں خدائے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واحد کی پرستار رہوں گی اور بلا امتیاز مذہب وملت اس کے سارے بندوں سے محبت کرتی رہوں گی"۔

بعد میں ایک ٹیلی ویژن انٹرویو میں انھوں نے وضاحت کی: "مَیں نے کسی دباؤ کے تحت اسلام قبول نہیں کیا۔ یہ میرا آزادانہ فیصلہ ہے اور مَیں اس پر کسی تنقید کی کوئی پروا نہیں کرتی۔ مَیں نے فوری طور پر گھر سے بتوں اور مورتیوں کو ہٹا دیا ہے اور یوں محسوس کرتی ہوں جیسے مجھے نیا جنم ملا ہے"۔

"ٹائمز آف انڈیا" کو انٹرویو دیتے ہوئے ۱۵۔ دسمبر ۱۹۹۹ء کو ڈاکٹر ثریا کملا نے کہا: "اسلامی تعلیمات میں برقع نے مجھے بہت متاثر کیا۔ یعنی وہ لباس جو مسلمان خواتین عموماً پہنتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ برقع بڑا ہی زبردست (Wonderful) لباس اور غیر معمولی چیز ہے۔ یہ عورت کو مرد کی چبھتی ہوئی نظروں سے محفوظ رکھتا ہے اور ایک خاص قسم کا احساسِ تحفظ فراہم کرتا ہے۔ انھوں نے مزید وضاحت کی: "آپ کو میری یہ بات بڑی عجیب محسوس ہوگی کہ مَیں نام نہاد آزادروی سے تنگ آگئی ہوں۔ مجھے عورتوں کی ننگے منہ آزادانہ چلت پھرت ذرا بھی پسند نہیں۔ مَیں چاہتی ہوں کوئی مرد میری طرف گھور کر نہ دیکھے۔ اسی لئے آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ میں گزشتہ چوبیس سال سے وقتاً فوقتاً برقع اوڑھ رہی ہوں۔ شاپنگ کے لئے جاتے ہوئے، ثقافتی پروگراموں میں شرکت کرتے ہوئے حتیٰ کہ بیرون ملک سفروں میں مَیں اکثر برقع پہن لیا کرتی تھی اور ایک خاص قسم کے احساسِ تحفظ سے لطف اندوز ہوتی تھی۔ مَیں نے دیکھا کہ پردہ دار عورتوں کا احترام کیا جاتا ہے اور کوئی انھیں بلاوجہ پریشان نہیں کرتا"۔

ڈاکٹر ثریا نے مزید فرمایا: "اسلام نے عورتوں کو مختلف حوالوں سے بہت سی آزادیاں دے رکھی ہیں بلکہ جہاں تک مساوات کا تعلق ہے تاریخ کے کسی دور میں دنیا کے کسی معاشرے نے مرد و زن کی مساوات کا وہ اہتمام نہیں کیا، جو اسلام نے کیا ہے۔ اسے مردوں کے مساوی حقوق سے نوازا گیا ہے۔ ماں، بہن، بیوی اور بیٹی غرض اس کا ہر رشتہ باوقار اور لائق احترام

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اسے باپ' خاوند اور بیٹوں کی جائیداد میں حصہ دار بنایا گیا ہے اور گھر میں وہ خاوند کی نائب اور قائم مقام ہے۔ جہاں تک خاوند کی اطاعت کا تعلق ہے' یہ گھر کے نظام کو بہتر رکھنے کے لئے ضروری ہے اور میں اسے نہ غلامی سمجھتی ہوں نہ آزادی کے تقاضوں کی خلاف ورزی خیال کرتی ہوں۔ اس نوعیت کی اطاعت شعاری اور فرمانبرداری کے بغیر تو کسی شعبے کا نظام برقرار نہیں رہ سکتا اور اسلام تو ہے ہی مکمل اطاعت اور سرافگندگی کا نام' اللہ رب العزت کے حضور غیر مشروط بندگی کا نام۔ اللہ کے رسولؐ کی بے ریا پیروی کا نام۔ یہی غلامی تو سچی آزادی کی ضمانت فراہم کرتی ہے۔ ورنہ انسان تو حیوان بن جائے اور جہاں چاہے' جس کھیتی میں چاہے منہ مارتا پھرے۔ غرض اسلام اور صرف اسلام عورت کے وقار اور مقام و مرتبے کا لحاظ کرتا ہے۔ ہندو مذہب میں ایسی کوئی رعایت دُور دُور تک نظر نہیں آتی "۔

ڈاکٹر ثریا کملا کو اسلام قبول کرنے کے لئے ستائیس برس تک انتظار کرنا پڑا۔ وہ ستر کی دہائی میں اسلام سے متاثر ہوئیں اور اس حوالے سے اپنے شوہر سے گفتگو کرتی رہیں جنہوں نے جواب میں اعتراض یا مخالفت کا انداز اختیار نہ کیا بلکہ مشورہ دیا کہ کسی نتیجے پر پہنچنے سے پہلے انہیں اسلام کے بارے میں وسیع اور گہرا مطالعہ کرنا چاہئے۔ ان کے تینوں بیٹوں کا رویہ بھی مثبت رہا چنانچہ جب ان کی والدہ نے قبول اسلام کا اعلان کیا' تو تینوں بیٹے کوچین پہنچ گئے تاکہ ممکنہ مخالفت کا متحد ہو کر مقابلہ کیا جا سکے۔ تینوں بیٹوں کا ردِعمل تھا: " ہمیں اپنی والدہ کے فیصلے سے کوئی اختلاف نہیں۔ وہ ہماری ماں ہیں خواہ وہ ہندو ہوں' عیسائی ہوں یا مسلمان' ہم ہر حال میں ان کا ساتھ دیں گے اور ان کے احترام میں کوئی کمی نہیں آنے دیں گے۔" بیٹوں کی فرماں برداری کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر ثریا نے انکشاف کیا: "میرے بیٹوں نے کہہ دیا ہے کہ اگر آپ خوش ہیں تو ہم بھی اسلام قبول کرنے پر تیار ہیں"۔

اسلام قبول کرنے کے بعد انتہا پسند ہندوؤں کی طرف سے دھمکیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ خطوط میں اور ٹیلی فون پر گالیاں دی جاتیں۔ محترمہ کے بیٹے ایم۔ ڈی نلا پٹ نے بتایا: ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس ضمن میں بے شمار فون سنے ہیں۔ ایک شخص نے دھمکی دی: "میں چوبیس گھنٹے کے اندر اس کو قتل کر دوں گا" لیکن ڈاکٹر ثریا جواب میں پرسکون تھیں: "میں نے سارا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا ہے۔ وہی ہماری حفاظت کرنے والا ہے"۔ انہیں دنیا بھر کے مسلمانوں کی جانب سے مبارک اور تہنیت کے پیغام وصول ہو رہے ہیں اور وہ انتہائی اخلاص' محبت' تپاک اور گرمجوشی سے انہیں اپنی حمایت کا یقین دلا رہے ہیں۔" اس سے میرے اس یقین کو تقویت ملی ہے کہ اسلام محبت اور اخلاص کا مذہب ہے۔ میری آرزو ہے کہ میں بہت جلد مرکز اسلام مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا سفر اختیار کروں اور وہاں کی مقدس مٹی کو بوسہ دوں"۔

اپنے بارے میں ان کی نظموں' افسانوں اور مختلف انٹرویوز سے پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ اچانک نہیں کیا۔ جیسا کہ سطور بالا میں اشارتاً ذکر ہو چکا ہے تقریباً ۲۸ سال پہلے مذہب اسلام میں ان کی دلچسپی کا آغاز اس وقت ہوا جب انہوں نے دو یتیم مسلمان بچوں...... امتیاز اور ارشاد...... کو لے پالک بنالیا۔ انہوں نے ان بچوں کی ہندو کی حیثیت سے پرورش کرنے کی بجائے بطور مسلمان تربیت کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان کے لئے اسلامی تعلیم کا انتظام کیا اور خود بھی اسلام اور تاریخ اسلام کے بارے میں مطالعے کا آغاز کر دیا اور پھر سنجیدگی اور گہرائی کے ساتھ اپنی معلومات میں اضافہ کرتی چلی گئیں۔ اس مقصد کی خاطر انھوں نے مسلمان خاندانوں کے ساتھ ہر اسم بڑھا لیے جس سے اسلام کے بارے میں ان کی یکسوئی بڑھتی چلی گئی۔ اس کا ذکر انھوں نے اپنے فاضل شوہر مدھو داس سے کیا۔ وہ مذہب کے معاملے میں لاتعلق اور غیر جانب دار تھے۔ انھوں نے مشورہ دیا کہ اسلام کے بارے میں زیادہ سے زیادہ مطالعہ کریں اور ذہن میں پیدا ہونے والے چھوٹے سے چھوٹے اشکال کا جواب حاصل کریں۔ چنانچہ جب انہیں مکمل شرح صدر حاصل ہو گیا' ذہن مطمئن ہو گیا تو انھوں نے قبول اسلام کا اعلان کر دیا۔

ایک انٹرویو میں "خلیج ٹائمز" نے ان سے دریافت کیا کہ قبول اسلام پر ان کے چاہنے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں اور معاصر اہلِ قلم کا کیا ردِعمل تھا تو انہوں نے بتایا: "بہت ہی کم لوگ معترض ہوئے۔ بس چند ایک نے برا مانا اور مجھے ان کی کوئی پروا نہیں۔ دھمکیاں دینے والوں کے بارے میں کہا" میں ذرا بھی ان سے خوفزدہ نہیں ہوئی۔ مقامی پولیس کے حکام نے مجھے گارڈ کی پیش کش کی لیکن میں نے انہیں بتادیا ہے کہ مجھے ایسے کسی انتظام کی ضرورت نہیں۔ مجھے صرف اللہ کی ذات پر بھروسہ ہے۔ وہی میری حفاظت فرمائے گا"۔ چنانچہ یہ امر بڑا ایمان افروز ہے کہ وہ تاحال اپنے ہی گھر میں مقیم ہیں اور انھوں نے معمولی سے حفاظتی اقدامات بھی نہیں کیے۔

"خلیج ٹائمز" ہی سے باتیں کرتے ہوئے انھوں نے کہا: "میں نے اب باقاعدہ پردہ اختیار کر لیا ہے اور یوں لگتا ہے کہ جیسے برقع بلٹ پروف جیکٹ ہے جس میں عورت مردوں کی ہوس ناک نظروں سے بھی محفوظ رہتی ہے اور ان کی شرارتوں سے بھی۔ انھوں نے زور دے کر کہا کہ اسلام نے نہیں بلکہ معاشرتی ناانصافیوں نے عورتوں کے حقوق غصب کیے ہیں۔ اسلام تو عورتوں کے حقوق کا سب سے بڑا محافظ ہے۔ انھوں نے بڑے اعتماد کے ساتھ کہا: "اسلام میرے لئے دنیا کی سب سے قیمتی متاع ہے۔ یہ مجھے جان سے بڑھ کر عزیز ہے اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دی جاسکتی ہے"۔

جہاں تک اسلامی تعلیمات پر عمل کا تعلق ہے' ڈاکٹر ثریا کملا نے کہا: "مجھے ہر اچھے مسلمان کی طرح اسلام کی ایک ایک تعلیم سے گہری محبت ہے اور میں نے اسے روزمرہ زندگی میں عملاً اختیار کر لیا ہے۔ دین کے مقابلے میں دولت میرے نزدیک بے معنی چیز ہے"۔ اپنی شاعری کے حوالے سے انھوں نے بتایا" میں آئندہ صرف اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پر مبنی منظومات لکھوں گی۔ انشاء اللہ حمدیہ نظموں پر مشتمل میری ایک کتاب بہت جلد منظر عام پر آجائے گی"۔

قبولِ اسلام کے بعد ڈاکٹر ثریا کملا نے بہت سے اخبارات' رسائل اور الیکٹرانک میڈیا کو انٹرویو دیے۔ ہر انٹرویو میں انھوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ دنیا پر اسلامی تعلیمات کی صداقت کو واشگاف کریں گی۔ "خلیج ٹائمز" سے گفتگو کرتے ہوئے انھوں نے کہا: "میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا تعارف نئی صدی کے ایک زندہ اور سچے مذہب کی حیثیت سے کرانا چاہتی ہوں جس کی بنیادیں عقل اور ٹھوس سائنسی حقائق پر استوار ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ اب میں شاعری کو اللہ کی حمد و ثنا کے لئے وقف کردوں اور قرآن کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کروں اور ان اسلامی تعلیمات سے آگاہ ہو جاؤں جو روزمرہ زندگی میں رہنمائی کا سبب بنتی ہیں۔ میرے نزدیک اسلام کی روح یہ ہے کہ ایک سچے مسلمان کو دوسروں کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنی چاہئے۔ اللہ کا شکر ہے میں پہلے بھی اس پر کاربند ہوں اور آئندہ بھی یہی طریقہ اختیار کروں گی۔ چنانچہ اسی ضمن میں میں خلق خدا تک اسلام کی برکات منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں کہ اسلام کی نعمت میسر آنے کے بعد میں مسرت و طمانیت کے جس احساس سے آشنا ہوئی ہوں' اسے ساری دنیا تک پہنچا دوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے جو اطمینان اور سکون حاصل ہوا ہے اور مسرت کی جس کیفیت سے میں روشناس ہوئی ہوں' اسے بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ احساسِ تحفظ اس پر مستزاد ہے۔ میں بڑی عمر کی ایک عورت ہوں اور سچی بات یہ ہے کہ قبول اسلام سے پہلے زندگی بھر میں بے خوفی کا ایک خاص انداز میرے تجربے میں نہیں آیا۔ سکون' طمانیت' مسرت اور بے خوفی کی یہ نعمت دولت سے ہرگز نہیں مل سکتی۔ اسی لئے دولت میری نظروں میں حقیر ہو گئی ہے"۔

مسرت اور طمانیت کے اس احساس کو تبریک اور تہنیت کے ان لاکھوں پیغامات نے مزید بڑھایا ہے جو انہیں دنیا بھر سے موصول ہو رہے ہیں۔ "خلیج ٹائمز" کے رپورٹر کے مطابق ان کے ٹیلی فون کی گھنٹی دن بھر بجتی رہتی ہے۔ اہل اسلام ان کی مسرتوں میں جی بھر کے شریک ہو رہے ہیں۔

●.....●.....●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جے۔ گلکریز

(J. GILCREASE)

مسز جوانا گلکریز (jo ana gilcrease) کا تعلق فورٹ ورتھ ٹیکساس (امریکہ) سے ہے۔ انہوں نے ۱۹۸۳ء میں اسلام قبول کیا اور اس حوالے سے جو مضمون قلم بند کیا' اس کا ترجمہ ضروری ترتیب و تہذیب کے ساتھ ذیل میں دیا جا رہا ہے۔

اسلام قبول کرنے سے پہلے میرا تعلق fundamental babtist church سے تھا۔ میں چرچ سے باقاعدہ وابستہ رہ کر بیس برس تک عیسائیت کی تعلیم حاصل کرتی رہی اور تقریباً دس سال تک بچوں کے ایک سنڈے اسکول میں مذہبی تعلیم دیتی رہی..... ایک عیسائی کی حیثیت سے میں اپنے عقاید پر سختی سے کاربند تھی اور اپنے شاگردوں کو اکثر کہا کرتی تھی ''اگر کوئی مرد یا عورت پانچ منٹ تک آپ سے گفتگو کرے اور اسے یہ اندازہ نہ ہو کہ آپ ایک اچھے عیسائی ہیں تو آپ عملی طور پر اپنے مذہب کے سچے ترجمان نہیں ہیں۔'' چنانچہ میں اعتراف کرتی ہوں کہ میں اپنے خدا سے اس وقت بھی محبت کرتی تھی اور اس کی تعلیمات پر کہ جیسی کچھ مجھ تک پہنچی تھیں' عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتی تھی۔

لیکن پھر کیا ہوا کہ میں نے کم و بیش چالیس برس کی عمر میں اپنا آبائی مذہب ترک کر دیا اور ان عقاید کو چھوڑ دیا جو مجھے جان سے بڑھ کر عزیز تھے؟ تو بات یہ ہے کہ جوں جوں میری فکر میں پختگی پیدا ہوتی گئی اور میں نے تنقیدی نظر سے جائزہ لیا تو بائبل کے بیشتر عقاید مجھے عقل اور منطق کے برعکس دکھائی دیے اور غور و فکر اور مطالعے کی لے جس قدر بڑھتی گئی' میری پریشانی میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

یہ یقیناً میری خوش بختی ہے کہ اسی زمانے میں میں نے مشرق وسطی کے بارے میں ایک کتاب کا مطالعہ کیا جس سے میرے ذہن میں اسلام کے لیے دلچسپی پیدا ہوئی اور میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس مذہب کا تفصیلی مطالعہ کرنے کا فیصلہ کر لیا..... اور زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ میں اسلام کے حسن و جمال کی اسیر ہو گئی اور عقاید کے بارے میں مختلف حوالوں سے میرے ذہن میں جتنے سوالات پیدا ہوئے تھے اور عیسائیت میں مجھے ان کا کوئی جواب نہیں ملتا تھا' اسلام نے ان سب سوالات کے جواب فراہم کر دیے۔ میرا وجدان مطمئن ہو گیا' میری عقل نہال ہو گئی اور میں نے عیسائیت کو خیر باد کہہ کر اسلام کے دامنِ رحمت میں پناہ لے لی اور اُس وقت سے آج تک مطمئن و مسرور زندگی گزار رہی ہوں۔

قبولِ اسلام کی مختصر وجوہ:

عیسائیت کے جن عقاید نے مجھے اس مذہب سے بدظن کیا' ان میں تثلیث اور حضرت عیسیٰ کا ابن اللہ ہونے کا تصور ہے۔ عقلی اور منطقی حوالے کے علاوہ تاریخی اعتبار سے بھی یہ عقیدہ بے بنیاد ہے۔ یعنی عیسائیوں کی اکثریت نہیں جانتی کہ Nicea Council کے انعقاد یعنی ۳۲۵ عیسوی تک ابن اللہ اور تثلیث کا عقیدہ عیسائیت کا حصہ نہیں بنا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے اس تاریخی حقیقت کے باوجود عیسائیوں کا غالب طبقہ تحقیق یا غور وفکر کی زحمت نہیں کرتا اور آنکھیں بند کر کے بائبل میں سے متذکرہ لایعنی باتوں کو پڑھتا اور ان پر ایمان رکھتا ہے۔ اسی طرح یہ تاریخی حقیقت بھی ہر قسم کے شک وشبہے سے بالاتر ہے کہ عیسائیوں کا کیتھولک طبقہ بائبل کے کنگ جیمز ایڈیشن اور سینٹ جوزف ایڈیشن پر سب سے زیادہ اعتماد کرتا ہے اور انہی پر مذہب عیسوی کے عقاید کا انحصار ہے۔ لیکن اعلیٰ تعلیم یافتہ عیسائیوں نے بھی شاید ہی کبھی تحقیق کرنے کی زحمت گوارا کی ہے کہ بائبل کے یہ ایڈیشن تغیر وتبدل کے کن مراحل سے گزر کر موجودہ شکل تک پہنچے ہیں۔

اسی نوعیت کا معاملہ بائبل کے پہلے چار صحیفوں متی' مارک' لوقا اور جان کا ہے۔ یہ چاروں حضرت مسیحؑ کی سیرت اور اقوال پر مبنی ہیں اور موصوف محترم کے پچاس ساٹھ سال بعد مرتب ہوئے تھے اور چاروں کو الگ الگ افراد نے ترتیب دیا ہے۔ چنانچہ چاروں میں واقعات اور اقوال کے اعتبار سے جو فرق و امتیاز اور تضاد ہے وہ جگہ جگہ نظر آتا ہے ...... لیکن عجیب بات ہے کہ اس سب کچھ کے باوجود اسے کلام الٰہی سمجھ کر پڑھا جاتا ہے۔

عیسائیت کے جس رخ نے مجھے اس مذہب سے مزید بیزار کیا وہ مراعات یافتہ اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیشہ ور پادریوں کا طبقہ ہے جو اپنی شان و شوکت اور ہج دھج کی وجہ سے گرجوں کی فضا کو بظاہر مرعوب کن اور موثر بنا دیتا ہے' لیکن ذوق سلیم اسے خوش دلی سے قبول نہیں کرتا اور سادگی کا وہ تصور مجروح ہوتا ہے جو کسی بھی مذہب کی روح سے وابستہ ہے۔

اس کے برعکس میں نے اسلام کا مطالعہ کیا تو جیسا کہ پہلے بتا چکی ہوں مجھے اس کی سادگی اور تعلیمات کے عقلی اور عملی پہلو نے بہت متاثر کیا۔ مثال کے طور پر میں نے اسلام کے پہلے اور بنیادی رکن نماز کے بارے میں پڑھا تو ہر امریکی کی طرح میں بھی پریشان ہو گئی کہ نماز دن میں پانچ بار پڑھنی ہوگی' یہ لازماً عربی زبان میں ادا کرنی ہوگی...... خصوصاً اس بے حد مصروف دنیا میں سارے معمولات ترک کر کے پانچ بار نماز ادا کرنا خاصا مشکل کام نظر آیا۔ لیکن غور کیا تو اندازہ ہوا کہ خالق حقیقی کی غیر مشروط اطاعت کے لیے یہ عمل ضروری ہے اور اگر اس میں باقاعدگی' تواتر' اخلاص اور توجہ کی کارروائی بھی ہو تو ایک خاص قسم کا سکون اور احساس مسرت دل و دماغ میں بس جاتا ہے اور یہ یقین تو غیر معمولی ذہنی و عملی تقویت کا باعث بنتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑی ہوں۔ یہ یقین زندگی کے روزمرہ فرائض کی بجا آوری میں خاص طور پر ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔

نماز کے ضمن میں یہ بات بھی سمجھ میں آ گئی کہ اللہ کو تو ہماری عبادت کی ضرورت نہیں ہے' لیکن ہم اس کے فضل و کرم اور ہدایت کے بغیر ایک قدم نہیں چل سکتے اور نماز ہدایت طلبی' احساس عبودیت اور اظہار تشکر کا ایک خوبصورت انداز ہے...... ایک باعمل اور مخلص مسلمان بھائی نے ایک مرتبہ تمثیل کے انداز میں نماز کے فوائد بیان کیے اور یہ مفہوم اس نے کسی حدیث رسول سے حاصل کیا تھا کہ اللہ کے حضور نماز کے لیے جانا بالکل ایسے ہی ہے جیسے شدید پیاس کی صورت میں انسان پانی کے کسی ٹھنڈے صاف چشمے کے کنارے جا پہنچے...... روح کا بھی یہی عالم ہے وہ اگر بار بار اللہ کے حضور حاضر نہیں ہوگی تو بھوک' پیاس اور فراق کا احساس اسے سخت مضطرب کر دے گا اور چاروں طرف پھیلا ہوا بدیوں اور گناہوں کا ہجوم اسے مسخ کر ڈالے گا۔

مسلمان مرد اور خواتین الگ الگ نماز پڑھتے ہیں' اس امر نے بھی مجھے بہت متاثر کیا۔ امریکہ میں تقریباً سبھی مکاتب فکر کے چرچ اپنے پیروکاروں کو اجازت دیتے ہیں کہ مرد و خواتین

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں جی چاہے باہم مل کر عبادت کر سکتے ہیں۔ میرے وجدان کو یہ منظر پسند نہیں آیا۔ اس سے عبادت کا تقدس مجروح ہوتا ہوا نظر آتا ہے...... جب کہ اسلام میں یہ بھدا پن نہیں ہے۔

عیسائیت میں شرک اور بت پرستی کا پہلو بھی مجھے پریشان کرتا رہا۔ میں ٹیکساس کے قریب فورٹ ورتھ سٹی میں رہتی ہوں۔ ٹیلی فون ڈائریکٹری سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں BAPTIST CHURCH سے وابستہ مختلف نوعیت کے چالیس گرجا گھر ہیں۔ لیکن سب میں بت پرستی کا چلن پایا جاتا ہے...... اس کے برعکس اسلام میں توحید کے شاندار فطری نظریے نے میری روح کی پیاس بجھا ڈالی...... اور میں اس چشمۂ صافی کی طرف لپکتی ہوئی چلی آئی۔

نماز اور توحید کے بعد مجھے سب سے زیادہ قرآن مجید نے متاثر کیا۔ قرآنی تعلیمات کی سادگی اور بے لاگ فطری انداز اس کا عقلی پہلو صاف شفاف نظریات وتصورات اور زبان کا حسن اور شکوہ...... واقعی قرآن کا ہر رخ بے مثل ہے۔ پھر بائبل کے بالکل برعکس قرآن کی تاریخی حیثیت بڑی ہی مستند اور شک وشبہے سے بالاتر ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی رحلت کے بعد ان کے جانشین پہلے خلیفہ راشد نے کمال احتیاط کے ساتھ قرآن کے تحریری نسخوں کے تقابلی موازنے اور حفاظ کرام کے مشوروں سے اس کتاب کا ایک ایسا نسخہ مرتب کرایا جو رسول اللہ کی ان ہدایات کے عین مطابق تھا جو قرآن کی ترتیب وتدوین کے سلسلے میں آپ نے ارشاد فرمائے تھے۔ چنانچہ تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ کے زمانے میں جو نسخہ تاشقند میں محفوظ چلا آرہا تھا اور جو بیسویں صدی کے آغاز میں شائع بھی کر دیا گیا تھا' اسے دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ قرآن آج بھی اسی طرح خالص اور "بے میل" ہے اور ہو بہو اسی صورت میں ہے جس طرح اپنے نزول کے وقت میں تھا۔

قبول اسلام کے حوالے سے مجھے پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی بے مثال اور عظیم الشان شخصیت نے بھی بہت متاثر کیا۔ ان کے بارے میں جناب مسیحؑ کی پیش گوئی یوحنا کی انجیل میں یوں نظر آتی ہے:

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لیے کہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(باب ۱۶۔ آیت ۱۲، ۱۳)

یہ پیش گوئی بائبل کے ہر نسخے میں موجود ہے اور باوجود بہت سی تحریفات کے گزشتہ دو ہزار برس سے اسے محو نہیں کیا جا سکا۔ انگریزی میں یہ الفاظ یوں ہیں:

When he, the spirt of truth, is come. He will guide you into all truth.

یعنی جب وہ روح حق آئے گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا (ترجمہ اردو بائبل مطبوعہ لندن)

میں نے اسلام کے مطالعے کے ضمن میں جب حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ اور سیرت طیبہ کا جائزہ لیا تو یقین ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ کی پیش گوئی کا مصداق صرف اور صرف آپؐ ہیں۔ آپؐ ۵۷۱ء میں جب دنیا میں تشریف لائے تو اللہ کا دین مسخ ہو کر اپنی حیثیت کھو چکا تھا اور ساری انسانیت گمراہی' بدی اور ظلم کے اندھیروں میں غرق ہو گئی تھی۔ آپ نے بے شمار مصنوعی خداؤں کے مقابلے میں الٰہ واحد کا پرچم بلند کیا اور ایک بے رحم مردم کش نظام کے خلاف بغاوت کا اعلان کر دیا۔ مجھے رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہر اعتبار سے بے مثالی نظر آئی۔ وہ سب کے لیے غیر معمولی رحیم و کریم' حلیم الطبع اور مخلص و شفیق تھے۔ امانت و دیانت اور عدل و انصاف آپ پر ختم تھا۔ آپ کی سیرت اور شخصیت میں تضاد نام کی کوئی چیز ڈھونڈے سے نظر نہیں آتی۔ آپ قول و عمل اور ظاہر و باطن میں یکساں دکھائی دیتے تھے۔ چنانچہ آپ کے انہی اوصاف حمیدہ سے متاثر ہو کر ہر وہ شخص آپؐ کے قریب آ گیا جس میں تھوڑی سی بھی حس سلیم موجود تھی اور اس طرح چند برسوں میں آپؐ نے وہ انقلاب برپا کیا جس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی..... یقیناً آپؐ ہی روح حق یعنی spirit of truth تھے اور آپؐ ہی نے حضرت مسیح کے بعد دنیا کو صداقت کاملہ یعنی All Truth کا راستہ دکھایا۔

جہاں تک اسلام کا بحیثیت مجموعی تعلق ہے' قرآن مجید اور احادیث نبویؐ کی روشنی میں آج کے معروف ترین سائنسی دور میں بھی ایک مسلمان اس نظام عقاید سے بھرپور اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکمل رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ اسلام کا اخلاقی نظام گھریلو زندگی کے ہر شعبے سے لے کر قومی اور بین الاقوامی روابط تک۔۔ ایک قابلِ عمل ضابطہ فراہم کرتا ہے۔ اسلام عالمی اخلاقیات کا ایک معیار پیش کرتا ہے اور یہ معیار نہ صرف مستقل اور دائمی حیثیت کا حامل ہے بلکہ اچھے اور برے رویئے کو جانچنے کا ایک پیمانہ فراہم کرتا ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کے دلوں میں یہ یقین مضبوطی سے راسخ کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ خالقِ حقیقی ...... اللہ تعالیٰ ...... اس کی فکر اور عمل کے ہر گوشے سے آگاہ ہے اور اس کا لمحہ لمحہ اللہ کی نگاہ میں ہے۔ چنانچہ ایک شخص بڑی کامیابی کے ساتھ ساری دنیا کو دھوکا دے سکتا ہے' لیکن اللہ کو فریب دینے میں وہ کسی صورت بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اسلام بنی نوع انسان کی بنیادی جائز و صحت مند خواہشات' تمناؤں اور آرزوؤں کا لحاظ کرتا ہے اور انہیں خاص اہمیت دیتا ہے۔ وہ بھرپور معاشرے کے اندر زندگی گزارنے والے انسان کو اس طرح کا ضابطۂ اخلاق مہیا کرتا ہے جو روزمرہ زندگی کو مطمئن و مسرور بنانے میں بھی اس کی رہنمائی کرتا ہے اور اخروی زندگی کی کامیابی کا بھی ضامن ہے۔

اسلام کے فطری اور مکمل ضابطۂ حیات کی ایک قابلِ قدر مثال خاندانی اکائی کے ضمن میں اس کا شاندار کردار ہے۔ ظاہر ہے انسانی معاشرے میں خاندان اہم ترین یونٹ ہے اور ہر دور کے انسانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ آئندہ نسلوں میں انسانی تہذیب کی خدمت کا داعیہ بھی پیدا کریں اور بنی آدم کے سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں نبھانے کا ذوق و شوق بھی منتقل کریں۔ لیکن امریکہ یا یورپ کے کسی اخبار کا سرسری مطالعہ اس امر کا اندازہ کرنے کے لیے کافی ہے کہ عہدِ حاضر میں خاندان کا ادارہ یہ ذمہ داری نبھانے میں ناکام ثابت ہوا ہے اور اس طرح نئی نسلوں کو وہ مضبوط بنیاد نصیب نہیں ہوئی جس سے مادی ترقی' حقیقی مسرت و اطمینان اور تہذیبوں کا نشوونما مشروط ہوتی ہے ...... اسلام اس بنیادی ادارے ...... یعنی خاندان ...... کو خصوصی اہمیت دیتا ہے اور اس کے لیے شادی کو لازمی و لابدی قرار دیتا ہے۔ چنانچہ اسلامی معاشرے میں مرد اور عورت کا تعلق غیر سنجیدگی' لاابالی پن یا عیاشی کا مظہر نہیں بلکہ بڑا ہی مضبوط اور پاکیزہ رشتہ ہے۔

اس ضمن میں اسلام بڑی احتیاط کے ساتھ مرد و زن کی مخلوط محفلوں' رقص و سرود اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موسیقی کی تفریحات اور فحاشی و عریانی کے مختلف مظاہر پر پابندیاں عائد کرتا ہے۔ اسلام افراد کی صحت مند تفریحات کا مخالف نہیں ہے' لیکن خاندان کا تحفظ اسے بے حد عزیز ہے۔

خاندانی یونٹ کے استحکام اور اس حوالے سے مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کے لیے اسلام نے مرد کو برتر حیثیت دے کر گھر کا سربراہ قرار دیا ہے۔ سربراہی کا یہ منصب جبر یا آمریت کا مظہر نہیں نہ بیوی کو بے بسی یا غلامی کی حیثیت دی گئی ہے' بلکہ یہ منصب باہمی احترام' محبت اور مشاورت سے وابستہ ہے۔ عورت کو گھر میں ایک رفیق کار بلکہ نائب صدر کی حیثیت حاصل ہے بلکہ مسلمان گھرانے میں عورت کو ماں' بیوی' بیٹی اور بہن کی حیثیت سے جو احترام اور محبت حاصل ہے' امریکہ اور یورپ کی خواتین اس کا تصور بھی نہیں کر سکتیں..... بچوں پر ماں باپ کا احترام فرض عین ہے اور بالخصوص ماں کو اسلامی معاشرے میں جو مقام حاصل ہے وہ بے حد قابل رشک ہے۔

بدقسمتی سے امریکہ میں اسلام کے خلاف کئی طرح کے تعصبات کارفرما ہیں۔ تاریخ اسلام اور اسلامی تعلیمات کے خلاف دانستہ غلط فہمیاں وسیع پیمانے پر پھیلائی گئی ہیں۔ لوگ اسلام کے بارے میں جاننے کی کوشش نہیں کرتے اور تنگ نظری و اسلام دشمنی کی وجہ سے وہ صحیح و مستند معلومات سے محروم ہیں..... اس صورت حال میں امریکہ میں مقیم سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے عمل اور رویے سے اسلام کی اس انداز میں ترجمانی کریں اور امریکیوں کے سامنے سچے اور مخلص مسلمانوں کی ایسی مثال پیش [illegible] حق سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ ہمیں اپنے کردار و گفتار سے یہ ثابت [illegible] اسلام نہ صرف روز مرہ زندگی کے مسائل کا بہترین حل پیش کرتا ہے بلکہ عام سماجی اور دنیاوی اعتبار سے بھی رہنمائی کا فریضہ احسن طریقے سے انجام دیتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جب ہم اپنی ذاتی اور سماجی زندگی میں اسلامی تعلیمات پر عمل کریں گے اور مثالی مسلمان کی حیثیت سے زندگی گزاریں گے' تو اردگرد کا ماحول متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے گا اور کتنی ہی پیاسی روحیں اس طرف کھنچی چلی آئیں گی۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو جاپانی بہنیں

قبول اسلام کی ذیل کی کہانی ایک ایسے مبلغ اسلام نے بیان کی ہے جو جاپان کی ٹوکیو یونیورسٹی میں پڑھتے رہے ہیں اور فارغ اوقات میں تبلیغ دین کا فریضہ بھی انجام دیا کرتے تھے۔ انہوں نے یہ کہانی دمشق کے مشہور رسالہ "حضارۃ الاسلام" میں شائع کی تھی۔ اس کا انگریزی ترجمہ کویت سے شائع ہونے والی ایک کتاب میں شامل کیا گیا جس کا اردو ترجمہ قارئین کی نذر ہے۔

☆☆☆☆☆

مسٹر نکاسورا (NAKAMURA) ان چھ جاپانیوں میں شامل تھے جن کا تعلق بدھوں کے مشہور مذہبی مرکز نیجی (NEEJI) سے تھا اور جو ہمارے تبلیغی گروپ کی کوششوں سے مسلمان ہوئے تھے۔ نیجی ٹوکیو سے تقریباً ایک سو کلومیٹر جنوب میں انزان (INZAN) شہر کے قریب واقع ہے۔ نکاسورا کا اسلامی نام سعد رکھا گیا۔ یہ صاحب خاصے امیر تھے۔ ذاتی حیثیت میں بھی بہت اچھی شہرت کے حامل تھے اور صوبہ یامنشی (YAMENSHI) میں خاصا اثر و رسوخ رکھتے تھے...... اسلام سے ان کے اخلاص کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے محض دینی تعلیمات کو سمجھنے اور اسلامی معاشرت کا ادراک کرنے کے لئے پہلے پاکستان اور پھر ہندوستان کا سفر اختیار کیا اور دونوں ملکوں میں معقول وقت گزارا۔

مسٹر سعد کی تین بیٹیاں تھیں۔ بڑی شادی شدہ تھی اور اس کا شوہر ایک پریس کا مالک تھا جبکہ دونوں چھوٹی بیٹیاں غالباً جڑواں تھیں اور ٹوکیو یونیورسٹی میں آخری سال کی طالبات تھیں۔ دونوں انگریزی ادب کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہی تھیں اور سعد کی انتہائی خواہش تھی کہ کسی طرح یہ دونوں لڑکیاں اسلام قبول کر لیں اور پھر دیگر جاپانی خواتین میں اشاعت اسلام کا ذریعہ بنیں۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے مجھے خط لکھا کہ میں اپنے رفقا کے ساتھ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی وقت ان کی بیٹیوں سے ملاقات کروں اور انہیں اسلام کی ترغیب دوں۔

چنانچہ فون پر دن اور وقت طے پا گیا اور ہم ایک روز جناب سعد کی بڑی بیٹی کے گھر پہنچ گئے جہاں دونوں چھوٹی بہنوں سے ہماری ملاقات ہوئی اور اسلام کے بارے میں ابتدائی گفتگو بھی ہوئی..... لیکن ہم نے محسوس کیا کہ اس گھر کا ماحول اسلام پر گفتگو کے لیے کسی طرح بھی موزوں نہیں ہے۔ اس لیے ہم نے ملاقات ملتوی کر دی اور انہیں دعوت دی کہ وہ اگلے جمعہ کو ہماری رہائش گاہ پر تشریف لائیں جہاں انہیں پُرتکلف پاکستانی ڈنر بھی کھلایا جائے گا..... دونوں بہنوں نے ہماری دعوت خوش دلی سے قبول کر لی۔

پروگرام کے مطابق اگلے جمعہ کے روز شام کو نکاموراسسٹرز ہماری رہائش گاہ پر آ گئیں۔ ان کے والد سعد نکامورا بھی ان کے ہمراہ تھے۔ ہمارے گروپ لیڈر الحاج کہتانی تھے جو بے پناہ دینی اخلاص و عمل کے ساتھ ساتھ کھانا پکانے میں بھی ماہر تھے۔ انہوں نے کئی طرح کے مزیدار کھانے تیار کر لیے لیکن دونوں بہنوں نے صاف کہہ دیا کہ وہ اس وقت تک کھانے کو ہاتھ نہیں لگائیں گی جب تک اس امر کی وضاحت نہ کر دی جائے کہ اسلام میں عورت کی کیا حیثیت ہے؟ پتہ چلا کہ کسی شخص نے انہیں ورغلایا ہے کہ اسلام میں عورت سے جبر اور تشدد کا رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔ اس مذہب میں عورت کے کوئی حقوق نہیں ہیں۔ اس کی حیثیت محض باندی کی ہے' عیاشی کے سوا اس کا کوئی مصرف نہیں۔ اسے مردوں کے مساوی حقوق حاصل نہیں بلکہ اس سے تفریح اور مسرت کا [illegible] کر لیا گیا۔

ہم اس صورت حال کے لیے تیار نہیں تھے اور سچی بات ہے کہ دونوں بہنوں کے اس سوال اور اعتراض سے نپٹنا بہت مشکل لگا۔ لیکن جیسا کہ ہمارا معمول ہے' ہم نے اللہ سے دعا کی اور اسی کے فضل و کرم سے میرے ذہن میں بجلی کی لہر کی طرح کچھ باتیں آ گئیں۔ میں نے دونوں لڑکیوں سے کہا: ''کیا آپ خود اپنی آنکھوں سے دیکھنا پسند کریں گی کہ خود اس نے، خالق کائنات نے آپ کے اس سوال کا کیا جواب دیا ہے؟'' دونوں نے جواب دیا کہ ''بالکل اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے؟''

تب میں نے قریب پڑے ہوئے بک شیلف سے پکتھال کا انگریزی ترجمہ قرآن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھایا اور سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۳۵ کا ترجمہ ان کو سنانے لگا۔ ترجمہ یوں ہے:

"بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں' مومن مرد اور مومن عورتیں' اطاعت گزار مرد اور اطاعت گزار عورتیں' راست باز مرد اور راست باز عورتیں' صابر مرد اور صابر عورتیں' اللہ کے آگے جھکنے والے مرد اور اللہ کے آگے جھکنے والی عورتیں' صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں' روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں' شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں' اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور عورتیں..... اللہ نے ان سب کے لیے مغفرت اور بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔"

میرے مشاہدے کے مطابق یہ پہلا موقع تھا جب میں کسی غیر مسلم پر قرآن پاک کے مقدس الفاظ کا حیرت انگیز طور پر فوری اثر دیکھ رہا تھا۔ دونوں بہنوں کے چہرے مطمئن و پرسکون تھے۔ دونوں نے بیک زبان کہا: "کیسی مکمل مساوات ہے مرد و زن میں....."
تب میں نے انہیں بتایا کہ اسلام کی رو سے: دنیا و آخرت میں عزت و عظمت پانے میں عورت کا کوئی ثانی نہیں۔ جنت تک اس کے قدموں میں ہے اور اس کا ہر رشتہ محترم و مقدس ہے۔ تاہم چونکہ مرد اور عورت کی عضویاتی ساخت ایک دوسرے سے مختلف ہے اس لیے یہ کہنا سراسر حماقت ہے کہ روز مرہ فرائض کے اعتبار سے دونوں برابر ہیں...... دونوں کا دائرہ کار مختلف ہے اور اسلام چاہتا ہے کہ دونوں اپنے اپنے دائرہ کار میں وقار اور عزت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیں...... لیکن نیکی کو پانے اور جنت حاصل کرنے میں عورت مرد پر سبقت بھی حاصل کر سکتی ہے۔ اس ضمن میں اس کے راستے میں ہرگز کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ اصل اہمیت اخلاص اور عمل کی ہے۔ جنس' رنگ یا قومیت کی اسلام میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ اس حوالے سے اللہ کی نظر میں سب برابر ہیں۔

میں نے دونوں بہنوں کو بتایا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے دور میں سب مسلمان اس حقیقت کو جان گئے تھے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے مرد اور عورت سب کوشاں رہتے تھے اور نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا فریضہ بھی انجام دیتے تھے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے خواتین کے حقوق اور عزت کے حوالے سے بہت سے احکامات صادر فرمائے ہیں۔ میں نے دونوں جاپانی بہنوں کو سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۳ کا ترجمہ بھی سنایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ در حقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے"۔

دونوں بہنیں اپنے باپ کی طرح سلیم الفطرت تھیں اور اس گفتگو سے خصوصاً قرآنی تعلیمات سے بہت مطمئن نظر آ رہی تھیں..... بات ختم ہوئی تو دونوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ کچھ دیر کے لئے انہیں تنہا چھوڑ دیا جائے تا کہ وہ باہم مشورہ کر سکیں۔ چنانچہ دونوں دوسرے کمرے میں چلی گئیں اور چند ہی منٹ کے بعد واپس آ کر انہوں نے کہا:

"ہم دونوں اس نتیجے پر پہنچی ہیں کہ سارے مذاہب میں صرف اسلام ہی سچائی کا علمبردار ہے اور اس نے عورت کو جو حقوق اور عزت عطا کی ہے وہ بڑی ہی خوش آئند اور مسرت انگیز ہے۔ اس لیے ہم دونوں خوش دلی کے ساتھ اسلام قبول کرتی ہیں۔ امید ہے کہ آپ حضرات اس معاملے میں ہماری رہنمائی کریں گے"۔

اس پر سب لوگ بہت خوش ہوئے۔ میری مسرت کا تو کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور دونوں بہنوں کی خواہش پر کھانے سے پہلے دونوں کو کلمۂ شہادت پڑھوایا اور حلقۂ اسلام میں داخل کر لیا۔ انہوں نے بڑے جوش و خروش اور محبت و احترام سے کلمۂ شہادت کے الفاظ ادا کیے۔

"ہم گواہی دیتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور ہم گواہی دیتی ہیں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں"۔

ہم نے ان کے اسلامی نام رکھے جو انہوں نے بہت پسند کیے۔ ایک کا نام میں بھول رہا ہوں جبکہ دوسری کا نام آمنہ تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ کے نام پر۔

اس مقدس فریضے سے فارغ ہو کر ہم نے کھانا کھایا جو اگرچہ پہلے ہی لذیذ تھا لیکن موقع کی مناسبت سے ہم ہزار گنا زیادہ لذت محسوس کر رہے تھے۔

مسٹر سعد کا موراسب سے زیادہ خوش تھے۔ ان کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش پوری ہو گئی تھی۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راجکماری جاوید بانو بیگم (ہندوستان)

کلکتہ کی مشہور نومسلم خاتون محترمہ جاوید بانو بیگم بنگال کے ایک ہندو راجہ کی صاحبزادی تھیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھیں۔ انہوں نے کامل تحقیق کے بعد اسلام قبول کیا اور اس سلسلہ میں بہت سی تکلیفیں برداشت کیں۔ ذیل کی تقریر انہوں نے قبول اسلام کے بعد کلکتہ کے ایک جلسے میں کی:

برادران اسلام و خواہران دین! میں ایک نومسلمہ ہوں اور میں ایک سچے اور عالمگیر مذہب اسلام کو پا کر بہت خوش ہوئی ہوں۔ میرا دل حقیقی خوشی سے لبریز ہے اور میری دلی آرزو ہے کہ میں ہر انسان سے جس تک میری رسائی ہوا ہے آقائے نامدار محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق اور تعلیمات کا ذکر کروں۔

شاید آپ میرے تجربات کا مختصر خلاصہ جو مجھے تحقیق مذاہب کے سلسلہ میں پیش آئے سن کر مسرور ہوں گے۔ میں ہندو والدین کے گھر پیدا ہوئی مگر ہماری پرورش عیسائی اثر کے تحت ہوئی۔ ہندو مذہب کی مطلقاً کوئی واقفیت نہ تھی۔

میں نے ۱۹۲۳ء میں مذہب اور فلسفہ کا وسیع طور پر مطالعہ شروع کیا۔ میں ان کا مطالعہ عالم فاضل بننے کے لیے نہ کرتی تھی بلکہ تحقیق حق میرا منشا تھا۔ میرے دل میں خدا تعالیٰ کے ایک مخلص اور صادق بندے کی طرح عبادت کرنے کی تڑپ پیدا ہوئی تھی۔ میں نے بدھ مذہب کو سمجھنے کی کوشش کی لیکن ناکامی کا سامنا ہوا۔ عیسائیت کی طرف، جو مجھے میں نہایت سیدھی سادی معلوم ہوئی رجوع کیا۔ اس سلسلے میں میں نے عیسائی پادریوں سے ربط قائم کیا تاہم مجھے کوئی ایسا راستہ نہ ملا جس سے میں دور حاضر میں عیسائیت کی ایک مخلص اور صادق متبع بن سکوں۔ گو بڑے بڑے دلائل و براہین پیش کیے جاتے تھے لیکن میں عیسائی گرجوں کی لاتعداد فرقہ بندیوں میں ذاتی اغراض اور شخصی مطلب کے سوا اور کچھ نہ دیکھ سکی اور بالکل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناامید ہو کر دوبارہ ہندو مذہب اختیار کر لیا۔ کیونکہ ویدوں کا فلسفہ ایک ایسے دماغ کے لئے جو مذہب کی کمزوریوں سے مضطرب اور متنفر ہو چکا ہو' ایک کافی وشافی سہارا تھا۔ لیکن ویدوں کی فلاسفی بھلا ہندوؤں کے لئے کیسے مفید ہو سکتی ہے کیونکہ جہاں تک عملی زندگی اور حقائق کا تعلق ہے' ہندو منوجی مہاراج کے زمانہ سے لے کر آج تک ویدانت سے اتنے ہی دور ہیں جتنا کہ اس فرضی مخلوق سے جس کا چاند میں ہونا عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ ویدوں کی پیروی کے لئے ایک ہندو پر لازم ہے کہ یا تو وہ موجودہ ہندو مذہب سے کنارہ کش ہو جائے یا تمدنی مصلح بن کر ان بے شمار فرقوں میں ایک اور فرقہ کا اضافہ کرے جس کے اندر زمانہ حال میں ہندوستان ڈوبا جا رہا ہے۔ ہندوؤں کی حالت قابل رحم ہے۔ بڑی خامیاں اور نقائص روز افزوں ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ ان پر دوسرے مذاہب کے پیرو تبصرہ نہیں کرتے بلکہ ہندو خود ان کو آشکارا کرتے رہتے ہیں۔ گاندھی مہاراج ہریجنوں کے لئے اپنی زندگی کو مہلک خطروں میں کیوں ڈالتے ہیں؟ مجلس قوانین کے ذریعہ بیوگان کی شادی کو جائز کیوں قرار دیا گیا ہے؟ سلطنت برطانیہ کے ایک قانون کے تحت رسم ستی کو کیوں روکا گیا؟ تمام تمدنی اصلاحات کو مجالس قوانین ساز کے ذریعہ کیوں دائرہ عمل میں لایا جاتا ہے؟ اس مذہب کا فائدہ ہی کیا جس میں ذہنی بلوغت نہ ہو اور جس کی تمدنی خرابیاں خارجی اصلاحات کے بغیر دور نہ کی جا سکیں۔

مندرجہ بالا حقائق سے آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ مجھے سچے مذہب اسلام کو قبول کرنے میں کتنی خوشی ہوئی ہو گی۔ اسلام کے علاوہ اور کوئی مذہب دنیا میں ایسا نہیں جس کے عقائد کو اس کے پیرو ایمانداری اور دیانت داری کے ساتھ صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ آخر کار میں نے صداقت کو پا لیا۔ میں بہت ہی خوش ہوں اور میری روح مطمئن ہے۔ کیا ہم آج کسی ایسی مذہبی یا تمدنی اصلاح کے در پے ہیں' جس کی تائید قرآن پاک سے نہیں ہو سکتی؟ کیا ہمارے آقائے نامدار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام روحانی رہنماؤں میں ایک ایسی شخصیت نہیں جنہوں نے آزادی' اخوت و مساوات ایسے زریں اعمال بتائے ہیں جن کے ذریعے ہم صراط مستقیم پر چل کر نجات حاصل کر سکتے ہیں؟ صرف اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جو روز مرہ کی زندگی میں ہمارا سچا رہنما ہو سکتا ہے۔ کیا دنیا میں سوائے اسلام کے ایسا کوئی مذہب ہے جس میں خدا کا نام عالمی زبان میں ہو؟ اللہ کا لفظ تمام مسلمانوں کے لئے خواہ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چینی ہوں یا ہندی یکساں ہے۔ اسلام تمام مسلمانوں کو بھائی بھائی ہونے کا سبق دیتا ہے خواہ وہ کسی قومیت اور کسی ملک کے ہوں اور ان کی کوئی زبان ہو۔

کیا دنیا میں کسی مذہب کی الہامی کتاب اپنی فراخدلی اور فیاضی پر ناز کر سکتی ہے۔ سوائے ہمارے قرآن کریم کے جس میں ہر ایک مسلمان کو کہا گیا ہے کہ ان کے لئے تمام پیغمبروں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

صرف اسلام ہی انصاف و انسانیت اور آزادی کا مذہب ہے جس کی مثال اور کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ ہمیں اسلامی اصولوں کے تحت جائیداد پر قابض ہونے کے لئے کونسل و قانون کے دروازے کھٹکھٹانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ وہ تمام قوانین اب سے ۱۳۰۰ سال قبل ہم مسلمانوں کے لئے اتارے گئے تھے۔ آج کل مذاہب عالم جس مقصد کو اپنا نصب العین بنا کر اخلاقی‘ تمدنی اور معاشرتی فوائد کے لئے سرگرداں ہیں وہ تمام فوائد مسلمانوں کے لئے جس دن سے قرآن مجید نازل ہوا‘ موجود ہیں۔

ہمارے لئے یہ بالکل ناممکن ہے کہ میں ایسے مذہب میں رہتی جو ہماری موجودہ اور روزمرہ کی زندگی سے کوسوں دور ہے۔ میں کس طرح ایک مخلص ہندو یا عیسائی ہو سکتی تھی جبکہ انسانی اصول اور تہذیب مجھے ان مذاہب کی تعلیمات کے بالکل مخالف کھڑا کرتے ہیں۔ اگر کوئی مذہب ہمیں روزمرہ کی زندگی میں تسکین نہیں دے سکتا تو کیوں اسے مذہب کے نام سے موسوم کیا جائے؟ یقیناً ایسے تمام مذاہب نامکمل ہیں۔ اگر ان میں ذرا بھر بھی صداقت موجود تھی تو وہ بھی اب زمانہ سے مفقود ہوتی جاتی ہے۔ میں نے اس صورت حال کو محسوس کیا اور اس پر غور کیا تو میرے لئے اسلام قبول کرنا ضروری ہو گیا۔ کیونکہ میں نے اس میں تمام صداقتیں دیکھ لی تھیں۔

اسلام میں وہ ہر ایک بات پائی جاتی ہے جس کے دوسرے تمام مذاہب کے پیرو متلاشی ہیں۔ اسلام میں وہ سب کچھ موجود ہے جو کچھ وہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں یقین واثق سے کہتی ہوں کہ کوئی دوسرا مذہب اصلاح اور خوشی کا موجب نہیں ہو سکتا‘ سوائے اسلام کے جو خدا کی سچی محبت‘ انسانیت کی سچی الفت اور حقانیت پر مبنی ہے۔ اسلام کو کسی قسم کی ترمیم کی ضرورت نہیں۔ اسلام کے بنیادی اصول وحدانیت‘ حقانیت اور اخوت و مساوات ہے جو معقول‘ موثر‘ مفید اور فطری ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمیلہ کرار (آسٹریا)

JAMILA QARAR

میں ۱۹۳۹ء میں آسٹریا میں پیدا ہوئی۔ چونکہ میرے والدین دہریے تھے اور اعلانیہ خدا کا انکار کرتے تھے' اس لیے میری پرورش اسی ماحول میں ہوئی۔ میری ایک چھوٹی بہن تھی اور والدین کی پوری کوشش تھی کہ ہم دونوں بہنیں کسی مذہب کی کھکھیڑ میں پڑے بغیر زندگی گزارتی رہیں۔ لیکن اس کے برعکس ہوا یوں کہ میں ابھی سیکنڈری اسکول کی طالبہ تھی کہ مذہب میں میری دلچسپی بڑھنے لگی اور خدا کے تصور کے بغیر میں ایک قسم کی الجھن اور بے اطمینانی محسوس کرنے لگی اور میرے دل سے یہ صدا بلند ہونے لگی کہ کوئی ایسی اعلیٰ و برتر ہستی ضرور ہونی چاہیے جو انسانی معیارات سے ماوراء' منفرد و یکتا ہو' جو ہماری حفاظت کرے اور ہمیں قوت فراہم کرے...... لیکن حالات اور ماحول کے پس منظر میں میرے دل کی یہ آواز دب کر رہ جاتی...... تاہم جب بھی میں اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیتی مجھے اپنے والدین سمیت اس معاشرے کا ہر شخص اداسی اور تنہائی کی دھند میں لپٹا ہوا نظر آتا...... سچی مسرت شاید ہی کہیں نظر آتی تھی۔

چودہ سال کی عمر میں میں نے ایک ادارے میں ٹائپسٹ کی حیثیت سے ملازمت اختیار کر لی اور فارغ اوقات میں ایک کمرشل ووکیشنل اسکول میں داخلہ بھی لے لیا۔ عمر کے اس حصے میں میں بھی سب لوگوں کی طرح آرام و راحت اور تفریح ہی کو مقصدِ حیات سمجھتی تھی اور انہیں مشاغل میں مبتلا ہو گئی جو ہمارے معاشرے کا طرۂ امتیاز تھے۔ دراصل عیسائی مذہب اپنی قدروں کے اعتبار سے غیر معمولی انحطاط میں مبتلا ہے اور مادیت کے مظاہر ہر چہار طرف اس بری طرح چھا گئے ہیں کہ کوئی فرد اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہا...... لیکن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اسے اپنی خوش قسمتی ہی کہوں گی کہ اس سب کچھ کے باوجود میں نے ذہن کے دریچے کھلے رکھے اور عیسائیت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہی' لیکن افسوس کہ یہ مذہب میرے شعور و وجدان کو مطمئن کرنے میں قطعی ناکام رہا۔ چونکہ میں نے دہریت و انکار کے ماحول میں پرورش پائی تھی' اس لئے میں ٹھوس عقلی ثبوت چاہتی تھی۔ مجھے پادریوں اور دیگر مذہبی رہنماؤں کی غیر مستند اور من گھڑت روایات مطمئن نہیں کر رہی تھیں۔

۱۹۶۷ء میں میری عمر اٹھارہ سال تھی جب مشرق وسطیٰ میں جنگ چھڑ گئی اور یہی وقت کا سب سے بڑا موضوع بن گیا۔ قدرتی طور پر میرا ذہن بھی اس سے متاثر ہوا اور بے اختیار جی چاہا کہ عربوں کی تہذیب اور کلچر کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں اور دیکھا جائے کہ ان کے مسائل کیا ہیں؟ یہودیوں سے ان کے اختلافات کی بنیاد کیا ہے اور ان کے طرز حیات کی کیا خوبیاں اور کیا خامیاں ہیں؟ چنانچہ میں نے مختلف کتب خانوں سے رابطہ قائم کیا۔ پہلے عربوں کے بارے میں مطالعہ کیا اور پھر اس حوالے سے اسلام سے متعارف ہوئی لیکن یہ افسوسناک امر ہے کہ میں نے جتنی بھی تاریخی کتابوں' ناولوں اور رپورٹوں کا مطالعہ کیا ان سب میں اسلام اور عربوں کے خلاف مصنفین کا تعصب اور عناد چھلک پڑتا تھا اور میں حیران تھی کہ غیر جانبداری' اعتدال اور انصاف کے ان علمبرداروں کو کیا ہو گیا ہے؟

آخرکار اللہ نے میری مدد کی اور میں وی آنا میں ایک مسلم کلچرل سوسائٹی سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گئی اور یہاں میں نے اسلام کے بارے میں خود مسلمانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کیا اور مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ اسلام تو محبت اور مساوات کا مذہب ہے' اس پر مردم کشی یا دہشت گردی کا الزام اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اس کا کسی خاص قوم یا نسل سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ تو سراسر بین الاقوامیت کا حامل ہے۔ مجھے اسلام کے اس پہلو نے بالخصوص بہت متاثر کیا کہ اس مذہب میں رنگ' نسل اور علاقے کی کوئی تفریق نہیں اور اللہ کی نظروں میں وہی شخص عزت کا حامل ہے جو اس کی الوہیت اور حاکمیت کا زیادہ شعور رکھتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام "اخوت" باہمی رواداری' محبت" اپنائیت اور ایثار و اخلاص کی جن اعلیٰ قدروں کا امین ہے" عیسائی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

معاشروں میں وہ ناپید ہیں۔ یہاں تو ایک ہی مذہب کے پیروکار گورے اور کالے ایک گرجے میں مل کر عبادت بھی نہیں کر سکتے بلکہ ایک ہی رنگ اور نسل کے امیر عیسائی اور غریب عیسائی ایک ہی گرجے میں الگ الگ درجوں میں عبادت کرتے ہیں۔

یہ اور اس طرح کی بہت سی خوبیاں تھیں جن سے متاثر ہو کر میں نے بیس سال کی عمر میں یعنی ۱۹۶۹ء میں اس وقت اسلام قبول کر لیا جب وسیع اور ٹھوس مطالعے کے بعد مجھے اطمینان ہو گیا کہ اب میں ایک بامقصد اور مفید زندگی گزار سکتی ہوں اور یہ کہ اسلام بیک وقت انسان کو روحانی طور پر بھی آسودگی بخشتا ہے اور ایک حسین امتزاج کے ساتھ اس کے مادی مسائل میں بھی صحت مند رہنمائی عطا کرتا ہے...... تہذیبی سطح پر اسلام انسانی ذہن کی تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھاتا ہے اور اپنے پیروکاروں میں انصاف اور صداقت کی بنیاد پر اخلاص اور خدمت کا وہ جذبہ پیدا کرتا ہے جو خود ان کے لیے بھی عزت و سربلندی کا باعث بنتا ہے اور عام انسانوں کے لیے امن اور رحمت کا سبب بن جاتا ہے۔

میں اس حقیقت کا برملا اعتراف کرنا چاہتی ہوں کہ اسلام نے میری زندگی کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔ میں مایوسی، بے سکونی اور احساسِ تنہائی کی اس غیر معمولی کیفیت سے دوچار تھی جس سے یورپ کا شاید ہی کوئی فرد محفوظ نظر آتا ہے۔ اسلام نے مجھے اس صورت حال سے نجات دلا دی اور اسلام کے حصار میں آ کر میں پہلی بار سچی مسرت اور لازوال سکون سے آشنا ہوئی۔ یوں لگا جیسے صدیوں کی پیاسی روح ٹھنڈے میٹھے چشمے پر پہنچ گئی ہو...... اس احساس نے مجھے اسلام کا شیدائی بنا دیا اور میں مسلسل محنت سے اسلام کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگی اور مسلمانوں کے اجتماعات میں شریک بھی ہونے لگی...... اور یہ بھی خالص اللہ کی عنایت ہے کہ میری شادی افغانستان کے ایک مسلمان طالب علم سے ہو گئی جو وی آنا میں زیر تعلیم تھا...... میرے خاوند نے تعلیم مکمل کر لی تو ہم افغانستان آ گئے۔ اس وقت میرا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی...... اور بحمد اللہ تعالیٰ اس وقت سے لے آج تک میں ایک مسلمان کی حیثیت سے شرح صدر اور کامل اطمینان کے ساتھ اسلامی اصولوں پر کاربند ہوں اور مطمئن و مسرور رہوں۔

تاہم میں یہ ضرور عرض کرنا چاہوں گی کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں مسلم اکثریت کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملکوں میں مقیم ہوں یا غیر مسلموں کے درمیان زندگی گزار رہے ہوں' ہمیں مسلمان کی حیثیت سے اپنے اعمال و کردار کا تنقیدی جائزہ لیتے رہنا چاہئے اور اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا محاسبہ کرکے انہیں دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس حوالے سے میرا تجزیہ یہ ہے کہ عام مسلم معاشروں میں خواہ وہ یورپین فکر و تہذیب سے متاثر نہ بھی ہوں' اسلام کا محض ایک رسمی اور سرسری سا تصور کارفرما نظر آتا ہے۔ صاف محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے اسلام کو شعوری طور پر سمجھا ہے نہ اس پر عمل کرنے میں وہ سنجیدہ ہیں اور جو کچھ ہے وہ محض زبانی جمع خرچ ہے۔ اسلام ان کے قلب و ذہن میں گہرائی تک نہیں اترا۔

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم مایوس ہو کر بیٹھ جائیں بلکہ اس صورت حال میں ہمارا فرض ہے کہ تعلیم اور دعوت و تبلیغ کے ذریعے عام مسلمانوں کو خواہ وہ قدامت پسند ہوں یا مغرب پرست' قائل کریں کہ ایک عالمی اور فطری دین کی حیثیت سے اسلام مستقبل میں ہونے والی ہر نوع کی ترقیات کا حامی ہے اور جدید ترین قسم کی ہر مثبت ترقی کا محافظ اور ضامن بھی ہے۔ ہمیں ماضی کی طرح تحقیق اور سائنس کے میدانوں میں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنا ہوگا اور مخالفین اسلام اور مغرب پرست مسلمانوں کا یہ تاثر ختم کرنا ہوگا کہ گزشتہ چند صدیوں سے اہل اسلام پر جمود' علم بیزاری' بے عملی اور جہالت کی جو کیفیت طاری ہے اس کا سبب اسلام ہے' اس لیے اسلام اور اسلامی علوم پر پابندی عائد کر دینی چاہئے۔ ہمیں دنیا والوں کو عملی طور پر یہ باور کرانا چاہئے کہ سچا اور اصلی اسلام تو حقیقی معنوں میں ایک متحرک ضابطۂ حیات ہے اور اگر مسلمان عزم کرلیں تو اللہ کی تائید و نصرت سے یہ دنیا میں ایسا انقلاب برپا کرسکتے ہیں جس میں انسان' انسان کی اور ظلم پر استوار مختلف تباہ کن نظاموں کی غلامی سے نہ صرف مستقل آزادی حاصل کرسکے گا بلکہ اس کی صحت مند ذہنی صلاحیتیں اس انداز میں نشو و نما پائیں گی کہ تعمیر و ترقی اور سچی مسرت و خوشحالی کا ایک منفرد و جانفزا دور شروع ہو جائے گا۔

لیکن میں معذرت کے ساتھ یہ عرض کروں گی کہ محض زبانی جمع خرچ سے صورت حال میں کوئی مثبت تبدیلی نہیں آسکتی۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ حساس اور باشعور تعلیم یافتہ مسلمان کامل اخلاص کے ساتھ اسلام کی روح اور بنیادی اصولوں کے عین مطابق اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح کی تعمیری تحقیق کریں جس سے اسلام کا چہرہ نکھر کر سامنے آ جائے.. اور اس کی ہمہ جہت قوتوں کا بھی انکشاف ہو جائے...... اس سے ذہنی اور فکری اعتبار سے ان انتشار زدہ مسلمانوں کو بھی عملی سہارا ملے گا جو اجنبی نظریات کی طرف لڑھکتے نظر آتے ہیں اور ان غیر مسلموں کو بھی روشنی مل جائے گی جو مروجہ نظریات سے تھک ہار کر زندگی کی نئی' مفید اور صحت مند منزلوں کی تلاش میں ہیں اور اسلام کی صورت میں انہیں یقین ہو جائے گا کہ بے یقینی کے بھنور میں گرفتار نوع انسان کے لیے یہ مذہب امید کا پیام جانفزا بن سکتا ہے۔

مذکرہ مقاصد کے حوالے سے خصوصاً ان معاشروں کے لیے جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں بلکہ روایتی مسلمانوں کے ماحول میں بھی' صاحب شعور مسلمانوں کا ذاتی رویہ فیصلہ کن کردار ادا کر سکتا ہے۔ بالفاظ دیگر اگر مسلمان اپنے آپ کو قرآن و سنت کے سانچے میں ڈھال لیں اور اخلاص کے ساتھ اپنی روزمرہ زندگی میں اسلامی تعلیمات کو اختیار کر لیں اور اس عمل و کردار کے نتیجے میں وہ قدرتی طور پر لازماً جس روحانی سکون اور گھریلو سطح پر جس مسرت و اطمینان سے آشنا ہوں گے' اس سے گردوپیش کا ماحول متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے گا اور اس طرح اسلام کا تعارف بہترین صورت میں دوسروں تک منتقل ہو گا اور لوگ خود پیش قدمی کر کے اسلام کی طرف توجہ دینے پر مجبور ہوں گے۔

اس ضمن میں قرآن پاک کی اس ہدایت کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ "اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو' بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"۔ (آل عمران: ۱۱۰) اس سلسلے میں اگر ہم قرآن مجید کو غور سے پڑھیں گے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمودات کو پیش نظر رکھیں گے تو مسلمان کی حیثیت سے اپنے سماجی و تمدنی فرائض کو احسن طریقے سے انجام دینا ہمارے لیے آسان تر ہو جائے گا۔ اسی حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر ساتھیوں کی زندگیوں اور ان کے شاندار و حیرت انگیز کارناموں کا مطالعہ بھی ہمارے لیے مینارۂ نور ثابت ہو گا...... اور اس بات کا میں پھر اعادہ کروں گی کہ اس سلسلے میں اہم ترین امر یہ ہے کہ ہمارے اپنے اندر یہ مضبوط ترین داعیہ ہونا چاہیے کہ ہمیں قرآن و سنت کی حکمت آمیز نصیحتوں اور رسول اللہ ﷺ اور ان کے بے مثل ساتھیوں کی.....

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایمان افروز واقعات کو اپنی روز مرہ زندگی کا حصہ بنانا ہے۔ یعنی ہماری روز مرہ زندگی' حصول علم کی تگ ودو' ذریعۂ معاش کے لیے کوشش غرض ہر شعبے میں ہمیں اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھنا ہوگا اور ذاتی پسند ونا پسند پر دینی تعلیمات کو ترجیح دینا ہوگی۔

اگر ہم نے مسلمان کی حیثیت سے زندگی کا واقعی یہ انداز اختیار کر لیا تو ہم انشاء اللہ قرآن پاک کی ان خوشخبریوں کا مصداق بن جائیں گے جو اس طرح بیان کی گئی ہیں: "جو لوگ ہمارے مقاصد اور رضا کی خاطر جدوجہد کریں گے ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے اور یقیناً اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔ (العنکبوت: ۶۹) اور "انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کے لیے وہ کوشش کرتا ہے"۔ (النجم: ۳۹)

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مادام خالدہ ہملٹن (انگلستان)

(KHALIDA HAMILTON)

مسز خالدہ ہملٹن کا تعلق انگلینڈ کے ایک اونچے سیاسی گھرانے سے تھا۔ وہ مارکوئین کرزن آف کیڈلسٹن اور سر فرانسس لی کی چچازاد تھیں۔ وہ جرمنی میں پیدا ہوئیں اور اپنے علمی وادبی ذوق کی وجہ سے معروف تھیں۔ وہ انگریزی کے علاوہ جرمن اور فرنچ پر بھی عبور رکھتی تھیں..... ۱۹۲۸ء میں قبول اسلام کے بعد وہ برطانیہ کی ''مسلم سوسائٹی'' کی صدر بھی منتخب ہوئیں اور عرصے تک اس منصب پر فائز رہیں۔

آبائی طور پر میرا تعلق چرچ آف انگلینڈ سے تھا بلکہ انگلستان کا طبقۂ اشرافیہ اسی مذہبی مسلک سے وابستہ رہا ہے' لیکن سچی بات ہے کہ ہوش سنبھالنے کے بعد میرا ذہن کبھی بھی ''چرچائیت'' (CHURCHIANITY) کے عقاید سے اتفاق نہیں کر سکا۔ کفارہ' الوہیت مسیحؑ' شفاعت' اعتراف گناہ' عشائے ربانی' بپتسمہ' اور اس نوعیت کی دیگر مذہبی رسوم میرے شعور کو کبھی بھی اپیل نہ کر سکیں اور یہ سب کچھ مجھے حضرت عیسیٰؑ کی اصل تعلیمات کے برعکس محسوس ہوتا تھا۔ میرا وجدان کہتا تھا کہ یہ عقائد کسی سچے پیغمبر کے نہیں ہو سکتے جو عقل عامہ (کامن سنس) کے خلاف ہیں اور قابل عمل بھی نہیں ہیں۔

لندن کی ووکنگ مسجد کی سادگی اور حسن سے متاثر ہو کر بلکہ اپنے ذوق سے مجبور ہو کر چند برس قبل میں نے ایک روز اس مسجد کی سیاحت کی۔ اس طرح پہلی بار مسلمانوں سے میرا رابطہ اور تعارف ہوا اور اس کے بعد میں وقتاً فوقتاً مسجد کے نائب امام عبدالخالق خان سے اسلام کے بارے میں سوالات کرتی رہتی۔ اس مقصد کی خاطر میں نے انہیں مختلف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقتوں میں اپنے گھر ساؤتھ سی (SOUTH SEA) بھی بلوایا۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ خان صاحب نے اسلامی تعلیمات کی جس طرح وضاحت کی اس نے مجھے بڑا متاثر کیا۔ ان کا اسلوب وضاحت جدید ترین (ماڈرن) اور سائنسی انداز کا تھا اور میرے ذہن اور نفسیات کے عین مطابق تھا۔ مزید اطمینان کے لیے میں بعد میں ووکنگ مسجد جاتی رہی' جہاں مسلمانوں کے طریق عبادت نے بھی مجھے بہت متاثر کیا...... بے حد سادگی' اخلاص اور عاجزی...... عبادت کے اس رنگ نے میرے دل کو موہ لیا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہی دین' دین فطرت ہے' خدا کا سچا پیغام ہے۔ چنانچہ ایک روز میں نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گئی۔

میں یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتی ہوں کہ اسلام کے تصور توحید نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا۔ اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ اس کائنات کا خالق و مالک ایک ہے جو ہر لحظہ اپنی ساری مخلوقات پر نگران ہے اور ہماری تقدیر کا تعین کرتا ہے۔ اس نے دنیا کی ہر چیز کے لیے ایک ضابطہ اور رہنما اصول وضع فرمائے ہیں اور انسان کو فکر و عمل کی آزادی دینے کے ساتھ اسے دنیا و آخرت کی سچی کامیابی کے لیے ہدایت کی نعمت بھی عطا کی ہے اور یہ نعمت اس نے اپنے پیغمبروں کے ذریعے انسانوں تک پہنچائی...... انسان اگر اس نعمت اور ہدایت سے بے نیاز ہو جائے اور زندگی گزارنے کا خود کوئی ضابطہ تیار کرے گا تو اسے ناکامی' بے اطمینانی اور پریشانی کے سوا کچھ نہ ملے گا۔ بنی نوع انسان کی صدیوں کی تاریخ اس حقیقت پر شاہد ہے کہ جب بھی قوموں یا انسانوں نے مکمل خود مختاری اختیار کی اور خدائی ہدایت سے بے نیازی کا مظاہرہ کیا ہے انھیں خسارے اور تباہی کے سوا کچھ نہیں ملا...... اسلام قبول کرنے سے پہلے میرے ضمیر اور فطرت کی بھی یہی آواز تھی کہ تثلیث یعنی تین خداؤں کا تصور احمقانہ سوچ ہے۔ خدا کو وحدت و مرکزیت کا حامل ہونا چاہیے۔ اسے ناقابل تقسیم ہونا چاہیے۔ اسلام کے مطالعے سے میرا ضمیر مطمئن ہو گیا کہ اللہ وحدہٗ لا شریک ہے اور کسی بھی حوالے سے اس کا کوئی شریک اور ہمسر نہیں ہے۔

یورپ کے دیگر ممالک کی طرح انگلینڈ کے لوگ بھی اسلامی تعلیمات اور شعائر کے بارے میں غیر منصفانہ انداز میں بے رخی کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں۔ لیکن تثلیث کے مقابلے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن وہ اسلام کے تصور توحید پر کبھی بات نہیں کرتے۔ یوں لگتا ہے کہ وہ اس موضوع کو زیر بحث لاتے ہوئے شرماتے ہیں۔ حقیقت کا مقابلہ کرتے ہوئے ان کے ضمیر کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں...... کاش یورپ کے ممالک احساس کرتے کہ توحید سے دور ہو کر اور شرک کو اختیار کر کے وہ روحانی اور تمدنی اعتبار سے کتنے بڑے خسارے سے دوچار ہوئے ہیں۔

قابل غور بات یہ ہے کہ اگر کائنات کا خالق و مالک وحدہٗ لاشریک ہے اور اس کی مرضی اس کائنات میں جاری و ساری نظر آتی ہے تو فطری امر ہے کہ تمام بنی نوع انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے اسی کا متعین کردہ ضابطہ نافذ ہونا چاہیے اور اس معاملے میں انسانوں کو خود اختیاری سے کام نہیں لینا چاہیے۔ لیکن بدقسمتی سے یورپ کی قوموں نے خدا کو ایک مادی وجود میں ڈھال لیا۔ حضرت عیسیٰؑ اور مریمؑ کی صورت میں اس کی تجسیم کر ڈالی جس کے نتیجے میں یورپ اخلاقی اور روحانی طور پر زوال کی پستیوں میں اتر گیا جبکہ پیغمبروں کی تعلیم...... حضرت محمد ﷺ کی رہنمائی میں...... اختیار کر کے مسلمان اور مشرق کی قومیں دنیاوی اعتبار سے پس ماندہ ہوتے ہوئے بھی اخلاقی اور روحانی اعتبار سے کہیں بہتر ہیں...... حقائق کے اس پہلو نے بھی مجھے عیسائیت سے دور اور اسلام کے قریب کر دیا...... اور میں سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ اگر عیسائیت میں خدا کو مادی وجود بخشنا جائز ہے تو دیگر بت پرست اقوام...... ہندو، بدھ وغیرہ کا اسلوب کیسے غلط ہو گیا؟ پھر تو ان کا طریق عبادت بھی درست ہے...... اس موقع پر قرآن نے میری خوب رہنمائی کی اور روحانی اعتبار سے مجھے مطمئن کر دیا کہ اللہ نے اپنا پیغام بنی اسرائیل کے بے شمار نبیوں کے ذریعے نوع انسان تک پہنچا دیا تھا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مکمل کر دیا اور وہ تمام توحید پر مبنی تھا جب کہ بت پرستی خالصتاً کافر قوموں کی اختراع تھی اور اپنے اندر کوئی جڑ اور بنیاد نہیں رکھتی۔ قرآن نے دوٹوک الفاظ میں وضاحت کر دی کہ مختلف مذاہب میں جن بزرگوں کے بُت بنا کر ان کی پوجا کی جانے لگی وہ اپنی زندگی میں پاکیزہ قسم کا راہبانہ کردار رکھتے تھے، صرف خدائے واحد کی پرستش کرتے تھے۔ ان کے نام سے منسوب کر کے بت پرستی ان کی وفات کے بعد شروع کی گئی۔

مجھے اچھی طرح اندازہ ہو گیا کہ عیسائیوں کے لیے عورت کا صحیح تصور کیا اور وقار

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا کس قدر مشکل ہے۔ اس ضمن میں ان کے سامنے دو رکاوٹیں ہیں۔ ایک کفارے کا عقیدہ یعنی حضرت عیسیٰ کی موت کے بدلے میں انسانوں کے سارے گناہ معاف ہو گئے اور دوسرے توریت کی وہ کہانیاں جن میں پیغمبروں کا کردار مسخ کر کے پیش کیا گیا ہے۔ چنانچہ اگر ان کہانیوں کو درست تسلیم کر لیا جائے تو یہ پیغمبر ہمارے لیے نجات کی بجائے ابدی عذاب اور لعنت کا سبب بن جائیں گے الا یہ کہ گناہوں کی بخشش کے لیے کوئی اور آسان راستہ اختیار کر لیا جائے۔

دراصل اسلام کا تصور نبوت' جیسا کہ اس کی شہادت یہودی روایات سے بھی ملتی ہے' عیسوی عقائد سے بالکل مختلف ہے۔ اسلامی عقیدے کے مطابق پیغمبر کا رابطہ براہ راست خدا سے ہوتا ہے۔ وہ بہترین نیکیوں کا مجموعہ اور پاکیزہ ترین کردار کا حامل ہوتا ہے اور وہ بدترین گناہگار لوگوں کو بھی جو اس کی پیروی اختیار کریں' متقی اور پارسا انسان بنا دیتا ہے۔ چنانچہ یہ سوچ بڑی بودی ہے کہ پیغمبر ایک ایسے شخص کو بھی سفارش کر کے بخشوا لے گا جو ظلم اور گناہ میں لت پت ہو گا یا پیغمبر اپنی ساری کی ساری امت کو جنت میں لے جائے گا۔ توریت میں اس طرح کی بہت سی کہانیاں ہیں اور اسی نوع کی کہانیوں نے عیسائیوں کو گناہ کے معاملے میں جری بنا دیا ہے۔

اس کے برعکس قرآنی تعلیمات کے نزدیک نجات کے لیے پیغمبروں کی پیروی بہت ضروری ہے اور عیسیٰ یا مریم کی الوہیت کا تصور گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر خدا انسانی شکل اختیار کرتا ہے تو وہ کائنات کی نگرانی اور انسانوں کے مالک و خالق ہونے کی ذمہ داری کیسے انجام دے سکے گا۔ عیسائیوں نے اس مسئلے کا حل یوں تلاش کیا کہ ایک اور شخصیت کو "باپ" (FATHER) کے منصب پر لا بٹھایا لیکن اس "حرکت" نے معاملے کو مزید الجھا دیا۔ اگر ایک ہستی انسانی صورت بھی رکھتی ہے اور وہ نادیدہ قوت بھی ہے تو پھر کائنات کا نظام احسن طریقے سے کیسے چل سکتا ہے؟ تجسیم اختیار کر کے تو خدا بے بس ہو جاتا ہے جب کہ غیر مرئی صورت میں اس کا رعب اور وقار قائم ہوتا ہے۔ خدا کو انسانی صورت دے کر دراصل عیسائیوں نے اپنے فکری اور ذہنی بانجھ پن کا مظاہرہ کیا۔ یہ بے چارے روحانی چیزوں کو روحانی صورت میں دیکھنے سے عاری ہیں...... اور یہ ان کے مجموعی مذہبی کردار کا ایک المیہ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمہ ڈاکٹر خدیجہ

(آسٹریلیا)

محترمہ ڈاکٹر خدیجہ نے جولائی ۱۹۸۰ء میں منصورہ لاہور میں میاں طفیل محمد (سابق قائد تحریک اسلامی) کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ دو ماہ کے بعد وہ واپس آسٹریلیا چلی گئیں اور اگست ۱۹۸۱ء میں دوبارہ پاکستان آئیں اور یہیں ۲۹ ستمبر کو وفات پا گئیں۔ راقم الحروف نے ان سے قبول اسلام کے چند ہی روز بعد منصورہ میں ملاقات کر کے ذیل کا انٹرویو ریکارڈ کیا تھا' وہ مکمل باپردہ اسلامی لباس میں ملبوس تھیں۔

سوال..... براہ کرم سب سے پہلے اپنا تفصیلی تعارف کرا دیجیے۔

جواب..... اسلام قبول کرنے سے پہلے میرا نام مس مارلینا گارسیا تھا۔ میرا آبائی وطن برازیل تھا۔ مگر میرے والد ڈاکٹر آرتھر ایڈورڈ گارسیا جو ایک ماہر معالج تھے' برطانوی فوج کی میڈیکل کور میں اعلیٰ افسر تھے اور برما میں تعینات تھے۔ وہیں ۱۹۲۹ء میں میں پیدا ہوئی میٹرک کی تعلیم رنگون میں حاصل کی۔ پھر والد صاحب نے ملازمت سے ریٹائرمنٹ لے لی اور کیلیفورنیا میں رہائش اختیار کر لی۔ وہاں انہوں نے پرائیویٹ پریکٹس شروع کر دی جو بڑی کامیابی سے چلنے لگی مگر افسوس کہ جلد ہی انہیں موت کی طرف سے بلاوا آ گیا۔ اس وقت میری عمر اٹھارہ انیس برس کی تھی۔ والدہ اس صدمے سے جانبر نہ ہو سکیں اور دو تین سال کے اندر اندر وہ بھی وفات پا گئیں۔

میں دنیا میں یک و تنہا رہ گئی۔ میں اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھی۔ بہن بھائی کوئی نہ تھا۔ تاہم میں نے ہمت نہ ہاری۔ میں ہمیشہ سے ایک اچھی سٹوڈنٹ تھی۔ والد مجھے ڈاکٹر بنانا چاہتے تھے' چنانچہ میں نے تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا اور یونیورسٹی آف میڈیسن کیلیفورنیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے گریجوایشن کر لی۔ لکھنے پڑھنے کا شوق بھی تھا۔ اس لئے مختلف اخبارات میں وقائع نگاری اور مضمون نویسی کا سلسلہ بھی شروع کر دیا اور پرائیویٹ پریکٹس کے ساتھ ساتھ شراب' تمباکو نوشی اور دیگر منشیات کے خلاف لیکچر بھی دینے لگی۔ ان لیکچروں کے سلسلے میں مجھے امریکہ اور یورپ کے بہت سے ملکوں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ میں نے دنیا بھر کی سیاحت کی۔ حتیٰ کہ بالآخر میں نے آسٹریلیا کے شہر سڈنی میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ وہیں کلینک بنا لیا اور فری لانسر صحافی کا مشغلہ بھی جاری رہا۔ اس سے مجھے خاصی آمدنی ہو جاتی ہے۔

سوال...... اسلام سے آپ کب اور کیسے متعارف ہوئیں؟

جواب...... میرا آبائی مذہب عیسائیت ہے۔ میں کیتھولک فرقے سے تعلق رکھتی تھی' مگر سچی بات ہے کہ اس مذہب نے مجھے کبھی متاثر نہ کیا۔ ذہن میں طرح طرح کے سوالات پیدا ہوتے تھے اور میں پادریوں اور دیگر متعلقہ لوگوں سے بحث بھی کرتی تھی مگر کہیں سے کوئی تسلی بخش جواب نہ ملتا تھا۔ مثال کے طور پر تثلیث کا عقیدہ اتنا مہمل اور مضحکہ خیز ہے کہ کوئی باہوش انسان اسے قبول نہیں کر سکتا۔

اس کے ساتھ یہ بھی بتاتی چلوں کہ میرے ضمیر نے مجھے شراب نوشی اور عیش پرستی سے دور رکھا ہے۔ میں نے کبھی گوشت نہیں کھایا' کافی تک نہیں پی۔ سبزیوں اور پھلوں کے جوس پر گزارہ کرتی رہی ہوں۔ میرا وجدان کہتا تھا کہ زندگی گزارنے کا جو انداز یورپ نے اختیار کر رکھا ہے' یہ خلاف فطرت ہے۔

چنانچہ تلاشِ حق کی خاطر میں نے دیگر مذاہب کا مطالعہ شروع کیا مثلاً جوڈاازم' کنفیوشزم اور ہندومت' مگر کسی سے بھی میری تسکین نہ ہوئی۔ اس ضمن میں میں نے اسلام کے بارے میں بھی کچھ کتابوں کا مطالعہ کیا۔ اس کے اچھے اصولوں سے میں متاثر تو ہوئی مگر تصویر واضح نہ ہوئی۔ شاید اس لئے کہ ان کتابوں کے مصنف یورپ کے متعصب عیسائی تھے۔ اس لئے میں اپنے دل میں اسلام کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے کے باوجود اس سے دور رہی۔ اسی حالت میں ایک عرصہ گزر گیا۔

یہ میری خوش نصیبی ہے کہ میں نے محترمہ مریم جمیلہ کی کتب کا مطالعہ کیا اور پھر جب ۱۹۶۰ء کے لگ بھگ صحافیوں کے ایک وفد کے ساتھ میں پاکستان آئی اور مریم جمیلہ سے ملی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو میں ان کی سادگی اور شخصیت سے بہت متاثر ہوئی۔ انہوں نے ایک ایسے شخص سے شادی کی جو پہلے ہی شادی شدہ تھا اور اس کے بچے بھی تھے۔ وہ اپنی ضعیف العمر ساس کی خوب خدمت کرتیں اور خاموشی اور وقار سے خدمت دین میں معروف رہتی ہیں۔ مریم جمیلہ نے مجھے مولانا مودودیؒ سے بھی متعارف کرایا اور ان کی ایک کتاب "ٹوورڈز انڈرسٹینڈنگ اسلام" پڑھنے کو دی۔ اس کتاب سے مجھے اسلام کا بھرپور تعارف حاصل ہوا۔ میں نے اندازہ کر لیا کہ اسلام ایک وسیع اور فطری مذہب ہے۔ توحید کائنات کی سب سے بڑی سچائی ہے اور نظر آنے والی ہر چیز خدا کی وحدانیت پر شاہد عادل ہے۔ آسٹریلیا واپس جا کر میں اپنے آپ کو قبول اسلام کے لیے تیار کرنے لگی۔ مگر بدقسمتی سے ایک روز ایک حادثہ رونما ہوا۔ میں گر پڑی اور ٹخنے کے قریب سے میری ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ میں ایک عرصے تک ہسپتال کے بستر پر پڑی رہی۔ اس عالم میں صرف خدا کی یاد اور دعا ہی ایک سہارا تھا جس نے مجھے دوبارہ صحت یاب کیا۔ میں دوسری مرتبہ پاکستان آئی۔ مریم جمیلہ سے ملی قبول اسلام کی خواہش ظاہر کی اور انہیں کے مشورے پر منصورہ آ کر میاں طفیل محمد صاحب کی وساطت سے اس مقدس اور عظیم نعمت سے سرفراز ہوئی ہوں۔ اس سعادت پر میں اللہ کا جس قدر بھی شکر ادا کروں کم ہے۔

سوال...... آپ کے اس فیصلے کا آپ کے خاندان اور سوسائٹی پر کیا ردِ عمل ہوگا؟

جواب...... جیسا کہ میں بتا چکی ہوں میرا کوئی خاندان نہیں۔ میں نے شادی نہیں کی اور اس کا سبب یہ تھا کہ یورپ کے معاشرے میں مرد عورت سے خلوص کا رشتہ ہرگز نہیں رکھتے۔ وہ عورت کو کھلونا اور تفریح اور عیش پرستی کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور مجھے ان کی ان حرکتوں سے ہمیشہ بیزاری رہی ہے۔ مجھے کوئی مخلص اور انسانی قدروں کا حامل مرد نظر ہی نہیں آیا' اس لئے میں شادی نہیں کر سکی۔

بہرحال جہاں تک عام ملنے والوں اور سوسائٹی کا تعلق ہے تو میں جانتی ہوں کہ ان کا عمل خوشگوار نہیں ہوگا۔ وہ ناک بھوں چڑھائیں گے' مضحکہ اڑائیں گے' مگر مجھے اس کی پروا نہیں۔ یوں بھی اب میں آسٹریلیا میں نہیں رہنا چاہتی۔ واپس جا کر فلیٹ بیچوں گی' مصروفیات کو سمیٹوں گی اور پاکستان یا سعودیہ چلی جاؤں گی۔ میری خواہش ہے کہ میری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

باقی ماندہ زندگی مدینہ میں گزرے یا لاہور میں۔ میں مکہ معظمہ جا کر حج کرنے کا بھی فوری ارادہ رکھتی ہوں۔ یوں بھی شاید آپ جانتے ہوں کہ آسٹریلیا کی معاشرتی زندگی میں عام یورپ کی طرح سکون اور چین نام کی کوئی چیز نہیں ملتی۔ چوری' قذاقی اور جرائم کی بھرمار ہے۔ بچے' بوڑھے' عورتیں منشیات کے عادی ہیں۔ جنسی بے راہ روی آخری حدوں کو پھلانگ چکی ہے اور معمولی بات پر مکان جلا دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ کچھ بعید نہیں کہ میں واپس جاؤں تو اپنا فلیٹ جلا ہوا دیکھوں۔ سڈنی میں تھوڑی دیر کے بعد فائر بریگیڈ کی موٹریں شور مچاتی' بھاگتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں اور یہ وہاں کی زندگی کا المناک معمول بن گیا ہے۔

سوال..... آپ کے خیال میں تبلیغ اسلام کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب..... صرف ایک اور وہ یہ کہ مسلمان اپنے کردار اور عملی زندگی کو اسلام کے سانچے میں ڈھال لیں۔ یورپ کا انسان اندھیروں میں بھٹک رہا ہے۔ اس کے مذہب میں اتنی سکت نہیں کہ اس کی رہنمائی کر سکے۔ اس کی تہذیب نے پوری زندگی کو جہنم میں بدل دیا ہے۔ اس کی روح پیاسی ہے اور یہ پیاس اسلام اور صرف اسلام ہی بجھا سکتا ہے' مگر افسوس کہ عام مسلمان اسلامی زندگی سے دور ہو گئے ہیں۔ چنانچہ جب یورپ کا تعلیم یافتہ انسان اسلام کے بارے میں پڑھتا ہے تو وہ اس کی حقانیت کا قائل ہو جاتا ہے مگر جب عالم اسلام کی ناگفتہ بہ صورت حال کو دیکھتا ہے تو وہ پریشان اور مایوس ہو کر اسلام سے دور رہتا ہے۔ اس کی تلافی اسی طرح ہو سکتی ہے کہ مسلمان اسلام کو صحیح معنوں میں عملی طور پر اختیار کریں۔ تب پورا یورپ' امریکہ' آسٹریلیا اور جاپان سمیت اسلام کی آغوش میں آ رہے گا۔

سوال..... کوئی ایسی اسلامی شخصیت جس نے آپ کو بہت متاثر کیا ہو؟

جواب..... جی ہاں! میں محترمہ مریم جمیلہ سے بے حد متاثر ہوئی ہوں۔ انہوں نے اپنی قدیم خاندانی ملکی روایات کو ترک کر کے مکمل اسلامی انداز اپنا لیا ہے۔ وہ بہت ہی سادہ و خاموش زندگی بسر کرتی ہیں۔ خاوند اور ان کی نوے سالہ بوڑھی والدہ کی خدمت کرتی ہیں۔ بچوں کی شفقت و محبت سے پرورش کرتی ہیں اور ملنے والوں سے بہت ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجربات سے پیش آتی ہیں اور سب سے بڑھ کر انہوں نے ایسی گرانقدر کتابیں لکھی ہیں، جنہوں نے ایک طرف مغربی تہذیب کا ملمع اتار پھینکا ہے اور دوسری جانب اسلام کی حقانیت واضح اور روشن کر دی ہے۔ میں یہ دیکھ کر حیران ہوئی ہوں کہ محترمہ مریم جمیلہ ٹی وی نہیں دیکھتیں، میک اپ اور آرائش کے سامان کی پروا نہیں کرتیں اور تعیشات سے بے نیاز ہیں۔ میں نے اس خاتون کو عظمت کی انتہائی بلندیوں پر دیکھا ہے اور انہی کی کتابوں اور شخصیت سے متاثر ہو کر اسلام کے حلقے میں آئی ہوں۔ میں اس عظیم عورت کی شکرگزار ہوں اور اسے سلام کرتی ہوں۔

سوال...... مولانا مودودی کے بارے میں آپ کے تاثرات کیا ہیں؟

جواب...... میرے دل میں مولانا کا بے حد احترام ہے۔ میں نے قبول اسلام سے پہلے ان کی کتابیں بھی پڑھی تھیں اور اسلام کی صحیح تصویر انہی کی تحریروں سے واضح ہوئی تھی۔ میری مخلصانہ رائے ہے کہ مولانا نے اسلام کی غیر معمولی خدمت انجام دی ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دنیا بھر میں ان کے احترام میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات میں اضافہ کرے اور ان کے مشن کو کامیابی عطا کرے۔

سوال...... کوئی پیغام جو آپ پاکستانی مسلمانوں کو دینا چاہتی ہیں؟ خصوصاً خواتین کو۔

جواب: میں اپنی مسلمان خواتین بہنوں تک یہ پیغام پہنچانا چاہتی ہوں کہ وہ اسلام کے نظام عدل کو اختیار کریں اور جو طریق زندگی پیغمبر اسلام نے ان کے لئے وضع کیا ہے، وہی اختیار کریں۔ میں نے شلوار، قمیص، چادر اور برقعے سے بڑھ کر اچھا لباس خواتین کے لیے کوئی نہیں دیکھا۔ اسی سے خواتین کی عزت ہے اور یہی چیز معاشرے کو مختلف قباحتوں سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔ میں ان تک یہ بات پہنچانا چاہتی ہوں کہ یورپ میں عورتوں کا لباس انتہائی لچر اور توہین آمیز ہوتا ہے۔ خدا کے لئے ان کی نقالی سے بچیں اور پردے کا وہ انداز اختیار کریں جس کی تلقین اسلام نے کی ہے۔

وضاحت...... محترمہ ڈاکٹر خدیجہ کے بارے میں یہ امر خاصا ایمان پرور ہے کہ ان پر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فالج کا حملہ ہوا تو انہیں نیم بیہوشی کی حالت میں "یوسی ایچ" میں داخل کرایا گیا۔ تین چار روز کے بعد انہیں ہوش آیا اور پتہ چلا کہ وہ یونائیٹڈ کرسچین ہسپتال کے بستر پر پڑی ہیں تو سخت پریشان اور برہم ہوئیں۔ بار بار کہتی تھیں کہ مر جاؤں گی مگر کسی عیسائی کے ہاتھ سے دوائی نہیں کھاؤں گی۔ وہ کرب سے کہتی تھیں " کیا میں نے عیسائیت ترک کر کے اسلام اس لئے قبول کیا ہے کہ مجھے عیسائیوں کے ہسپتال میں موت آئے۔ انہوں نے بے حد اصرار کیا کہ مجھے جلد از جلد اس ہسپتال سے نکالا جائے۔ چنانچہ انہیں سروسز ہسپتال میں منتقل کیا گیا جہاں وہ ۲۹ ستمبر ۱۹۸۱ء کو خالق حقیقی سے جا ملیں۔ اسی شام منصورہ میں میاں طفیل محمد ہی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور عقیدت و احترام سے قریبی قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ یوں ان کی یہ خواہش عجیب و غریب طریقے سے پوری ہو گئی کہ وہ آسٹریلیا چھوڑ کر مستقلاً پاکستان میں مقیم ہونا چاہتی ہے۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمہ خدیجہ عبداللہ (مراکش)

ذیل کا مضمون "اردو ڈائجسٹ" کے شمارہ جولائی ۱۹۹۲ء میں شائع ہوا تھا۔ ترجمہ جناب محسن فارانی نے کیا ہے۔ دونوں کے شکریے کے ساتھ کتاب میں شامل کر رہا ہوں۔

● ...... ● ...... ●

میں نے مراکش میں یہودی والدین کے ہاں پرورش پائی۔ میرے دادا، دادی اور میرے والدین گھر میں یہودی روایات پر سختی سے عمل پیرا نہیں تھے۔ ہر ہفتے میں اپنے دادا، دادی کے ہاں "سبت" منانے جاتی، لیکن وہاں سبت کے قوانین کی زیادہ پابندی نہ ہوتی۔ میرے والد اور چچا تو ظہرانے کے فوراً بعد ہی سگریٹ سلگا لیتے۔ صومعہ (SYNAGOGUE) میں مقدس دنوں کے دوران میں اپنے والد اور دادا کے درمیان بیٹھنا پسند کرتی اور سفید اور نیلی دعائیہ چادروں میں لپٹے لوگوں کو غنائیہ دعا کے ساتھ ساتھ جھومتے دیکھتی۔ سب سے زیادہ مجھے شوفار (مینڈھے کا سینگ) نامی گیت سننا پسند تھا۔ اس کی اور ہی دنیا کی آواز میرے رونگٹے کھڑے کر دیتی۔ تاہم گھر میں مذہب ایک بڑے کھانے کے خاندانی اجتماع سے زیادہ کچھ نہ تھا۔

مصر سے یہودیوں کی خلاصی ہونے کی خوشی میں برپا ہونے والی ضیافت "پاس اوور" کے موقع پر میرے دادا خروج (EXODUS) کی کہانی پوری پڑھ کر سناتے...... کس طرح آل فرعون (قبطی) بنی اسرائیل پر ظلم کے پہاڑ توڑتے تھے، کیسے حضرت موسیٰ انہیں مصریوں کی غلامی سے چھڑا کر لائے تھے اور کس طرح فرعون متعاقب اور اس کا لشکر تعاقب کرتے ہوئے بحیرہ قلزم میں غرق ہو گیا...... لیکن اس وقت میں اتنی چھوٹی تھی کہ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہانی میں کوئی دلچسپی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ میں اس تقریب میں بس کھانا پسند کرتی تھی۔ بعد میں جب میرے دادا کا انتقال ہوا تو ان کا فریضہ بڑا بیٹا ہونے کی حیثیت میں والد نے سنبھال لیا' مگر وہ کبھی پوری کہانی نہیں پڑھتے تھے۔ ہم سب یوم کپور (کفارے کا دن) کو روزہ رکھتے اور سب سمجھتے تھے کہ روزہ رکھنے کا تصور گناہوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔ میں ہمیشہ یہ کہہ کر مزاح پیدا کرتی کہ ایک دن تو میرے اپنے گناہوں کے کفارے کے لیے بھی کافی نہیں۔

چنانچہ یہودیت ایک مذہب تھا جسے میں اپنا کہہ سکتی تھی لیکن یہ فقط رسوماتی ' کھوکھلا اور روحانیت سے خالی تھا۔ اس میں روزمرہ کی عبادت تھی نہ اجتماعی' اور اللہ کا ذکر تک نہ آتا تھا..... لیکن میرے اندر ان ابتدائی برسوں ہی میں ایک نوزائیدہ روحانیت فروزاں تھی۔ اتوار کو گرجے کی گھنٹیاں جیسے ہی سنائی دیتیں' میرے قدم خود بخود سفید کلیسا کی طرف اٹھ جاتے۔ میں شوق سے اندر چلی جاتی اور دیکھتی کہ کیتھولک مسیحی کیا کرتے ہیں۔ میں اپنے ہاتھ ''مقدس پانی'' میں ڈبوتی اور اپنے سینے پر صلیب کا نشان بناتی اور رکوع میں چلی جاتی۔ مؤذن کی سحرانگیز آواز آتی تو میں بالکنی میں جا کر لوگوں کو نماز کے لیے صفیں درست کرتے دیکھتی۔ جب کبھی میں بعض عیسائی راہبات (NUNS) کو لمبے سیاہ چوغے پہنے دیکھتی تو میں بھی انہی کی طرح عبادت کرنے کی متمنی ہوتی...... اس پس منظر میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ میں نے اللہ اور سچائی کی تلاش میں اپنی زندگی بسر کی ہے۔ میری حالت اس اجنبی کی سی تھی جو کسی انجانے شہر میں آ پہنچا ہو اور ٹھکانے کی تلاش میں کبھی ایک چوک میں رکتا ہو اور کبھی دوسرے میں۔ میں بھی کبھی منزل کے قریب آ پہنچتی تھی اور کبھی دور ہو جاتی تھی مگر اس عزم سے سرشار تھی کہ آخرکار میں راستہ پالوں گی۔

۱۹۶۶ء میں ہمیں امریکہ جانے کا اتفاق ہوا۔ میری عمر انیس سال تھی۔ مجھے یہاں ایک بڑے ثقافتی صدمے سے دوچار ہونا پڑا۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں امریکہ میں پہلی بار ایک معمر پھوپھی کی تدفین پر صومعہ میں داخل ہوئی تو مجھے شرمساری نے آ لیا۔ میں دعا خواں ربی کے نامانوس لہجے پر اپنی ہنسی روک نہ سکی۔ عبرانی بولنے کا یہ انداز کس قدر مضحکہ خیز تھا۔ اور پھر میری تمام عمزاد لڑکیوں کے بالغ ہونے کی تقریبات ''بیت معتوا'' (BAT

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(MITZVAH) منائی جانے لگیں۔ مراکش میں یہ نام کبھی نہیں سنا تھا' لہٰذا مجھے اور میرے ابا کو اس کے تصور پر ہی ہنسی آئی۔ میں اپنی حد تک "بیت معوا" کی خواہاں نہ تھی۔ تاہم انہیں اس تقریب کی تیاری کے لیے عبرانی اور تورات کے سبق لیتے دیکھتی تو مجھے ان پر رشک آتا۔

۱۹۶۸ء کی تعطیلات گرما میں ایک ماہ کے لئے میں اسرائیل پہنچی تو مجھے وہاں کی ہر شے سے محبت ہو گئی۔ اسرائیل' مراکش ہی کی طرح تھا۔ لہٰذا میں نے واپس آ کر وہاں رہنے کی خواہش ظاہر کی۔ والد نے کہا: "ہرگز نہیں"۔ لیکن میں نے تہیہ کر لیا کہ خواہ کچھ بھی ہو میں پھر آؤں گی۔ چنانچہ ۱۹۷۲ء میں لوٹ کر اسرائیل آ گئی۔ میں یہاں عبرانی سیکھنے اور ایک "کیبوتس" (یہودی اجتماعی فارم Kibbutz) پر کام کرنے لگی۔ میں نے اس امید پر ایک کیبوتس کا انتخاب کیا کہ اپنے مذہب کی تعلیمات جان سکوں' لیکن تین برس بعد عالم یاس میں اسے چھوڑنا پڑا۔ میں نے عبرانی سیکھی اور اوامر و نواہی' کھانے پینے کے ضابطوں اور مقدس دنوں کے بارے میں بہت کچھ جانا' لیکن یہودیت کے متعلق کچھ نہ سیکھ پائی۔ میں سمجھنا چاہتی تھی کہ آخر ہم یہودی احباء اللہ (اللہ کے پیارے) کس طرح ہیں اور اس "منتخب قوم" سے دنیا میں نفرت کیوں کی جاتی رہی ہے اور اسے بار بار ابتلا سے کیوں گزرنا پڑا ہے۔

کیبوتس سے رخصت ہو کر میں فلسطین کے طول و عرض میں گھومی پھری۔ جزیرہ نما سینا کے جنوبی سرے تک گئی۔ الطور میں ٹھہری جو بدوؤں کا مسکن لگتا تھا جسے اس کے باشندے چھوڑ کر جا چکے تھے (اسرائیلی قبضے کی وجہ سے) اور سینا کے مغربی ساحل پر شمال کی جانب ابو رودیس تک پہنچی۔ یہ تمام سفر میں نے فوجی جیپوں' بسوں اور ٹرکوں وغیرہ پر کیا۔ عرب لڑکے مجھے حیرت سے دیکھتے کہ یہ تنہا لڑکی اس ریگستان میں کیا کر رہی ہے۔ ایک مرحلے پر میں نے مراکش واپسی کا ارادہ کیا مگر میرے والد نے رقم نہ بھیجی اور میں نہ جا سکی۔ میں اس کی خواہش کے برعکس اسرائیل آئی تھی' اس لیے اب وہ مزید میری کفالت کرنے کو تیار نہ تھا۔ اس نے جواب ارسال کیا: "تیر کر گھر آ جاؤ"۔ مجھے بڑا صدمہ ہوا۔

اور اس وقت میری آنکھیں کھل گئیں جب کچھ یسوع کے دیوانوں سے میرا واسطہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑا۔ وہ اپنے آپ کو ''یہود برائے یسوع'' کہہ رہے تھے۔ میں کچھ جاننے کے لیے ان کے ساتھ گئی۔ وہ عہد نامہ عتیق کی بعض آیات سے مجھ پر ثابت کرنا چاہتے تھے (حالانکہ مجھے قائل کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی) کہ عیسیٰ یسوع کی آمد اور جیسے ان کا استقبال اور ان سے برتاؤ ہوا' یہ سب حضرت موسیٰ کی پانچ کتب میں بیان ہوا ہے۔

آخر کار میں گھر لوٹ آئی اور اپنے والدین سے ''یہود برائے یسوع'' کا تذکرہ چھیڑا تو انہیں قدرتی طور پر اسے قبول کرنے میں دقت ہوئی۔ انہوں نے مجھ سے التجا کی کہ میں یہودیت کو ایک موقع اور دوں۔ یہاں سے میری زندگی کے اس خشک دور کا آغاز ہوا جو بارہ سال تک طول کھینچ گیا۔ مجھے اپنا ذہن صاف کرنے کے لیے مہلت درکار تھی۔ مجھے فخر ہے کہ اپنی بعض کم خوش نصیب سہیلیوں کے برعکس میں کوریائی ''سن مایئک مون'' کے پیروکاروں (Moonies) اور ہرے کرشنا جیسے فرقوں کے پیچھے کبھی نہ گئی۔

۱۹۸۶ء میں ایک مشنری نے میری بیٹی کو ایک پمفلٹ تھما دیا جس میں ''شوشو بدھ مت'' کے بارے میں کچھ لکھا تھا۔ میں بدھ مت کے متعلق بہت کم جانتی تھی مگر اتنا ضرور پتہ تھا کہ وہ لوگ بیرون ملک مبلغ نہیں بھیجتے۔ میں ان کے دام میں نہ آئی' تاہم ایک بدھ مرکز ڈھونڈ لیا اور اس مذہب کا سراغ پانے میں کھو گئی۔ پانچ سال تک میں بدھ مت پر عمل کرنے میں کوشاں رہی۔ اس میں غور و فکر کیا اور فرقہ ''مہایان'' کی پیروکار بنی جس کے معنی ہیں ''عظیم گاڑی''۔ اس دوران میں تبتی یا ''وجرایان'' فرقے سے متعارف ہوئی جس کا لغوی مفہوم ہے ''ہیرا گاڑی...... '' جو تمام رکاوٹیں پار کرتی چلی جاتی ہے۔

یہودیت اور عیسائیت جیسے وحدانیت کے علمبردار مذاہب سے بیزار ہونے کے بعد خدائے مطلق کی تلاش میں میں بدھ مت کی طرف مائل ہوئی تو پتہ چلا کہ یہ تو مذہب سے زیادہ ایک فلسفۂ حیات ہے۔ اس میں گناہ (اور جرم) کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ ہر بات سبب اور نتیجہ ہے' عمل اور ردعمل ہے۔ انسان اپنے اعمال کے لیے بڑی حد تک ذاتی طور پر ذمے دار ہے۔ وہ خود اپنا جج اور منصف ہے۔ مجھے بتوں کے آگے جھکنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئی کیونکہ میں جانتی تھی کہ یہ دیوتاؤں کے نمائندے ہونے کے بجائے مہاتما بدھ کی فطرت کے مختلف پہلوؤں کی عکاسی کرتے ہیں۔ لیکن جب میں فرقہ ''واجریان'' کے اندر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گہرائی میں گئی تو مجھے درجنوں دیوی دیوتاؤں' پیچ در پیچ مذہبی رسوم' مشکل وظائف اور اپنے کے لیے طویل منتروں اور تنتی زبان سے واسطہ پڑا۔ بتدریج میں ایسے مرحلے میں داخل ہو گئی جہاں کئی سابق یہودی اور سابق عیسائی (جن میں کئی راہب اور راہبات ہوتے ہیں) بدھ مت کے مطالعے اور عمل کے دوران کہیں بعد میں پہنچتے ہیں۔ میں اپنے دل میں سمجھتی تھی کہ اگر مہاتما بدھ ایک بار پھر دنیا میں آ جائے تو وہ یہ دیکھ کر شدید صدمے سے دو چار ہوگا کہ اس کی تعلیمات کا کیا حشر ہوا ہے اور کس طرح کروڑوں بدھ مت کے پیروکار اسے خدا جان کر اس کی پوجا کرتے ہیں۔ وہ پیپل کے نیچے بیٹھ کر جو گیان دھیان کرتا رہا تو کیا اس کا مقصد یہی تھا جس پر آج اس کے پیروکار عمل پیرا ہیں۔ اسی طرح حضرت موسیٰ' حضرت عیسیٰ اور حضرت محمدؐ یہ دیکھ کر نا خوش ہوں گے کہ ان کے پیروکار کیا سے کیا ہو گئے ہیں۔ میں جو مسلمان ہوئی تو صرف اس لیے کہ میں اسلام (تمام ادوار اور تمام زمانوں کے لیے ایک عقیدہ اور ایک ضابطۂ حیات) اور مسلمانوں میں فرق کر سکتی تھی۔

جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا' میری ملاقات ملائشیا کے ایک طالب علم سے ہوئی جو تین اور طالب علموں کے ساتھ میرے مکان سے متصل آ کر ٹھہرا تھا۔ ان میں سے ایک کچھ عرصہ پہلے مجھ سے ایک ہیلتھ فوڈ سپر مارکیٹ میں بھی ملا تھا جہاں وہ جزوقتی کام کرتا تھا۔ جب چاروں ہماری ہمسائیگی میں آ گئے تو وہ علیک سلیک کرنے آیا۔ اس کے بعد میں دوسروں سے ملی اور ہم نے ایک دوسرے کو عشائیے پر بلایا۔ وہ میرے گھر میں بدھ مجسمے اور بت دیکھ کر بڑے بدمزہ ہوئے لیکن ان میں سے ایک اس فکر میں پڑ گیا کہ یہ عورت' ایک یہودن' بدھ مت کی حلقہ بگوش کیسے ہو گئی؟ ہم کئی گھنٹے گفتگو کرتے رہے اور بہت جلد مجھے یہ احساس ہو گیا کہ میں اسلام کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی۔ ہم نے سلمان رشدی' آیت اللہ خمینی اور اسلام میں عورتوں پر مبینہ جبر جیسے موضوعات پر باتیں کیں۔ مجھے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ بعض اسلامی ممالک میں اگرچہ خواتین واقعی کسی قدر جبر کا شکار ہیں مگر دوسرے اسلامی ممالک میں ایسی کوئی بات نہیں۔

اس نے اسلام کو مجھ پر ٹھونسنے کی کوئی کوشش نہ کی بلکہ بتدریج اور آہستہ آہستہ اسلام کی خوبیاں آشکار کر دیں۔ گفتگو میں اسلامی پردے "حجاب" کا بھی ذکر آیا۔ میرا تصور یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ مسلمان مردوں کو عورت کی کشش بے قابو اور دیوانہ بنا دیتی ہے' اس لیے مسلمان عورت کو ان سے محفوظ رہنے کے لیے پردے میں لپٹی رہنا چاہیے۔ میں سمجھتی تھی کہ مسلمان عورت کو اپنے جیون ساتھی کے انتخاب کا حق حاصل نہیں' مگر اب معلوم ہوا کہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اس نے بڑے لطیف الفاظ میں بتایا کہ اس کے لیے یہ کس قدر مسحور کن ہے کہ وہ اپنی بیوی کو گھر سے باہر غیر مردوں کی نگاہوں سے بچنے کے لیے مناسب لباس پہنے دیکھے اور گھر کے اندر اس کے ٹخنوں کی خوبصورتی' اس کے گول بازوؤں کی ملائمت اور نگاہوں سے اوجھل اس کی حسین گردن کے تصور اور ان کی تمنا میں کھویا رہے۔ میں حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔ مغرب میں خواتین کے یہ اعضاء دیکھنے کی چیز خیال کیے جاتے ہیں کیونکہ وہ ہمیشہ کھلے رہتے ہیں۔ میں نے مغربی لباس اور مغربی طور اطوار پر ایک تنقیدی نگاہ ڈالی تو احساس ہوا کہ تمام تر ذاتی آزادی سے لطف اندوز ہونے کے باوجود ہم خوش نہیں۔ ہم سب اداس اور زخمی روحیں ہیں جنہیں ذرائع ابلاغ نے بے وقوف بنا کر ڈالر دیوتا کی قوت خرید کی پوجا کرنے پر مجبور کر رکھا ہے۔ ہزاروں ڈالر نسوانی جسم کو "دلکش" بنانے پر صرف کیے جاتے ہیں۔ خواہ اس میں ان کا شرف انسانیت ہی کیوں نہ چھن جائے اور جو عورتیں ٹپ ٹاپ کے سانچے میں فٹ نہیں بیٹھتیں کیونکہ وہ بہت موٹی یا بہت پتلی ہوتی ہیں وہ زندگی کے عذاب سے دوچار ہو کر مریض بن جاتی ہیں۔

میرا یہ مونس و غم خوار بھی حقیقی اسلام کی عملی شکل کی تلاش میں نکلا ہوا تھا۔ اسے شدید احساس تھا کہ کس طرح برسر اقتدار لوگوں نے بہت کچھ اپنے مفادات کے مطابق ڈھال لیا ہے' لیکن اسکا پس منظر مجھ سے مختلف تھا۔ اس کے خاندان والے اکٹھے نماز ادا کرتے تھے' وہ شام کو مل بیٹھتے اور قرآن پڑھتے تھے۔ مذہب ان کی زندگی کا محور تھا۔ میں اس پر بہت رشک کرتی۔ میں نے اسلام کے بارے میں گمراہ کن تصورات کا بھاری بوجھ اٹھا رکھا تھا جسے اس نے ایک ایک کر کے میرے سر سے اتار دیا...... یہ کام اس نے مثالوں سے' اپنے سلوک سے اور قرآن کے صفحات سے رہنمائی کرتے ہوئے کیا۔ وہ نماز پڑھتا' میں اسے دیکھتی رہتی۔ بعض اوقات وہ مجھے دیکھتا جب کہ میں گیان دھیان میں لگی ہوتی۔ کبھی کبھی ہم دیہی علاقے میں' کسی پہاڑی پر یا دریا کنارے جا نکلتے اور وہاں اپنی اپنی عبادت بجا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لائے۔

میں مزید ایک برس تک بدھ مت کی حلقہ بگوش رہی۔ اس دوران مطالعہ اور صرف مطالعہ میرا اوڑھنا بچھونا تھا۔ میں نے اسلام' دنیائے عرب اور شرق اوسط کی سیاسیات پر بیشمار کتابیں اور جرائد چاٹ ڈالے۔ میں نے ہارٹفورڈ سیمنری کے "مطالعہ اسلام پروگرام" کا سنا اور وہاں عربی پڑھنے جا پہنچی۔ وہیں پروفیسر ابراہیم ابوربیع سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اپنے لیکچر سننے کی دعوت دی۔ سمیری کی مطبوعہ "دی مسلم ورلڈ" میں پہلی بار میں نے علی شریعتی کا نام پڑھا اور پھر تلاش کر کے ان کی تصانیف پڑھیں۔ ان کی تحریروں نے مجھے بڑا متاثر کیا۔ مجھے اس خالص مسلمان کے دنیا سے اٹھ جانے کا افسوس ہوا۔ اب میں نے اپنے دوستوں کے ساتھ رمضان کے روزے رکھنے شروع کیے۔ انہیں اس پر حیرت بھی ہوئی اور خوشی بھی' تاہم کسی نے مجھ سے کبھی نہ پوچھا کہ میں کب اسلام قبول کر رہی ہوں؟ وہ مجھے اپنی برادری کا رکن جان کر یہ احساس دلاتے کہ انہیں مجھ سے انس اور ہمدردی ہے۔ خواہ میں یہودی ہوں یا عیسائی۔

آخر کار فیصلہ کن موڑ آ گیا جب مجھے ایک ملائیشی بھائی نے ایک کتاب پڑھنے کو دی۔ اس نے گریجوایشن کی تھی اور اب گھر لوٹ رہا تھا۔ یہ کتاب تھی موریس بوکائے کی "دی بائبل' دی قرآن اینڈ سائنس" یہ میرے لیے حلقہ بگوش اسلام ہونے کا فیصلہ کرنے میں آخری محرک ثابت ہوئی۔ اس کتاب نے تمام باقی سوالوں کا جواب دیا جو اسلامی عقیدے اور سائنس' ٹیکنالوجی اور ماحول کے حوالے سے اسلام کے متعلق میرے ذہن میں ابھر رہے تھے۔

ایک مسلمان بھائی نے مجھے قرآن کا تحفہ دیا تھا۔ اب موریس بوکائے کی کتاب سے میرے اندر قرآن پڑھنے کا شوق و ذوق امڈ آیا تو میں التزام سے اس مقدس کتاب کی تلاوت کرنے اور اسے سمجھنے کی کوشش کرنے لگی اور ایک بار جب میں نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو ہر طرف سے مجھے مدد ملنے لگی۔ عرصہ پہلے میں نے اپنے دوست سے کہا تھا کہ وہ مجھے نماز پڑھنا سکھا دے لیکن اس نے حامی نہ بھری تھی۔ وہ مجھ سے بہتر جانتا تھا کہ ابھی میں اس کے لیے تیار نہ تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی جدتک میں کچھ عرصہ سے مسلمان ہو چکی تھی۔ تاہم دنیا کے سامنے میں نے ۹۔ فروری ۱۹۹۲ء کو اسلام قبول کیا...... اس نعمت سے بہرہ ور ہونے پر میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر بجا لاتی ہوں...... الحمد للہ تعالیٰ۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
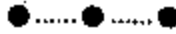
محترمہ خدیجہ فزوئی (انگلستان)

بچپن میں میری مذہبی تربیت چرچ آف انگلینڈ کی زیرنگرانی ہوئی' مگر ہوش سنبھالا تو میرا ذہن اس سے بالکل مطمئن نہ ہوا۔ مجھے چرچ آف انگلینڈ کی تعلیمات میں قوت اور وقار کا فقدان نظر آیا' اس لئے میں نے اس چرچ سے علیحدگی اختیار کر لی اور بیس سال کی عمر میں رومن کیتھولک بن گئی۔ نتیجہ یہ ہوا میرے اعزہ اور احباب سخت برہم ہوئے اور ان کی ناراضگی بلکہ دشمنی نے مجھے کئی برس تک پریشان کئے رکھا، لیکن چونکہ مجھے یقین ہو چکا تھا کہ صرف رومن کیتھولک ہی سچا مذہب ہے اور اسے خدا کی پشت پناہی حاصل ہے اس لیے میں نے غیروں کی دشمنی یا اپنی پریشانی کی کوئی پروا نہ کی اور اپنے موقف پر قائم رہی۔

لیکن کچھ عرصے کے بعد مجھے شدت سے احساس ہوا کہ رومن کیتھولک کی وابستگی ایک قیمت چاہتی ہے اور وہ ہے سوچ' فکر اور اظہار پر پابندی۔ یعنی یہ اعتقاد کہ چرچ اور چرچ کی تعلیمات ہر قسم کے سقم سے مبرّا ہیں اور ان پر اعتراض کفر کے مترادف ہے خواہ وہ عقلی تقاضوں کے کس قدر ہی خلاف کیوں نہ ہوں۔ چنانچہ جب بھی میری عقل کسی بات پر معترض ہوتی تو میں اپنے آپ کو سمجھاتی کہ فتور دراصل میری عقل میں ہے اور چرچ عقل سے بالاتر ہے۔ مثال کے طور پر یہ عقیدہ کہ چرچ میں جو روٹی بھی پادری صاحبان کھاتے ہیں وہ پہلے ہی یسوع مسیح کے وجود میں بدل جاتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کی حیثیت بیک وقت خدا کی بھی ہوتی ہے اور انسان کی بھی' اگرچہ بظاہر اس کا احساس نہیں ہوتا۔ میں اکثر حیرت میں ڈوب جاتی کہ ایک پورا انسان روٹی میں کیسے سما سکتا ہے اور پھر حضرت مسیح بیک وقت مختلف مقامات پر مختلف روٹیوں میں کیسے حلول کر سکتے ہیں جبکہ دنیا میں لاکھوں چرچ ہیں اور ہر چرچ میں بہت سی روٹیاں استعمال ہوتی ہیں۔ یہ بات بڑی بے جوڑ اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضحکہ خیز لگتی کہ انسان اپنے گوشت اور خون سمیت ایک روٹی کی صورت اختیار کر جائے۔ ذہن جس دوسری بات پر خاصا پریشان ہوتا وہ حضرت عیسیٰؑ کا مصلوب ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی قربانی کا واقعہ بار بار پیش آتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی سوالات تھے جو ذہن میں پیدا ہوئے تاہم میں نے اپنے آپ کو مجبور کئے رکھا کہ چرچ کے عقائد بلا شک و شبہ صحیح ہیں مگر عقل سے ماورا ہیں۔ ایسے خیالات سے بچنے کے لئے میں نے اپنے آپ پر ایک روحانی سا نشہ طاری کر لیا یعنی زیادہ سے زیادہ عبادت میں مصروف رہتی تاکہ عقل کو مختلف شکوک کے بارے میں سوچنے کی فرصت ہی نہ ملے نہ اس میں بغاوت کے کیڑے کلبلا سکیں۔ یہ الگ بات ہے کہ میں اپنے آپ کو راسخ العقیدہ کیتھولک نہیں سمجھتی تھی اور اس پر سخت پریشان تھی۔

مگر اپنے آپ کو مصنوعی طور پر مصروف رکھنے کا نشہ دیرپا ثابت نہ ہوا۔ میں کوشش کے باوجود اپنی ذات کو کنواری مریمؑ' یسوعؑ یا دیگر بزرگوں کی پرستش پر آمادہ نہ کر سکی۔ کیتھولک لوگ یسوع علیہ السلام کی والدہ کو...... خدا کی ملکہ اور تمام قوتوں کی ثالث قرار دیتے ہیں اور اس کی سفارش کو لازم قرار دیتے ہیں۔ میں نے ایک مرتبہ ایک پادری کو دیکھا کہ وہ اسکول کے بچوں کو بتا رہا تھا کہ ایک شخص اگرچہ سخت بدبخت اور گناہگار تھا لیکن صرف ایک نیکی نے اسے جہنم سے بچا لیا تھا اور وہ یہ کہ مذکورہ آدمی مریم کی پوجا بڑی باقاعدگی سے کرتا تھا۔ میں سوچتی رہ گئی کہ انجیل تو حضرت عیسیٰؑ کو نجات دہندہ قرار دیتی ہے' مگر پادری صاحب یہ اعزاز مریم کو بخش رہے ہیں۔ آخر دونوں باتوں میں مطابقت کیا ہے؟

ان ساری ذہنی مشکلات کے باوجود کیتھولک چرچ میں اطمینان کے سامان بھی تھے اور میں بعض اوقات اس ماحول میں خاصی خوشی بھی محسوس کرتی تھی۔ تاہم پورے ایک برس تک میری حالت خاصی گومگو کی سی رہی۔ میری ملاقات پروٹسٹنٹ عقائد کے کچھ لوگوں سے ہوئی جن کی مذہب کے بارے میں گرمجوشی اور خلوص کیتھولک لوگوں سے کم نہ تھا۔ انہوں نے مجھے ایسا راستہ بتایا جو کیتھولک عقائد کا ہو بہو متبادل بھی تھا اور بائبل کی تعلیمات پر مبنی تھا اور جس میں چرچ آف انگلینڈ کا سا ابہام بھی نہیں تھا۔ وہ صرف یسوعؑ کو نجات دہندہ سمجھتے تھے۔ اگرچہ میں ان کے عقیدے کی سادگی سے بہت متاثر ہوئی' مگر میں اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امر سے اتفاق نہ کر سکی کہ محض عقیدہ ہی نجات کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ بہرحال کئی طرح کے شکوک کے باوجود میں رومن کیتھولک عقیدے پر قائم رہی۔

میں اس وقت اسلام کے بارے میں کچھ نہ جانتی تھی۔ اخبارات کے مضامین سے صرف اتنی خبر ضرور تھی کہ اسلام غلامی کا قائل ہے اور اب تک عرب ملکوں میں یہ مکروہ کاروبار جاری ہے۔ تعدد ازدواج کی صورت میں عورت پر ظلم ڈھائے جاتے ہیں۔ حیوانات کو بے دریغ کاٹ کر کھایا جاتا ہے اور منشیات کی تجارت پر کوئی پابندی نہیں۔ اسکول کے زمانے میں صلیبی جنگوں کے بارے میں بھی پڑھا تھا' جن میں مسلمانوں کو پرلے درجے کے سفاک اور بے رحم بتایا گیا تھا۔

ان سارے تعصبات کے باوجود میں نے اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ کیتھولک اور پروٹسٹنٹ عقائد کے درمیان قلب و ذہن کی کھینچا تانی نے میرے اعصاب کو تباہ کر کے رکھ دیا تھا اور میں بیمار رہنے لگی تھی۔ حل صرف ایک ہی تھا کہ میں جلد از جلد صداقت کو پالوں اور یکسوئی حاصل کروں۔ اس کے لئے میں نے قرآن مجید کی طرف رجوع کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ میں نے خدا سے صراط مستقیم کی دعا کی۔ پھر فرض کر لیا کہ میں دور کے کسی سیارے کی مخلوق ہوں۔ عیسائیت کے بارے میں کچھ جانتی ہوں نہ اسلام کے بارے میں' ذہن میں جتنے تعصبات تھے وہ جھٹک دیئے اور راہِ حق کو پانے کے لئے قرآن کے مطالعے میں محو ہو گئی۔

میں نے قرآن کی صورت میں بلاشبہ ایک متبادل تو پا لیا مگر ذہن مختلف سوالوں سے بھر گیا۔ کیا واقعی یہ خدا کی طرف سے وحی ہے یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی ذریعے سے بائبل کی تاریخی کہانیوں کو سنا اور خدا کے حوالے سے اپنے الفاظ میں بیان کر دیا؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی بدروح تو سوار نہیں تھی (خدا مجھے معاف کرے) چونکہ وہ بے حد ذہین انسان تھے' اس لئے کیا شیطان نے تو انہیں آلہ کار نہیں بنا لیا تھا؟ (العیاذ باللہ)

ان بیہودہ سوالات کے جواب کے لیے میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اور کردار کے بارے میں جاننے کی ضرورت محسوس کی۔ اس کے لئے میں نے مسلم اور غیر مسلم مصنفین کی کتابیں حاصل کیں۔ پتہ چلا کہ انہوں نے کسی انسانی ذریعے سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودی اور عیسائی تاریخ کی تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔ وہ پڑھنا لکھنا جانتے ہی نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے کسی ذریعے سے یہودی اور عیسائی تاریخ کا مطالعہ بھی نہیں کیا تھا۔ اب اگر فرض کیا جائے کہ انہوں نے قرآن کی ساری معلومات یہودی اور عیسائی علما سے معلوم کی تھیں تو یہ ناممکن ہے کہ زبانی گفتگو کو اتنی شرح وبسط سے یاد رکھا جائے اور پھر انہیں کتابی صورت میں مرتب بھی کر لیا جائے۔ فرض کیا اگر یہ صورت ممکن بھی ہوتی تو یہ کھیل دوسرے لوگوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا تھا اور پھر خود یہودیوں اور عیسائیوں کے لئے قرآن کی مخالفت بالکل بے تکی حرکت تھی۔ دراصل کچھ لوگوں نے اس طرح کے الزامات عائد کرنے کی کوشش بھی کی مگر کوئی ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے الزامات دم توڑ بیٹھے۔

بہرحال مکمل اطمینان ہونے پر میں نے اسلام قبول کر لیا اور اس پر خدا کا شکر ادا کرتی ہوں۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسٹر خولہ لکاتا (جاپان)

مسٹر خولہ لکاتا ۱۹۶۱ء میں جاپان میں پیدا ہوئیں۔ وہ فرانسیسی لٹریچر کی اعلیٰ تعلیم کیلئے پیرس میں مقیم تھیں جب خوش قسمتی سے وہ ۱۹۹۰ء میں اسلام کی مقدس و متبرک چھتری تلے آ گئیں اور پھر جب وہ عربی کی تعلیم کے لیے قاہرہ پہنچیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے مزید فضل سے وہاں ایک جاپانی نومسلم ڈاکٹر حسان لکاتا سے ان کا ناطہ جوڑ دیا اور دونوں رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔

ذیل میں ان کی اپنی زبانی قبول اسلام کی سرگزشت ملاحظہ فرمایئے جو انہوں نے Road To Islam کے عنوان سے قلم بند کی ہے۔

اکثر جاپانیوں کی طرح قبول اسلام سے قبل میرا بھی کوئی مذہب نہ تھا' حتیٰ کہ فرانسیسی لٹریچر کی اعلیٰ تعلیم کے لیے پیرس آ گئی اور وہاں کی ایک یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔ یہاں سارتر' نٹشے اور کیموں میرے محبوب فلسفی تھے اور یہ تینوں دہریت اور الحاد کے پرچارک تھے' لیکن عجیب بات ہے کہ اس کے ساتھ ہی میں مذہبی مطالعے کی بھی خاصی شوقین تھی۔ کسی باطنی روحانی طلب کے تحت نہیں' بلکہ صداقت کی تلاش میں میں مختلف مذاہب کے بارے میں پڑھتی رہتی تھی۔ مجھے اس سے قطعاً کوئی دلچسپی نہ تھی کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا' البتہ یہ خواہش ضرور تھی کہ یہ مادی زندگی صاف ستھری اور ڈھنگ سے بسر ہو۔ تاہم اکثر خیال آتا کہ مذہب کے حوالے سے محنت اور جستجو کرتے ہوئے میں اپنا وقت ضائع کر رہی ہوں۔ لیکن محض تجسس کے تحت میں' اسلام کے سوا' ہر مذہب کے بارے میں مطالعہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی رہی۔ اسلام کو میں اس قابل نہیں سمجھتی تھی کہ اس کے بارے میں سوچا بھی جائے۔ اس زمانے میں میرا تاثر یہ تھا کہ اسلام بت پرستی کا ایک مذہب ہے جسے جاہل اور گنوار لوگ ہی اختیار کیے ہوئے ہیں (اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرے) چنانچہ سب سے پہلے میں نے عیسائیوں سے دوستانہ تعلقات استوار کیے اور بائبل کا مطالعہ شروع کر دیا۔ گرجے بھی جاتی رہی۔ مدعا یہ تھا کہ کسی طرح خدا کے وجود کا احساس ہو لیکن میری ساری محنت اکارت گئی۔ بائبل یا گرجے کی حاضری کے باوجود خدا کے وجود کا ہلکا سا یقین بھی دل میں جاگزیں نہ ہوا۔

کئی سالوں کی لاحاصل جستجو کے بعد میں بدھ مذہب کی جانب متوجہ ہوئی کہ شاید گیان دھیان اور یوگا کے ذریعے خدا کی ذات کو محسوس کر سکوں۔ بدھ مت میں بھی عیسائیت کی طرح مجھے بعض باتیں حقیقت کے قریب نظر آئیں لیکن اس کے بعض پہلوؤں کو میں نہ سمجھ پائی نہ قبول کر سکی۔ میرا وجدان اور ضمیر کہتا تھا کہ اگر خدا موجود ہے تو وہ سب کے لیے یکساں انداز میں ہونا چاہیے اور یہ کہ صداقت سادہ ہونی چاہیے' ہر کس و ناکس کے لیے قابل فہم اور نکھری ہوئی ہونی چاہیے۔ عیسائیت اور بدھ مت کے مطالعے کے دوران یہ بات میرے لیے بہت بڑا گنجلک بن گئی کہ خدا کا قرب حاصل کرنے کے لیے آخر روز مرہ کی عمومی زندگی کو تج دینا اور معاشرے سے کٹ جانا کیوں ضروری ہے؟

اس دور میں میں ذہنی اضطراب کی آخری منزل پر تھی اور حق کی تلاش کرتے کرتے گویا تھک ہار کے گر رہی تھی۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟ کہ خدا کو مجھ پر ترس آ گیا اور میرا تعارف ایک الجزائری مسلمان سے ہو گیا۔ وہ فرانس ہی میں پیدا ہوا تھا اور وہیں پلا بڑھا تھا اور بیچارہ اتنا بے عمل تھا کہ اسے نماز تک پڑھنا نہیں آتی تھی نہ اس کی عام زندگی پر اسلام کا کوئی پرتو تھا' لیکن زبانی کلامی وہ خدا کا بڑا ذکر کرتا تھا...... اس پر خیال آیا کہ مجھے اسلام کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرنی چاہئیں' کیا خبر یہیں سے گوہر مقصود حاصل ہو جائے۔

چنانچہ میں نے قرآن کا ایک فرانسیسی ترجمہ خرید لیا لیکن میں اس کے دو صفحے بھی نہ پڑھ سکی۔ بہت ہی عجیب سا' نامانوس اور بور لگا۔ میں نے اس مطالعہ کو چھوڑ دیا اور پیرس کی ایک مسجد میں چلی گئی تاکہ کسی سے مطلوبہ تعاون حاصل کر سکوں۔ یہ اتوار کا دن تھا اور میری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوش بختی کہ مسجد میں خواتین کے لئے ایک لیکچر ہو رہا تھا۔ وہاں جتنی خواتین تھیں سب نے غیر معمولی تپاک اور محبت سے میرا استقبال کیا اور یہ پہلا موقع تھا کہ میں باعمل مسلمان خواتین سے متعارف ہو رہی تھی' اور پہلا موقع تھا کہ میں ان لوگوں کے درمیان بہت سکون اور مسرت کے احساس سے آشنا ہو رہی تھی جب کہ اس کے برعکس میں نے عیسائی خواتین کے مجمع میں اپنے آپ کو اجنبی اور بیگانہ محسوس کیا تھا۔

اس پہلے خوشگوار تجربے کے بعد میں ہر اتوار کو مسجد کے لیکچر میں شامل ہونے لگی۔ اسلام کے بارے میں مجھے ایک کتاب بھی دی گئی اور حالت یہ ہوئی کہ لیکچر کا ایک ایک لمحہ اور کتاب کا ایک ایک ورق گویا میرے لیے وحی الٰہی بن گیا...... اور میں ذہنی و قلبی طور پر اطمینان اور سکون کی اس کیفیت سے دوچار ہوئی جس کا تجربہ اب تک نہ ہوا تھا اور یہ دیکھ کر میں خوشی سے پاگل ہو گئی کہ میں نے صداقت کو دریافت کر لیا ہے۔ سبحان اللہ' میں نے اپنے رب کو تلاش کر لیا...... اور سجدے کی حالت میں تو میں اس کے بہت قریب ہو جاتی تھی' بہت ہی قریب...... کتنی خوش نصیب ہوں میں...... گھٹا ٹوپ اندھیروں میں مجھے روشنی مل گئی' صراط مستقیم کا سراغ مل گیا۔ ایک ہی مہینے کے بعد میں نے کلمۂ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گئی۔ سبحان اللہ' الحمد للہ۔

اس کے جلد بعد ہی میں عربی زبان سیکھنے لگی اور پھر قرآن مجید کے حسن سے مسحور ہو گئی۔ تب پتہ چلا کہ میں پہلی بار قرآن سے متاثر کیوں نہیں ہوئی تھی۔ اس وقت میں نے قرآن نہیں پڑھا تھا' قرآن کا ترجمہ پڑھا تھا۔

ان ایام میں جب کہ مجھے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ میں اسلام قبول کروں یا نہ کروں' میں نے اپنے اندر سنجیدگی کے ساتھ روزانہ پانچ مطلوبہ نمازیں ادا کرنے کی صلاحیت اور رجحان کا اندازہ نہیں لگایا تھا اور نہ ہی حجاب پہننے کے بارے میں سوچا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ میں اس بات سے خائف تھی کہ میرے مسلمان ہونے کے فیصلہ پر اثر انداز ہونے کے لیے میرے اندر منفی رجحان نہ پیدا ہو جائے۔ پیرس کی مسجد میں پہلی بار جانے سے قبل میں ایک ایسی دنیا میں رہتی تھی جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا۔ میں نماز اور حجاب سے یکسر ناواقف تھی۔ پھر بھی میرے اندر کوئی چیز رونما ہو چکی تھی اور اسلامی برادری میں داخل ہونے کی میری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہش اتنی شدید تھی کہ میں ان نتائج سے قطعاً پریشان نہ تھی جن سے مذہب تبدیل کرنے کے بعد میرا سابقہ ہوتا۔ دراصل یہ امر قابلِ توجہ ہے لیکن مجھ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت سے اسلام کے لیے ہدایت نصیب ہوئی تھی۔

اگرچہ میں حجاب کی عادی نہ تھی لیکن اپنا مذہب تبدیل کرنے کے بعد میں فوراً ہی اس کا فائدہ محسوس کرنے لگی۔ مسجد میں اتوار کے اسلامی لیکچر میں پہلی مرتبہ شامل ہونے کے چند دن بعد اگلے اتوار کو پہننے کے لیے میں نے سکارف خریدا۔ مجھ سے کسی نے سکارف پہننے کو نہیں کہا تھا۔ میں مسجد اور وہاں کی دوسری مسلم بہنوں کے احترام میں ایسا کرنا چاہتی تھی۔ میں اتوار کی آمد کے لیے بے قرار تھی' کیونکہ گزشتہ لیکچر نے مجھے ایک ایسے روحانی جذبے سے سرشار کیا تھا جس کا اس سے قبل مجھے کوئی تجربہ نہ تھا۔ میرے دل میں روحانیت کی پرورش کے لیے اتنی اشتہا تھی کہ میں نے لیکچر کے ہر لفظ کو اس طرح جذب کر لیا جیسے خشک پنج پانی کو جذب کرتا ہے۔ دوسرے اتوار کو لیکچر روم میں جانے سے قبل میں نے وضو کیا اور سکارف پہنا۔ لیکچر کے بعد میں پہلی بار نماز والے کمرے میں داخل ہوئی۔ میں نے دوسری بہنوں کے ساتھ خاموشی سے نماز ادا کی۔ مسجد میں گزارے ہوئے چند گھنٹوں نے مجھ کو اتنا مسرور اور مطمئن کر دیا تھا کہ وہاں سے نکلنے کے بعد بھی اس مسرت کو اپنے دل میں محفوظ کرنے کے لیے میں سکارف پہنے رہی۔ چونکہ وہ سردیوں کا موسم تھا اس لیے لوگوں کو میرا سکارف اپنی طرف متوجہ نہ کر سکا۔ عوام میں یہ میرا حجاب کا پہلا مظاہرہ تھا اور مجھے اپنے اندر ایک فرق کا احساس ہوا۔ میں نے اپنے آپ کو پاکیزہ اور محفوظ سمجھا۔ مجھے احساس ہوا کہ میں اللہ سبحانہ' و تعالیٰ سے زیادہ قریب ہو گئی ہوں۔

دوسرے ملک میں ایک جاپانی عورت کی وجہ سے لوگ مجھ کو پبلک مقامات پر گھور کر دیکھتے تھے تو میں مضطرب ہو جاتی تھی۔ پھر بھی میں اپنے آپ کو حجاب کی وجہ سے محفوظ سمجھتی تھی۔ اب میں اپنے آپ کو غیر شائستہ نگاہوں کا مرکز نہیں سمجھتی تھی۔

اس کے بعد میں' جب بھی باہر گئی تو حجاب میں گئی۔ یہ ایک ایسا بے ساختہ اور رضاکارانہ عمل تھا جس کو کسی نے مجھ پر جبراً نہیں لادا تھا۔ اسلام سے متعلق پہلی کتاب جس کا میں نے مطالعہ کیا اس میں "حجاب" کو معتدل انداز میں واضح کرتے ہوئے کہا گیا تھا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ "اللہ تعالیٰ اس کی پرزور نصیحت کرتا ہے"۔ اگر کسی نے تحکمانہ لہجے میں کہا ہوتا کہ "جیسے ہی تم اسلام قبول کرو تو تم حجاب ضرور استعمال کرو" تو میں اس حکم کے خلاف ضرور بغاوت کر دیتی۔ اسلام کا مطلب ہے اللہ کی مرضی قبول کر لینا اور اس کے احکام کی اطاعت کے لیے سر تسلیم خم کرنا۔ مجھ جیسی ہستی کے لیے جس نے برسوں بغیر کسی مذہب کے زندگی گزاری تھی کسی حکم کی بلاشرط تعمیل کرنا بڑا مشکل کام تھا' لیکن اللہ تعالیٰ کے احکامات میں کوئی جھول نہیں اور صحیح اسلامی طریقہ انہیں بلا چون و چرا تسلیم کرنا اور نافذ کرنا ہے۔ بہرکیف میری زندگی کے اس موڑ پر میری خواہشات بے ساختہ طور پر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہو گئیں۔ الحمد للہ میں اسلامی فرائض کو بلا کسی احساس جبر کے ادا کرنے کے لائق ہو گئی تھی۔

میں اپنے نئے خول میں مطمئن تھی۔ حجاب صرف اللہ کی اطاعت کی ہی علامت نہ تھا بلکہ میرے عقیدے کا برملا اظہار بھی تھا۔ ایک مسلمان عورت جو حجاب پہنتی ہے جم غفیر میں بھی قابل شناخت ہوتی ہے۔ اس کے برعکس کسی غیر مسلم کا عقیدہ اکثر الفاظ کے ذریعے بیان کرنے پر ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ حجاب کے بعد مجھ کو ایک لفظ کہنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ میرے عقیدے کا یہ کھلا اظہار ہے اور دوسروں کے لیے اللہ تعالیٰ کے وجود کی یاددہانی ہے اور میرے لیے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے اور سپردگی کی یاددہانی۔ میرا حجاب مجھے مستعد اور آمادہ کرتا ہے کہ "ہوشیار ہو جاؤ تمہارا طرز عمل ایک مسلم کی طرح ہونا چاہیے" ویسے ہی جیسے ایک پولیس مین کو وردی میں اپنے پیشے کا لحاظ رکھنا چاہیے"۔ اسی طرح میرا حجاب بھی میری مسلم شناخت کو تقویت دیتا ہے۔

اپنا مذہب تبدیل کرنے کے دو ہفتے بعد میں اپنی بہن کی شادی میں شریک ہونے کے لیے جاپان واپس ہوئی۔ اسلام قبول کرتے ہی میں نے وہ شے دریافت کر لی تھی جس کی مجھے تلاش تھی اور اب مجھے فرانسیسی ادب میں ڈاکٹریٹ کے حصول میں مزید دلچسپی نہ تھی۔ اس کے بجائے میرے جذبات عربی اور قرآن سیکھنے کی طرف مائل ہو گئے۔ اس لیے میں نے تہیہ کر لیا کہ فرانس واپس نہ جاؤں گی۔

ایک چھوٹے سے جاپانی قصبے میں رہنا چھپانا ایک آزمائش تھی۔ میں نے ماضی قریب ہی میں مذہب تبدیل کیا تھا۔ اسلام سے متعلق میری معلومات بھی کم تھیں نیز دوسرے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں سے مکمل طور پر علیحدہ بھی تھی۔ تاہم اس علیحدگی نے میری اسلامی معلومات کو وسیع کر دیا۔ روزانہ پنجگانہ نماز کی ادائیگی اور سکارف کے استعمال نے میری اسلامی شناخت کو مستحکم کرنے میں معاونت کی اور میرے تعلق باللہ کو تقویت دی۔ میں تنہائی میں اکثر اللہ سے اپنا تعلق استوار کر لیتی تھی۔

میں جس طرز کا لباس زیب تن کرتی تھی اب اس میں پہلی بار بڑی تبدیلی ہوئی۔ اسلام عورتوں کو پبلک میں اپنے جسم کی ساخت کی نمائش سے منع کرتا ہے' اس لیے مجھے اپنے بہت سے کپڑوں کو ترک کرنا پڑا جو میری جسمانی ساخت کو پرکشش بناتے تھے۔ منی سکرٹ' پینٹ' ہاف پینٹ' اور چھوٹی آستین کے بلاؤز حجاب سے مطابقت نہ رکھتے تھے۔ اس لیے میں نے اپنے لیے پاکستانی طرز کی شلوار اور جمپر بنایا۔ جب لوگ میرے نئے انوکھے فیشن کو گھور کر دیکھتے تو اس سے مجھے کوئی پریشانی نہیں ہوتی تھی۔

مذہب تبدیل کرنے کے چھ ماہ بعد میں نے مصر کا سفر کیا۔ میں نے اپنی عربی اور اسلامی مطالعہ کی شدید خواہش کی تکمیل کسی مسلم ملک میں کرنے کا عزم صمیم کیا تھا۔ مصر میں صرف ایک جاپانی شخص کو جانتی تھی۔ میرے میزبان کے گھر میں کوئی انگریزی نہیں بولتا تھا۔ میں اپنی میزبان کو پہلی نظر میں دیکھ کر سخت متحیر ہوئی۔ وہ سر سے پاؤں تک بشمول چہرہ سیاہ لباس میں ڈھکی ہوئی تھی۔ اس سے قبل میں نے فرانس میں ایک عورت کو چہرے کے نقاب کے ساتھ سیاہ لباس میں دیکھا تھا۔ میں نے ایک بڑی اسلامی کانفرنس میں شرکت کی تھی۔ وہاں ان مسلم عورتوں کے درمیان جو رنگین لباس زیب تن کیے ہوئے تھیں اور سکارف لگائے ہوئے تھیں' اس کی موجودگی بڑی انوکھی معلوم ہوئی۔ میں نے پھر غور کرنا شروع کیا "یہ ایک ایسی عورت ہے جو عرب رسم و رواج کے بندھن میں جکڑی ہوئی ہے اور اسلام کی اصل تعلیم سے نابلد ہے"۔ اس وقت میری اسلامی تعلیمات محدود تھیں۔ میرا اعتقاد تھا کہ چہرہ ڈھانپنے کی جڑیں نسلی رسم و رواج سے منسلک ہیں جس کی اسلام میں کوئی بنیاد نہیں ہے۔ ایسا ہی خیال میرے اندر اس وقت ہوا جب یہ جاپانی عورت مجھے اپنے گھر میں لے گئی۔ میں اس سے کہنا چاہتی تھی کہ "آپ غلو سے کام لے رہی ہیں۔ یہ غیر فطری ہے"۔ مردوں سے کسی طرح کا تعلق نہ رکھنے کی اس کی کوششیں بھی خلاف معمول معلوم ہوئیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلد ہی اس بہن نے مجھے بتایا کہ میرے کپڑے پبلک میں استعمال کرنے کے لیے موزوں نہیں ہیں۔ اگرچہ میرا یقین تھا کہ میری پوشاک اسلامی پوشش کے مطالبات کے موافق تھی۔ میرے اندر حالات سے مطابقت کرنے کی کافی صلاحیت تھی۔ مشہور مقولہ ہے کہ "جب روم میں رہو تو وہی کرو جو رومی کرتے ہیں" میں نے ایک سیاہ لباس اور ایک لمبا سیاہ سر پوش جس کو دوپٹہ کہا جاتا ہے بنوایا۔ اس طرح میں چہرہ کے علاوہ مکمل طور پر ڈھک گئی۔ میں نے نقاب کے متعلق بھی سوچا۔ فضا کے مستقل گرد و غبار سے محفوظ رہنے کے لیے یہ ایک عمدہ شے تھی' لیکن میری میزبان بہن نے کہا کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یہ سوچ کر کہا کہ میں جاپان میں اس پر عمل نہ کر سکوں گی یا میرا یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ ان بہنوں کا یقین محکم تھا کہ چہرہ چھپانا ان کے مذہبی فرائض کا ایک جزو ہے۔

زیادہ تر وہ بہنیں جن سے میں متعارف ہوئی تھی' نقاب لگاتی تھیں۔ بہرکیف قاہرہ جیسے بڑے شہر میں ان کی تعداد کم تھی۔ کچھ لوگوں کو مبینہ طور پر تکلیف ہوئی اور میرا کالا دوپٹہ دیکھنے کے باوجود بھی گلے ملے۔ عموماً مغرب زدہ مصری مرد برقعہ پوش عورتوں سے دور رہتے تھے اور انہیں "الاخوات" کہہ کر پکارتے تھے۔ لوگ ان کے ساتھ خصوصی احترام اور نرمی کا رویہ رکھتے تھے۔ یہ بہنیں خاص حد کے اندر ہی دکھائی دیتی تھیں۔ عموماً برقعہ پوش خواتین اپنے عقیدے کی زیادہ پابند تھیں۔ وہ جو معمولی سکارف لگاتی تھیں یا بالکل ہی نہیں استعمال کرتی تھیں وہ اپنے فرائض کی ادائیگی سے مکمل طور پر غیر متعلق معلوم ہوتی تھیں۔

قبول اسلام سے قبل میں چست پینٹ اور منی سکرٹ زیب تن کیا کرتی تھی۔ لیکن اب میری لمبی پوشاک نے مجھے بے حد مسرور کیا اور میں نے سمجھا کہ میں ایک شہزادی کی طرح ہوں۔ ساتھ ہی ساتھ میں نے اس کو زیادہ آرام دہ پایا۔ میں نے سیاہ پوشش کو ناپسند نہیں کیا۔ اس کے برعکس میں نے قاہرہ جیسے غبار آلودہ شہر میں اپنی کالی پوشاک کو زیادہ موزوں پایا۔ میری مسلم بہنیں اپنی سیاہ پوشاک اور دوپٹہ میں بڑی دلکش لگتی تھیں اور جب اپنے چہروں سے نقاب اٹھاتی تھیں تو اندرونی نور نمایاں ہوتا تھا۔

میں اپنے قیام قاہرہ کے دوران سیاہ برقعہ میں بہت خوش تھی۔ بہرکیف میرے اندر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت حتمی ردِ عمل ہوتا تھا جب میری مصری بہنیں مجھے مشورہ دیتی تھیں کہ جب میں جاپان واپس جاؤں تو وہاں بھی اسی طرح رہوں۔ مجھے اس بات پر خفگی اور ندامت ہوئی کہ اس وقت جو میں سوچتی تھی وہ نادانی تھی۔ میری دانست میں اسلام عورتوں کو اپنی ستر پوشی اور شخصیت کو پوشیدہ رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ اس کے حکم کی تعمیل میں کوئی عورت برقعہ کا جو طرز پسند کرے استعمال کر سکتی ہے۔

ہر سماج کا اپنا ایک فیشن ہوتا ہے۔ میرا تصور تھا کہ اگر میں جاپان کی گلیوں میں لمبی سیاہ پوشاک زیب تن کر کے منظر عام پر آؤں تو مجھے پاگل سمجھا جائے گا۔ میں نے اپنی مصری بہنوں سے مباحثہ کرتے ہوئے کہا کہ میری نئی پوشاک سے جاپانیوں کو گہرا صدمہ ہوگا اور کوئی میری بات نہیں سنے گا۔ وہ اسلام کو صرف اس کے ظاہر ہی سے رد کر دیں گے اور اس کی تعلیمات کو سننے اور سمجھنے کی کوشش نہیں کریں گے۔

بہر حال مصر میں اپنے قیام کے اختتام تک میں اپنے لمبے لباس کی عادی ہو گئی تھی اور اسے جاپان میں بھی پہننے کا خیال تھا۔ حالانکہ مجھے اپنے ملک میں سیاہ لباس زیب تن کرنے میں اب بھی تکلف تھا' اس لیے میں نے کچھ ہلکے رنگ کے لباس اور دوپٹے بنائے۔ اس طرز کی پوشاک زیب تن کیے ہوئے میں ایک بار پھر اپنے وطن واپس ہوئی۔

جاپان میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ کوچہ و بازار میں وہ نظر نہیں آتے۔ تاہم میرے سفید دوپٹے کے تئیں جاپانیوں کا رد عمل ہمت افزا تھا۔ مجھے اس ضمن میں نہ تو ناپسندیدگی اور نہ ہی تضحیک کا سامنا کرنا پڑا۔ لوگوں نے مان لیا تھا کہ میرا تعلق کسی خاص مذہب سے ہے' لیکن وہ یہ نہ جانتے تھے کہ کس سے ہے؟ میں نے ایک لڑکی کو اپنی ساتھی سے دھیرے سے یہ کہتے سنا کہ میں بدھ مذہب کی راہبہ ہوں۔ دراصل اسلام قبول کرنے سے بہت پہلے میرے اندر ایک مذہبی راہبہ کی زندگی گزارنے کی زبردست خواہش تھی۔ یہ بڑا دلچسپ پہلو ہے کہ ایک مسلم اور عیسائی یا بدھسٹ راہبہ کی خارجی ہیئت میں بڑی حد تک مشابہت ہے۔ ایک بار میں پیرس کے سفر میں ایک کیتھولک راہبہ کے ساتھ کار پر سفر کر رہی تھی۔ ہم میں اتنی مشابہت تھی کہ میں بمشکل اپنے تبسم کو روک سکی۔ کیتھولک راہبہ کا لباس اپنے آپ کو اللہ کے لیے وقف کر دینے کی علامت ہوتا ہے اور اس کے لیے احترام کیا جاتا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور یہی اس کی پہچان بھی ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح سے مسلم عورت کا حجاب بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرماں برداری کا مظہر ہوتا ہے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ لوگ ایک راہبہ کے لباس کا احترام کرتے ہیں اور مسلمان عورت کے حجاب کو ہدف تنقید بناتے ہیں اور اسے ایک علامت کے بجائے انتہاپسندی اور مظلومیت کا مظہر گردانتے ہیں۔

ایک بار ٹرین میں ایک بزرگ نے مجھ سے دریافت کیا کہ میں کیوں یہ نرالی طرز کا لباس پہنتی ہوں۔ میں نے وضاحت کی کہ میں مسلمان ہوں اور عورتوں سے اسلام کا مطالبہ ہے کہ وہ غیر مردوں سے اپنا جسم پوشیدہ رکھیں کیوں کہ کمزور طبیعت کے مردوں کو عورتوں کی دلکشی اور حسن کی تحریص کو روکنے میں پریشانی ہوتی ہے۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک شخص ہمیشہ عورتوں کی طرف جنسی جذبہ کے تحت نہیں دیکھتا ہے۔ یہ صحیح ہے لیکن مسئلہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جو ایسا کرتے ہیں۔ ان غیر معمولی جنسی زیادتیوں اور جرائم پر غور کیجیے جو بہت سے معاشروں میں وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ ہم ان حادثوں کو مردوں کے اعلیٰ اخلاق اور ضبطِ نفس کی تلقین کر کے نہیں روک سکتے۔ اس کا حل صرف اسلامی طرزِ حیات ہی میں مضمر ہے جو عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو پردے میں رکھیں اور مردوں سے تعلق رکھنے سے ممکنہ حد تک اجتناب کریں۔ ایک چھوٹے سکرٹ کی وضاحت ان الفاظ میں کی جاسکتی ہے کہ ''اگر آپ کو میری ضرورت ہے تو مجھے لے جاسکتے ہیں''۔ جبکہ حجاب صاف طور سے یہ بتاتا ہے کہ ''میں آپ کے لیے ممنوع ہوں''۔ بزرگ اس وضاحت سے کافی متاثر دکھائی دیئے۔ شاید اس لیے کہ وہ آج کل کی عورتوں کے ہیجان انگیز فیشن کو ناپسند کرتے تھے۔ وہ میرا شکریہ ادا کرتے ہوئے ٹرین سے یہ کہتے ہوئے اتر گئے کہ کاش ہمارے پاس اسلام سے متعلق گفتگو کرنے کے لیے مزید وقت ہوتا۔ جاپانی لوگ عموماً مذہبی گفتگو کے عادی نہیں تاہم میرے حجاب نے اسلام پر گفتگو کا دروازہ کھول دیا۔

میرے گھر میں صرف میرے والد صاحب کو میرے متعلق زیادہ تشویش تھی' کیونکہ میں مکمل پردے میں رہتی تھی' گرم ترین دن میں بھی۔ موسم گرما میں ہر شخص گرمی محسوس کرتا ہے لیکن میں نے حجاب کو اپنے سر اور گردن پر براہ راست سورج کی کرنوں سے بچنے کا موزوں ذریعہ پایا۔ شاید میرے عزیز واقارب میرے قریب رہنے کو اپنے لئے غیر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موزوں سمجھتے تھے۔ تاہم میں اپنی چھوٹی بہن ..... جو نیکر پہنے ہوئی تھی کی ران دیکھ کر مضطرب ہو گئی۔ اپنا مذہب تبدیل کرنے سے پہلے بھی کسی عورت کے جسم کی ساخت کا منظر جو اس کی جلد سے چپکے ہوئے باریک لباس سے جھلکتا تھا مجھے پریشان کر دیتا تھا۔ مجھے محسوس ہوتا تھا کہ میں نے کوئی ایسی شے دیکھ لی ہے جس کو مجھے نہیں دیکھنا چاہیے تھا۔ اگر یہ بات مجھے پریشان کر سکتی ہے جب کہ میں ہم جنس ہوں تو یہ مردوں کو کتنا متاثر کرتی ہو گی۔ اس کا تصور مشکل نہیں ہے۔

جاپان واپس آنے کے تین ماہ بعد میں اپنے شوہر (ایک جاپانی مسلمان سے جو قاہرہ میں زیر تعلیم تھے' میں نے اپنے مصر کے قیام کے آخری ایام میں ان سے شادی کر لی) کے ساتھ سعودی عرب گئی جہاں انہیں ملازمت مل گئی۔ میں نے اپنے چہرے کو چھپانے کے لیے ایک چھوٹا سا سیاہ کپڑا اپنا لیا تھا جس کو نقاب کہا جاتا ہے۔ یہ میں نے اس لیے نہیں بنایا تھا کہ میں نے قاہرہ والی بہن کے طرز پر سوچنا شروع کر دیا تھا۔ مثلاً یہ کہ پردہ ایک مسلمان عورت کے مطلوبہ لباس کا ایک جزو ہے' بلکہ میرا خیال تھا کہ چہرہ اور ہتھیلی کھلی رکھنے کی اجازت تھی۔ تاہم مجھے سعودی عرب جانے اور چہرے کا نقاب لگانے کی شدید خواہش تھی۔ مجھے یہ جاننے کا اشتیاق و تجسس تھا کہ پردے کے اندرون سے مجھے کیسا لگے گا؟

ریاض پہنچنے کے بعد میں نے دیکھا کہ کبھی عورتیں چہرے کا نقاب نہیں لگائے ہوئے تھیں۔ غیر مسلم عورتیں اپنے سروں کو ڈھکے بغیر لاپروائی کے ساتھ اپنے شانوں پر سیاہ عبا ڈالے رہتی تھیں۔ بہت سی غیر ملکی مسلم عورتیں پردہ نہیں کرتی تھیں۔ پھر بھی تمام سعودی عورتیں سر سے پاؤں تک مکمل طور پر پردے کا استعمال کرتی تھیں۔

پہلے مجھے حیرت ہوتی تھی کہ مسلم بہنیں برقع کے اندر آسانی سے کیسے سانس لے سکتی ہیں۔ اس کا انحصار عادت پر ہے جب کوئی عورت اس کی عادی ہو جاتی ہے تو کوئی دقت نہیں ہوتی۔ پہلی بار میں نے نقاب لگایا تو مجھے بڑا مزہ لگا۔ بلکہ انتہائی حیرت انگیز' ایسا محسوس ہوا گویا میں ایک اہم شخصیت ہوں۔ مجھے ایک ایسے شاہکار کی مالکہ کا احساس ہوا جو اپنی پوشیدہ مسرتوں سے لطف اندوز ہو' میرے پاس ایک خزانہ تھا جس کے بارے میں کسی کو معلوم نہ تھا' جسے اجنبیوں کو دیکھنے کی اجازت نہ تھی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریاض میں ابتدائی چند مہینوں تک صرف میری آنکھیں کھلی رہتی تھیں۔ لیکن جب میں نے جاڑے کا برقع بنایا تو اس میں آنکھوں کا باریک نقاب بھی شامل کر لیا۔ اب میرا پردہ مکمل تھا۔ اس سے مجھے یک گونہ آرام ملا۔ اب مجھے بھیڑ میں کوئی پریشانی نہ ہوتی تھی۔ مجھے محسوس ہوا کہ میں مردوں کے لیے غیر مرئی ہو گئی ہوں۔ آنکھوں کے پردے سے قبل مجھے اس وقت بڑی پریشانی ہوتی تھی جب اتفاقیہ طور پر میری نظریں کسی مرد کی نظروں سے ٹکراتی تھیں۔ اس نئے نقاب نے سیاہ عینک کی طرح مجھے اجنبیوں کی گھورتی نگاہوں سے محفوظ کر دیا۔

مجھے مسلمان ہوئے دو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ میرے ماحول اور مذہبی شعور کے ساتھ ساتھ میرا حجاب پانچ بار تبدیل ہوا۔ فرانس میں اپنا مذہب تبدیل کرنے کے فوراً بعد میں نے ہم رنگ فیشن ایبل لباس اور سکارف استعمال کیے۔ سعودی عرب میں اب میں سر سے پاؤں تک مکمل سیاہ نقاب میں پوشیدہ ہوں اس لیے مجھے حجاب کے آسان ترین طرز سے مکمل طرز کا تجربہ ہے۔

کئی سال قبل جب ایک جاپانی مسلمہ سر پر دوپٹہ لگائے ہوئے ٹوکیو کی ایک مسلم تنظیم میں نظر آئی تو جاپانی مسلم عورتوں نے اس سے کہا کہ وہ اپنے لباس کے معاملے میں دوبارہ غور کرے کیونکہ اس طرز کے لباس سے جاپانیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس وقت جاپان میں بہت کم مسلم عورتیں اپنے سروں کو چھپاتی تھیں۔ اب زیادہ سے زیادہ جاپانی عورتیں اسلام قبول کر رہی ہیں اور مشکل حالات کے باوجود سروں تک کو چھپا رہی ہیں۔ وہ سب یہ تسلیم کرتی ہیں کہ وہ اپنے حجاب پر نازاں ہیں اور اس سے ان کے ایمان و یقین کو تقویت ملتی ہے۔

باہر سے حجاب کو دیکھ کر کوئی شخص اس شے کا تصور ہی نہیں کر سکتا جو اس کے اندرون سے مشاہدہ ہوتا ہے۔ ہم اس معاملے کو دو مختلف زاویہ ہائے نظر سے دیکھتے ہیں۔ (۱) غیر مسلم کو اسلام ایک جیل خانہ کی طرح نظر آتا ہے جس میں کسی طرح کی آزادی نہیں ہے۔ لیکن اسلام میں رہ کر ہمیں سکون، آزادی اور ایسی مسرت کا احساس ہوتا ہے جس کو کسی اور شکل سے نہیں سمجھا جا سکتا۔ (۲) ایک پیدائشی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ وہ اسلام کو سب سے بہتر طرز حیات سمجھتا ہے کیونکہ وہ اس سے ابتدا ہی سے واقف ہوتا ہے اور باہر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی دنیا کے کسی اور تجربے کے بغیر وہ بڑا ہوتا ہے۔ میں نے نام نہاد آزادی اور جدید طرز حیات کی دلفریبیوں اور لذتوں کو خیرباد کہہ کر اسلام کا انتخاب کیا ہے۔ اگر یہ درست ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو عورتوں پر ظلم کر رہا ہے تو آج یورپ' امریکہ' جاپان اور دوسرے ممالک میں بہت سی خواتین اسلام کیوں قبول کر رہی ہیں؟ کاش کہ لوگ اس پر روشنی ڈالتے۔

کوئی شخص تعصب کی عینک لگا کر ایسی عورت کے مرتبے کا مشاہدہ کرنے کے لائق نہیں ہو سکتا جو حجاب میں پُر اعتماد' مطمئن' پُرسکون اور باوقار ہو۔ جس کے چہرے پر مظلومیت کا سایہ تک نہ ہو۔ قرآن مجید ان لوگوں کو اندھا کہتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کے منکر ہیں۔ اس طرح ہم واضح کر سکتے ہیں کہ اسلام کو سمجھنے میں غیر مومن کی سمجھ بوجھ ناقص ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ "حجاب" رام پور

جنوری ۱۹۹۷ء)

●.....●.....●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیانگر کی شہزادی

ذیل کا مضمون حکیم خواجہ شوکت علی گیلانی نے قلم بند کیا اور ماہنامہ "ضیائے حرم" لاہور کے شمارہ دسمبر ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا۔

دیانگر کے مہاراجہ اُن چند والیانِ ریاست میں سے تھے جو وضع داری اور مغربی تعلیم کے بظاہر متضاد اوصاف کے حامل تھے۔ ان کے مذہب کو علومِ جدید کی روشنی نے کوئی صدمہ نہیں پہنچایا تھا۔ لہٰذا ان کے لیے نہایت آسان تھا کہ شیلے اور کیٹس کی نظموں کا مطالعہ کرنے کے بعد مندر میں جا کر بت پرستی کریں۔

وہ ویدانت کے عمیق فلسفہ کو اوہام پرستی کے منافی خیال نہیں کرتے تھے اور سپنسر اور برائس کے مقالات پڑھ کر بھی چاترک کے حامی تھے۔ ان کی اکلوتی بیٹی سندر کماری تھی جو اپنے نام کی تفسیر تھی۔ حسنِ صورت کے ساتھ حسنِ سیرت بھی شامل تھا۔ مجسمۂ حسن و معصومیت' جہاں پہنچتی تھی اپنی شعلہ افروز نگاہوں سے لوگوں کے خرمنِ دل کو جلا دیتی تھی۔

یہ مجسمۂ حسن ایک باہوش راجکمار کے قلب کی تسکین کا سامان ہوئی اور شادی کی مقدس زنجیر کی بدولت اس سے وابستہ ہو گئی۔ شہزادہ بھی قسمت سے ویسا ہی ملا جیسا ملنا چاہئے تھا۔ حسین' شریف' سمجھدار' نیک اور مخلص' اس کا دل محبت سے لبریز تھا اور سندر کماری کے دل کے جذبات کو بھی سمجھتا تھا۔ دونوں کو ایک دوسرے کی بدولت جنت حاصل تھی اور ان کی چھوٹی سی دنیا میں کسی چیز کی کمی نہ تھی۔

مگر یہ کب ہوا ہے کہ دو دلوں کو راحت نصیب ہوئی ہو اور تفرقہ پرداز فلک خاموش سے بیٹھا ہو؟ راجکمار اور سندر کماری اسی دنیا کے فانی انسان تھے۔ یہ بھی ان قوانینِ ابدی کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماتحت تھے جن سے کسی کو چارہ نہیں۔ غرض سندر کماری کو راجکمار کی فرقت کا صدمہ سہنا پڑا اور قدرت نے اس کے محبوب شوہر کو اس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا کر دیا۔

سولہ برس کے سن میں ایک پیکرِ حسن و جمال کی بیوگی اور پھر ہندو قانون کے مطابق اس کا مدت العمر ایک زہرہ گداز سانحہ کے رنج والم کے لیے وقف ہو جاتا۔ اب حالت یہ ہے کہ سندر کماری کو دنیا کی کسی چیز سے رغبت نہیں ہے۔ وہ زیب و زینت جو نسوانی حسن کا تتمہ ہے اس کے جسم سے نا آشنا ہے۔ وہ راحتیں جو جوانی کے لیے پیدا ہوتی ہیں وہ اس سے کوسوں دور ہیں۔ اس کے دل کی روشنی تاریکی سے تبدیل ہو گئی اور اب تمام دنیا اس کی نظر میں اندھیر ہے۔ وہ اکثر کہتی ہے اور سچ کہتی ہے کہ کاش میں مر جاتی! مگر موت کی آرزو کا پورا ہونا آسان نہیں۔ آرزو جس چیز کی بھی ہو مدعا کے حصول کو دشوار بنا دیتی ہے۔

وہ غم جو گلا گھونٹتا ہے اور دل میں دھواں پیدا کرتا ہے اکثر انسان کو دنیا کی طرف سے مایوس کر کے ان ابدی حقیقتوں کی طرف متوجہ کر دیتا ہے جن کو ہم روحانیت یا مذہب کہتے ہیں۔ روح دنیا کی مسرتوں سے بیزار ہو کر ان مسرتوں کے اکتساب کی تلاش میں گم ہو جاتی ہے جن کو فنا نہیں۔

سندر کماری نے بھی دنیا کی طرف سے بیزار ہو کر مذہب کی طرف رجوع کیا اور رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ اپنا گھر بار چھوڑ کر بنارس روانہ ہو گئی۔ اس کے ضعیف باپ نے ہر چند کوشش کی کہ اسے کچھ دولت دیدے کہ وقت پر کام آئے یا کچھ اور ایسا بندوبست کر دے کہ اسے تکلیف نہ ہو لیکن اس نے قبول نہ کیا اور کہا کہ "میں دھرم کے لیے باہر نکلی ہوں' بھگتی میں مایا کا کیا کام؟"

راجہ صاحب کو مجبور ہونا پڑا' اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ ان کی بیٹی کا ارادہ کس قدر مضبوط ہے۔ اس کے علاوہ وہ اس کے مذہبی ارادوں میں خلل ڈال کر اپنی عاقبت خراب کرنا نہیں چاہتے تھے۔

دنیا کی وہ مقدس چیزیں جو ہمیں دور سے بہت دل فریب نظر آتی ہیں' اکثر بہت ہی مکروہ اور خراب ہوتی ہیں۔ کتنے راہب ایسے ہیں جو فی الحقیقت راہب ہوں اور کتنے ہادی واقعی ہدایت کا کام کرتے ہیں؟...... جب سندر کماری بنارس پہنچی تو اسے بھی ان تلخ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقتوں کا احساس ہوا۔ اس کے رنج و الم نے اس کی فطری کشش کو کم نہ کیا تھا اور اس کا زاہد فریب حسن اب بھی تارک الدنیا راہبوں تک کو اپنا گرویدہ بنا لیتا تھا۔ وہ بنارس جاتے ہی ایک عجیب کشمکش میں مبتلا ہو گئی۔ اس دنیائے تقدس میں جہاں گناہ کا نام لینا بھی گناہ تھا' سندر رکماری کو ہر در و دیوار سے گناہ کی آواز آنے لگی۔ وہ حیران تھی کہ میں کس مصیبت میں پھنس گئی ہوں۔ اس سرزمین میں جہاں دنیوی کثافتوں سے بالاتر ہونے کی آرزو مند ہوں' میرا امتحان اس قدر شدید کیوں لیا جاتا ہے؟ کیا دنیا نیکوں سے خالی ہے؟ کیا تقدس و رہبانیت کا خاتمہ ہو گیا؟ کیا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو مجھے صحیح ہدایت کرے اور مجھے وہ راستہ دکھا سکے جہاں پہنچ کر میں تمام دنیا کو فراموش کر دوں؟

ایک روز اسی خیال میں مستغرق گنگا کے کنارے ایک تنہا مقام پر بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھوں میں کاشی میں آنے کے بعد سے اس وقت تک کے تمام نظارے پھر گئے۔ اکثر پنڈتوں کی بداخلاقی اور اس کی عصمت کے شدید خطرہ میں پڑ جانے کے تمام واقعات اس کی نظر کے سامنے آ گئے اور اس کی آنکھوں کے سامنے ان پجاریوں کے مقدمہ کی بھیانک تصویر بھی آ گئی' جو معصوم عورتوں کو تہہ خانہ میں رکھتے' ان کی عصمت پر ڈاکہ ڈالتے اور ناجائز بچوں کو مار پھینک دینے کے ہولناک جرائم میں ۱۹۰۳ء میں گرفتار ہوئے تھے۔ اس مقدمہ میں بنارس کے ایک تہہ خانے میں سے تقریباً ستر بچوں کی کھوپڑیاں نکلی تھیں جن کو چھپانے کے لیے مار کر وہاں ڈال دیا گیا تھا۔

اس نے اپنے قلب کی حالت کو دیکھا اور اس پر یہ حقیقت اور بھی واضح ہو گئی۔ اس نے سوچا کہ مجھے بہت اچھی طرح عبادت کرنی چاہیے' شاید اس سے مجھے اپنے نفس پر قابو حاصل ہو جائے اور میں فطرت کے مقابلہ میں کامیاب ہو سکوں۔ لہٰذا وہ تمام مندروں میں گئی اور نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ دعائیں مانگیں کہ دیوتا اسے قدرت پر نہ سہی کم از کم اس کے نفس پر اس کو فتح دلا دیں۔ یہ عمل ایک عرصہ تک جاری رہا' لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا اور سندر رکماری کے شکوک و شبہات ترقی ہی کرتے رہے۔

ایک دن وہ مندر سے نکل رہی تھی' اس نے دیکھا کہ ایک غریب آدمی مندر میں جانا چاہتا ہے لیکن کوئی اسے گھسنے نہیں دیتا۔ جب اس نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھوت ہے اور اگر وہ اندر گھس آیا تو مندر ناپاک ہو جائے گا۔ اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ بے چارہ انسان کیا ان دیوتاؤں کو ماننے والا نہیں ہے؟ پھر دیوتا کے پجاری اسے اپنے معبود تک کیوں نہیں جانے دیتے؟ اس نے قریب جا کر اس شخص سے پوچھا کہ "تو کون ہے؟" اس نے کہا کہ "میں ایک غریب آدمی ہوں' میں دیوتا کے درشن کرنا چاہتا ہوں' لیکن مجھے گھسنے نہیں دیا جاتا کہ میرے جانے سے مندر ناپاک ہو جائے گا"۔ سندر کماری نے پوچھا: "کیا تم انسان نہیں ہو"؟

اس نے جواب دیا: "میں انسان ضرور ہوں لیکن پنڈت کہتے ہیں کہ میرے چھونے سے ہر چیز خراب ہو جاتی ہے۔ جس کھانے کو میں چھو لیتا ہوں اور جس پانی کو میں پی لیتا ہوں' حتیٰ کہ جس چیز پر میرا سایہ بھی پڑ جاتا ہے وہ بھی ناپاک ہو جاتی ہے۔"

سندر کماری زیادہ نہ سن سکی' وہ خیالات میں ڈوب گئی اور وہاں سے چلی گئی۔

چاندنی رات کی روشنی میں بنارس کی عالمگیری مسجد نے ایک خاص دل آویزی اختیار کر لی تھی۔ اس کے بلند میناروں پر ایک سکوت کا عالم طاری تھا اور اس کے گنبدوں کا شکوہ اور بڑھ گیا تھا۔ سندر کماری کھڑی ہوئی اس نظارہ کو دیکھ رہی تھی اور تعجب کر رہی تھی کہ کیا یہ عمارت بھی خود غرضیوں اور نفس پرستیوں کا ویسا ہی مرکز ہے جیسا کہ دوسرے معابد میں دیکھ چکی ہوں۔ وہ جانتی تھی کہ دنیا کی آبادی کا ایک حصہ مندروں سے علیحدہ ہے اور مسجدوں میں جا کر عبادت کرتا ہے۔ اب اس کے دل میں یکا یک یہ خیال آیا کہ اس کے اندر عبادت کا کیا طریقہ ہے؟ اس کے اندر کس کی عبادت ہوتی ہے؟ کیا اس میں وہ لوگ جمع ہوتے ہیں جو میری طرح مندروں سے بیزار ہیں۔

ان خیالات میں مستغرق اپنے وجود سے بے خبر وہ اس جگہ کھڑی رہی اور سوچتی رہی کہ یکا یک اس نے اذان کی آواز سنی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے دیکھا کہ ایک صفائی کرنے والا جھاڑو رکھ کر زینہ پر چڑھا اور مسجد میں داخل ہو گیا۔ سندر کماری کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اب لوگ اس کو روکیں گے' لیکن اسے کسی نے بھی اندر جانے سے منع نہ کیا۔

سندر کماری بہت حیران ہوئی اور وہ بھی مسجد میں داخل ہو گئی اور صحن کے ایک گوشے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹھ گئی۔ حلال خور نے مسجد میں وضو کیا اور نماز میں شریک ہو گیا۔

سندر کماری نے خیال کیا کہ لوگوں نے اسے پہچانا نہیں ہے۔ اگر میں بتا دوں تو یہ مسجد سے نکال دیا جائے گا۔ وہ ہمت کر کے اٹھی۔ مسجد کے اندر گئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بلند آواز سے کہا: "یہ اچھوت ہے اور میرے سامنے جھاڑو دے رہا تھا۔ اس نے مسجد کو خراب کر دیا"۔

حلال خور نے کہا: "میں مسلمان ہوں"۔

مسلمانوں نے اس سے کچھ نہ کہا بلکہ سندر کماری کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تو کون ہے جو اس شخص کو روکتی ہے؟ وہ حلال خور ضرور ہے مگر ہمارا بھائی اور خدا کا پرستار ہے۔ وہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔ اس میں کسی قسم کا حرج نہیں کیونکہ اسلام ایک فطری مذہب ہے۔ اس میں جو شخص داخل ہوتا ہے وہ بھی پاک ہو جاتا ہے۔

سندر کماری کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس نے دل میں سوچا کہ دنیا میں ایسے بھی لوگ ہیں کہ جو اچھوتوں کو برا نہیں سمجھتے۔ لہٰذا اس نے اور جرأت کی اور ایک سفید پوش بزرگ کے پاس گئی جو امام تھے۔ وہ بولی:

"مسجد کے پجاری! مجھے اپنا دیوتا تو دکھاؤ جو سب آدمیوں کو برابر سمجھتا ہے اور کسی سے نفرت نہیں کرتا"۔

انہوں نے کہا: "اس مسجد کے دیوتا کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ وہ ہر شخص کے دل میں ہے صرف عبادت سے نظر آتا ہے۔ وہ ہر چیز کا مالک ہے۔ دنیا کی کوئی چیز اس کے قبضے سے باہر نہیں ہے۔ وہ ایک ہے نہ اس جیسا کوئی ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ تو کون ہے جو خدا کو دیکھنا چاہتی ہے"۔

سندر کماری: "بزرگ انسان! کیا تم اسے پوجتے ہو جسے تم نے کبھی دیکھا نہیں؟"

امام صاحب: "ہاں وہی ایک پرستش کے قابل ہے جس کا ہر چیز پر قابو ہے اور وہ اپنے وجود کے لیے کسی کے دیکھنے کا محتاج نہیں"۔

سندر کماری: "کیا وہ میرے دل کو گناہ سے پاک کر دے گا؟"

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام صاحب: ''اس میں سب طاقت ہے''۔

جس طرح کوئی تاریکی سے نکل کر روشنی میں آ جاتا ہے اور یکایک روشنی کو دیکھ کر اس کی نگاہیں خیرہ ہو جاتی ہیں' اسی طرح راجکماری نے اس مقدس انسان کی پاک نظروں میں کچھ دیکھا اور حیران رہ گئی' لیکن تھوڑی دیر بعد اس نے کہا'' مجھے اپنے پاس رکھو اور اپنے خدا کی باتیں مجھے بتاؤ۔ مجھے تمہاری باتوں سے بہت اطمینان حاصل ہو رہا ہے۔''

امام صاحب نے اس سے کہا: ''تو اپنے عزیزوں سے اجازت لے لے۔ اگر وہ اجازت دیں تو یہاں آ کر مجھ سے پوچھ لیا کر۔ میں کسی اجنبی عورت کو بلا اجازت اپنے گھر میں نہیں رکھ سکتا''۔

سندرکماری نے کہا: '' مجھ بدنصیب کا یہاں کوئی نہیں ہے۔ مجھے آپ کے چہرے میں تقدس کی چمک معلوم ہوتی ہے۔ جوں جوں میں اس پر نظر ڈالتی ہوں مجھے یقین ہو رہا ہے کہ آپ میں کوئی روحانی کشش ہے۔ اس لیے مجھے یقین ہے کہ مجھے اپنی بیٹیوں کی طرح رکھو گے اور میرے شکوک رفع کر کے مجھے اطمینان و نجات کا راستہ دکھاؤ گے''۔

سندرکماری اب امام صاحب کے ساتھ رہنے لگی۔ وہاں اس کے ساتھ عزیزوں کا سا برتاؤ ہوا۔ امام صاحب کی بہو بیٹیاں اسے بہن کہتی تھیں اور وہ یہ محسوس کرتی تھی کہ وہ ایک نئی دنیا میں آ گئی ہے۔ آہستہ آہستہ اس نے توحید کا سبق سیکھا اور اس کے بعد اسلام کی مساوات اور مسلمانوں کے اخلاق کی گرویدہ ہو گئی۔ بالآخر اس نے ایک دن قبول اسلام کی تمنا کی اور اپنی خوشی سے خدائے واحد کی پرستار ہو گئی۔ اس نے یہ اصول بھی معلوم کیا کہ اسلام دین فطرت ہے۔ وہ کسی مرد یا عورت کو فطرت کے خلاف نبرد آزمائی پر مجبور نہیں کرتا۔ چنانچہ جب ایک دن امام صاحب کی بیوی نے اسے نکاح کی تلقین کی تو وہ ان کے الفاظ سن کر حیرت میں رہ گئی۔ اس نے کہا:

'' ہمارے رسولؐ نے فرمایا ہے کہ نکاح میری سنت ہے جو میری سنت سے منہ پھیرے گا وہ ہم میں سے نہیں''۔

سندرکماری کو سادھو کے الفاظ یاد آئے کہ'' فطرت کے خلاف جنگ ناممکن ہے''۔ اور وہ عمیق خیالات میں کھو گئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب راجہ دیاشنکر کو بیٹی کی خبر ملی تو وہ خود بنارس آئے اور انہوں نے بیٹی کو تلاش کیا۔ اس وقت تک وہ مسلمان ہو چکی تھی۔ راجہ صاحب پر اس کا گہرا اثر ہوا' لیکن شفقت پدری غالب آئی اور وہ اس سے محبت سے ملے۔ سندر کماری نے انہیں اس معقول طریقہ پر تمام باتیں سمجھائیں اور اس طرح آپ بیتی سنائی کہ وہ بھی مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ سندر کماری جو اب حسینہ بیگم ہے' اسلامی شریعت کے مطابق اپنے باپ کی جائیداد کی مالک ہوئی اور اس کا عقد باپ کی مرضی کے موافق ایک سید زادہ بیرسٹر سے کیا گیا۔ شادی کے موقع پر راجہ صاحب نے بہت سا روپیہ اسلامی تحریکات خصوصاً تبلیغ کی امداد کے لیے دیا اور کچھ جائیداد اس لیے وقف کر دی کہ حضرت شہنشاہ عالمگیر کی روح کو ثواب پہنچانے کا اہتمام کیا جائے۔ ان کا یہ بھی خیال ہے کہ بنارس کی عالمگیری مسجد میں نومسلموں کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک مدرسہ کھولا جائے۔ نیز نومسلم عورتوں کے لیے ایک آشرم بنایا جائے جس کی نگرانی حسینہ بیگم (سابق سندر کماری) کریں گی۔

●.....●.....●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمہ رحیمہ گرفتھس (انگلینڈ)

(RAHIMA GRIFFITHS)

محترمہ رحیمہ گرفتھس وہ باہمت خاتون ہیں جنہوں نے گزشتہ صدی کے تیسرے عشرے میں اس وقت اسلام قبول کیا جب انگلستان میں ایسی مثالیں بہت کم تھیں اور شاید اس وقت تک کوئی انگریز خاتون مسلمان نہ ہوئی تھی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ان پر کیا گزری' اس کی جھلکیاں اس مضمون میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

چند ماہ پہلے تک میرا تعلق عیسائی مذہب سے تھا' لیکن اللہ کا شکر ہے اس نے اپنے فضل سے مجھے اسلام کو سمجھنے اور قبول کرنے کی سعادت عطا فرما دی۔ اس عنایت پر میں اس کا جس قدر بھی شکر ادا کروں' کم ہے۔

میری عمر چھبیس برس ہے۔ میں لندن کے ایک عیسائی خاندان میں پیدا ہوئی اور اس مذہب پر عیش پرستانہ زندگی گزارنے اور ترقی کی دوڑ میں آگے بڑھنے کی کوشش کر رہی تھی جس پر ہمارے ملک کا بیشتر طبقہ کاربند ہے۔ مذہب عیسوی سے روایتی اور خاندانی وابستگی کی وجہ سے میں چرچ میں چلی جاتی تھی' لیکن میرے ذہن نے عیسائیت کے عقائد کو کبھی قبول نہیں کیا' نہ اس مذہب نے مجھے کبھی سکون سے آشنا کیا۔۔۔ بظاہر ساری سہولتوں کے باوجود زندگی سچے اطمینان اور قلبی راحت سے محروم تھی اور میں ذہنی طور پر اپنے آپ کو خلا میں بھٹکتا ہوا محسوس کرتی تھی۔

دل کو بہلانے کی خاطر میں سیاحت پر چل نکلی اور ۱۹۲۷ء میں مصر پہنچ گئی۔ ایک ٹورسٹ کی حیثیت سے میں نے قاہرہ کی مشہور مسجد محمد علی کو بھی دیکھا۔ میں مسجد کے جلال و

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمال سے بھی متاثر ہوئی اور سب سے زیادہ خوش قسمتی یہ ہوئی کہ مسجد کو ان اوقات میں دیکھنے کا موقع ملا جب لوگ باجماعت نماز ادا کر رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ امیر و غریب پہلو بہ پہلو کھڑے ہیں اور یہاں اس طرح کا کوئی امتیاز نہیں ہے جس طرح کا مظاہرہ چرچ میں نظر آتا ہے' یعنی امیر لوگوں کے لیے الگ نشست گاہیں ہیں اور غریبوں کے لیے الگ ہیں۔ پھر ان لوگوں میں اخلاص اور باہمی محبت کی ایک ایسی فضا دیکھی جس کی کوئی نظیر یورپ کی زندگی میں نظر نہیں آئی تھی۔ اس پر مستزاد یہ کہ اپنے معبود کے لیے ان کا احترام اور خوف بے اختیار دل پر اثر کرتا تھا۔ نماز کے دوران "اللہ اکبر" کی صدا دل و دماغ کو مسحور کیے جاری تھی۔ میں اس سارے منظر کو دیکھ کر ورطۂ حیرت میں ڈوب گئی۔

اس بات کو چار پانچ برس بیت گئے۔ اس بار میں لندن کی ووکنگ مسجد میں چلی گئی اور ایک بار پھر اسی ذہنی کیفیت سے دوچار ہوئی جس سے قاہرہ کی مسجد محمد علی میں ہوئی تھی۔ وہی سکون اور راحت کا غیر معمولی احساس اور وہی اعلیٰ اخلاقی قدروں کا روح پرور نظارہ ..... نماز کے بعد ایک صاحب نے قرآن کی پہلی سورت کے حوالے سے ایک لیکچر دیا اور مجھے پہلی بار اسلام اور قرآن کی تعلیمات کا تعارف حاصل ہوا۔ پتہ چلا کہ یہ سورت دراصل ایک دعا ہے۔ ہر مسلمان کے دل کی دعا' ہر انسان کی دعا..... یہ بھی اندازہ ہوا کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے' اخوت اور محبت اس کا جوہر ہے اور یہ تمام نسلی' لسانی اور علاقائی امتیازات سے بالاتر ہے۔ توحید اسلام کی گویا جان ہے اور خدائے واحد کے سوا کوئی بھی کسی درجے میں عبادت کا مستحق نہیں ہے۔ مسلمان سارے پیغمبروں کی یکساں عزت کرتے ہیں اور اسلام صحیح معنوں میں امن اور اخوت کا علمبردار ہے۔ اسلام کا مطلب ہی امن اور سلامتی ہے۔

عیسائیت اور یورپی اقوام کے حوالے سے مجھے یہ سب کچھ بہت ہی عجیب لگا۔ یہ میرے لیے ذہنی اعتبار سے بالکل نیا تجربہ تھا۔ چنانچہ میں نے تہیہ کر لیا کہ اسلام کے بارے میں مزید معلومات حاصل کروں گی۔ اسلام مجھے ایک قابل عمل مذہب محسوس ہوا اور اندازہ ہوا کہ فکر اور حوصلے کی جو وسعت اسلام میں ہے' اس سے عیسائیت محروم ہے۔ چنانچہ میں نے اسلام کے بارے میں ضروری کتابیں حاصل کیں' قرآن پاک کا ایک نسخہ مسجد سے لی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا اور امام صاحب نے میری رہنمائی شروع کر دی۔ جہاں مشکل پیش آتی میں سوال کرتی' موصوف اس کا شافی جواب دے دیتے اور میں مطمئن ہو جاتی۔ تحقیق و تفتیش کا یہ سلسلہ تین ماہ تک چلا حتیٰ کہ مجھے شرح صدر حاصل ہو گیا اور کلمہ پڑھ کر اعلانیہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئی۔

میرے نزدیک قرآن پاک ہیرے جواہرات کی ایک ایسی کان ہے جو کبھی ختم نہیں ہو گی اور قیامت تک ساری انسانیت کو سیراب کرتی رہے گی۔ یہ لازوال رہنمائی کا ایک ایسا ذریعہ ہے جو انسانی زندگی سے متعلق ایک ایک مسئلے میں رہبری کا فریضہ انجام دیتا ہے اور اس سے وابستہ ہو کر نہ کوئی انسان گمراہ ہو گا نہ اسے کسی پریشانی سے سابقہ پیش آئے گا...... چنانچہ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے اسلام قبول کرنے اور قرآن سے تعلق جوڑنے کے بعد اب میرا دل اتنا مضبوط ہو گیا ہے اور ظاہری اعتبار سے میں ایک ایسے اعتماد سے روشناس ہوئی ہوں کہ کسی مشکل میں پریشانی قریب نہیں آتی۔ قبول اسلام کے نتیجے میں میں بہت سی مشکلات اور ذہنی و عملی آزمائشوں سے دوچار ہوئی ہوں' لیکن اللہ کا شکر ہے گھبراہٹ یا حزن میرے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔ شادمانی اور راحت کی ایک ایسی کیفیت دل و دماغ پر طاری رہتی ہے کہ اسے الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ حالانکہ مجھے دین اسلام کی خاطر ایک معزز اور بھاری مشاہرے کی ملازمت سے ہاتھ دھونے پڑے' لیکن اللہ کا شکر ہے کہ میں حالات سے بددل نہیں ہوئی۔

میں قبول اسلام سے پہلے چرچ آف انگلینڈ کی نگرانی میں چلنے والے ایک ایسے ادارے کی نائب ناظمہ تھی جو لاوارث' بے سہارا بچوں کی پرورش گاہ تھی۔ میں اپنے حلقہ احباب میں بہت ہر دلعزیز بھی تھی' لیکن جونہی میں نے اسلام قبول کیا' گویا بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈال دیا۔ ادارے کے سارے رفقا ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑ گئے اور بہت جلد مجھے ملازمت سے برطرف کر دیا گیا۔ اس ضمن میں ایک "مہذب" ملک کے "مہذب" لوگوں نے میرے ساتھ جو طیرہ اختیار کیا' اس کی جھلکیاں دیکھتے جایئے:

(۱) مسز A اس ادارے کی نگران کمیٹی کی سیکرٹری ہیں انھوں نے کمیٹی کی جانب سے مجھے مندرجہ ذیل خط لکھا:

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈیئر مس کرٹھس!

آج ہی ہاؤس کمیٹی کے ارکان کو یہ سن کر بڑی ہی پریشانی اور بے حد حیرت ہوئی ہے کہ آپ مسلم ازم (MOSLIMISM) میں دلچسپی لے رہی ہیں اور ووکنگ مسجد میں عبادت کرنے اور مذہبی لیکچر سننے جاتی ہیں۔

وضاحت کیجئے کہ کیا یہ خبر درست ہے کہ آپ اسلام سے عملی طور پر وابستہ ہو چکی ہیں؟ اگر ایسا ہے تو کمیٹی آپ کو انتباہ کرتی ہے کہ اس صورت میں آپ کا ہمارے ساتھ چلنا ممکن نہیں رہے گا اور ہمارے لیے یہ امر ناقابل برداشت ہے کہ ہمارے ادارے کا ایک فرد نہ صرف عبادت کے لیے مسجد میں جاتا ہو بلکہ اپنے رفقا کو بھی اپنے عقائد سے متاثر کرنے کی کوشش کرتا ہو۔

میں اس پر اپنی طرف سے مزید اضافہ یہ کروں گی کہ مجھے ذاتی طور پر آپ کا عیسائیت ترک کر کے اسلام قبول کرنا بہت ہی برا محسوس ہوا ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ براہ کرم ساری صورت حال پر سنجیدگی سے غور فرمائیں اور اپنے عقائد پر نظر ثانی کریں۔

آپ کی مخلص:۔

D.C.T.H.

اس خط کے جواب میں میں نے وضاحت کی کہ میرا قبول اسلام کا فیصلہ اٹل اور حتمی ہے۔ اس پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا' لیکن میں حیران ہوں کہ یورپ میں مذہب انسان کا خالص ذاتی معاملہ ہے' پھر اس پر آپ لوگ اس قدر برافروختہ کیوں ہوئے ہیں جبکہ عقیدہ تبدیل کرنے سے نہ تو میری کارکردگی میں فرق آئے گا اور نہ بچوں سے خیر خواہی میں کمی واقع ہوگی۔

میری اس وضاحت کے جواب میں متذکرہ خاتون کا ایک اور خط آیا کہ بلاشبہ مذہب ہر شخص کا ذاتی معاملہ ہے' لیکن ہمارے لیے یہ امر ناقابل برداشت ہے کہ ہم اپنے بچوں کو ایک مسلمان خاتون کے حوالے کر دیں اور وہ انہیں گھٹن کے ماحول میں تنگ نظری کی تعلیم دیتی رہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) مسز B کا تعلق بھی مندرجہ بالا کمیٹی سے ہے۔ وہ راسخ العقیدہ عیسائی ہیں اور پابندی سے چرچ بھی جاتی ہیں۔ جب انہوں نے میرے قبول اسلام کا سنا تو گویا کسی نے ان کے قدموں تلے انگارے رکھ دیے۔ وہ بے اختیار اچھل پڑیں' خوف اور تشویش سے انہوں نے چیخ ماری اور دونوں ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے چلائیں "اف غضب ہو گیا' یہ میں کیا سن رہی ہوں؟ اف خدایا! میں پاگل ہو جاؤں گی۔ اسلام تو مردوں کا مذہب ہے اور ایک مرد نے بنایا ہے۔ یہ تو عورتوں کے لیے نرا عذاب ہے اور پھر اس کا تعلق خالص رنگ دار نسلوں سے ہے۔"

(۳) محترمہ C بھی کمیٹی کی رکن ہیں۔ وہ کئی سال تک بنگال میں مقیم رہی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جس علاقے میں وہ رہتی تھیں' وہاں کے مسلمان اچھے کردار کے لوگ نہیں تھے یقیناً وہ غیر معمولی حد تک دیانت دار تھے' لیکن عادتاً جھوٹ بھی بولتے تھے۔ وہاں عورتوں سے جانوروں کا سا سلوک کیا جاتا تھا۔ مرد اپنی ماں' بہنوں اور دیگر رشتے داروں کی عزت کرتا تھا' لیکن اپنی بیوی کی ذرا پروا نہیں کرتا تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ ان کی مقدس کتاب 'قرآن' انہیں یہی تعلیم دیتی تھی۔

میں نے ان خاتون کی متضاد باتوں پر بحث کرنا مناسب نہ جانا' تاہم قرآن سے متعلقہ حصوں کا ترجمہ پڑھ کر سنایا جن میں بیویوں کے حقوق پر خصوصی زور دیا گیا تھا' لیکن جھوٹ واشگاف ہونے پر بھی انہوں نے کسی شرمندگی کا اظہار نہ کیا۔

(۴) مسٹر D اس کمیٹی کے مرد رکن ہیں۔ وسیع المطالعہ' عالم فاضل آدمی ہیں۔ ایک مشہور پبلک اسکول کے ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر ہیں۔ جب انہوں نے میری تبدیلی مذہب کا سنا تو انہوں نے گوہر افشانی فرمائی" جہاں تک میں جانتا ہوں یہ مسلمان لوگ تو بس جنت کے تصور میں مگن رہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ وہاں ان کے لیے جنسی عیش و عشرت کے لامحدود مواقع مہیا کیے جائیں گے۔ حالانکہ فطری جسمانی خواہشات تو موت کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہیں' آخرت کے حوالے سے ان کے بارے میں سوچنا ہی احمقانہ بات ہے۔

(۵) مسٹر E ایک پادری ہیں۔ انہیں اس لیے بلوایا گیا تھا کہ وہ مجھے قائل کر کے دوبارہ آبائی مذہب پر لے آئیں۔ موصوف نے بڑے دکھ بھرے لہجے میں میری مزدلف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی" کیا تمہیں احساس ہے کہ تم نے کتنا خوفناک اقدام کر دیا ہے۔ یہ تو اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھودنے والی بات ہے۔ اس طرح تو تم نے یسوع مسیح کا انکار کر دیا ہے"۔

"ہرگز نہیں" میں نے جواباً کہا "میں اب بھی جناب مسیح کا احترام کرتی ہوں اور ان کے ساتھ جناب موسیٰ اور دیگر سب پیغمبروں کا بھی...... لیکن میں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا آخری نبی مانتی ہوں"۔

"تو گویا تم مسیح کو موسیٰ کے برابر قرار دیتی ہو"؟ پادری نے اعتراض کیا۔

"جی ہاں۔ اسلامی نقطۂ نظر سے سارے پیغمبر یکساں لائق عزت ہیں..... اور یہ تو آپ جانتے ہیں کہ جناب موسیٰ نے ہی وہ خدائی احکامات (commandmnents) مہیا کیے تھے جو حضرت عیسیٰ نے بھی اختیار کر لیے اور اگر عیسائی ان کی پابندی کرتے رہتے تو گمراہ نہ ہوتے"۔

"لیکن حضرت عیسیٰ الوہیت کا درجہ رکھتے ہیں۔ انہیں حضرت موسیٰ پر فوقیت حاصل ہے۔ وہ خدا کے بیٹے ہیں"۔ پادری نے کہا۔

میں نے اس دعوے کا ثبوت مانگا جو پادری کے پاس نہ تھا۔ اس کے برعکس میں نے باقاعدہ بائبل کا حوالہ دیا جس میں جناب مسیح اعتراف کرتے ہیں کہ میں "انسان کا بیٹا ہوں"۔

لاجواب ہو کر پادری صاحب کہنے لگے: "کیا آپ عبادت کرتی ہیں"؟

"جی ہاں"

"کس کی"؟

خدائے وحدہٗ لاشریک کی"

"آپ کالے لوگوں کے ساتھ کیسے کھڑی ہوتی ہیں؟ کیا آپ کے احساس پر چوٹ نہیں لگتی"۔

"رنگ سے کیا فرق پڑتا ہے"۔ میں نے جواب دیا "وہ عقیدے کے اعتبار سے میرے بھائی ہیں۔ دراصل یہ صرف اسلام ہے جو عالمگیر اخوت اور مساوات کا درس دیتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے۔ آج کی عیسائیت اس سے محروم ہے"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶) مسز F اس ادارے کی سربراہ تھی جس سے میں وابستہ تھی۔ میری بہت ہی مخلص اور گہری دوست تھی' لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے اس کی دوستی سے محروم ہونا پڑا۔ اس نے صاف بتا دیا کہ میں نے یہ حرکت کر کے اپنے آپ کو انتہائی پستیوں میں گرا دیا ہے اور اب اس کے دل میں میرے لیے ذرا بھی عزت نہیں رہی۔ اس نے سوال کیا "کیا تم ذہنی طور پر ان کالے لوگوں کے مقابلے میں اپنے آپ کو برتر و اعلیٰ نہیں سمجھتیں جن کے تم برابر کھڑا ہونے کی کوشش کر رہی ہو؟"

"نہیں ایسا نہیں" میں نے جواب دیا "خدا کا شکر ہے میں کبھی بھی منفی قسم کے احساسِ برتری میں مبتلا نہیں رہی"۔ میں نے جواب میں کہا۔

میری اس دوست نے بھی اسلام کے خلاف دل کا غبار خوب نکالا اور سنی سنائی بے بنیاد باتیں کرتی رہی۔ "اسلام تو صرف ہندوستانیوں کا مذہب ہے اور قرآن تو جنسی موضوعات کے گرد گھومتا نظر آتا ہے۔ اسلام میں بظاہر کچھ خوبیاں بھی ہیں لیکن اس کی مثال ایسے خوبصورت گردپوش کی ہے جس میں بہت سی گندی چیزیں ملفوف کی گئی ہوں۔ اسلام کا ذکر آتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے منہ میں بلغم آ جائے۔ اس میں فریب اور عیاری کے سوا کچھ نہیں۔ اس میں عورتوں کے ساتھ بڑا بھیانک سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ ایک ایک شخص کئی کئی شادیاں کرتا ہے گویا زناکاری کو تقدس کا رنگ دے دیا گیا ہے......"

میں اس یاوہ گوئی پر اسے تک تک دیکھتی رہی۔ اس کے اول فول کا کیا جواب دیتی۔ پورا یورپ ہی اسلام کے بارے میں غلط بیانی اور جہالت میں مبتلا ہے۔

(۷) مس G سے بھی میرے گہرے مراسم تھے۔ اس نے تبدیلی مذہب کا سنا تو دوسروں کی طرح وہ بھی سیخ پا ہوئی اور اس نے مجھے گالیوں اور کوسنوں سے بھرا ہوا خط لکھا اور جہالت کی بنیاد پر اسی طرح کی الزام تراشی کی جیسی مسز F کر چکی تھی۔ چند سطور ملاحظہ ہوں:

"تم نے اسلام قبول کر لیا' بہت ہی گھٹیا حرکت کر ڈالی۔ میں تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ تم اخلاقی اعتبار سے اس قدر گر جاؤ گی۔ میں نہیں سمجھتی کہ تمہیں اسلام میں کیا دلکشی نظر آئی۔ یہ خالص مشرقی مذہب ہے اور کسی تعلیم یافتہ یورپی عورت کے لیے ڈوب مرنے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مقام ہے کہ وہ اسے اختیار کرے۔ بھلا کیا مقابلہ ہے قرآن کا انجیل مقدس سے۔ ذرا غور کرو محمد کا خدا ایک جابر و قاہر بادشاہ کے روپ میں سامنے آتا ہے۔ جبکہ جناب مسیح کا خدا باپ کی حیثیت رکھتا ہے۔ محمد کا کہنا ہے کہ وہ پیغمبر ہے جب کہ جناب مسیح کہتے ہیں کہ ''میں باپ کی طرف سے آیا ہوں اور دنیا کو چھوڑ کر باپ ہی کی طرف جارہا ہوں''۔ ان باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسیح کا درجہ پیغمبر سے بہت اونچا ہے اور وہ دراصل انسانی جسم میں خدا تھے۔

میں اخلاقی اعتبار سے اسلام کے گھٹیا کردار کا ذکر کیا کروں؟ اس سے ساری دنیا واقف ہے۔ اس مذہب میں خصوصاً عورت کا درجہ بہت ہی پست ہے اور قرآن تعدد ازدواج اور غلامی پر برملا زور دیتا ہے۔ تلوار کے زور پر تبدیلی مذہب کی تاکید کرتا ہے اور کھلم کھلا ہوس رانی پر عمل پیرا ہے''۔

غرض کیا بتاؤں اسلام قبول کرنے کے بعد مجھ پر کیا بیتی۔ سب سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ تھی کہ یہ لوگ بظاہر تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود اسلام کے بارے میں بہت ہی غلط اور سطحی باتیں کرتے تھے اور ان میں بعض الزامات تو اتنے مضحکہ خیز اور بودے تھے کہ میں ان کا ذکر کرنا پسند نہیں کرتی۔ مزید صدمہ اس بات کا ہے کہ یہ لوگ جواب میں اسلام کے بارے میں کوئی بات سنتے نہیں تھے۔ یوں لگتا تھا کہ انہوں نے اپنے دل کی آنکھیں اور کان سختی سے بند کر رکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس ساری مخالفانہ مہم کے باوجود میں اپنے دین پر قائم ہوں اور مکمل مطمئن و مسرور ہوں۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رقیہ راشد

(جرمنی)

جرمنی کی ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون اریکہ سیلٹرٹ نے اسلام قبول کیا اور شادی کے بعد کراچی میں مقیم ہوئیں' تو مقامی خواتین نے ان کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی۔ اس تقریب کی روداد عشرت جہاں احمد نے مرتب کی اور رام پور (بھارت) کے رسالہ "ذکریٰ" (مارچ ۱۹۸۲ء) میں شائع ہوئی۔

برلن یونیورسٹی میں زیر تعلیم ایک جرمن لڑکی اریکہ سیلٹرٹ سوشل سٹڈیز آنرز کی طالبہ تھی۔ وہ لڑکپن ہی سے اپنے ماحول سے بیزار تھی۔ اسے مغرب کی خیرہ کر دینے والی چمک دمک اور ننگ دھڑنگ "مہذب" معاشرہ سے ہمیشہ کراہت محسوس ہوتی تھی۔ وہ آزادی حقوقِ نسواں کے نام پر ملنے والی بے حیائی' عزت و ناموس کو کھلونا سمجھنے والی اور پھر انسانیت کی معراج پا لینے کا دعویٰ کرنے والی تہذیب سے انتہائی نالاں و پریشان رہتی تھی۔ اریکہ سیلٹرٹ کو پاکیزگی کی تلاش تھی' وہ سچائی اور حق پرستی کی طلب گار تھی' مہذب اور مساوات سے پُر انسانیت حاصل کرنا چاہتی تھی۔ وہ حقائق کی تلاش میں سرگرداں' طرح طرح کی کتب کا مطالعہ کرتی رہتی تھی۔ ایسے میں اسے مولانا مودودیؒ کی کتاب "دینیات" (انگریزی ترجمہ) مل جاتی ہے۔ وہ اس کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کرتی ہے اور پھر اس کے اندر کا انسان جو مسلمان پیدا کیا گیا ہے ایک دم جاگ اٹھتا ہے۔ اس کی روح میں تھرتھراہٹ ہونے لگتی ہے۔ وہ بے چینی سے مختلف کتابوں کا مطالعہ کرتی ہے۔ اسلامی لٹریچر اس کی دلچسپی کا مرکز بن جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اریکہ سطرٹ حق کی تلاش میں پاکستان کا مطالعاتی دورہ کرتی ہے اور پھر لندن میں اس کی ملاقات مولانا نثار احمد سے ہوتی ہے۔ ان کے ذریعہ اریکہ کو مزید رہنمائی ملتی ہے۔ اس کے بعد وہ زندگی کا سب سے بڑا اور اہم فیصلہ کرتی ہے۔

۲۶ دسمبر ۱۹۸۱ء کو سپارک بروک اسلامک سنٹر برمنگھم (انگلینڈ) میں منعقدہ ایک تقریب میں اریکہ سطرٹ کلمہ حق لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ روح کی تمام تر گہرائیوں کے ساتھ قبول کر کے رقیہ بن جاتی ہے۔ وہ جرمن لڑکی اپنے ماضی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رشتہ کاٹ لیتی ہے۔

مولانا نثار احمد ساری تحفظ فراہم کرنے کے لیے اپنے بھتیجے راشد زبیر سے رقیہ کا نکاح کر دیتے ہیں۔ رقیہ راشد آج کل کراچی میں اپنی سسرال میں مقیم ہیں اور انھیں دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ نو مسلم خاتون ہے جسے اسلام قبول کیے صرف تین ماہ کا عرصہ گزرا ہے۔

رقیہ راشد سے تعارف کے سلسلے میں ۳۰ دسمبر ۱۹۸۱ء کو ادارہ فلاح خواتین لانڈھی کورنگی کے زیر اہتمام ایک پروگرام منعقد کیا گیا جس کی مہمان خصوصی رقیہ راشد تھیں۔

وقت کی انتہائی پابندی کرتے ہوئے رقیہ ٹھیک گیارہ بجے اپنی ساس بیگم مولانا عبدالحق کے ساتھ سیاہ برقعے میں تشریف لے آئیں۔ ادارے کی تمام خواتین اپنی اس نئی بہن کے استقبال کے لئے موجود تھیں۔ پارہ بجے تک رقیہ سے سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ ظہرانے کے بعد نماز ادا کی گئی۔ پھر چائے سے فارغ ہو کر تین بجے سہ پہر اجتماع عام شروع ہوا۔ جس میں راولپنڈی سے تشریف لانے والی مہمان محترمہ رضیہ راشد نے سورہ بقرہ کے رکوع نمبر ۲ کا درس دیا۔ آپ نے فرمایا کہ شرک وہ گناہ عظیم ہے کہ جس کی بخشش کی کوئی صورت نہیں ہے اور یہی وہ گناہ عظیم ہماری رگ رگ میں سرایت کرتا جا رہا ہے۔ آج شرک کا یہ عالم ہے کہ جگہ جگہ قبروں کو مزارات کی صورت میں پوجا جا رہا ہے۔ ان سے حاجتیں طلب کی جا رہی ہیں۔ زور و گران بند عمارتوں سے اپنے دکھڑے بیان کیے جا رہے ہیں۔ کہیں قومی رہنماؤں کی قبروں کو سلامی دی جا رہی ہے تو کہیں یادگاروں پر عقیدت کے پھول نچھاور ہو رہے ہیں۔ شرک اگر یہ نہیں تو اور کیا ہے؟

درس قرآن کے بعد ادارے کی ایک خاتون بیگم منظور اقبال صاحبہ نے رقیہ کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگریزی میں خوش آمدید کہتے ہوئے ایک حدیث انگریزی ترجمے کے ساتھ سنائی۔ اس کے بعد شمیم صاحبہ اور عشرت جہاں احمد نے ان کی جرأت' جذبۂ جہاد اور ہجرت پر انگریزی میں خراج تحسین پیش کیا۔

آخر میں محترمہ رقیہ راشد صاحبہ نے انگریزی میں اپنے خیالات اور احساسات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: خواتین کے اتنے بڑے مجمع کو دیکھ کر میں بہت خوش ہوئی ہوں اور خدا کا احسان مانتی ہوں کہ اس نے مجھے آپ لوگوں کی برادری میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ میں یورپ میں پروان چڑھی۔ جرمنی میرا ملک تھا جہاں اللہ کا نہیں انسانوں کا قانون چلتا ہے' وہاں مادی خیالات کا دور دورہ ہے۔ پاکستان میں یہ دیکھ کر افسوس ہوا کہ یہاں کے لوگ یورپ سے بہت متاثر ہیں' انہیں فرض شناس سمجھتے ہیں' اپنی روزمرہ کی زندگی میں ان کی نقل کرتے ہیں۔ حالانکہ فرض شناس تو وہ ہیں جو اللہ کے فرائض ادا کرتے ہیں اور نقل صرف اس کی واجب ہے جو مکمل انسان ہے اور نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر مکمل شخصیت اور کس کی ہو سکتی ہے؟

یورپ میں اخلاقی زوال کا یہ عالم ہے کہ ہر شخص اپنے بارے میں سوچتا ہے۔ شادیاں اپنی پسند سے کرتے ہیں اور جب ایک دوسرے سے دل بھر جاتا ہے تو علیحدگی اختیار کر کے کسی اور کو پسند کر لیتے ہیں۔ بچوں کو اپنے عیش و آرام اور آزادی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی پیدائش کے سلسلے میں طرح طرح کی روک تھام کرتے ہیں۔ عورتیں سروس کے سلسلے میں دن بھر گھر سے باہر رہتی ہیں تاکہ عیاشیوں کے لیے زیادہ سے زیادہ دولت حاصل کر سکیں۔ بچے جلد ہی والدین سے اکتا جاتے ہیں اور گھر چھوڑ کر اپنی اپنی مرضی سے رہتے ہیں اور لڑکے اور لڑکیاں اکٹھے رہنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے۔ وہاں ایک دوسرے پر بالکل بھروسہ نہیں کیا جاتا۔ کسی کو کسی پر اعتماد نہیں ہے۔ بس دولت ہی ان کے نزدیک خدا ہے۔ دولت ہی سب سے بڑا رشتہ ہے۔ یورپ میں ہر شخص اکیلا ہے۔ فیملی سسٹم بالکل تباہ ہو چکا ہے۔ جرائم' تشدد اور آبروریزی عام ہے۔ یورپ میں اگرچہ عیسائیت ہے لیکن لوگ اپنے مذہب سے بالکل بیگانہ ہو چکے ہیں۔ دنیا کی آسائشوں اور عیاشیوں کو ہی اصل زندگی تصور کرتے ہیں۔ ان کے یہاں آخرت کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی تصور نہیں ہے۔ معاشرتی و روحانی ابتری کا یہ عالم ہے کہ عورت عورت سے شادی کرتی ہے اور مرد مرد سے۔

میں نے یہاں کئی ٹی وی پروگرام دیکھے ہیں۔ پاکستانی تہذیب میں یورپی رنگ نظر آتا ہے اور یہ ایک اسلامی ملک کا میڈیا نہیں لگتا۔ خصوصاً اشتہارات دیکھ کر بالکل یورپ کا گمان ہوتا ہے۔

ٹی وی پر دکھائی جانے والی انگریزی فلموں میں جو کچھ دکھایا جاتا ہے وہاں ایسا بالکل نہیں ہے۔ نہ فیملی سسٹم ایسا ہے اور نہ ہی فرض شناسی، ہمدردی اور انسانیت اسی طرح ہے جس طرح فلموں میں پیش کی جاتی ہے۔ یورپ میں ہر شخص آنکھوں کے زنا میں مبتلا ہے کیونکہ وہاں عورت تقریباً ننگی ہو چکی ہے۔ وہ سور کھاتے ہیں اور سور جیسی خصلتوں اور بدمستیوں کا شکار ہیں۔

اس کے برعکس اسلام حقیقت سے پُر ایک سیدھا راستہ دکھاتا ہے..... اسلام زندگی کے راستوں کو سنوارتا ہے۔ خاندانی زندگی اسلامی معاشرت کا بنیادی یونٹ ہے۔ اسلام میں خصوصی طور پر خواتین کا بہت احترام ہے۔ اسلام میں خواتین اور بچوں کو خاص تحفظ حاصل ہے اور مسلمان خواتین بچوں کو خدا کی نعمت سمجھتے ہوئے ان پر خصوصی نظر رکھتی ہیں اور اپنے بچوں کو تحفظ فراہم کرتی ہیں۔

مسلمان خواتین کو بلاضرورت گھر سے باہر نکلنے سے منع کیا گیا ہے اور باہر نکلنے کی صورت میں پردہ لازم ہے۔ خواتین کی عزت و ناموس کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے۔ عورت کی معاشی ذمہ داریاں مرد کے کاندھے پر ہیں اور گھر میں مرد کی دیکھ بھال عورت کے ذمے ہے۔ اسلام نے دکھ درد کو بانٹ دیا ہے جب کہ یورپ میں ہر شخص اپنے دکھ درد سمیت اپنا بوجھ آپ اٹھائے پھرتا ہے۔ کوئی کسی کا پرسانِ حال نہیں ہے۔ میرے احساسات اسلام کے بارے میں بہت اچھے ہیں۔ میں قبولِ اسلام کے بعد اپنے آپ کو آزاد اور مطمئن محسوس کرتی ہوں۔ اسلام نہ صرف دنیا میں امن چاہتا ہے بلکہ آخرت میں بھی سلامتی کی خوشخبری دیتا ہے۔

آخر میں اپنی پاکستانی بہنوں کے لیے میرا پیغام ہے کہ آپ قرآن کا زیادہ سے زیادہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم حاصل کریں اور بچوں کی پرورش دینی خطوط پر کریں۔ عورت مرد اسلامی معاشرے کی تعمیر کے ذمہ دار ہیں۔ آج کل سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ والدین اپنی اولاد کے لیے اچھا نمونہ نہیں بنتے' وہ خود اسلام سے نابلد ہیں اور ہر لمحہ یورپ کی زندگی پر نظر رکھتے ہیں حالانکہ ہمیں یورپ کی زندگی پر گہری تنقیدی نظر رکھنی چاہیے۔ اکثر پاکستانی کہتے ہیں کہ یورپ چھوٹی جنت ہے' لیکن میں کہتی ہوں کہ یورپ چھوٹا جہنم ہے اور پاکستان چھوٹی جنت ہے۔ (یہ جملہ رقیہ نے اردو میں ادا کیا جو ان کے منہ سے بہت بھلا لگ رہا تھا)

ہمیں وہ راستہ نہیں اپنانا چاہیے جو ہمارا نفس ہے۔ یہ راستہ اللہ سے دور اور شیطان سے قریب کرتا ہے۔ مسلمانوں کی اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ مادی خیالات صرف شیطان تخلیق کرتا ہے جو ہمارا سب سے بڑا دشمن ہے۔

محترمہ رقیہ راشد کے بعد رقیہ صاحبہ نے دعا فرمائی کہ اللہ رب العزت ہماری اس بہن کو اسلام کی راہ میں استقامت' حوصلہ اور صحت عطا فرمائے اور ہمیں اسلامی نمونہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

●—●—●

WWW.Only1or3.com
WWW.OnlyoneOrThree.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمہ روضہ گورڈن ایمن

(انگلینڈ)

میرا تعلق انگلینڈ سے ہے۔ میرے والدین عقیدے کے اعتبار سے سکاٹش پریسبائیٹرین چرچ (scottish presbyterian shurch) سے وابستہ تھے اور مجھے بھی اسی میں بپتسمہ دیا گیا' لیکن وہ مذہبی ہوتے ہوئے بھی تنگ نظر نہ تھے۔ وہ اکثر و بیشتر ہمیں نصیحت کرتے کہ دوسرے مذاہب اور ان کے پیروکار بھی قابلِ احترام ہیں اور یہ کہ چرچ سے باہر بھی اتنے ہی لوگ اچھے ہیں جتنے کہ اس کے اندر اچھے ہیں۔ برداشت اور درگزر میرے والدین کے کردار کا بڑا ہی روشن پہلو تھا۔

لیکن عجیب بات ہے کہ گرجا گھروں کی فضا اور وہاں بت تراشی کے مختلف مناظر مختلف کہانی بیان کرتے تھے۔ مثال کے طور پر چارٹرز (CHARTERS) کیتھڈرل کے عظیم الشان مغربی دروازے کے اندر بعض بُت اپنی نزاکت اور حسن کے اعتبار سے وجدان میں نرمی اور شیرینی کا احساس پیدا کرتے۔ جب کہ وہیں پر ایسے خوفناک کریہہ الصورت بُت بھی تھے جن سے مضحکہ خیز' نفرت انگیز کہانیاں منسوب تھیں یعنی خوفناک شیطانوں کی کہانیاں جو بے خبروں کی گھات میں ہیں یا پھر بدشکل' سور نما انسان جو عیسائیت کی سرزمین سے دور ہیں اور انہوں نے خدا کی زمین کو ظلم اور گناہ سے آلودہ کر رکھا ہے۔ اشارہ اہلِ اسلام کی جانب تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ یورپ کا مذہبی اور غیر مذہبی ماحول خصوصاً اسلام کے خلاف نفرت اور بغض کا پرچار کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ کلاس روم میں اور عام کتابوں میں اس امر کا کھلم کھلا پرچار کیا جاتا ہے کہ اسلام توہم پرستی پر مبنی دیوی دیوتاؤں پر مشتمل ایک ایسا مذہب ہے جو جہالت اور وحشت کا مرکب ہے۔ اس کے ساتھ ہی مجھے گرجے اور کلاس روم میں یہ درس دیا گیا کہ عیسائیت ہی دراصل حقیقی آسمانی مذہب ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پھر تمام ایسے چرچ جو عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں' ان میں چرچ آف انگلینڈ ہی صحیح ترین ہے۔ اس کے سوا باقی سب باطل ہیں۔

لیکن تعلیم کی مختلف منزلیں طے کرتے ہوئے جب میں یونیورسٹی کے درجے تک پہنچی اور میرا شعور بھی پختگی کی طرف بڑھنے لگا تو میرے ذہن میں عیسائیت کے بارے میں مختلف سوالات پیدا ہونے لگے..... لیکن سچی بات ہے کہ ان کا اظہار کرتے ہوئے میں خوف محسوس کرنے لگی۔ مجھے حضرت مسیح اور ان کی تعلیمات سے محبت تھی لیکن یہ کہانی میرے لیے بڑی تکلیف دہ اور حیران کن تھی کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو عام انسانوں کے گناہوں کے بدلے قربان کر ڈالا اور یوں ایک پاکباز بے گناہ انسان کو ناحق اذیت بھی دی اور بنی نوع انسان کو آزادی فراہم کر دی کہ اب وہ جو چاہیں کرتے رہیں' ان کے گناہوں کا کفارہ ادا ہو گیا ہے۔

پھر میں سوچتی تھی کہ اگر مسیح کو معلوم تھا کہ وہ مقدس ہیں تو پھر ایک عام آدمی کے مقابلے میں جو اپنے بھائی بندوں یا اعلیٰ انسانی مقاصد کی خاطر اپنی زندگی نثار کر دے' ان کا مصلوب کیا جانا کس طرح غیر معمولی نوعیت کی قربانی ہو سکتی ہے؟ مثال کے طور پر پیٹر (peter) کا روم میں مصلوب کیا جانا مجھے زیادہ متاثر کن محسوس ہوا۔ وہ ایک عام انسان تھا' لیکن اس نے عیسائیت کو قبول کیا اور جنت کی خاطر پھانسی چڑھ گیا۔ زیادہ حیرت اور تشویش مجھے اس وقت ہوئی جب میں نے golden bough پڑھی اور دیکھا کہ عیسائی عقاید کس طرح قبل مسیح کی مشرک اقوام کے تہواروں سے گڈمڈ ہو کر رہ گئے ہیں۔ وہ فصل پکنے کے مواقع پر جو میلے ٹھیلے منعقد کرتے اور دیوتاؤں کے حضور عقیدت کا اظہار کرتے تھے (fertility festivals) بالکل وہی کچھ حضرت مسیح کے نام لیواؤں نے اختیار کر لیا تھا..... عیسائیت کے ان عقاید اور تاریخی اعتبار سے ان کا غیر معتبر ہونا' نتیجہ یہ کہ اپنے آبائی مذہب پر میرا ایمان بری طرح ڈگمگا گیا اور میں ہی نہیں' بلکہ یونیورسٹی میں طلبہ و طالبات کی اکثریت محض برائے نام عیسائی تھی' فکری و نظری اعتبار سے وہ دہریت سے زیادہ قریب تھے۔

لیکن اللہ کا شکر ہے کہ میں مذاہب کا تقابلی مطالعہ کرتی رہی اور اس سلسلے میں ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستانی لڑکی عقیلہ بر لاس کے طرز عمل نے مجھے بڑا متاثر کیا۔ وہ اپنے مذہب کے بارے میں بات کرتی، تو میرا شعور اس کی تائید کرتا ہوا نظر آتا۔ عقیلہ کا مجموعی رویہ اور کردار بھی باوقار اور متاثر کرنے والا تھا۔ چنانچہ ''انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن'' میں میں نے اپنی گفتگو کے لیے جس موضوع کا انتخاب کیا وہ اشاعت اسلام کے ابتدائی زمانے کے بارے میں تھا۔ اس حوالے سے تحقیق و جستجو کی تو میری معلومات میں خاصا اضافہ ہوا۔ اسلام مجھے توحید اور دینی وحدت کا پرچار کرتا ہوا نظر آیا۔ اس کا یہ دعویٰ کہ موسیٰ، عیسیٰ اور محمدؐ سب خدا کے پیغمبر تھے اور ایک ہی پیغام کے علمبردار تھے، مجھے بہت ہی معقول اور قابل قبول دکھائی دیا۔

اس زمانے میں مجھے پروفیسر ایڈورن۔ ای کی کتاب ''اسلام ایک تعارف'' نے بھی متاثر کیا۔ اس کتاب میں انہوں نے سورہ اخلاص کے حوالے سے جو باتیں تحریر کیں، میں ان سے بڑی متاثر ہوئی۔ وہ لکھتے ہیں:

(۱) اسلام خدا کی وحدت کا دعویٰ کرتا ہے۔ یعنی وہ واحد و یکتا ہے، کوئی اس کا شریک و سہیم نہیں...... جب کہ عیسائیت میں حضرت مسیح کو الوہیت کے منصب پر بٹھا دیا گیا ہے اور قدیم نسطوری (nestrorian) عقاید کے مطابق وہ بیک وقت خدا بھی ہیں اور انسان بھی۔

(۲) اسلام کا پیغام ساری انسانیت کے نام ہے جس سے انسان کی وحدت کا اشارہ ملتا ہے۔

(۳) اسلام تحمل اور بردباری کا پرچار کرتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ مسلمانوں نے عیسائیوں کے مقابلے میں ہمیشہ انسانی احترام اور برداشت کا مظاہرہ کیا ہے۔ عیسائی اقوام نے سپین، سسلی اور فلسطین میں مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا، وہ بڑا ہی غیر انسانی تھا، جب کہ مسلمانوں نے ہر جگہ، ہر دور میں یہودیوں اور عیسائیوں سے رواداری، درگزر بلکہ سرپرستی کا انداز اختیار کیا۔ مسلمانوں نے قرآنی احکامات کے مطابق انسانی وحدت کو تسلیم کیا اور اس کا عملی مظاہرہ کیا۔

(۴) اسلام عقل کو متاثر کرتا ہے اور علم کے حصول پر زور دیتا ہے۔ قرآن میں بہت سی آیات ہیں جن میں مظاہر فطرت اور آثار کائنات پر غور و فکر کرنے کی دعوت گئی ہے۔ دن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رات کا تغیر و تبدل، چاند اور سورج کا کردار، موسموں کا الٹ پھیر، بے شمار مخلوقات، درخت، پھل، اجناس، غرض مشاہدے میں آنے والی ایک ایک چیز دیکھنے والے کو دعوت فکر دیتی ہے اور اپنے خالق کی بے پناہ مہارتِ فن کی نشاندہی کرتی ہے...... اس حوالے سے دیکھیں تو خود انسان خدا کا بے مثل شاہکار ہے، اور ایک ماں کی حیثیت سے میں تین بار اس تجربے سے گزر چکی ہوں۔ سائنس کی طالبہ رہ چکی ہوں۔ اس لیے جانتی ہوں کہ رحم میں بچے کی نشوونما کیسے ہوتی ہے۔ اس کی پیدائش، اس کی پہلی چیخ، ماں کی چھاتی سے اس کا غذا حاصل کرنا، اس کی بعد ازاں پرورش اور وہ تمام خوشگوار آوازیں اور معصوم حرکتیں مجھے خداوند تعالیٰ کی رحمتوں اور عظمتوں کی یاد دلاتی ہیں۔

کرسٹوفر رن (christopher waren) وہ عظیم انجینئر اور ماہر تعمیرات تھا جس نے لندن کے بہت سے گرجا گھروں کو ڈیزائن کیا۔ سینٹ پال کیتھڈرل اس کا شاہکار ہے۔ اس نے وفات پائی اور کیتھڈرل ہی میں اسے دفنایا گیا، تو اس کے مرقد کی لوح پر یہ عبارت کندہ کرائی گئی "اگر تم اس کی یادگاریں دیکھنا چاہتے ہو تو اپنے اردگرد دیکھو"۔ یہ بات ایک مردہ آرکیٹیکٹ پر اتنی صادق نہیں آتی، جتنی خدائے زندہ اور رب حی وقیوم پر منطبق ہوتی ہے۔ ہم دل کی آنکھیں کھول کر اپنے اردگرد جس طرف بھی دیکھیں گے، جس چیز کا جائزہ لیں گے، اس میں لازماً اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور صنعتوں کا کمال نظر آئے گا...... اور قرآن جگہ جگہ اس امر کی دعوت دیتا ہوا نظر آتا ہے۔

میں اسے اپنی خوش نصیبی ہی قرار دوں گی کہ دوسری جنگِ عظیم کے بعد مجھے مصر جانے کا اتفاق ہوا۔ اسلام سے تو میں متاثر تھی ہی، مصری مسلمانوں نے بھی مجھے بہت متاثر کیا اور میں نے وہاں ایک مسلمان...... امین...... سے شادی کر لی۔ شادی کے بعد اسلام کو مزید سمجھنے کے لیے میں نے مصر کے جید عالم اور مفکر مفتی عبدہٗ کی کتب کا مطالعہ کیا اور میرے اس تصور میں مزید پختگی پیدا ہوئی کہ سارے مذاہب اپنی اصل کے اعتبار سے یک رنگی رکھتے ہیں اور اسلام اس وحدت کا مکمل اور بے میل نمونہ ہے۔ مفتی صاحب کی تحریروں نے مجھے اسلام کے بارے میں شرح صدر عطا کر دیا اور میں نے شعوری اطمینان کے ساتھ اسلام قبول کر لیا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زینب تورہ

ZAYNAB TORAH

(نائیجیریا)

محترمہ زینب تورہ کا پرانا نام لیڈیا لنسی (ladia linsy) تھا۔ ان کے آباؤاجداد کسی زمانے میں لامذہب تھے۔ نائیجیریا پر برطانیہ نے قبضہ کیا اور وہاں عیسائی مشنریوں کی یلغار ہوئی تو یہ لوگ بھی عیسائی ہو گئے اور شمالی نائیجیریا میں اپنا آبائی علاقہ چھوڑ کر اپنے صوبہ کے شہر گورڈوکا (gorodoka) میں منتقل ہو گئے جو عیسائی مشنریوں کا مرکز تھا۔ یہاں اس خاندان کے ذمہ دار افراد نے عیسوی تبلیغ کی تربیت حاصل کی اور مبلغین کی حیثیت سے مقامی آبادی میں بڑا کام کیا۔

محترمہ زینب تورہ کے دادا اور والد بھی عیسائیت کے مبلغ تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے محترمہ موصوفہ پر کرم فرمایا اور وہ اسلام کے سایۂ رحمت میں آ گئیں..... ان کے قبولِ اسلام کی داستان خود ان کی زبانی مطالعہ فرمایئے۔

میری پرورش و پرداخت ایک عیسائی خاندان میں ہوئی۔ میرے والدین نہ صرف باعمل عیسائی تھے بلکہ میرے والد اپنے علاقے میں انجیل کے معروف مبلغ تھے اور ان کی وجہ سے بے شمار لوگوں نے عیسائیت قبول کر لی...... لیکن پھر وہ بیمار ہو گئے اور خاصا عرصہ بستر میں مقید رہ کر وفات پا گئے۔ میری والدہ کا بھی چرچ سے گہرا تعلق ہے اور مبلغہ اور پادری کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہی ہیں۔ مدعا عرض کرنے کا یہ ہے کہ میں ایک راسخ العقیدہ عیسوی ماحول میں پل بڑھ کر جوان ہوئی جہاں عیسائیت کے سوا کسی دوسرے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہب کا میں نے نام تک نہ سنا تھا اور قدرتی طور پر میرے والدین کی خواہش تھی کہ میں بھی اسی مذہب کی تعلیم و تبلیغ میں اپنی صلاحیتیں صرف کروں۔

لیکن عجیب بات یہ ہوئی کہ میں نے جب شعور کی آنکھیں کھولیں اور غور و فکر کی عادت پروان چڑھی تو عیسائیت کے بیشتر نظریات اور تعلیمات کی طرف سے میرے ذہن میں شکوک و شبہات پیدا ہونے لگے۔ میں سوال کرتی مگر کوئی جواب نہ ملتا اور اکثر و بیشتر ڈانٹ کھانا پڑتی۔ خصوصاً دو سوالات نے مجھے خاصا پریشان کیا: تثلیث اور کفارہ۔ یعنی تین خداؤں کا تصور اور یہ نظریہ کہ حضرت مسیح "ہمارے گناہوں کے بدلے سولی چڑھ گئے۔ جب میں ذمہ دار حضرات سے ان موضوعات پر بات کرتی جواب ملتا کہ یہ باتیں انسانی عقل سے ماورا ہیں۔ یہ مقدس اسرار ہیں جن پر آنکھیں بند کر کے ایمان لانا چاہئے۔

لیکن میں اس جواب سے مطمئن نہ ہوتی۔ میں مزید سوال کرتی کہ جو عقیدہ میری سمجھ ہی میں نہیں آتا اور میری عقل سے ماورا ہے' اس پر میں کیسے ایمان لا سکتی ہوں؟ میں اکثر سوچتی کہ اس حوالے سے عیسائی پادریوں کی منطق بالکل ہی بودی ہے اور میرے ذہن کو قطعی اپیل نہیں کرتی۔ اب اگر میں ان عقاید کو اسی حالت میں قبول کر لوں تو یہ محض دھوکہ ہو گا اپنے ساتھ بھی اور خدا کے ساتھ بھی۔ میں سیکنڈری اسکول میں تھی جب ایک بار ہمارے ایک مشنری استاد نے کہا تھا کہ ہمیں انجیل مقدس کے بارے میں ہرگز کوئی سوال نہیں کرنا چاہئے' ایسا کرکے ہم سخت گناہ گار ہوں گے۔

عیسائیت کے بارے میں میرے شبہات جس قدر بڑھتے چلے گئے اسی نسبت سے میں نے چرچ کی آمد و رفت کم کر دی۔ اپنے آپ کو سنبھالا دینے کی خاطر میں نے انجیل کا مطالعہ پہلے سے بڑھا دیا' لیکن مطالعے کے ساتھ ساتھ میری بے اطمینانی میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا کہ بعض تضادات میری سمجھ سے بالاتر تھے۔ کتاب مقدس میں کچھ اور تھا اور پادری حضرات اس سے بالکل مختلف تبلیغ کرتے تھے۔ چنانچہ میں عیسائیت سے مکمل طور پر بیزار اور برگشتہ ہو گئی اور سیکنڈری اسکول تک پہنچتے پہنچتے تو میں نے چرچ جانا چھوڑ دیا۔ صرف مقدس عشائے ربانی کی تقریبات میں مجبوراً جاتی اور جب تک وہاں رہتی' مسلسل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوئی رہتی...... تاہم اب اس خطرے کے پیش نظر کہ کہیں کوئی جوشیلا عیسائی برہم ہو کر میری پٹائی نہ کر دے' میں سوالات نہیں کرتی تھی' خاموش رہتی تھی۔

۱۹۶۷ء تک عقائد اور دل و دماغ کی یہی کیفیت رہی۔ میں بس برائے نام ہی عیسائی تھی ورنہ عیسوی عقائد سے کوسوں دور تھی' لیکن چونکہ پیش نظر کوئی متبادل نظریہ نہ تھا اور ایک کٹر عیسائی ماحول میں رہنے پر مجبور تھی' اس لیے میں رومن کیتھولک چرچ سے وابستہ ہو گئی۔ رکن کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک مبصر کے طور پر...... لیکن چند ہی ہفتوں میں میں نے اندازہ کر لیا کہ تعلیم اور اصول کے اعتبار سے یہ چرچ پروٹسٹنٹوں سے بھی زیادہ سخت گیر اور آمرانہ رویے کا حامل اور ساتھ ہی منطق و دلیل سے بھی کہیں دور ہے۔ چنانچہ مجھے اس تصور سے بڑی الجھن آئی کہ میں ہر اتوار کو پادری کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتی رہوں۔ پادری کا مقام و مرتبہ کیسا بھی کیوں نہ ہو' بہر حال وہ انسان تھا اور عیسائی عقیدے کے مطابق ہر انسان پیدائشی گناہگار ہے' پھر اس کے سامنے گناہوں کا اعتراف! آخر کیوں؟ رومن کیتھولک چرچ میں حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی تصویروں اور مجسموں کی بھرمار تھی اور انہیں دیکھ دیکھ کر میری طبیعت میں تنفر پیدا ہو جاتا تھا۔ مجھے یہ صریحاً بت پرستی ہی کی ایک قسم محسوس ہوتی تھی۔

چنانچہ میں نے رومن کیتھولک چرچ سے بھی اپنا ناتہ توڑ لیا۔ چرچ جانا ترک کر دیا اور مذہب ہی سے بیزار ہو گئی۔ اب میں نام ہی کی حد تک عیسائی تھی۔ بس کبھی کبھار محض رسم نبھانے کی خاطر گرجے چلی جایا کرتی تھی۔

فروری ۱۹۷۰ء کا مہینہ میری زندگی کا اہم ترین اور انقلابی مہینہ ہے' جب میری ملاقات کنڈوتہ میں چند مسلمانوں سے ہوئی اور جب انہیں پتہ چلا کہ میں عیسائیت سے برگشتہ اور محض نام کی حد تک عیسائی ہوں تو انہوں نے میرے سامنے اسلام کا تعارف پیش کیا۔ انہوں نے بتایا کہ اسلام کا مفہوم کیا ہے اور اس کی تعلیمات کا مختصر خاکہ کیا ہے۔ میں اعتراف کرتی ہوں کہ آغاز میں میں نے ان مسلمانوں کی گفتگو میں بہت کم دلچسپی لی۔ مجھے ڈر تھا کہ عیسائیت کی طرح اسلام بھی مجھے اپیل نہ کرے گا جس سے میرے ان دوستوں کو پریشانی ہوگی۔ چونکہ میں نے اپنے دل کے دروازے مذہب کی طرف سے بند کر لیے تھے'

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے مجھے یہ بھی خطرہ نہ تھا کہ میں اسلام قبول کرلوں گی۔

دراصل مذہب کے حوالے سے میں نے یہ حتمی رویہ اس لیے اختیار کیا تھا کہ میرے نزدیک سارے مذاہب ایک ہی طرح کے ہیں۔ ہر ایک کے اپنے اپنے مقدس اسرار ہیں اور ان سے وابستہ عقاید عقل وفکر اور بحث مباحثے سے ماورا ہیں...... یہ تو بعد میں پتہ چلا کہ اسلام کے بارے میں میرے یہ اندازے قطعی غلط اور بے بنیاد مفروضے کی حیثیت رکھتے تھے اور یہ کہ دنیا میں اگر کوئی مذہب توہم پرستی' شدت پسندی اور بے عقلی کے خلاف ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔

بہرحال مسلمان واقف کاروں کی گفتگوؤں نے میرے اندر اسلام کے بارے میں دلچسپی پیدا کر دی اور مجھے اندازہ ہو گیا کہ یہ مذہب عیسائیت سے بالکل مختلف ہے۔ میں نے دیکھا کہ اسلامی تعلیمات عیسائیت کے برعکس سادہ' سہل اور عام فہم ہیں۔ یہ عقل و ادراک اور فطرت کے عین مطابق ہیں اور عیسائیت کی طرح ان میں کہیں گنجلک اور توہم پرستی نہیں ہے اور ان میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو انسان کی سمجھ میں نہ آسکے اور یہ جان کر تو مجھے بے پناہ حیرت اور خوشی ہوئی کہ اسلام مکمل طور پر دیانت اور صداقت کا مذہب ہے۔ یہاں خدا اور بندے کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔ اس عقیدے نے تو مجھے نہال کر دیا کہ خدا کے سوا ہرگز کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ "لا الٰہ الا اللہ" اور میرے ذہن نے اسے فوراً قبول کر لیا...... سچی بات یہ ہے کہ اسلام کی کوئی ایک تعلیم بھی ایسی نہیں جو عقل و شعور سے متصادم ہو۔

میری عقل اور وجدان اسلام کی حقانیت کے قائل ہو گئے تھے' لیکن مسلمان ہونے کا حوصلہ نہیں پڑ رہا تھا۔ بار بار سوچتی میرے آباؤاجداد سب عیسائی تھے۔ میرے دادا اور والد عیسائی مبلغ تھے اور ماں اب تک اس مذہب کی خدمت میں مصروف ہے۔ سارا خاندان' دوست' رشتہ دار سب عیسائی ہیں۔ میں کیسے مسلمان ہو جاؤں؟ میرے خاندان والے کیا سوچیں گے اور میری ماں کے دل پر کیا گزرے گی؟ یہ سب لوگ پریشان بھی ہوں گے اور مجھ سے قطع تعلق بھی کر لیں گے...... اس طرح میں نے سمجھ لیا کہ میں اس انقلابی اقدام کی جرأت نہیں کر سکوں گی...... لیکن میرے ضمیر اور جذبات کے درمیان جنگ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاری رہی..... میرا دل بار بار گواہی دیتا تھا کہ میں عیسائی مذہب سے مطمئن نہیں بلکہ بیزار ہوں..... جب کہ اسلام کی صداقت نے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا ہے۔ پھر انصاف تو نہ ہوگا کہ تاریکی اور اجالے کی حقیقت مجھ پر عیاں ہوگئی ہو اور میں تاریکی سے نکل کر روشنی میں نہ آجاؤں۔

یہ کشمکش جاری رہی..... آخر کار اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمت عطا فرمائی' مجھے جرأت بخشی اور میں نے ہر طرح کے خطرات کو بالائے طاق رکھ کر ۱۹ جون ۱۹۷۰ء کو مسلمانوں کی ایک محفل میں اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا..... الحمد للہ میں اس فیصلے سے بے حد مطمئن و مسرور ہوں اور اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نے میری تشنہ روح کو قرار بخشا اور عظیم امتِ مسلمہ میں شامل فرما دیا۔

●.....●.....●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمہ زینب کارین

(جرمنی)

ذیل کا مضمون پاکستان میں ایرانی سفارت خانے کے سہ ماہی مجلہ " ایران شناسی " (شمارہ ۱۳، ۱۴، ۱۹۹۷ء) میں شائع ہوا تھا۔ سوسن صفا وردی نے یہ انٹرویو لیا تھا جس کا اردو ترجمہ عابد عسکری نے کیا (بشکریہ مترجم و مجلہ)

گزشتہ دنوں جرمنی کی مسلمان خاتون محترمہ زینب کارین ایران تشریف لائیں۔ محترمہ سے جو ہماری گفتگو ہوئی وہ قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے:

O: ہم آپ کو ایران میں تشریف آوری پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہماری آپ سے درخواست ہے کہ سب سے پہلے ہمیں اپنے بارے میں بتائیں، اس کے بعد ہم گفتگو کو آگے بڑھائیں گے۔

زینب کارین: آپ کا شکریہ کہ آپ نے میرے خیالات قارئین تک پہنچانے کا اہتمام کیا ہے تو عرض ہے کہ میں جرمنی کی انتیس سالہ مسلم خاتون ہوں، دس سال پیشتر میں مشرف بہ اسلام ہوئی تھی۔ مسلمان ہونے پر میں نے اپنا نام زینب منتخب کیا۔ مجھے بچپن ہی سے خالق مطلق سے گہرا لگاؤ ہے۔ اس زمانے میں جب میں غور و فکر کرتی تو اللہ تعالیٰ کو اپنے بہت قریب پاتی۔ خدا شناسی کے جذبے نے مجھے اپنی ہم سن دوستوں سے مختلف کر دیا تھا۔ میرا رہن سہن اور خیالات یکسر بدل گئے۔ مثال کے طور پر ہمارے اسکولوں میں طلبہ سے تیراکی زبردستی کرائی جاتی تھی اور میں اس کام سے نفرت کرتی تھی لہٰذا میں اساتذہ سے بیماری کا بہانہ بنا کر تیراکی اور مخلوط محفلوں سے بچ جاتی تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ اللہ تعالیٰ کے بارے میں خیالات میں تبدیلی آ گئی۔ تحقیق کرنے پر یہ بات مجھ پر عیاں ہو گئی کہ کلیسا کے خداؤں کا تصور کسی لحاظ سے بھی صحیح نہیں ہے۔ کلاس میں ہر روز یہی سوال میرے ذہن میں کلبلاتا رہتا تھا۔

پندرہ سال کی عمر میں مجھے اپنے خاندان والوں کے اصرار پر مذہبی کلاسوں میں شرکت کرنا پڑی۔ چونکہ میری سوچیں بالکل بدل چکی تھیں اس لیے میں نے اپنے والدین سے واضح طور پر کہہ دیا کہ مجھے کلیسا والوں کا مذہب پسند نہیں' لیکن میرے والدین نے کہا کہ ہماری خاطر تم مذہبی کلاسوں کے پروگرام میں شرکت کرو۔ یہ دو سات سال کے اختتام پر عیسائیت کو قبول کرنے کے بارے میں منعقد کی جاتی تھیں۔ چنانچہ میں والدین کی وجہ سے اس پروگرام میں شریک ہوتی تھی۔ پادری دعا کو پڑھتا اور شرکا اس کے الفاظ کو دہراتے تھے۔ جب وہ قبولیت مذہب پر آیا تو میں خاموش ہو گئی۔ سبھی شرکا دعا پڑھنے اور ترانہ گانے میں مصروف تھے اس لیے میری خاموشی کی طرف کسی کا دھیان نہ جا سکا۔

دورانِ تعلیم ترکی کی چند لڑکیاں میری دوست تھیں۔ میرا ان کے یہاں آنا جانا رہتا تھا۔ انہوں نے میری روحانی پریشانی کو بھانپتے ہوئے اسلام کی ابتدائی تعلیمات کے بارے میں ایک رسالہ دیا۔ میں نے اس کا مطالعہ شروع کر دیا۔ جب وحدانیت خدا کے موضوع پر پہنچی تو میری نظریں رک گئیں۔ کیا ہی اچھی بحث تھی۔ جوں جوں مطالعہ کر رہی تھی میرا تجسس بڑھتا جا رہا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت مسیح علیہ السلام تک مسلمانوں کا نظریہ متاثر کن تھا۔ کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد میں نے اپنے والدین سے صاف طور پر کہہ دیا کہ مجھے کلیسا والوں کا مذہب ہرگز قبول نہیں' آج سے میں مسلمان ہو رہی ہوں۔ میری اس بات کو سن کر میرے والدین سخت رنجیدہ خاطر ہوئے کہ اگر میں اس حالت میں مر گئی تو مجھے کہیں بھی دفن نہیں کیا جائے گا۔ اس لیے ان کی کوشش تھی کہ یہ کام نہ کروں اور رجسٹروں میں میرا نام ایک عیسائی لڑکی کے طور پر رہے لیکن میں اس پر ہرگز راضی نہ تھی۔

اٹھارہ سال کی ہوئی تو میں نے اسلام کے بارے میں مزید مطالعہ کرنا شروع کر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ جوں جوں مطالعہ کرتی رہی میرا دل مطمئن ہوتا گیا۔ میرا دل چاہتا تھا کہ اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے عین مطابق شروع کروں' لیکن مجھے پتہ نہیں تھا کہ اس کا آغاز کہاں سے کروں؟ شروع شروع میں مجھے ذہنی اعتبار سے قدرے تکلیف محسوس ہوئی لیکن میں نے دل میں عہد کر لیا تھا کہ مجھے اسلام ہی کو اپنانا ہے۔ بالآخر میں نے اسلام کی خاطر اپنے سابقہ مذہب اور والدین کو ترک کر دیا۔ شروع میں مجھے کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا' لیکن آہستہ آہستہ تمام معاملات سلجھتے چلے گئے۔ ماہ رمضان کے دنوں میں مسلمانوں کا اتحاد دیدنی تھا۔ اخوت و برادری کے اس جذبے نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ میں ہمہ وقت عبادت الٰہی میں مصروف رہتی۔ یہاں تک کہ گرمیوں کی حدت بھی مجھے اس کارخیر سے دور نہ رکھ سکی۔

ایک مسلمان لڑکی مجھ سے کہا کرتی تھی کہ آپ ابھی پوری مسلمان نہیں ہوئیں' اس لیے آپ کے روزہ ونماز کی قبولیت میں شک ہے' لیکن میں دل کی گہرائیوں سے اسلام کو پسند کرتی اور اسے قبول کر چکی تھی اس لیے میرا ضمیر اور میرا دل مطمئن تھا۔ میں ہر روز مذہب کے بارے میں مسلمانوں سے سوال کرتی اور فلسفۂ اسلام کے بارے میں بحث و تمحیص کرتی تھی۔ ایک روز میں نے ایک مسلمان عورت سے پوچھ ہی لیا کہ آپ سر پہ دوپٹہ یا چادر کیوں اوڑھتی ہیں؟ اس نے کہا اگر انسان اچھا مسلمان بننا چاہے تو اسے یہ کام کرنا پڑے گا۔ اس سے میں مطمئن نہ ہوئی اور اسلام میں پردے کے فلسفہ کے بارے میں مزید جستجو کرنے لگی۔ بالآخر اس نتیجہ تک پہنچی کہ یہ تو خواتین کی فلاح و تحفظ کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ چونکہ خواتین کو معاشرہ میں کام کرنا پڑتا ہے اس لیے پردہ ان کے لیے ایک محافظ کا کام دیتا ہے۔ اس سے عورت کی عزت و وقار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کی اہمیت کا احساس مجھے یونیورسٹی میں ہوا تھا۔ ہم ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ مرد خواتین کی ظاہری زیبائش و آرائش کی طرف توجہ زیادہ دیتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ بھی نت نئے فیشنوں کی ترویج کرتے ہیں' بناؤ سنگھار کے ادارے بھی عورت کی خوبصورتی کی تشہیر کرتے ہیں ایک طرف تو اس عارضی خوبصورتی پر خطیر رقم خرچ ہوتی ہے' دوسری طرف عورت کو روحانی اور ذہنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ خاص طور پر جہاں عورت و مرد اکٹھے کام کرتے ہیں۔ میں نے بھی تعلیم کے دوران اس طرح کی پریشانیاں دیکھی ہیں۔ اسلام

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ عورت کو تحفظ دیتا ہے' اس کے وقار کو بڑھاتا ہے اس لیے میں نے اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کو ترجیح دی۔ اگرچہ اسلام قبول کرنے میں میری روحانی مشکلات دور ہو گئیں تاہم معاشرتی مسائل پر قابو پانے کے لیے میں نے اپنے اندر جرأت پیدا کی اگرچہ اس سلسلے میں خاندانی دباؤ بھی خاصا تھا۔

سب سے پہلا مسئلہ تو والد صاحب کی ناراضگی کا تھا' وہ بار بار مجھ سے تقاضا کر رہے تھے کہ میں مذہب عیسوی پر قائم رہوں۔ وہ کہتے تھے کہ ایک مذہب کو چھوڑنا اور دوسرے کو اختیار کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اپنی دوستوں کے کہنے پر میں نے والد صاحب سے زیادہ بحث نہیں کی اور احترام و سکون سے کہا کہ کل میں مسجد میں جا رہی ہوں وہاں پر کلمہ پڑھوں گی۔ چنانچہ بالآخر میں ترکی کی دوستوں کے ہمراہ مسجد میں آئی اور کلمہ پڑھا۔ اس وقت مجھے یوں محسوس ہوا جیسا کہ میں ابھی ابھی دنیا میں آئی ہوں۔ ترک خواتین نے مجھے مبارک باد پیش کی اور کہا کہ تم ترک ہو چکی ہو۔ میں نے کہا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ اسلام تو پوری انسانیت کا مذہب ہے۔

اب مجھے ایسی خواتین کی دوستی کی ضرورت تھی جو میری طرح حال ہی میں مسلمان ہوئی ہوں۔ بالآخر میری آشنائی جرمنی کی نومسلم خواتین سے ہو گئی۔ ہم نے مل کر سب سے پہلے پردہ کرنا شروع کیا۔ شروع شروع میں پردہ کرنا بڑا مشکل تھا لیکن آہستہ آہستہ ہم اس کی عادی ہو گئیں۔ اس کے بعد ہم نے محسوس کیا کہ پردہ کی برکت سے آہستہ آہستہ میری معاشرتی مشکلات دور ہو گئی ہیں۔ اب پردہ میرے لیے زندگی کے کاموں میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ تھا' لیکن میری سہیلیاں پردہ کو پسماندگی سے تعبیر کرتی تھیں' ان کی نظر میں پردہ اختیار کرنا قید ہونے کے مترادف تھا۔ دراصل یہ سب کچھ مسلم خواتین کے خلاف لادین عناصر کے پروپیگنڈہ کا نتیجہ ہے کہ پردہ (جو نسوانی وقار کا باعث ہے) کو پسماندگی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اس وقت بہت سے ممالک لادینی عناصر کے غلط پروپیگنڈے کی زد میں ہیں۔ کاروباری اداروں اور تعلیمی مراکز میں بھی اس قسم کی مشکلات ہیں۔ ایک روز میں نے یونیورسٹی کے چیئرمین سے کہا کہ کل میں دوپٹہ اوڑھ کر یونیورسٹی میں آؤں گی تو وہ خاموش رہے اور کسی قسم کا منفی ردعمل ظاہر نہ کیا۔ البتہ یونیورسٹی میں دوسرے مردوں کا رویہ میرے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ حقارت آمیز تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ میں ایک بے وجود سی چیز ہوں۔ ایک روز ہاسٹل کے میس میں چند طالب علم مجھے دیکھ کر ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ اب تو ہاسٹل کی نوکرانیاں ہمارے ساتھ کھانا کھاتی ہیں۔ اس پر مجھے سخت غصہ آیا لیکن اسلام کی عظمت و تقدس کی وجہ سے خاموش رہی۔ میں نے عہد کر لیا کہ اسلام کی خاطر تمام تکالیف بخوشی برداشت کروں گی۔

ایک مرتبہ میں اپنے سفر حج کے سلسلے میں مسقط گئی۔ وہاں پر مجھے مسلمانوں کے طرز زندگی کو دیکھ کر بہت دکھ ہوا۔ وہ نام تو اسلام کا لیتے تھے لیکن ان کے طور طریقے غیر مسلموں جیسے تھے۔

افریقہ کی عورتیں غیر اسلامی رسومات کو اسلامی سمجھتی تھیں۔ پھر جس نوجوان سے میری شادی ہوئی اس کا رویہ بھی غیر اسلامی تھا۔ اس نے مجھ پر بے جا اور غیر اسلامی پابندیاں عائد کر رکھی تھیں اور مجھ سے ہر وقت لڑتا جھگڑتا رہتا تھا۔ میں اپنی سہیلی کے بھائی سے بھی میل جول نہیں رکھ سکتی تھی۔ میرے خاندان اور سہیلیوں کا آنا جانا ممنوع تھا۔ میں اس کی اجازت کے بغیر ایک قدم بھی نہ اٹھا سکتی تھی۔ ایک مرتبہ میری ایک دوست مجھ سے ملنے آئی میں اس کو بس پر بٹھانے کے لیے اس کے ساتھ بس شاپ پر چلی گئی۔ گھر آتے آتے پندرہ منٹ مجھے دیر ہو گئی۔ جب گھر آئی تو اس نے گملا اٹھا کر میرے سر پر دے مارا اور گالیاں دینے لگا اور مجھے زمین پر گھسیٹنے لگا۔ اگر ایمان کی طاقت میرے دل میں نہ ہوتی تو میں بھی کسی قسم کے رد عمل کا اظہار کرتی لیکن میں نے صبر کیا اور دل میں کہا کہ اسکے ایمان کی کمزوری ہے۔ بالآخر اس سے میں نے علیحدگی اختیار کر لی۔ طلاق اور چند نام نہاد مسلمانوں کے رویوں کو دیکھ کر میرا دل ٹوٹ گیا۔ در حقیقت ہمیں ازدواجی زندگی کو کامیاب بنانے کیلیے نرم رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ ایک دوسرے کی کمزوریوں سے درگزر کرنا چاہیے۔ اسلامی تہذیب کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ مسلمان اسلام کی حقیقت سے روشناس ہوں گے اور اپنی انفرادی و اجتماعی زندگیوں میں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں گے۔ علاقائی اور غیر اسلامی تہذیبوں کو ٹھکرا دیں گے۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیڈی زینب کبولڈ

(LADY ZAINAB COBBOLD)

(انگلینڈ)

مجھ سے اکثر پوچھا جاتا ہے کہ میں نے کب اور کیسے اسلام قبول کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ میں ۱۹۹۱ء میں حلقہ بگوش اسلام ہوئی' لیکن میں نہیں بتا سکتی کہ سب سے پہلے میرے دل پر اسلام کی روشنی کب اور کیسے منعکس ہوئی؟ غور کرتی ہوں تو یوں لگتا ہے جیسے میں ہمیشہ ہی سے مسلمان تھی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اسلام واقعی انسانی فطرت کی آواز ہے اور جس طرح اگر ایک بچے کو قطعی تنہا ماحول میں الگ تھلگ چھوڑ دیا جائے تو وہ بڑا ہو گا تو ساری بنیادی انسانی خصوصیات لازماً اس کے اندر ظہور پذیر ہوں گی' اسی طرح اگر ایک انسان کو اس کا خاندان' تعلیم اور ماحول مصنوعی طور پر متاثر نہ کرے' تو اس کے اندر اخلاقی اعتبار سے وہی خوبیاں جلوہ گر ہوں گی' جو اسلام کو مطلوب ہیں۔ چنانچہ جیسا کہ ایک یورپین نقاد نے لکھا ہے کہ اسلام عقلِ عامہ (COMMON SENSE) کا مذہب ہے اور میری عقل بھی جب عیسائیت کے عقائد پر غور کرتی تھی تو بے اختیار پکار اٹھتی تھی کہ یہ انسانی فطرت کی آواز نہیں ہے۔ تثلیث' حضرت مسیح اور مریم کے بتوں کی پرستش' پیدائشی گناہگار ہونے کا تصور اور کفارہ...... یہ سب کچھ وجدان اور ضمیر کے تقاضوں کے برعکس تھا۔ چنانچہ میں نے جونہی شعور کی آنکھیں کھولیں ان تصورات سے بغاوت کا اعلان کر دیا۔

لیکن اس کے باوجود میں دہریت سے دور رہی۔ میرا دل کہتا تھا کہ اس کائنات کا ایک خالق اور مالک موجود ہے' لیکن ہم اس کی پہچان کا راستہ بھولے ہوئے ہیں۔ چنانچہ تلاشِ حق کی خاطر میں نے مختلف مذاہب کے تقابلی موازنے کا ارادہ کر لیا اور اس حوالے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے جتنی کتابیں دستیاب تھیں' ان کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اس طرح میں جس قدر مطالعہ کرتی چلی گئی اور ساتھ ساتھ تجزیہ اور غور بھی کرتی رہی میں اس نتیجے پر پہنچی کہ سب مذاہب کے مقابلے میں اسلام ہی فطرت کے قریب اور قابل عمل ہے۔ دور حاضر میں ہر نوع کے پیچیدہ اور مشکل مسائل کو حل کرنے کی صرف یہی دین صلاحیت رکھتا ہے اور صرف یہی راستہ ہے جو انسان کو امن اور حقیقی مسرت کی منزل تک پہنچا سکتا ہے..... چنانچہ اسلام کے یہ عقائد میرے دل میں گھر کر گئے کہ خدا وحدہ' لاشریک ہے۔ حضرت محمد ﷺ' حضرت عیسیٰ' حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام سب اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے تھے اور دنیا کی کوئی قوم اللہ کی ہدایت سے محروم نہیں رہی۔ مجھے اسلام کا یہ عقیدہ بھی فطرت کے عین مطابق نظر آیا کہ ہم پیدائشی گنہگار نہیں بلکہ اس کے برعکس معصوم پیدا کیے گئے ہیں اور ہمیں اپنی بخشش کے لیے کفارے کی نہیں بلکہ اخلاص پر مبنی عمل کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں اسلام کا یہ عقیدہ بھی میرے دل میں اتر گیا کہ خدا اور بندے میں رابطے کے لیے کسی وسیلے کی ضرورت نہیں' خدا سے ہم ہر جگہ ہر وقت رابطہ کر سکتے ہیں اور اگر ہمارے اعمال درست نہ ہوں گے تو بڑی سے بڑی سفارش بھی نجات کے لیے کافی نہیں ہو گی حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد ﷺ بھی ہمیں سزا سے نہیں بچا سکیں گے۔

لفظ ''اسلام'' کے معنی ہیں خدا کے آگے جھک جانا' اس کے احکامات کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا۔ اس کے دوسرے معنی ہیں امن' سکون' راحت۔ چنانچہ سچا مسلمان وہ ہے جس کی مرضی خالق کائنات کی مرضی سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے۔ جس کے نتیجے میں اس کی ذاتی و اجتماعی زندگی حقیقی امن و آشتی سے ہمکنار ہو جاتی ہے...... اس طرح اسلام دو بنیادی سچائیوں کا حسین امتزاج ہے: (۱) توحید خداوندی اور (۲) اخوت انسانی۔ اس میں بدھ مت یا ہندومت کی طرح کسی طرح کی توہم پرستی یا دیومالیت (mythology) نہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ سراسر مثبت نوعیت کا ایک عقیدہ (positiv faith) ہے۔

ایک صحت مند معاشرتی نظام کے لیے اسلام فرد کے حقوق کی غیر معمولی حفاظت کرتا ہے۔ قرآن کردار کشی پر مبنی سنی سنائی باتوں کو قبول کرنے سے منع کرتا ہے۔ (سورہ نور آیت ۴) اور اگر ایک شخص کے پاس کسی کے خلاف حقائق پر مبنی کوئی الزام ہے تو بھی اسے لازما

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستند گواہیاں پیش کرنی ہوں گی ورنہ خاموش رہنا ہوگا اور غلط دعوے اور جھوٹی گواہی کی صورت میں اسے سخت سزا کا سامنا کرنا ہوگا۔

اس طرح اسلام ہر فرد کو انصاف کی ضمانت دیتا ہے اور اس مقصد کے لیے حقوق اللہ اور حقوق العباد کا باقاعدہ ایک ضابطہ مرتب کیا گیا ہے اور حقوق العباد یعنی انسانوں کے حقوق پر اس قدر زور دیا گیا ہے کہ اسلامی شریعت کے مطابق اللہ تعالیٰ اپنے حقوق سے کوتاہی معاف کر سکتا ہے' لیکن جس شخص نے بندوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا ہوگا' اسے اللہ تعالیٰ اس وقت تک معاف نہیں کرے گا جب تک وہ آدمی معاف نہ کرے جس پر زیادتی ہوئی ہے۔

قبولِ اسلام کے بعد مجھے اسلام کے جس شعار نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ حج بیت اللہ کا روح پرور منظر ہے۔ اخلاص کے پیکر میں ڈھلے ہوئے' عجز' سادگی اور عبودیت کی مجسم تصویر بنے ہوئے دنیا کے کونے کونے سے لاکھوں افراد اس مقدس سرزمین میں جمع ہوتے ہیں اور شعوری طور پر اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے ایک ایسا روح پرور' دلنواز منظر پیدا کرتے ہیں جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس موقع پر جناب سیدنا حضرت محمد ﷺ کی ساری تگ و دو اور ساری قربانیاں تصور میں گھومنے لگتی ہیں جو انہوں نے راہِ حق میں انجام دیں اور جن کی وجہ سے بنی نوعِ انسان ایک صالح ترین انقلاب سے دوچار ہوا۔

حقیقت یہ ہے کہ حج اسلام کا بے حد اہم اور موثر ترین شعار ہے اور مسلمانوں کے اتحاد اور یک رنگی کا بہت بڑا مظہر ہے۔ چنانچہ اگر اس فریضے کی روح کو پیش نظر رکھا جائے اور رسمی نہیں بلکہ شعوری طور پر اس کے مناسک کو ادا کیا جائے تو اس کے حیرت انگیز اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ ہر سال مسلمانوں کو حج کی صورت میں ایک ایسا عظیم الشان موقع نصیب ہوتا ہے جب یہ عملی طور پر ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں' ایک دوسرے کے مسائل کا ادراک کر کے انہیں حل کرنے کا اہتمام کر سکتے ہیں اور ڈیڑھ ماہ کی اس مشقت سے نہ صرف اپنی روحانی و اخلاقی تربیت کر سکتے ہیں بلکہ بین الاقوامی طور پر نیکی کی اشاعت کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمہ سارہ جوزف

(انگلینڈ)

محترمہ سارہ جوزف انگلینڈ کی ایک نامور صحافی خاتون ہیں اور مسلم یوتھ میگزین TRENDS کی ایڈیٹر ہیں۔ قبولِ اسلام کے بعد ان کے فکر انگیز تاثرات لندن کے مشہور جریدے ''امپیکٹ'' میں شائع ہوئے جہاں سے محمد حنیف شاہد صاحب نے اپنی کتاب میں شامل کیے۔ ذیل میں ان کا ترجمہ دیا جا رہا ہے۔

یوں تو میں اسلام سے بحیثیت مجموعی بہت متاثر ہوں اور یہی تاثر مجھے اس کے زیر سایہ لے آیا ہے' لیکن ایک عورت کی حیثیت سے میں حضرت خدیجہؓ عائشہؓ سمیہؓ اور نوسیبہ رضی اللہ تعالیٰ علیہن جیسی خواتین کو خراج عقیدت پیش کرتی ہوں جو ایک خدا ترس معاشرہ تشکیل دینے اور عدل و انصاف پر مبنی ایک انقلاب برپا کرنے کے لیے اپنے مسلمان بھائیوں کے دوش بدوش باطل کی قوتوں سے برسر پیکار رہیں۔ اس طرح مدینہ کے مرد اور خواتین نے اللہ کے دین کے فروغ اور استحکام کے لیے باہم مل کر جدوجہد کی...... اور آج اس دور میں ہمیں بھی ایک بہتر' امن پسند معاشرے کے قیام کے لیے مل جل کر تگ و دو کرنی ہوگی' مردوں کو بھی اور خواتین کو بھی۔

میں ایسی برطانوی مسلمان خاتون کی حیثیت سے اپنے تاثرات قلم بند کر رہی ہوں جو اپنے خاندان یا والدین کے حوالے سے اسلام سے متعارف نہیں ہوئی بلکہ جس کا تعلق بالکل دوسری دنیا سے ہے۔ بلکہ موزوں تر الفاظ میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ میرا تعلق ''فرعون کے گھر'' سے ہے۔ جس طرح فرعون کے گھر میں ایک خدا شناس خاتون بھی تھی اور ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچہ بھی جو بعد میں موسیٰؑ کے نام سے اللہ کے پیغام کا علمبردار بنا اور جادوگر بھی جنھوں نے فرعون کے عتاب اور عذاب کا مقابلہ کر لیا لیکن حق کو مسترد کرنے سے انکار کر دیا..... اسی طرح آج یورپ کے ایوانوں میں میری طرح بے شمار لوگ ہیں' جو عہد حاضر میں "جدید فرعونیت" کا انکار کر رہے ہیں' سختیاں جھیل رہے ہیں' لیکن راہِ حق پر مستقل مزاجی سے ڈٹے ہوئے ہیں..... یہاں ان گنت افراد ایسے بھی ہیں جن تک اگر حکمت اور سلیقے کے ساتھ اسلام کی دعوت پہنچائی جائے تو وہ اسے قبول کرنے سے گریز نہیں کریں گے لیکن افسوس کہ حق ان سے چھپایا گیا ہے..... اور یہ افسوس ناک حرکت یورپ کے "میڈیا" نے نہیں بلکہ خود مسلمانوں نے انجام دی ہے۔ کاش وہ اس کا احساس کریں۔

میں اپنے نقطہ نظر کی وضاحت یوں کروں گی کہ نسلی مسلمانوں نے اپنے طرزِ عمل' رہن سہن اور اپنے "غصہ ور" مزاج کی وجہ سے اپنے اور غیر مسلم دنیا کے درمیان ایسی دیوار کھڑی کر دی ہے جو دعوت و تبلیغ کے راستے کی بہت بڑی رکاوٹ بن گئی ہے۔

میں یہ نہیں کہتی کہ غصہ نہ کیا جائے۔ غصہ ایک فطری امر ہے اور جب ماؤں بہنوں' بیٹیوں' بزرگوں' بچوں اور نوجوانوں سے سنگدلانہ سلوک کیا جا رہا ہو' ظلم و زیادتی کا بازار گرم ہو اور تعصب و تنگ نظری کا رویہ جاری و ساری ہو تو غصہ ضرور آئے گا..... لیکن میں کہنا چاہوں گی کہ غصہ دعوت و تبلیغ دین کے راستے کی بہت بڑی رکاوٹ ہے اور چونکہ تبلیغ دین ہر مسلمان پر فرضِ عین ہے اور قرآن میں جگہ جگہ اس کا ذکر ہے اور پیغمبر اسلام ﷺ کو اس کی غیر معمولی تاکید فرمائی گئی ہے اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ یعنی لوگوں کو اللہ کے راستے کی طرف بلاؤ حکمت اور اچھے طریقے کے ساتھ۔ (سورہ النحل: آیت ۱۲۵) اور حضور ﷺ نے فرمایا "ہر مسلمان کے لیے ایک سرحد ہے جس کی اسے لازماً حفاظت کرنی ہے....." اور میرے نزدیک دعوت اور تبلیغ یورپ میں رہنے والے ہر مسلمان کے لیے گویا ایک سرحد ہے جس کی حفاظت کرنا اس کے لیے لازم ہے۔ یہ ہمارا بنیادی فریضہ ہے جس سے ہرگز پہلو تہی نہیں ہونی چاہیے۔

چنانچہ میرے نزدیک جو لوگ اٹھتے بیٹھتے یورپ کو برا بھلا کہتے ہیں اور "اسلام بمقابلہ مغرب" کا نعرہ لگاتے ہیں وہ یورپ میں اسلام کی منزل کھوٹی کرتے ہیں۔ وہ بلا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امتیاز سارے یورپ کو اسلام کا دشمن ثابت کرتے ہیں اور یہ نعرے اہل یورپ کے دلوں میں نفرت اور بےزاری پیدا کرتے ہیں۔ وہ بجا طور پر جواب دیتے ہیں کہ جب ہم سے برملا نفرت کی جاتی ہے تو ہم اسلام قبول کیوں کریں؟ ان لوگوں کا مذہب کیوں اختیار کریں جو ہم سے بےزار اور متنفر ہیں؟''

چنانچہ یقین کیجئے کہ اگر اسلام قبول کرنے سے پہلے میں نے متذکرہ نوعیت کے نعرے سنے ہوتے' اس طرح کی تحریروں سے متعارف ہوتی تو کبھی مسلمان نہ ہوتی' لیکن الحمدللہ میں نے نسلی مسلمانوں کے کردار کو نہیں دیکھا' بلکہ براہ راست قرآن و سنت کا مطالعہ کیا اور اسلام کے اعجاز نے مجھے اپنا اسیر بنا لیا...... اور یہ محض میرا ہی احساس نہیں' مجھے بہت سے نومسلموں سے ملنے کا موقع ملا ہے اور ان سب کی یہی رائے ہے کہ ہم مسلمانوں کی وجہ سے نہیں بلکہ اسلام کو دیکھ کر مسلمان ہوئے ہیں۔ یہ دردناک منظر پیغمبر اسلام ﷺ کے کردار اور عمل سے کتنا مختلف ہے کہ ان گنت لوگ آپ کے پاکیزہ اور مثالی کردار سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ آپ کے صبر' دیانت داری اور شدید ترین مخالفت میں بھی آپ کی انصاف پسندی اور متوازن رویہ مخالفین کو متاثر کیے بغیر نہیں رہتا تھا۔

اندازہ کیجیے کہ ایک مخالف بڑھیا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راستے میں کانٹے بچھا دیا کرتی اور جب حضور ﷺ گزرتے تو ان پر کوڑا پھینک دیتی' لیکن آنجناب اس سے الجھے بغیر خاموشی اور صبر سے آگے بڑھ جاتے۔ یہ بڑھیا کا روزانہ کا معمول تھا...... لیکن پھر یوں ہوا کہ ایک دو دن کے لیے اس معمول میں فرق آ گیا۔ بڑھیا گھر سے باہر نہ نکلی' پتہ چلا کہ وہ بیمار ہے تو حضور ﷺ اس کے گھر تشریف لے گئے' اس کی عیادت فرمائی اور کچھ مدد بھی کی...... اس بڑھیا کا رویہ یکسر تبدیل ہو گیا اس کی نفرت محبت میں بدل گئی اور وہ مسلمان ہو گئی۔

لیکن آہ! آج مسلمانوں کا اپنے پڑوسیوں اور عام ملنے جلنے والوں سے کیا سلوک ہے؟ کوئی معمولی سے اختلاف کا اظہار کر دے تو ہم برگشتہ ہو کر اس سے تعلق توڑ لیتے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ''اپنا دفاع کرنا جارحیت نہیں ہے'' دوسروں کی مخالفت کے جواب میں تیز تر مخالفت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ کا اسوۂ گرامی اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالات میں کیا تھا؟ یہ درست ہے کہ مدافعت جارحیت نہیں ہوتی، لیکن پھر صبر، تحمل اور حکمت و انتظار کس چیز کا نام ہے اور آخر مخالفین کو ہم کیسے اور کیونکر اسلام کے قریب لائیں گے؟ حضور اقدس ﷺ کی سیرت میں صبر...... گہرا صبر...... مسلسل صبر...... نمایاں ترین خوبی کی حیثیت سے نظر آتا ہے۔ عفو و درگزر آپ کا سب سے بڑا ہتھیار تھا، لیکن ہم یہ خصوصیات کیوں ترک کر بیٹھے ہیں؟ ہم نے یہ ہتھیار کیوں کند کر دیا ہے؟

یاد رہے کہ ہم نے مغرب کو بحیثیت مجموعی اپنا دشمن قرار دے دیا ہے۔ یہ سراسر منفی رویہ ہے۔ ہماری نظر صرف خرابیوں پر ہے اور خوبیوں کو نظر انداز کر کے بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کر رہے ہیں...... ہمیں یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہیے کہ اسلام کل بنی نوع انسان کا اثاثہ ہے۔ اس پر کسی خاص قوم کا اجارہ نہیں اور ہمیں یہ اثاثہ دوسروں تک منتقل کرنے کی اپنی سی کوشش کرنی ہے اور یہ کوشش محبت، صبر، حکمت، محنت اور انتظار ہی سے انجام پذیر ہوگی...... نعرے بازی، نفرت کی مہم اور مخالفانہ پروپیگنڈہ اس کے راستے میں خطرناک رکاوٹ بن جائے گی اور ہم اس نقصان کے لیے جوابدہ ہوں گے۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسز سعیدہ نامیر

(MRS. SAEEDA NAMIER)

میں اس صدی کے آغاز میں روس کے ایک تاتار گاؤں میں پیدا ہوئی۔ میری ماں کا تعلق مسلمان گھرانے سے تھا' مگر اس نے ایک عیسائی ڈاکٹر سے شادی کر لی اور اسلام ترک کر کے عیسائیت اختیار کر لی کہ اس زمانے میں روس میں کوئی عیسائی غیر مذہب کی عورت سے شادی نہیں کر سکتا تھا..... لیکن ترک دین کے باوجود میری ماں نہ تو کبھی چرچ گئی اور نہ اس نے عیسائیت کی رسوم وعقائد پر عمل کیا۔ بلکہ ابتدائی بچپن میں مجھے بخوبی یاد ہے کہ میری والدہ جب بھی اکیلی ہوتی' وہ مسلمانوں والی دعائیں پڑھتی رہتی۔ ہمارے گھر کے قریب ہی ایک مسجد بھی تھی جہاں پابندی سے پانچ وقت اذان ہوتی اور میں لوگوں کو مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کرتی..... میں نے اپنے لڑکپن میں یہ بھی دیکھا کہ تاتار مسلمان صاف ستھرے' سنجیدہ' باوقار تھے جبکہ پڑوس کے عیسائی دیہات کے لوگ شراب کے رسیا تھے اور اپنی بدذوقی اور وحشت کے اعتبار سے بڑے بدنام تھے۔

میری عمر کچھ زیادہ نہ تھی جب میرے والدین وفات پا گئے اور میری پرورش روس کے ایک سرکاری ادارے کی نگرانی میں ہونے لگی' جہاں کسی مذہب اور اخلاقی اقدار کا کوئی عمل دخل نہ تھا اور سچی بات ہے کہ خود مجھے بھی اس زمانے میں روحانی یا مذہبی اقدار کی چنداں پروا نہ تھی..... تاہم یہ میری خوش بختی ہے کہ جب انقلاب روس کے بعد میں اس ملک سے فرار ہو کر پہلے انگلینڈ اور پھر امریکہ پہنچ گئی اور آزاد فضاؤں میں سانس لینے لگی اور سوچنے سمجھنے کا موقع ملا' تو میں اس نتیجے پر پہنچی کہ زندگی بے مقصد نہیں گزارنی چاہیے' اس کے کچھ رہنما اصول ہونے چاہئیں اور کسی نوع کا اخلاقی ضابطہ بھی' چنانچہ میں نے عیسائیت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطالعہ شروع کیا' لیکن عقل پسندی کے ساتھ ساتھ توہم پرستی کی آمیزش نے مجھے بہت
پریشان کیا اور یہ مذہب میرے ضمیر کو اپیل نہ کر سکا۔ عیسائیت کے بنیادی اصول فہم و شعور
سے ماوراء تھے۔ حضرت عیسیٰ کی الوہیت' پیدائشی گناہگار ہونے کا عقیدہ اور اعتراف گناہ کا
عجیب و غریب فلسفہ...... یوں لگا جیسے خدا حضرت مسیح کی بھاری بھرکم شخصیت کے پیچھے دب
گیا ہو۔ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ایک شخص کی موت آخر سارے انسانوں کے گناہوں کا
کفارہ کیسے بن سکتی ہے۔ خواہ وہ شخصیت بظاہر کس قدر بھی مقدس و مطہر اور عظیم الشان کیوں
نہ ہو۔ جب کہ صورت حال یہ ہے کہ انسان لگاتار اور تسلسل کے ساتھ گناہ کیے جا رہا ہے
مجھے یہ فلسفہ بالکل ہی بے جان اور بودا نظر آیا۔

عیسائیت سے مایوس ہو کر میں فطری طور پر اسلام کی طرف متوجہ ہوئی...... فطری طور
اس لیے کہ ماں کی نسبت سے اسلام میرے نہاں خانۂ دل میں مستور تھا۔ چنانچہ جب
میں نے اسلام کا مطالعہ شروع کیا تو گویا اپنی کھوئی ہوئی منزل کی طرف مراجعت کی اور
جوں جوں میں نے قرآن کو توجہ سے پڑھا اور اسلام کے بارے میں مسلمان مصنفین کی
کتابوں کا مطالعہ کیا' میں اسلام کے حسن و جمال اور اس کی ان گنت خوبیوں کی قائل ہوتی
چلی گئی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ اسلام ہی سچا دین ہے اور جو شخص بھی غیر جانبداری سے'
آنکھیں کھول کر اس کا مطالعہ کرے گا' وہ اس کی خصوصیات سے مسحور ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔
چنانچہ میں نے دیکھا کہ اسلام' زندگی کے حقائق اور سائنسی دریافتوں کو تسلیم کرتا ہے اور
انسانی نفسیات اور طبعی ضرورتوں کا خاص لحاظ رکھتا ہے۔ جب کہ عیسائیت کے بارے میں
خواہ کتنی بلند آہنگ لافیں ماری جائیں' یہ مذہب توازن سے محروم اور افراط و تفریط کا شکار
ہے۔ چنانچہ یا تو یہ رہبانیت کا درس دیتا ہوا نظر آتا ہے اور بنیادی انسانی تقاضوں کی کھلی
مخالفت کرتا ہے یا پھر ان انسانی تقاضوں اور مادی ضروریات سے سمجھوتے کی خاطر
منافقت اور دورخے پن پر مبنی ایسا ''اخلاقی'' نظام پیش کرتا ہے جو بظاہر درست نظر آتا ہے
لیکن بباطن جھوٹ اور عیاری کے سوا کچھ نہیں...... اور اس عمل نے ساری عیسائی قوموں
کو ظلم' عیاری و مکاری' بے اصولی' بے مروتی اور مادہ پرستی میں لت پت کر دیا ہے۔ نئی
نوع انسان کے لیے یہ اقوام ناسور بن گئی ہیں اور ظاہری چمک دمک کے جلو میں انہوں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرۂ ارض کو جہالت اور جنگوں کے سوا کچھ نہیں دیا۔

اس کے برعکس اسلام کا مطالعہ کیجیے۔ کتنی صاف ستھری' فطری اور بے میل ہیں اس کی تعلیمات...... ان کے مطابق انسان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد اللہ کی رضا کا حصول اور اس کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے سیرت و کردار کے اعلیٰ ترین معیار کا حصول ہے۔ یہاں نہ دیو مالائی عقائد (theological dogmas) ہیں نہ نجات کے لیے کسی طلسماتی فارمولے کا عمل دخل۔ یہاں تو پوری زندگی کے لیے رہنمائی کا ایک صاف ستھرا ضابطہ اور روشن صراط مستقیم ہے جس میں نہ انسانی عقل کے تقاضوں کا انکار ہے نہ انسانوں کے فطری تقاضوں کی مخالفت کی جاتی ہے اور میں نہیں سمجھتی کہ کسی باشعور سوچنے سمجھنے والے انسان کی ذہنی دسترس سے یہ باتیں دور ہیں۔ یہی سبب ہے کہ جب اسلام کے یورپین نقادوں کو اور کوئی اعتراض نہیں ملتا تو وہ مسلم ممالک کے عوام میں کیڑے نکالتے ہیں اور انہیں اسلام کے سر منڈھ دیتے ہیں اور جان بوجھ کر اس حقیقت سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں کہ مسلم عوام کی اخلاقی اور تمدنی برائیاں اسلامی تعلیمات کی وجہ سے نہیں ہیں بلکہ بے پناہ افلاس اور جہالت کے سبب سے ہیں جن میں مختلف عالمی و سیاسی عوامل کارفرما رہے ہیں۔

اللہ کا شکر ہے کہ میں نے خوب سوچ سمجھ کر شعوری طور پر اسلام قبول کیا...... اور اب اس کے فیوض سے متمتع ہو رہی ہوں...... تاہم مجھے اس امر کا بہت افسوس ہے کہ میں اس چشمۂ صافی پر بہت دیر کے بعد پہنچی۔ کاش میں دین اسلام کو بہت پہلے پہچان جاتی اور میرا وجود اسلام اور اہل اسلام کے لیے زیادہ مفید ثابت ہو سکتا۔ الحمد للہ میں بہت خوش ہوں اور ایک باعمل مسلمان کی زندگی گزارنے کی کوشش کر رہی ہوں......

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمہ سکینہ

(سابق جرمن اداکارہ کارلا پارٹیل)

ذیل کا مضمون روزنامہ ''امروز'' لاہور کے جمعہ میگزین (۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء) میں شائع ہوا تھا۔ ترجمہ و تلخیص جناب محمد منشا کی ہے۔

کارلا پارٹیل فلم اور سٹیج کی انتہائی مشہور جرمن اداکارہ تھی۔ اس کے اپنے ملک جرمنی کے ہر حصے میں لاکھوں شیدائی موجود تھے' لیکن اس شہرت اور چمک دمک کے باوجود یہ مشہور اور حسین اداکارہ خود کو انتہائی غیر مطمئن محسوس کرتی تھی۔ اسے کسی گمشدہ چیز کی تلاش تھی جو اس کی روح اور باطن کا خلا پر کر دے جو اس کی زندگی کو بامقصد اور بامعنی بنا دے۔ اسے یہ کھوئی ہوئی چیز صرف اسلام میں ملی۔ آج اسی برس کی عمر میں وہ بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اس کی رہنمائی کی اور کیسے اس کی زندگی کے شب و روز اسلام کے نور سے روشن کر دیے۔

یورپ کی ہر مسلمان عورت اپنے بارے میں بتاتی ہے کہ اس نے کس طرح اسلام قبول کیا۔ اسلام کی طرف سے ان کی جو درست اور اچھی رہنمائی ہوئی اس کے بارے میں ہر ایک کا تجربہ منفرد اور بے مثال ہے۔ یہ تجربہ انہیں برسوں کی الجھنوں اور تلاش کے بعد ہوا اور جس تسکین کی تلاش انہیں عرصے سے تھی وہ آخرکار ان بحرانوں کے بعد اسلام کی صورت میں مل گئی۔

''عرب نیوز'' کے ایک جریدے ''المسلمون'' کا نمائندہ اس جرمن مسلم عورت سے ملا جس نے فلم اور سٹیج کی عظیم فن کارہ کی حیثیت سے اپنی شہرت کے بام عروج پر ہوتے ہوئے محض روحانی تسکین کی خاطر شہرت کا تاج اپنے سر سے اتار دیا تھا اور اسلام قبول کر کے گھر میں بیٹھ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی تھی۔ اس کے پاس مادّی آرام و آسائش کی تمام فانی چیزیں موجود تھیں اور وہ لاکھوں لوگوں کی نگاہوں کا مرکز تھی۔ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود وہ اپنے اندر کسی چیز کی کمی محسوس کرتی تھی۔ ایسی کمی جس نے اس اداکارہ کے اندر ایک زبردست روحانی خلا پیدا کر دیا تھا۔

اللہ نے کس طرح اس کی رہنمائی کی اور کس طرح ایمان کی روشنی نے اس کے دل کو منور کر کے اس کی زندگی کو بامقصد بنا دیا۔ قبولِ اسلام کے حوالے سے وہ اپنی کہانی اس طرح بیان کرتی ہے۔

۱۹۳۲ء میں میں نے برلن میں اداکاری کا فن سیکھا اور کئی ڈراموں میں اداکاری کی۔ میں نے ہالی وڈ میں چار فلموں اور جرمنی میں دس فلموں سے زیادہ میں کام کیا تھا۔ اس طرح میرے پاس نہ دولت کی کمی تھی نہ شہرت کی۔ میرے لاکھوں پرستار تھے اور دنیا کی ہر سہولت اور عیش کی ہر چیز میسر تھی' لیکن عجیب بات ہے کہ اس سب کچھ کے باوجود میری زندگی میں سکون اور سچی مسرت ناپید تھی اور باطنی اضطراب اور روحانی بے کلی مجھے ہر وقت ڈستے رہتے تھے۔ ایک بھیانک خلا تھا جس میں میں بھٹکتی رہتی تھی۔

تنگ آ کر میں نے مذہب کی آغوش میں پناہ لینے کی کوشش کی۔ اتوار کو چرچ جانے لگی' لیکن اس بے کلی میں ذرا بھی کمی نہ آئی اور چرچ کی عبادت روحانی پیاس کا کوئی مداوا نہ کر سکی۔ بائبل کی تعلیم' عیسائیت کے عقائد اور مذہبی رہنماؤں کا کھوکھلا پن' اپنے مذہب کی کوئی بات بھی تو مجھے مطمئن نہیں کر رہی تھی۔

تب میں نے سوچا کہ آخر سچائی کی تلاش خود کیوں نہ کروں؟ اس کے لیے جو بہترین طریقہ میری سمجھ میں آیا وہ یہ تھا کہ دوسرے ملکوں کی سیاحت کر کے میں وہاں کے لوگوں میں گھل مل جاتی اور ان کی زندگیوں کا قریب سے مشاہدہ کرتی تھی۔ ۱۹۳۳ء میں ہٹلر نے جرمنی میں دولت مند لوگوں کے ملک سے باہر جانے کی ممانعت کر دی تھی۔ اس کے باوجود میں نے اپنے ایک شناسا کی مدد سے جو جرمن حکومت میں کام کرتا تھا ملک چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ اس نے مجھے مسولینی کی وساطت سے ملک سے باہر جانے کی اجازت دلا دی ورنہ مجھے اپنے ملک سے باہر جانے کا موقع نہ ملتا...... فرانسیسیوں نے مجھے تیونس میں قید کر کے بے حد پریشان کیا' لیکن کچھ عرصے کے بعد مجھے شہر میں گھومنے پھرنے کی اجازت مل گیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند روز بعد میں مصر چلی گئی۔ قاہرہ میں مسجدوں کے میناروں سے بلند ہوئی اذانوں سے میں بہت متاثر ہوئی۔ چنانچہ میرے دل میں اسلام سے متعلق زیادہ سے زیادہ جاننے کی خواہش پیدا ہوئی اور بڑھتے بڑھتے یہ خواہش ایک تڑپ کی صورت اختیار کر گئی۔

اسلام سے تعارف ہوا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں مسلمان ہی پیدا ہوئی تھی حالانکہ میرے ماں باپ عیسائی تھے اور انہوں نے مجھے بچپن سے رومن کیتھولک مذہب کے اصولوں کے مطابق تربیت دی تھی۔ عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث کے مطابق میرے والدین باپ بیٹے اور روح القدس کے ایک ہونے پر یقین رکھتے تھے جس پر مجھے ہمیشہ شبہ ہوتا۔ اس کے علاوہ مجھے اس بات پر بھی یقین نہیں آتا تھا کہ خدا کا کوئی بیٹا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اسلام کی حقانیت ثابت ہونے پر میں نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا، جس سے مجھے حقیقی اطمینان حاصل ہوا۔ میں نے اپنے لیے سکینہ نام پسند کیا۔ اس کے بعد میں مصری عوام کے ساتھ گھل مل کر ان سے گفتگو کرتی اور جامعہ ازہر میں جا کر اسلام کے بارے میں اپنی معلومات میں اضافہ کرتی۔ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ میں مسلمان پیدا ہوئی ہوں اور مجھے احساس ہو گیا کہ اسلام ہی دینِ فطرت ہے اور انسانی زندگی کے تمام مادی و روحانی مسائل کا حل اسلام میں موجود ہے۔

میں نے صحرائے سینا کا سفر کیا اور کچھ عرصہ مصر کے دیہات میں گزارا۔ میں مصر کے کسانوں کے قبیلے فلاحین کے ساتھ بھی رہی۔ کچھ عرصہ بعد میں برلن واپس آئی اور پھر میں نے فن لینڈ کا سفر کیا اور اس بارے میں ایک کتاب لکھی۔ بعد ازاں میں سعودی عرب گئی اور وہاں ایک سعودی خاندان کے ساتھ چھ ماہ مقیم رہی۔

جب محترمہ سکینہ سے ان چیزوں کے بارے میں پوچھا گیا جنہوں نے انہیں مصر اور سعودی عرب میں قیام کے دوران متاثر کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے، جو ابھی تک شائع نہیں ہوئی۔ تاہم میں مصر میں ایک گاؤں میں رہتی تھی مجھے محسوس ہوتا تھا کہ جیسے میں جنت میں رہ رہی ہوں۔

وہ مصری کسان جن کے ساتھ میں رہتی تھی اپنی سادہ زندگی سے بے حد خوش تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ قدیم طرزِ زندگی بسر کرتے تھے اور اپنے طریقِ عبادت یعنی نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں جمع ہو کر نہایت متانت اور وقار سے اللہ کے آگے سجدہ ریز ہوتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ جو کچھ میں نے اپنے ملک اور دوسرے ممالک میں دیکھا اس کا مقابلہ کرتے ہوئے میں سمجھتی ہوں کہ مغرب میں اکثر لوگ ہر قسم کی مادّی سہولیات کے باوجود باطنی طور پر خوش نہیں ہیں اور ان کی زندگیاں از حد تاریک ہو چکی ہیں' لیکن میں جن مسلمان ملکوں میں گئی وہ مادّی لحاظ پر اتنے خوش حال نہ تھے جتنے روحانی طور پر خوش نظر آتے تھے۔ موجودہ دور کی مادّی آسائش والی چیزوں کی قلت پر وہ کبھی پریشان نہیں دیکھے گئے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے مشترکہ خاندانوں کو اکٹھے رہتے دیکھا ہے اور یہ صفت یورپ میں نایاب ہے۔ مسلمانوں میں دادا اور دادی کی پورا خاندان بہت عزت کرتا ہے اور ان بزرگوں کو خاندان میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ خاندان کے تمام افراد اپنے بزرگوں کا احترام کرتے ہیں جبکہ یورپ میں بوڑھے والدین کو اولاد پوچھتی تک نہیں اور یہ بیچارے زندگی کے آخری دن سخت تنہائی اور اذیت میں کاٹ کر مر جاتے ہیں۔

میں نے یہ بھی دیکھا کہ اسلام کے دشمن جس بات کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ اسلام نے عورت کو معاشرے میں بنیادی حقوق دیے ہیں۔ یورپ میں لوگ اوّل تو اس عظیم دین کے بارے میں کچھ جانتے ہی نہیں اور جو برا بھلا جانتے ہیں تو صرف اتنا کہ یہ وحشی اور اجڈ لوگوں کا مذہب ہے۔ افسوس کہ یہ لوگ اسلام کے بارے میں صدیوں سے کس قدر غلط فہمیوں کا شکار ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ان پر اسلام کی تمام خوبیاں اور برکتیں روشن ہو جائیں تو یہ ایک لمحہ اس سے دور نہیں رہ سکتے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ یورپ اور امریکہ میں اسلام کی وسیع پیمانے پر تبلیغ کی جائے۔

اسلامی آرٹ کے متعلق محترمہ نیکنڈ نے تبصرہ کیا: اسلامی ثقافت بہت عظیم ہے اور اسلامی فن تعمیر کا اظہار قدیم مسجدوں سے ہوتا ہے جو ثقافت اور معلومات کے مراکز ہیں۔ مسلمانوں نے لکڑی اور شیشے پر نقش و نگاری کے بڑے پائیدار نشانات چھوڑے ہیں۔ آرٹ کے جس میدان میں بھی وہ دلچسپی لیتے تھے' اس میں غیر معمولی مہارت حاصل کر لیتے تھے۔ انہوں نے عربی خطاطی کی صورت میں ایک منفرد فن تخلیق کیا حتیٰ کہ یورپی آرٹسٹ بھی اس سے بہت متاثر ہوئے اور وہ عربی گلکاری کے فن کو آرائش کے نام سے پکارتے ہیں۔ اسلامی آرٹ تخلیق کی انتہا کو پہنچ چکا ہے جسے عمارات کو زیورات سے مرصّع کرنے سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ مسجدوں اور محلات میں اسلامی آرائش کا یہ فن اپنے کمال پر نظر آتا ہے اور اس کے لیے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں کیونکہ سچائی اپنا ثبوت خود ہوتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمیہ بارٹن کیلی (امریکہ)

ذیل کا مضمون کراچی کے ہفت روزہ "ختم نبوت" (۱۶ اکتوبر ۱۹۹۲ء) میں شائع ہوا تھا۔ وہیں سے اخذ کیا جا رہا ہے۔

بارٹن کیلی ایک سیدھی سادی اور نیک طبیعت لڑکی تھی۔ وہ امریکہ کے گمراہ معاشرے میں خود کو الگ تھلگ محسوس کرتی تھی، جب بارٹن کیلی کی عمر تیرہ سال تھی اس وقت اس نے اپنی ماں سے کئی مرتبہ یہ بات کہی تھی کہ وہ بڑی ہونے پر امریکہ میں نہیں رہے گی۔ اس کی ماں اس کی وجہ پوچھتی تو کیلی کوئی واضح جواب نہیں دیتی تھی اور اتنا کہتی کہ اس کو صرف اندرونی طور پر اس بات کا احساس ہے کہ یہ معاشرہ اس کے لیے نہیں ہے۔

بارٹن کیلی بڑی پابندی سے گرجا گھر جاتی تھی۔ بائبل کا مطالعہ کرتی تھی اور بائبل پر لیکچر بھی دیتی تھی۔ وہ گرجا گھروں اور دوسری تقریبات میں دعائیہ نغمے بھی گاتی تھی۔ کیلی کے والدین اپنی لڑکی کی مذہب پسندی پر بہت خوش تھے۔ وہ کہتے تھے کہ موجودہ امریکی ماحول میں جہاں نوعمر لڑکے اور لڑکیاں جنسی آوارگی اور منشیات کے استعمال میں ڈوبے ہوئے ہیں وہاں ایک لڑکی اپنے آپ کو اس گندگی سے الگ رکھے ہوئے ہے اور وہ ان کی بیٹی ہے۔ بارٹن کیلی نے کبھی شراب کا ایک گھونٹ بھی نہیں پیا تھا حالانکہ شراب کا دریا اس کے چاروں طرف بہہ رہا تھا۔ منشیات کے استعمال کا تصور تو اس کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ وہ اپنے عیسائی مذہب پر بڑی سختی سے کاربند تھی۔

وہ شعور مند ہوئی تو اس کے ذہن میں امریکی معاشرے کی بہت سی باتوں کے خلاف سوالات ابھرنے شروع ہوئے۔ وہ اکثر یہ سوال کرتی تھی کہ امریکی معاشرہ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی باتوں پر کھلم کھلا کیوں عمل ہو رہا ہے جو بائبل کی تعلیمات کے سراسر منافی ہیں۔ اس نے جب اپنے والدین اور پادریوں سے اس بارے میں سوالات کیے تو وہ ان کا جواب نہیں دے سکے اور انہوں نے کہا کہ بائبل کی تعلیمات کے برعکس امریکی معاشرہ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ وقت کی تبدیلی کی وجہ سے ہے۔ آج کل حالات ماضی کے حالات سے بہت مختلف ہیں۔ بارٹن نے خود سے یہ سوال کرنا شروع کر دیا کہ کیا ایسا مذہب سچا مذہب ہو سکتا ہے جو حالات کو بدلنے کی بجائے خود بدل جائے؟ وہ اس سوال پر بحث کرتی تھی' لیکن ان بحثوں کا کوئی اطمینان بخش نتیجہ برآمد نہیں ہوا اور بارٹن کیلی کی بے چینی میں اضافہ ہوتا گیا۔ اپنے سوالات کے جواب معلوم کرنے کے لیے اس کی جدوجہد جاری رہی۔ اس کو یقین تھا کہ ایک نہ ایک روز اس کو اپنے سوالات کا جواب ضرور ملے گا۔

جب بارٹن کیلی یونیورسٹی میں داخل ہوئی تو اس وقت تک اسے ان سوالات کا جواب نہیں ملا تھا۔ اس کی بے چینی میں بہت اضافہ ہو گیا تھا اور اس نے خود کو یہ کہہ کر اپنے خدا کے حوالے کر دیا تھا کہ وہ اسکو روشنی دکھائے۔ اسی دوران ایک روز بارٹن کیلی یونیورسٹی لائبریری میں اخبارات کا مطالعہ کر رہی تھی کہ اس کی نظر ایک اخبار میں شائع شدہ ایک مضمون پر جا کر رک گئی۔ مضمون کا تعلق رمضان اور روزے سے تھا۔ بارٹن کیلی نے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں کبھی کوئی مطالعہ نہیں کیا تھا۔ اسلام کے بارے میں اس کی کوئی رائے نہیں تھی اور امریکی میڈیا کے پروپیگنڈہ کے وجہ سے اس کے ذہن میں مسلمانوں کے بارے میں جو تصور بنا ہوا تھا وہ یہ تھا کہ ہر مسلمان دہشت پسند ہوتا ہے۔ رمضان اور روزے کے بارے میں یہ مضمون پڑھنے کے بعد بارٹن کیلی کے ذہن میں اسلام کے بارے میں کچھ اور معلومات حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ وہ یونیورسٹی لائبریری میں کافی تلاش کے بعد اسلام کے بارے میں دو کتابیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ دونوں کتابیں عیسائیوں کی تحریر کردہ تھیں اور دونوں میں اسلام کے خلاف نفرت کا پرچار تھا لیکن بارٹن کیلی تعلیم یافتہ اور ذہین لڑکی تھی اس نے ان مصنفین کی رائے کو نظر انداز کر کے ان باتوں پر غور کرنا شروع کر دیا جن پر وہ تنقید اور حملے کر رہے تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد میں بارٹن کیلی نے اسلام کے بارے میں کچھ اور لٹریچر حاصل کرلیا اور اس کا مطالعہ کرنے کے بعد اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ آیا یہی وہ منزل تو نہیں جس کی تلاش میں وہ برسوں سے بھٹک رہی ہے۔ کچھ مدت کے بعد کیلی کا خیال پختہ ہوگیا کہ اس کو جس منزل کی تلاش تھی وہ اسلام ہی ہے۔ اب اس کے سامنے یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ اسلام کس طرح قبول کیا جاتا ہے۔ اس مسئلہ کے حل کے لیے وہ واشنگٹن میں سٹیل کے مقام پر واقع اسلامی مرکز پہنچی۔ اس نے پانچ صفحات پر مشتمل ایک سوال نامہ مرکز کے ایک ذمہ دار کے سامنے رکھا اور اس کا جواب مانگا۔ اس کا ایک اہم ترین سوال حضرت عیسیٰ کے بارے میں تھا۔ کیلی کو جب یہ معلوم ہوا کہ اسلام میں حضرت عیسیٰ کو دوسرے انبیاء اور پیغمبروں کے برابر درجہ حاصل ہے تو اس کے دل کو بہت اطمینان حاصل ہوا۔ چند روز بعد بارٹن کیلی نے اسی اسلامی مرکز میں اسلام قبول کرلیا اور وہ بارٹن کیلی سے سمیہ بارٹن کیلی ہوگئی۔

اس نے اسلام قبول کیا تو یونیورسٹی کی تعطیلات چل رہی تھیں۔ یونیورسٹی کی تعطیلات شروع ہونے پر وہ عیسائی تھی اور جب یونیورسٹی دوبارہ کھلی تو وہ مسلمان تھی۔

یونیورسٹی کے دوسرے طلبا کو جب بارٹن کیلی کے اسلام قبول کرنے کی خبر ملی تو فضا میں سنسنی پھیل گئی۔ اس کا ساتر لباس دیکھ کر طلباء و طالبات کو شدید صدمہ ہوا اور اس کا نماز پڑھنا تو ان کے لیے بالکل ہی ناقابل برداشت ہوگیا۔ سمیہ بارٹن کیلی ساتر لباس پہننے کے ساتھ ساتھ اپنا سر رومال سے ڈھانپ لیتی تھی۔ اس کو نیم برہنہ امریکی لباس کی جگہ ساتر لباس پہننے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی کیونکہ وہ ساتر لباس کو اسلامی عقیدہ کا حصہ سمجھ کر قبول کرچکی تھی۔

بطور مسلمان سمیہ پانچ برس تک امریکہ میں مقیم رہی۔ اس نے یہ مدت بہت مشکل حالات میں گزاری۔ اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اس کے حلقۂ احباب نے اس کا بائیکاٹ کردیا اور ساتر لباس کی وجہ سے اس کو ملازمت سے برطرف کردیا گیا۔ اتفاق سے سمیہ کی ملاقات ایک سعودی خاندان سے ہوگئی جو امریکہ آیا ہوا تھا۔ تو مسلمہ سمیہ اور اس سعودی خاندان کے درمیان بہت جلد تعلقات استوار ہوگئے۔ اس خاندان کی ایک خاتون نے انگریزی زبان کا علم نہ رکھنے کے باوجود یہ اندازہ لگالیا کہ سمیہ کو بنیادی اسلامی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیمات کی بہت ضرورت ہے۔اس خاتون نے اشاروں کی زبان سے سمیہ کو بتایا کہ نماز کس طرح پڑھی جاتی ہے اور پردہ کس طرح کیا جاتا ہے۔اس خاتون نے سمیہ کو صحیح معنوں میں ایک مسلمان عورت بنایا اور سمیہ اس سعودی خاندان میں اس کے ایک فرد کی طرح گھل مل گئی۔یہ سعودی خاندان سمیہ کے لیے ایک بڑا سہارا ثابت ہوا۔یہ سہارا ایک اسلام مخالف معاشرہ میں بہت ضروری تھا کہ ایک نومسلمہ تنہا اس معاشرہ میں اپنے مذہب کا دفاع نہیں کر سکتی تھی۔بعد میں اس خاندان اور سمیہ کے درمیان تعلقات اور قرب میں اتنا اضافہ ہو گیا کہ اس خاتون نے سمیہ سے کہا کہ وہ اس کی بہو بن جائے اور اس کے ساتھ سعودی عرب چلے۔سمیہ نے اس نیک دل خاتون کی یہ تجویز قبول کر لی اور وہ آج آٹھ سال سے سعودی عرب میں مقیم ہے۔اب وہ ایک بیوی ہی نہیں ماں بھی بن چکی ہے۔وہ جدہ کے ایک اسکول میں شعبہ انگریزی کی انچارج ہے۔وہ اسلام قبول کرنے والے غیر ملکیوں کو انگریزی میں ابتدائی تعلیم بھی دیتی ہے۔اس نے کئی نومسلموں کو قرآن شریف حفظ کرنے کے لیے تیار کیا ہے۔آج سمیہ ایک مطمئن بیوی' ماں اور ٹیچر ہے۔وہ کہتی ہے کہ آج وہ جو کچھ ہے صرف اللہ کا کرم ہے۔اللہ نے اس کو ہدایت کی راہ دکھائی اور اس کے دل کو اپنے دین کی روشنی سے منور کر دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمہ سناء

(مصر)

ذیل کا مضمون عربی مجلہ ''الفیصل'' میں شائع ہوا۔ جسے خالد محمود ترمذی صاحب نے اردو میں ترجمہ کیا اور ہفت روزہ ''ایشیا'' لاہور (۱۲ اپریل ۱۹۹۸ء) میں شائع ہوا۔ میں مترجم موصوف اور ''ایشیا'' کے شکریہ کے ساتھ نذر قارئین کر رہا ہوں (مولف)

''انسان کے لیے اس سے بڑی کوئی سعادت نہیں کہ اللہ عزوجل اسے راہ ہدایت اور ایمان کی دولت سے نواز دے۔ ایمان ایسی لازوال نعمت ہے کہ جس کی ابدی حلاوت اسی کو نصیب ہوتی ہے جسے خدا چاہے..... اور مجھ سے زیادہ خوش بخت اور سعید دنیا میں اور کون ہوگا جسے اللہ کریم نے صراط مستقیم یعنی اسلام اور ایمان کی راہ سجھائی اور ضلالت و گمراہی کی جہالت سے اور دوزخ کی آگ سے نجات دی؟''

ان کلمات تشکر کے ساتھ نو مسلمہ سناء کفر و شرک کی ضلالت کو چھوڑ کر اپنے قبول اسلام کا واقعہ بڑے پر جوش انداز میں بیان کرتی ہے۔

سناء مصر کے ایک عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئی۔ ہر عیسائی کی طرح ہر اتوار کو اپنے والدین کے ساتھ گرجا جانا اس کا معمول تھا۔ وہاں وہ پادری کے ہاتھ چومتی اور سب کے ساتھ مل کر یسوع مسیح کی حمد میں ترانے گاتی۔ پھر پادری سب کو اناجیل اربعہ کی کچھ عبارتیں سناتا اور یہ بڑے غور سے سنتی۔ پادری عقیدۂ تثلیث پر جمے رہنے کی یہاں تک تلقین کرتا کہ تثلیث پر عقیدہ رکھے بغیر کوئی غیر مسیحی نیکی اور بھلائی کا کوئی بھی کام سرانجام دے وہ عنداللہ ماجور و مقبول نہیں بلکہ مغضوب ہے کیونکہ اس کے گمان کے مطابق یہ کفرو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحاد ہے۔

سناء پادری کے وعظ کو دوسرے بچوں کی طرح بے دھیانی سے سنتی اور پھر جیسے ہی گرجا سے نکلتی اپنی مسلمان سہیلی حناء کے ساتھ کھیلنے کے لیے دوڑ پڑتی۔ کیونکہ بچپن میں انسان کا ذہن صاف سلیٹ یا کورے کاغذ کی مانند ہوتا ہے اس پر پادری کے وعظ بھی ایک دوسرے سے نفرت اور تعصب پیدا نہیں کر سکتے۔

سناء جب ذرا بڑی ہوئی تو اسکول میں داخل کرا دی گئی جہاں اس کا واسطہ کئی مسلمان لڑکیوں سے پڑا جو پادری کے وعظ کے برعکس اس کے ساتھ بہنوں کا سا سلوک کرتیں اور اسے کبھی یہ احساس نہ ہونے دیتیں کہ وہ ایک غیر مسلم ہے۔ یہاں ان کے محبت و مودّت اور انس بھرے سلوک نے اس کی آنکھیں کھول دیں۔ ان میں سے ایک یعنی حناء کے ساتھ تو اس کے بہت گہرے مراسم ہو گئے اور ان دونوں میں اتنی گہری دوستی ہو گئی کہ وہ ایک لمحہ بھی اس سے جدائی برداشت نہیں کر سکتی تھی سوائے اُس پیریڈ کے جس میں ایک عیسائی معلمہ اُسے مسیحی مذہب کی تعلیم دیتی تھی۔ اس پیریڈ میں بارہا سناء کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا کہ وہ اپنی معلمہ سے پوچھے کہ مسلمان اس قدر با اخلاق' مہذب و متمدن اور غیر متعصب ہونے کے باوجود آخر کیسے غیر مومن اور ملحد و کافر ہیں جب کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کو بھی مانتے ہیں؟ لیکن استانی کے غیظ و غضب کے ڈر سے وہ یہ سوال نہ کر سکتی۔ تاہم ایک دن اس نے یہ بات کر ہی دی اور اس اچانک سوال نے استانی کو حیران و پریشان کر دیا۔ اس نے اپنا غصہ دبانے اور چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے اتنا کہا" سناء تم ابھی چھوٹی کمسن ہو' یہ باتیں ابھی نہیں سمجھو گی۔ خبردار مسلمانوں کے اخلاق و مروت تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دیں' جب بڑی ہو گی تو ہماری طرح ان کی اصل حقیقت خود بخود تم پر آشکارا ہو جائے گی"۔

سناء کو معلمہ کا یہ غیر مناسب اور قطعی غیر منطقی جواب مطمئن نہ کر سکا۔

اسی اثنا میں سناء کی عزیز ترین سہیلی حناء کے والد کا تبادلہ قاہرہ میں ہو گیا اور وہ قاہرہ جانے کی تیاریاں کرنے لگے۔ جس دن حناء نے قاہرہ جانا تھا دونوں سہیلیاں جدائی کے غم میں آپس میں مل کر خوب روئیں۔ پھر اپنی دوستی کی یادگار کے طور پر دونوں نے تحائف کا تبادلہ کیا۔ حناء نے ایک خوبصورت ڈبے میں بڑے سلیقے اور احترام کے ساتھ قرآن مجید کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحفہ سناء کو پیش کیا اور کہا "میں نے بہت سوچا اور غور کیا لیکن مجھے اس سے زیادہ قیمتی تحفہ اور کوئی نظر نہیں آیا۔" سناء نے بڑی عقیدت اور محبت کے ساتھ اس انمول تحفے کو بوسہ دیا اور حناء کا بہت بہت شکریہ ادا کیا۔ ظاہر ہے کہ اسے یہ تحفہ اپنے خاندان والوں کی نظروں سے چھپا کر رکھنا تھا۔

حناء کے قاہرہ چلے جانے کے بعد یہی تحفہ اس کا واحد سہارا رہ گیا تھا۔ جونہی پڑوس کی مسجد سے مسلمانوں کو نماز کی دعوت دینے کے لیے اذان کی آواز گونجتی' سناء قرآن مجید اٹھا لیتی اور اسے عقیدت سے چومتی اور ساتھ ہی اپنے اردگرد تجسس کی نظر ڈالتی کہ گھر کا کوئی فرد اسے ایسا کرتے ہوئے دیکھ تو نہیں رہا۔ ایسا کرکے اسے ایک قسم کی ڈھارس سی ملتی۔ دن گزرتے رہے یہاں تک کہ سناء کی شادی کنواری مریم کے گرجا کے نگران سے ہوگئی۔ وہ اپنے قیمتی تحفے کو لیے پیا کے گھر سدھاری جہاں اسے اس تحفے کو خاوند کی نظروں سے بھی چھپانا تھا۔

پھر سناء کو محرمات کو روکنے والے دفتر میں ملازمت مل گئی جہاں باپردہ مسلمان لڑکیاں ملازم تھیں۔ یہاں سناء کی دوستی کا دائرہ اور وسیع ہوگیا اور حناء کی دوستی کا اثر اور گہرا ہوگیا۔ ان مسلمان سہیلیوں اور پڑوسیوں کے دین اور اخلاق و مروت سے متاثر ہو کر سناء اسلام اور مسیحیت کا باہم موازنہ کرنے لگی۔ وہ گرجا گھر میں پادری اور دیگر متعصب عیسائیوں کی زبان سے مسلمانوں اور اسلام کے متعلق جو کچھ سنتی اس کا موازنہ وہ مسلمان سہیلیوں اور پڑوسیوں کے حسن سلوک سے کرتی تو ان میں واضح تضاد نظر آتا۔ نیز نہ جانے کیوں جب بھی قریبی مسجد سے اذان گونجتی تو سناء اپنا دل خود بخود اس کی طرف کھنچتا محسوس کرتی۔ اس کا سبب اسے خود بھی معلوم نہ تھا۔

رفتہ رفتہ اس کے اندر حقیقت اسلام جاننے کا زبردست داعیہ پیدا ہوگیا۔ وہ خاوند کی عدم موجودگی میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر شیخ الشعراوی' شیخ النجار اور شیخ الغزالی جیسے مشائخ اسلام کے مختلف موضوعات پر تقریریں سنتی جن میں اس کے دل و دماغ میں ابھرنے والے پریشان کن سوالات کا شافی جواب ملتا۔ مزید برآں شیخ محمد رفعت اور قاری اسماعیل المصری کی دل آویز تلاوت قرآن سنتی جو اسے بہت اچھی لگتی اور وہ دل کے دل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سوچتی کہ یہ دل نشین کلام کسی بشر کا نہیں ہو سکتا۔ (جیسا کہ پادری صاحبان کا دعویٰ تھا کہ یہ قرآن محمد ﷺ کا اپنا کلام ہے) بلکہ یہ اللہ کا کلام ہے' یہ وحی الٰہی ہے۔

ایک روز جب کہ اس کا خاوند گرجا میں تھا' سناء نے ڈرتے کانپتے ہاتھوں سے وہ مخفی خزانہ یعنی قرآن مجید نکالا۔ جب اسے کھولا تو اس کی نظر اس آیت کریمہ پر پڑی: ''بے شک مثال عیسیٰ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدم کی مانند ہے' بنایا اسے مٹی سے پھر فرمایا اسے ہو جا تو وہ ہو گیا''۔ (آل عمران: آیت ۵۹)

اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے اور پیشانی عرق آلود تھی بلکہ اس کے سارے بدن پر کپکپی طاری تھی۔ وہ خود حیران تھی کہ اس نے بارہا قرآن مجید ریڈیو' ٹیلی ویژن اور اپنی مسلمان سہیلیوں سے سنا تھا لیکن ایسی حالت اس کی کبھی نہ ہوئی تھی جو آج قرآن کی یہ آیت پڑھنے سے ہوئی تھی۔ وہ اور پڑھنا چاہتی تھی کہ اسے خاوند کے بیرونی دروازہ کھولنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے جلدی سے قرآن کو چھپا دیا اور کچن میں چلی گئی جہاں وہ اس کے لیے خنزیر کے گوشت سے اس کی مرغوب ڈش تیار کر رہی تھی۔

اس واقعے کے اگلے دن جب وہ اپنے دفتر گئی تو کئی سوالات اس کے دل و دماغ میں ایک عجیب ہلچل مچائے ہوئے تھے۔ اس آیت کریمہ نے اس قضیے کا فیصلہ کر دیا تھا۔ آیا عیسیٰ ابن اللہ تھے جیسا کہ عیسائی پادریوں کا عقیدہ تھا یا اللہ کے نبی جیسا کہ قرآن کہتا ہے۔ اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ عیسیٰؑ بھی صُلب آدم سے تھے پھر وہ ابن اللہ کیسے ہوئے؟ اللہ تعالیٰ تو ان چیزوں سے پاک ہے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔

اب سناء پر یہ حقیقت آشکار ہو چکی تھی کہ محمد ﷺ بھی اللہ کے رسول ہیں۔ وہ دل میں کلمہ طیبہ پر ایمان لا چکی تھی۔ لا الٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه لیکن اپنے دفتر میں بیٹھی وہ یہی سوچ رہی تھی کہ کیا اس مرحلے پر وہ اپنے اسلام کا اعلان کر سکتی ہے؟ وہ انہی سوچوں میں مبتلا تھی کہ وہ اپنے اسلام کا اعلان کس طرح کرے؟ ابھی کرے یا نہ کرے یا مزید انتظار کرے؟ حالات کے سازگار ہونے تک اسے ملتوی کر دے؟ بظاہر وہ اپنے کام میں مشغول تھی لیکن اس کے دل و دماغ انہی سوچوں کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے کہ اس کا یہ اقدام یعنی اعلان اسلام کا عمل اس کے خاوند' چرچ اور اس کے خاندان کی طرف سے کس قسم کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ردعمل پیدا کرے گا۔

کئی ہفتے وہ اس قسم کے خیالات کے ادھیڑ بن میں غلطاں و پیچاں رہی۔ عمل اور ردعمل کے خوف میں مبتلا رہی۔ آخر وہ فیصلہ کن ساعت آ ہی گئی؛ وہ گھڑی آ گئی جب اس نے ضلالت و گمراہی کے کمر توڑ بوجھ سے آزادی کا فیصلہ کر لیا۔ وہ دفتر میں انہی خیالات و تفکرات میں کھوئی ہوئی تھی کہ اس نے قریبی مسجد سے اذان کی آواز سنی جو مسلمانوں کو اپنے رب سے ملاقات اور نمازِ ظہر ادا کرنے کی دعوت دے رہی تھی۔ اس اذان نے اس کے اندر ایک طوفان بپا کر دیا۔ اسے ایسا لگا کہ وہ ضلالت و جہالت اور باطل کے گراں بوجھ تلے دبی ہوئی ہے اور حق کو جان لینے کے بعد اور ایک عرصے سے رواں رواں کے اندر حق کی طلب موجود ہونے کے باوجود حق کے اظہار سے گریز کر کے گناہِ عظیم کا ارتکاب کر رہی ہے۔ جب مؤذن نے أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کے بعد أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ کہا تو وہ دفعتاً اٹھ کھڑی ہوئی اور بلاجھجک بلند آواز سے گویا ہوئی:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ

اس کے کمرے میں موجود اس کی مسلمان سہیلیاں جو اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھیں، سناء کے منہ سے کلمۂ اسلام سن کر بے اختیار اس کی طرف بڑھیں۔ مبارک مبارک مرحبا کی آوازوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ فرطِ مسرت سے ان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تیرنے لگے۔ ہر ایک نے مبارکباد دیتے ہوئے اسے گلے سے لگایا اور وہ بھی خوب بھینچ بھینچ کر انہیں گلے ملی۔ اس کی آنکھیں بھی خوشی سے پُرنم ہو گئیں۔ اس نے ان سے کہا سب میرے لیے دعا کرو کہ اللہ کریم میری گزشتہ کوتاہیاں اور گناہ معاف کر دے اور مجھے اسلام پر استقامت بخشے۔

سناء کے قبولِ اسلام کی خبر آناً فاناً جنگل کی آگ کی طرح تمام دفتر میں پھیل گئی اور اس کی عیسائی رفیقِ کار لڑکیوں نے یہ خبر اس کے خاندان تک پہنچانے میں ذرا دیر نہ لگائی اور غصے سے پیچ و تاب کھاتے ہوئے انہیں مشورہ دیا کہ قبل اس کے کہ وہ عدالت میں جا کر باضابطہ طور پر اپنے قبولِ اسلام کا اعلان کر دے اسے اس فعل سے روکیں۔ ادھر سناء نے بھی فوراً عدالت میں جا کر باضابطہ طور اپنے قبولِ اسلام کا اعلان کر دیا کہ کہیں اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا خاوند اور خاندان والے اسے جبراً اعلانِ اسلام سے روک نہ دیں۔ یہ سب کچھ کر کے جب وہ گھر گئی تو اسے یہ معلوم کر کے ذرا بھی ملال نہ ہوا کہ اسکے خاوند نے اس کے ملبوسات اور زیورات اور مال و متاع پر قبضہ کر لیا ہے۔ اسے اگر فکر تھی تو یہ کہ خاوند اس کے بچوں کی تربیت گرجا میں دی جانے والے عقیدۂ تثلیث کے مطابق نہ کرے اور انہیں بھی اپنی طرح جہنم کا ایندھن نہ بنا ئے۔

اللہ کریم نے اس کی یہ دعا قبول کی۔ مسلمانوں کی ایک انجمن نے اس کی طرف سے عدالت میں یہ درخواست گزاری کہ بچے چونکہ کم سن ہیں' نابالغ ہیں' تو والدہ کا حق ہے کہ ان کی پرورش کرے لہٰذا اس کے حق میں فیصلہ کیا جائے۔ عدالت نے اس کے خاوند کو بلا کر پوچھا: آیا وہ بھی اسلام قبول کر کے سناء کے ساتھ رہنا چاہتا ہے یا اپنے آبائی دین پر قائم رہ کر سناء سے علیحدگی چاہتا ہے کیونکہ قرآن کی رو سے ایک مسلمان عورت غیر مسلم خاوند کے نکاح میں نہیں رہ سکتی۔ اس کے خاوند نے قبولِ حق سے انکار کیا تو عدالت نے دونوں کے درمیان علیحدگی کرادی اور نابالغ بچوں کی پرورش کا بھی سناء کے حق میں فیصلہ کر دیا کیونکہ وہ فطری طور پر والدہ سے زیادہ مانوس ہونے کی وجہ سے اسی کے ساتھ رہنا چاہتے تھے۔

سناء کی مشکلات و مصائب اور ابتلا و آزمائش کا دور اب شروع ہونے والا تھا۔ اگر اس کا خاوند اور خاندان فیصلہ ہو چکنے کے بعد اسے اپنے حال پر چھوڑ دیتے تو وہ کسی نہ کسی طرح اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال لیتی لیکن انہوں نے ایک طرف تو اس سے قطع تعلق کر لیا اور دوسرے اسے اپنے آبائی مذہب پر لوٹانے کے لیے کئی حربے آزمائے اور بڑے جتن کیے۔ نیز اس کے جن مسلمان خاندانوں سے تعلقات تھے انہیں دھمکیاں دینی شروع کیں کہ کسی طرح اس کی مدد نہ کریں لیکن انہیں شاید یہ علم نہیں تھا کہ اس کی مددگار تو اللہ کریم کی ذاتِ عالی ہے۔ سناء نے اپنے رب سے دعا کی کہ اللہ کریم اسے ابتلا و آزمائش کی ہر گھڑی میں ثابت قدم رکھے اور مخالفین کی تمام مذموم کوششوں کو جو وہ اسے آبائی دین پر لوٹانے کے لیے کر رہے تھے ناکام بنا دے۔ اللہ کریم نے اپنی مومنہ کی دعا اس طرح قبول کر لی کہ ایک بیوہ خاتون جس کی اپنی چار بیٹیاں تھیں اور اس کا واحد کفیل اس کا جوان بیٹا تھا وہ سناء

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے عزم واستقامت سے بہت متاثر ہوئی۔ اس نے سناء کے سر پہ دست شفقت رکھا اور اپنے بیٹے محمد کا نکاح سناء سے کرنے کی پیشکش کی۔ جو سناء نے کچھ غور وخوض کے بعد قبول کر لی اور اب وہ ہنسی خوشی اس کی چار بہنوں اور بیوہ ماں کے ساتھ پُر مسرت...... زندگی گزار رہی ہے اور خدا سے ہر لحظہ اسلام پر استقامت کی دعا کرتی ہے۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سہیر البابلی

(مصر)

ذیل کا مضمون کسی نومسلمہ کے بارے میں نہیں ہے بلکہ مصر کی ایک سابق فلمی اداکارہ کی سرگزشت پر مشتمل ہے۔ موصوفہ تیس برس تک فسق و فجور اور گناہ کی زندگی سے وابستہ رہیں۔ دولت' شہرت اور مقبولیت انہیں سب کچھ حاصل تھا' لیکن ان کی زندگی چونکہ سراسر خدا کی بغاوت اور بے دینی و بے عملی پر مشتمل تھی' اس لیے سکون کی نعمت سے محروم تھیں...... آخر کار اللہ نے ان پر کرم فرمایا' انہیں ہدایت مل گئی اور انہوں نے فلمی زندگی کو ترک کر کے سچی مومنہ کا کردار اختیار کر لیا...... امید ہے یہ مضمون ہماری نوجوان طالبات اور عام خواتین کے لیے مشعل راہ ثابت ہوگا۔ اسے ملک سیف اللہ شاہد نے مرتب کیا اور ماہنامہ "خواتین میگزین" کے شمارہ اگست ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا۔

تقریباً پندرہ سال قبل برطانیہ کے مقبول ترین گلوکار (پاپ سنگر) کیٹ سٹیونز (موجودہ نام یوسف اسلام) نے اسلام قبول کر کے یورپ میں بالعموم اور برطانیہ میں بالخصوص تہلکہ مچا دیا تھا۔ کیٹ سٹیونز برطانیہ کا وہ گلوکار تھا جس کے پروگراموں کے تمام ٹکٹ کئی ہفتے قبل ہی فروخت ہو جایا کرتے تھے اور اس کے ریکارڈ لاکھوں کی تعداد میں بکتے تھے۔ اس کی دولت کا کوئی اندازہ نہیں تھا۔ برطانیہ کے عوام' بالخصوص نوجوان اس کے دیوانے تھے۔ مغرب کے اس اہم فرد کے قبول اسلام نے وہاں کے معاشرے پر بڑے گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ کچھ اسی طرح کا تجربہ قدرے مختلف نوعیت کے ساتھ تقریباً چار پانچ برس قبل عالم عرب کے مشہور ملک مصر میں ظہور پذیر ہوا تھا جس میں مصری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلمی صنعت سے وابستہ ایک اداکارہ مدیحہ کامل نے ''فن'' سے توبہ کرتے ہوئے فلمی صنعت کو خیر باد کہہ کر مصری معاشرے کو مبہوت و ششدر کر دیا تھا۔ مدیحہ کامل کے اعلان توبہ کے چند ہفتوں کے بعد ایک دو اور اداکارائیں تائب ہو گئیں۔ بس پھر کیا تھا تائب ہو کر ''فن'' کو خیر باد کہنے والی اداکاراؤں کی ایک لائن لگ گئی اور مصری فلمی دنیا میں گویا ایک بھونچال سا آ گیا۔ گویا فلمی صنعت کے ذمہ دار حضرات پر کپکپی طاری ہو گئی۔ ان کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ اسی عالم پریشانی میں انہوں نے نئے چہرے تلاش کرنا شروع کر دیے تاکہ ''ٹیمپو'' برقرار رکھ سکیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مصر میں ''فلمی صنعت'' کی بنیادیں ہل چکی ہیں۔ فلم سازوں' پروڈیوسرز اور ہدایت کاروں نے تائب ہونے والی اداکاراؤں اور گلوکاراؤں کو دھمکیوں اور بلیک میلنگ کے ذریعے خوفزدہ کرنے کے علاوہ پرکشش ترغیبات سے بھی رام کرنے کی بہت کوششیں کیں' لیکن وہ ناکام رہے۔ طرح طرح کی الزام تراشیاں کی گئیں۔ اب تک جو اداکارائیں اور گلوکارائیں تائب ہو کر دعوت دین کا راستہ اختیار کر چکی ہیں' ان میں مدیحہ کامل' نیلی' طاہرہ' سوسن بدر' شہیرہ' شادیہ' عفاف شعیب' فریدہ سیف النصر' سحر حمدی' یاسمین الخیام (سابقہ مشہور مغنیہ) شمس البارودی' نسرین' امیرہ' ہالہ فواد' ہالہ الصافی' مدیحہ حمدی' کمیلیا الغزالی' عبدالرزاق اور ہناء ثروت' ماجدہ حمید (ایک سابق فلم پروڈیوسر) طروب (ایک لبنانی مغنیہ) اور سہیر البابلی شامل ہیں۔ یہ وہ فلمی اداکارائیں ہیں جنہوں نے اپنی فلموں میں ہر قسم کے کردار اپنائے...... گندے اور فضول کردار اپنانے سے بھی گریز نہیں کیا' لیکن توبہ کے بعد انہوں نے اپنے تمام کنٹریکٹ منسوخ کر دیے اور اس معاملے میں فلمسازوں کی ایک نہ سنی...... ان اداکاراؤں نے ان کے تمام تر دلائل اور موقف کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ ممکن ہے بعض لوگوں کو اس پر تعجب ہوا ہو' لیکن اصل بات یہ ہے کہ جب ایمان دل میں راسخ ہو جاتا ہے اور جڑیں پکڑ لیتا ہے تو پھر دل کی دنیا ہی بدل جاتی ہے۔ پھر انسان کے رویے' طور اطوار' انداز فکر اور رہن سہن میں انقلاب آ جاتا ہے غرضیکہ انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ مصری فلمی صنعت میں بتدریج ایک خوشگوار تبدیلی آ رہی ہے جس کے اثرات مصری معاشرے پر پڑنا شروع ہو گئے ہیں۔

ہم تائب ہونے والی ان اداکاراؤں میں سے ایک اداکارہ سہیر البابلی کی توبہ کی داستان ذیل میں درج کر رہے ہیں' جسے پڑھ کر قارئین کو اندازہ ہو گا کہ مصری فلمی صنعت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کتنا بڑا انقلاب رونما ہو چکا ہے۔ سہیر البابلی حسن و رعنائی اور فنِ اداکاری میں ہمارے ہاں کی اداکاراؤں سے کہیں آگے تھی۔ عالمِ عرب میں اس کے حسن اور اداکاری کا ڈنکا بجتا تھا اور اس کا نام ہی فلم کی کامیابی کی ضمانت سمجھا جاتا تھا۔ نہ صرف مصر بلکہ پورے عالمِ عرب کے فلمی تماش بین اس کی اداکاری کے دیوانے تھے۔ اس کی شہرت اور حسن کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب وہ پردۂ سکرین پر جلوہ گر ہوتی تو لوگ دل تھام کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ غرض وہ اللہ سے بہت دور رنگ و بو کے سیلاب میں غرق تھی...... وہ جنت' دوزخ اور موت کے تصور سے ناآشنا اور عیش و عشرت' مال و دولت کی دلدادہ تھی۔ لیکن اچانک منظر اس طرح بدلتا ہے کہ شہرت اور دولت کی بھوکی' موت کے خوف سے لرزنے لگتی ہے اور دنیاوی عیش و عشرت کی دلدادہ جنت کی طلبگار بن جاتی ہے۔ یہ تبدیلی کیسے آئی؟ اس سلسلہ میں "الندوۃ العالمیہ للشباب" جو مسلم نوجوانوں کی بین الاقوامی تنظیم ہے اور جسے عرفِ عام میں Wamy کہا جاتا ہے' کے عربی مجلہ میں ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے جس میں سہیر البابلی کے تاثرات بیان ہوئے ہیں...... یہ تاثرات نذرِ قارئین ہیں۔

سہیر البابلی کہتی ہیں:

جب میں چھوٹی سی بچی تھی تو مجھے ڈرامے دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ حتیٰ کہ میں اداکاراؤں کی نقل کرنے کی کوشش کیا کرتی تھی اور ان کی چال ڈھال' ان کے کھانے پینے' اٹھنے بیٹھنے' چلنے پھرنے کے اطوار اور لباس کا سٹائل اپنانے کی کوشش کرتی تھی' یہاں تک میں جوان ہو گئی۔ تب میں نے اپنے شوق کو مہمیز دینے کے لیے آرٹ اسکول میں داخلہ لے لیا اور "فن" سیکھنے لگی۔ میری ماں نے مجھے اس سے باز رکھنے کی بہت کوشش کی لیکن میں نے اس کی ایک نہ سنی اور "فن" کی گندی دلدل میں اترتی چلی گئی۔ مجھے اب خیال آتا ہے کہ کاش! میں نے یہ نہ کیا ہوتا کیونکہ میرے اس فیصلے نے میری ماں کو روگ لگا دیا اور وہ میری بے راہ روی کی وجہ سے بیمار رہو گئی۔

میں "فن" کی گندی دلدل سے نکل کر ایمان کی پاکیزہ شاہراہ پر کیسے گامزن ہوئی؟ یہ بھی ایک دلچسپ کہانی ہے۔ دراصل مجھے ایمان کی طرف راغب کرنے میں میری بہن کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت نے بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔ اس کی موت نے میرے اندر انقلاب برپا کر دیا۔ میں تیس سال سے "فن" سے وابستہ تھی مگر میرا دل سکون و اطمینان سے خالی تھا۔ دولت اور شہرت کی بھوک تھی کہ مٹنے میں نہیں آتی تھی۔ شیطان ہر وقت مجھ پر غالب رہتا تھا۔ میری خواہش تھی کہ جب مجھے موت آئے تو کسی فلم کے ڈائیلاگ بولتے ہوئے یا کسی سٹیج پر اپنے "فن" کا مظاہرہ کرتے ہوئے موت آئے۔ میری سوچ یہ تھی کہ میرا سب کچھ فن ہے۔ میرا خدا' میرے والدین اور سب کچھ میرا فن ہی ہے۔ لیکن میری سوچ میں اس وقت تبدیلی آئی جب میری بہن اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئی۔ میری بہن مجھ سے کم عمر لیکن زیادہ صحت مند تھی۔ اسے اللہ تعالیٰ نے خوبصورتی سے بھی نواز رکھا تھا۔ اس کی وفات کے بعد ایک دن مجھے خیال آیا کہ اگر اس کی جگہ میں ہوتی تو کیا یہ امر بعید تھا اور کیا مجھے کبھی موت نہیں آئے گی؟ اگر مجھے مرنا ہے اور یقیناً مرنا ہے' اور جب یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ دنیا فانی ہے جسے بہرحال ایک روز چھوڑنا ہے تو پھر یہ سارا مال و دولت' زیب و زینت' نام و نمود اور ہیرے جواہرات کس کام کے؟ کیا میں انہیں قبر میں اپنے ساتھ لے جا سکوں گی؟ کیا یہ مجھے دوزخ کی آگ سے بچا سکیں گے؟ ان خیالات و تفکرات نے میری کایا پلٹ دی اور میں نے سوچا کہ اب مجھے روایتی مسلمان کی بجائے باشعور مسلمان بن جانا چاہئے۔ اس تبدیلی کے بعد میں نے ازہر یونیورسٹی قاہرہ جانا شروع کر دیا اور وہاں علما سے جنت اور دوزخ کے بارے میں سوالات کرنے شروع کر دیے۔ اسی اثنا میں ایک کتاب بعنوان "موت" میرے ہاتھ لگ گئی۔ میں نے اس کا مطالعہ کیا تو میرے دل پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ میں بیمار پڑ گئی۔ ایک ہفتہ کے بعد میری طبیعت کچھ سنبھلی تو میں شیخ محمد عبدالکافی کے پاس گئی اور ان سے درخواست کی کہ وہ مجھے دین کی تعلیمات سے آگاہ کریں۔ اس پر شیخ نے فرمایا: "تم نے کبھی قرآن پڑھا ہے اور اس کے معانی پر غور کیا ہے"۔ جواباً میں نے کہا: "قرآن تو پڑھا ہے لیکن اس کے معانی پر غور نہیں کیا"۔ تب شیخ نے فرمایا "قرآن کی ہر آیت اور ہر لفظ کو پڑھ کر ان کے معانی پر غور کرو اور عمل کیا کرو"۔ میں نے شیخ سے کہا کہ اس سلسلہ میں مجھے ایک سال کی مہلت دے دیں تو شیخ نے جواب دیا: "مہلت اللہ سے طلب کرو"۔ جب میں نے قرآن کی تفہیم شروع کی تو میں اس کی گہرائی پر حیران رہ گئی۔ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ گویا قرآن کی آیات اپنے معانی کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ میرے دل میں اترتی چلی جارہی ہیں۔ میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتی کہ یہ ایک ایسا شیریں کلام ہے جس نے میرے دل کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ میرے تصور میں تو یہی تھا کہ پردہ دنیا کی تمام آسائشوں اور رنگینیوں سے دستبردار ہونے کا نام ہے اسی لیے میں اس سے خوفزدہ تھی اور جھجک محسوس کرتی تھی۔ اسی دوران میں میں نے عمرہ کے لیے رخت سفر باندھا۔ مکہ میں پہنچ کر میں بیت اللہ میں ہر نماز کے بعد دعا مانگا کرتی کہ یا اللہ میرے دل میں اس اداکاری سے نفرت پیدا کر دے اور مجھے راہ حق دکھا دے۔ وہاں میں شدت کے ساتھ روتی اور میں نے عہد کیا کہ آئندہ ان شاء اللہ رقص و سرود، مخلوط محافل اور دیگر شیطانی اعمال سے اجتناب کروں گی اور اللہ کا شکر ہے کہ وطن واپس آ کر میں تمام شیطانی اعمال سے تائب ہو گئی اور پردہ کرنے لگی۔ میرا یہ فعل لوگوں کے لیے باعث تعجب تھا۔ بہت سے لوگوں نے اس پر میرا مذاق اڑایا اور بعض کو میرا یہ "کردار" اس قدر برا لگا کہ انہوں نے مجھے باقاعدہ گالیاں دیں۔ درحقیقت یہ اللہ کی طرف سے ایک آزمائش تھی جس سے میں دوچار ہو گئی تھی۔ کیسی عجیب بات ہے کہ جب میں عریاں ہوتی تھی تو یہ لوگ محظوظ ہوتے تھے اور تالیاں بجاتے تھے۔ مجھے ان کی اس ذہنیت پر بہت افسوس ہوا۔

بعض لوگ تو اس حد تک گر گئے کہ انہوں نے الزام لگایا کہ "میں عمرہ کرنے تو ایک بہانے سے گئی تھی، دراصل وہاں مجھے سعودی شیوخ نے کئی ملین ریال دیے ہیں تاکہ میں فن چھوڑ دوں"۔ مجھے اس الزام پر دکھ بھی ہوا اور حیرت بھی۔ کیونکہ میں ایک فنکارہ تھی۔ اگر فلموں میں کام کرتی رہتی تو ایک سال میں کئی ملین کما سکتی تھی اور شہرت الگ تھی۔ پھر یہ الزام کیوں؟ جہاں تک میں سمجھی ہوں وہ یہ ہے کہ میرا اسلام کی طرف شعوری طور پر لوٹنا ان ہوس پرست لوگوں کو اچھا نہیں لگا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ مالک الملک ہے، جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور "کن فیکون" سے زندگیوں کو بدل دیتا ہے۔ اس کی طرف سے ہر انسان کو اس کی زندگی میں سنبھلنے کا ایک بار موقع ضرور ملتا ہے۔ کسی آزمائش یا صدمے کے باعث انسان یا تو اسے ضائع کر بیٹھتا ہے یا پھر سنبھل جاتا ہے۔

میری بہن کی موت اگرچہ میرے لیے شدید صدمے کا باعث بنی تھی، لیکن میرے لیے ہدایت کا ذریعہ بن گئی۔ میرے نہاں خانۂ دل میں سے احساسات پرورش پا رہے تھے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ رب نے یہ جو مجھے موقع دیا ہے' اس سے فائدہ نہ اٹھایا تو میری بدقسمتی کا کوئی مقام نہیں۔ اب بھی میں نہ سنبھلی تو شاید کبھی نہ سنبھل سکوں۔ انہی احساسات نے مجھے ہدایت کی سیدھی اور صاف وشفاف شاہراہ پر گامزن ہونے میں مدد دی۔ دراصل جو لوگ اس قسم کے مواقع گنوا بیٹھتے ہیں ان سے بڑھ کر نادان اور کون ہو سکتا ہے؟ میں آج بھی سوچتی ہوں کہ اگر میرے رب کی توفیق میرے شامل حال نہ ہوتی تو میں گمراہی کی تاریکی میں ہی بھٹکتی رہتی۔ بعض جرائد نے یہ شوشہ بھی چھوڑا ہے کہ میرا یہ فیصلہ مستقل حیثیت کا حامل نہیں اور میں زیادہ عرصے تک گلیمر اور فن کی دنیا کو نہیں چھوڑ سکتی۔ لیکن میرے مالک نے مجھے اپنے فیصلے پر برقرار رہنے کی توفیق دی ہے اور میں یہ بات واضح کرتی ہوں اور اللہ رب العزت کو حاضر وناظر جان کر کہتی ہوں کہ میں ان شاء اللہ آئندہ کبھی بھی اور کسی بھی صورت میں اس گندے میدان میں واپس نہیں آؤں گی جو دروازہ بند ہو چکا' سو بند ہو چکا۔ اب اسے ان شاء اللہ کبھی نہیں کھولوں گی۔ کیا چمنستان پا کر بھی کوئی لق ودق صحرا کی طرف دیکھنا پسند کرتا ہے؟

توبہ کے بعد میں سمجھتی تھی کہ اگر میں باپردہ ہو کر اداکاری کروں' مذہبی یا بچوں کے پروگراموں میں حصہ لیتی رہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں...... لیکن تحقیق ومطالعہ کے بعد معلوم ہوا کہ یہ بھی جائز نہیں ہے۔ اب میں سمجھتی ہوں کہ میں نے تیس سال جو "فن" میں گزارے' وہ میرا دور جہالت تھا اور روشنی اور امن کا دور تو اب شروع ہوا ہے۔ اب میں نے نہ صرف فن سے بلکہ عریانیت' بے پردگی اور اکیلے سفر سے بھی توبہ کر لی ہے اور جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکی ہوں کہ ان شاء اللہ میری توبہ' توبۃ النصوح ثابت ہو گی۔

میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام اداکاراؤں اور اداکاروں کو ہدایت اور ایمان کی زندگی نصیب کرے' جس طرح اس نے مجھے کی ہے۔ میں اداکاروں اور اداکاراؤں سے کہوں گی کہ قبل اس کے کہ ان کا محاسبہ ہو' وہ اپنے آپ کا محاسبہ کر لیں' ذرا ایمان کی حقیقت کو اپنا لیں' نہ کہ فن اور گلیمر کے پیچھے بھاگیں۔ ایمان کا ذائقہ چکھ کر اطمینان اور سکون کی دولت پا لیں۔

محترم قارئین! یہ ہے سابق مصری اداکارہ سہیر البابلی کی توبہ کی داستان جس نے مصری فلمی صنعت کی ہلچل میں مزید اضافہ کیا ہے۔ توبہ کرنے والی ان اداکاراؤں اور گلوکاراؤں نے اپنا ایک حلقہ بنایا ہے جو توبہ کر کے آنے والی نئی ساتھی کے اعزاز میں ایک پروگرام کا اہتمام کرتا ہے جس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پورے قرآن کریم کی اجتماعی تلاوت کی جاتی ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ New Commer کا استقبال کیا جاتا ہے۔ اس تقریب میں مصر کے سکالروں اور دانشوروں کو مدعو کر کے ان سے دینی رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ اس حلقے کے ذریعے وہ اب نہ صرف خود دینی تعلیمات سیکھ رہی ہیں بلکہ آگے بھی پھیلا رہی ہیں۔ ''فن'' سے توبہ کرنے کا یہ عمل خواتین کی حد تک محدود نہیں رہا بلکہ اب بہت سے مرد فلمی اداکار بھی تائب ہو کر اسلامی تہذیب کو اپنا رہے ہیں۔ انہوں نے باقاعدہ ڈاڑھیاں رکھ لی ہیں جو سنت نبوی کے مطابق ہیں۔

مصر کے معاشرے میں مغربی تہذیب اور اسلامی تہذیب کی کشمکش میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور اس معاملے میں اسلامی تہذیب و ثقافت بتدریج غلبہ و تفوق حاصل کر رہی ہے۔ جب سے بہت سے اداکارائیں تائب ہو کر باشعور مسلمان خواتین بن گئی ہیں' تب سے مغربی تہذیب کے حامی اور علمبردار حلقے ہراساں و پریشان نظر آتے ہیں۔ مصری عوام بروز بروز اسلامی تعلیمات اور اسلامی تہذیب کو اپنا رہے ہیں، لیکن اہم تر سوال یہ ہے کہ وطن عزیز...... پاکستان یعنی'' قلعۂ اسلام'' میں کیا ہو رہا ہے؟ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہاں ایک طے شدہ منصوبے اور سازش کے تحت بے حیائی' بدکاری اور عریانی و فحاشی کو پھیلایا جا رہا ہے۔ ہمارے ہاں شوبزنس سے تعلق رکھنے والے افراد خود کو امن کے سفیر کہلواتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ معاشرے میں خوشیاں اور مسکراہٹیں بانٹتے ہیں۔ نیز یہ کہ وہ ''فن کی خدمت'' اور ''ثقافت'' کے فروغ کی جدوجہد کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ تو معاشرے کے لیے کینسر اور ناسور کی حیثیت رکھتے ہیں جو امن کے نام پر معاشرے میں بد امنی اور بے راہ روی پھیلاتے ہیں اور اسے ''تفریح'' کا نام دیا جاتا ہے۔ درحقیقت یہ تباہی و بربادی ہے' ایمان کی بربادی' اعمال کی بربادی' فکر اور کردار کی بربادی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ معاشرے میں عریانی و فحاشی' بے حیائی اور بدکاری کے ذریعے یورپ کی جو تہذیبی یلغار جاری ہے' اس کے پیچھے عالمی استعماری طاقتوں اور یہود و ہنود کا ہاتھ ہے، لیکن اصولی بات یہ ہے کہ مجرم تو ہم خود ہیں جو مغربی ثقافت کو قبول اور برداشت کرتے ہیں۔ اللہ جانتا ہے ہم کب...... آخر ہم کب بیدار ہوں گے؟

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر شاہین گلفام

(ہالینڈ)

یہ مضمون میرے بہت عزیز دوست اور غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل معروف صحافی جویریہ قیصر شاہد صاحب نے مرتب کر کے میرے حوالے کیا۔ ان کے شکریے کے ساتھ شامل کتاب کر رہا ہوں۔

شاہین گلفام جس طرح اسلام کی تمام تر عبادات اور اسلامی قوانین پر سختی سے عمل پیرا ہے' اس کے پیش نظر ان کی سابقہ ہم مذہب سہیلیاں حتیٰ کہ والدین اور رشتے دار بھی انہیں ایک "جنونی مسلمان" کے لقب سے پکارتی ہیں...... لیکن شاہین گلفام بذات خود ان لوگوں کی طنزیہ باتوں کے جواب میں کہتی ہیں: "میں نہ تو جنونی مسلمان ہوں نہ اپنے سابقہ ہم مذہبوں کی طرح مذہب کا مذاق اڑانے والی ہوں۔ میں تو سیدھی سادی مسلمان ہوں کیونکہ اسلام تو ایک ایسا ضابطہ حیات ہے جس میں کوئی پیچیدگی نہیں۔ ہر شے خدا اور اس کے رسولؐ نے کھول کھول کر بیان کر دی ہے۔ یہ لوگ مجھے جنونی مسلمان شاید اس لیے کہتے ہیں کہ خود ان کی زندگیاں روحانی لطافتوں سے خالی ہیں۔ مصنوعی رویوں اور خدا سے دوری نے فی الحقیقت ان کی زندگیوں کو اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے"۔

شاہین گلفام قبول اسلام سے قبل عیسائی مذہب کی پیروکار تھیں۔ کرونی ان کا نام تھا۔ لیکن اسلام کی سعادت خدا نے ان کے مقدر میں لکھ دی تھی کہ وہ فطرتاً سلامتی طبع کی حامل ہیں' ہر شے کو اصل کے روپ میں دیکھنے کی متمنی! عیسائیت کو مشرق و مغرب کے پادریوں نے اپنے مفادات کی خاطر جس طرح پراگندہ کر دیا ہے' اس کی وجہ سے وہ اوائل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر ہی سے اس مذہب سے بیزار رہنے لگی تھیں۔ حقیقت حق کی تلاش میں سرگرداں رہیں۔ اپنی انہی کوششوں کے بارے میں شاہین کا کہنا ہے: "میں ایک کٹر عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئی جہاں یسوع مسیح کا نام بکثرت لیا جاتا تھا۔ اس لئے میں بچپن ہی سے کم از کم خدائے واحد کی ذات پر کامل یقین رکھتی تھی۔ سولہ سال کی عمر کو پہنچی تو حضرت عیسیٰ کے بارے میں جو کہانیاں بچپن سے ازبر کرائی گئی تھیں' ان کے بارے میں میرے دل میں شبہات نے جنم لینا شروع کر دیا۔ دل کے نہاں خانہ سے یوں لگتا تھا آوازیں آ رہی ہیں کہ یہ کہانیاں محض کہانیاں ہیں' حقیقت سے ان کا قطعی کوئی تعلق نہیں ہے۔ رفتہ رفتہ یسوع مسیح پر میرا یقین ہی اٹھ گیا۔ پھر میں پریشان رہنے لگی کہ کیا میں دہریہ ہو گئی ہوں؟ خدا پر میرا ایمان اٹھ گیا ہے؟ ایک نہ سمجھ آنے والی بیقراری نے مجھے پریشان کر دیا' چنانچہ میں نے دوسرے مذاہب کا مطالعہ شروع کر دیا۔ ہندوازم' بدھ ازم اور سکھ ازم کا وسیع نظر سے مطالعہ کیا مگر میری نہ تو تشنگی بجھی نہ سکونِ قلب ملا۔ ان سب مذاہب میں کہیں نہ کہیں کھوٹ ضرور ہے۔ ان کا خدا سے کیا تعلق؟!۔

ماضی کی کروٹی اور حال کی خوش قسمت شاہین گمنام سے جب پوچھا گیا کہ آپ نے مطالعہ کی فہرست میں اسلام کو کیوں شامل نہیں کیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: "اسلام کے بارے میں میں جو تھوڑا بہت جانتی تھی اور مجھے جو کچھ گھر سے سکھایا گیا تھا' اس کے پیش نظر اسلام کے متعلق میرے خیالات و افکار درست نہیں تھے۔ انہی نظریات و خیالات کی وجہ سے میں نے اسلام کا مطالعہ کرنا ضروری خیال نہ کیا۔ میں خیال کرتی تھی کہ اسلام جاہلوں اور غیر مہذب انسانوں کا مذہب ہے۔ ایسا مذہب جس میں عورتوں کو ہمیشہ مردوں کی غلامی سہنا پڑتی ہے' ان کے پیچھے پیچھے چلنا پڑتا ہے۔ سر سے پاؤں تک اپنے آپ کو ڈھانپ کر رکھنا پڑتا ہے اور اگر کوئی عورت سے زیادتی کر جائے تو جواب میں عورت کے لیے خاموش رہنا ناگزیر ہے۔ ان خیالات میں میرا کوئی قصور نہیں تھا۔ میری تربیت ہی ایسے گھرانے میں ہوئی تھی جہاں کے تمام افراد کے دلوں میں اسلام دشمنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ پھر مغرب میں جس طرح اسلام کو مطعون کیا جاتا ہے' اس کے اثرات بھی میرے قلب و ذہن پر مرتسم ہوئے تھے۔ علاوہ ازیں جن مسلمانوں سے میں ملتی تھی' وہ عملی مسلمان نہیں تھے۔ اسلام ان کی زندگیوں میں بھرپور انداز میں نظر نہیں آتا تھا اور میں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کبھی اپنے واقف کار مسلمانوں سے اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہیں' جواب میں انہوں نے اسلام کے بارے میں ایسی مافوق الفطرت کہانیاں سنا ڈالیں جن کی وجہ سے میں اسلام کی طرف راغب نہ ہو سکی۔ یہی وجہ ہے کہ جب میں نے روحانی تسکین کے لیے اور عیسائیت سے مایوس ہو کر دوسرے مذاہب کا مطالعہ شروع کیا تو اسلام میرے مطالعہ کی فہرست میں شامل نہیں تھا۔ دنیا کے معروف مذاہب کا مطالعہ میں نے کالج کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد شروع کیا تھا۔ میں یونیورسٹی اس وقت تک جوائن نہیں کرنا چاہتی تھی جب تک میرا قلب و ذہن صاف نہ ہو جاتا۔ کوئی راہ نہ ملی تو میں نے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔ دوسرے مضامین کے ساتھ میں نے عربی کا مضمون بھی منتخب کیا۔ اس حوالے سے میں نے اسلام' اسلامی تاریخ' اور اسلامی ثقافت کا بڑی محنت اور عرق ریزی سے مطالعہ کیا۔ اسی دوران میں میری ملاقات ایک لڑکے سے ہوئی جو پاکستانی مسلمان تھا۔ خوش قسمتی سے اس لڑکے کا تعلق دنیائے اسلام کے ان بیشتر نوجوانوں سے نہیں تھا جو بظاہر ہیں تو مسلمان مگر اسلام ان کی زندگیوں میں نظر کہیں نہیں آتا۔ یہ پاکستانی نوجوان جو ایک ہسپتال میں استقبالیہ کنندہ (receptionist) کے عہدے پر کام کر رہا تھا' اس کے عملی مسلمان ہونے نے مجھے اتنا متاثر کیا کہ میں نے اس سے شادی کر لی۔ یہ شادی دراصل قبول اسلام کے لیے میرا پہلا دروازہ ثابت ہوئی''۔

وہ خوش قسمت لمحہ بالآخر آ پہنچ ہی گیا تھا جس کے لیے شاہین گمنام کی روح برسوں سے تڑپ رہی تھی' مگر تکمیل کی گھڑیاں ابھی بہت دور تھیں۔ شاہین ابھی تک کرونی کی شکل میں تھی۔ انہوں نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ وہ کہتی ہیں: میرا شوہر کم گو اور صابر انسان تھا۔ میں نے شادی کی پیش کش کی تو اس نے قبول کر لی۔ ایک بار اس نے بہرحال یہ ضرور کہا کہ تم مسلمان ہو جاؤ تو بہتر ہے۔ مگر میرا اس کو اور اس کے ان تمام دوستوں کو جن کا خیال تھا کہ میں شادی سے پہلے اسلام ضرور قبول کر لوں' فقط یہی جواب تھا کہ میں ایک مسلمان شوہر کے ساتھ رہتے ہوئے بھی ایک خالص عیسائی بیوی کا کردار ادا کرنا چاہتی ہوں اور دوسرے یہ کہ جب تک میں اسلام کی تمام مبادیات اور اسلام کے حقیقی فلسفے کو نہ سمجھ جاؤں' اسے میرا دل اور دماغ قبول نہ کر لے' میں اسلام قبول نہیں کروں گی''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرونی نے ایک مسلمان پاکستانی سے شادی رچالی۔ ان کی شادی کو دو سال گزر گئے۔ اس دوران میں بقول شاہین' کبھی ایک لمحہ بھی ایسا نہ آیا کہ اس کے شوہر نے اسے زبردستی اسلام قبول کرنے کو کہا ہو..... مگر ہاں اتنا ضرور تھا کہ وہ دنیا کے نامور اسلامی مفکرین اور مصنفین کی وہ کتابیں اپنی بیوی کو ضرور پیش کرتا رہا جن میں اسلام کی سچی تصویر کشی کی گئی تھی اور مسائل کے حل کے لئے کسی بھی پیچیدگی سے ہٹ کر بحث کی گئی تھی۔ شاہین کے شوہر نے اسے آڈیو اور ویڈیو کیسٹس بھی لاکر دیں جن میں اسلام کے اولین فرائض کے بارے میں باصراحت بتایا گیا تھا۔ شاہین گلفام کہتی ہیں: ''اس دوران میں مجھے جس کتاب نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ معروف سکالر جناب علامہ محمد اسد کی تصنیف ''دی روڈ ٹو مکہ'' ہے۔ یہ کتاب ہی دراصل میرے لئے عظیم ساعتوں کا سندیسہ لے کر آئی۔ میں نے ایک بار پھر اسلام کا بالاستیعاب مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔ ڈھائی سال کی طویل مدت کے بعد بالآخر وہ گھڑی آ ہی پہنچی جب میرے دل نے گواہی دی کہ اسلام ہی دراصل دنیا کا سچا' حقیقی اور کامل مذہب ہے اور محمد ﷺ اللہ کے آخری رسولؐ ہیں اور یہ کہ قرآن مجید اللہ کی آخری غیر متبدل کتاب ہے۔ چنانچہ ایک روز عصر کے بعد میں اپنے شوہر اور ان کے پانچ باعمل مسلمان دوستوں کی موجودگی میں کلمہ پڑھ کر باقاعدہ اسلام کے دائرے میں داخل ہو گئی۔ یہ خدا کا مجھ پر عظیم احسان تھا کہ مجھے اس سعادت کا شرف عطا فرمایا''۔

قبول اسلام کی سعادت حاصل کرنے کے بعد کرونی کا نام شاہین گلفام رکھا گیا۔ وہ کہتی ہیں: میرے نام کا دوسرا لفظ مجھے بے حد پسند ہے۔ میں نے نام رکھنے کی تقریب کے بعد اپنے شوہر سے پوچھا کہ اس کا مطلب کیا ہے تو اس نے کہا پھول کی طرح۔ مجھے بچپن ہی سے پھولوں کی لطافت سے خاص انس رہا ہے۔ اسلام کے دائرے میں داخل ہونے کے بعد میری ذات' میرے رویئے میں بے پناہ تبدیلیاں ہونا شروع ہو گئیں۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں پتنگے (caterpiller) سے تتلی (butterfly) کا روپ دھار رہی ہوں۔ میرا باطن مطلب ہو رہا تھا اور یہ سب کچھ میرے شوہر کی بدولت تھا' جس کے صبر اور عمل و کردار نے مجھے اس حقیقت مطلقہ سے روشناس کروایا''۔

مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد شاہین گلفام کے قلب و ذہن پر طاری عبوری دور کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضع خود بخود چھٹ گئی۔ یہ آشتی اور تسکین کے لیے تھے۔ شاہین گلفام کا تعلق ولندیزی ملک ہولینڈ سے ہے جس کے شہریوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ دنیا کی سب سے زیادہ حقیقت پسند قوم ہے۔ شاہین سے جب پوچھا گیا کہ اسلام قبول کرنے پر اس کے والدین کا کیا ردعمل تھا تو ان کا جواب تھا: "میرے والدین چونکہ کٹر عیسائی تھے' اس لئے انہیں میری حرکت ایک آنکھ نہ بھائی۔ وہ جہاں بھی مجھے ملتے' خوب کوسنے دیتے۔ وہ کہتے تھے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد تمہارا شوہر تمہارا استحصال کرے گا۔ تمہیں اپنی لونڈی بنا کر رکھے گا۔ اسلام ان کے لیے واقعی اجنبی مذہب تھا۔ وہ اس کی فضیلتوں اور عظمتوں سے واقف ہی نہیں تھے' اس لئے ان کا غیر حقیقی تبصرہ مجھے متاثر نہ کر سکتا تھا۔ ان کے لیے یہ بات بھی شرمناک تھی کہ لوگ کیا کہیں گے کہ اتنے کٹر عیسائی گھرانے کی بیٹی نے اسلام قبول کر لیا ہے..... لیکن رفتہ رفتہ انہیں یہ بات سمجھ میں آنے لگی کہ ان کی بیٹی نے جو قدم اٹھایا ہے وہ درست ہی تھا"۔

شاہین گلفام سے جب یہ پوچھا گیا کہ ماضی میں وہ عیسائی تھیں اور اب خدا کے فضل سے وہ مسلمان ہیں' دونوں مذاہب کا انہوں نے گہری نظر سے جائزہ لیا ہے' اگر دونوں کا تقابل کیا جائے تو سماجی اعتبار سے دونوں مذاہب میں انہوں نے کیا فرق محسوس کیا ہے۔ شاہین کا جواب تھا: "اسلام انسانی زندگی میں ایک توازن پیدا کرتا ہے۔ اسی لئے تو اسلام کو مکمل ضابطۂ حیات کہا جاتا ہے۔ زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں' سماج کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کا یہ احاطہ نہ کرتا ہو۔ اسلام میں انسان کی روحانی اور مادی زندگی میں کوئی امتیازی لکیر نہیں کھینچی جا سکتی۔ اگر میں عیسائی رہتی تو اب تک نن بن چکی ہوتی کیونکہ عیسائیت میں عورتوں کے لیے روحانی زندگی کو بالیدگی بخشنے کے لیے سوائے نن بننے کے اور کوئی راستہ ہی نہیں ہے' مگر اسلام میں ایسا نہیں ہے۔ اسلام میں تو روزمرہ کا ہر کام ہی عبادت ہے بشرطیکہ نیت درست ہو اور اخلاص کے ساتھ کام کیا جائے۔ اسلام کا کسی بھی لحاظ سے عیسائیت سے تقابل' میں سمجھتی ہوں' اسلام سے زیادتی کے مترادف ہو گا۔ صرف نماز ہی کو لے لیجئے۔ اسلام سے پہلے میں ورزش اور روحانی تسکین کے لیے یوگا کیا کرتی تھی مگر اب میں نماز پڑھتی ہوں تو اس سے کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ روحانی بالیدگی بھی ملتی ہے'

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسمانی اعصاب کی تھکن بھی ختم ہو جاتی ہے اور اللہ کا قرب بھی حاصل ہو جاتا ہے“۔

اپنے پہلے رمضان المبارک کے روزوں کے بارے میں شاہین کی روداد بھی دلچسپ ہے۔ انہوں نے کہا: ”رمضان شریف آیا تو میرے شوہر نے مجھے روزے رکھنے کو کہا۔ میں اس سے قبل دو سال تک اپنے شوہر کو روزے رکھتے دیکھتی آ رہی تھی۔ اس مرتبہ خود بھی روزے رکھنے کا وقت آیا تو پہلے تو میں اس بات سے بڑی گھبرائی۔ مگر اس دوران میں مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے صحابہؓ کے ان روزوں کی تاریخ یاد آ گئی جب انہوں نے تپتے ہوئے دنوں میں روزوں کے ساتھ کفار عرب سے جہاد کیا تھا۔ اس چیز نے میری ہمت بندھائی اور اللہ کے فضل سے سارا رمضان میں پورے استقلال سے روزے رکھتی رہی۔ عید کے روز میرے شوہر کے چہرے پر جو خوشی تھی، اسے میں کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ ایک مغربی اور عیسائیت پر عمل پیرا لڑکی کا مغرب زدہ شوہر اسے ایسی خوشی سے کبھی ہمکنار نہیں کر سکتا۔ یہ میرا دعویٰ ہے۔“

نومسلموں کے لیے، بالخصوص نیدرلینڈ میں، شاہین گلفام نے سات کتابیں تصنیف کی ہیں۔ انہوں نے اسی حوالے سے ایک دلچسپ واقعہ سنایا: ”میں اسلام میں عورت کے مقام پر ایک کتاب لکھنا چاہتی تھی۔ میری ایک ہمنوا یونیورسٹی پروفیسر نے مجھے بتایا کہ مجھے اس حوالے سے لندن کی انڈیا آفس لائبریری ضرور جانا چاہیے۔ میں لندن گئی۔ کتاب کے لیے سارا مواد تیار کر لیا۔ جس روز مجھے واپس آنا تھا، مجھے لائبریری میں پاکستان کے ایک سکالر شاہ عبدالعلیم صدیقی کا لکھا ہوا ایک کتابچہ مل گیا جو انہوں نے کبھی غالباً برنارڈ شا کو لکھا تھا۔ ان کے انداز تحریر اور اپنے دین پر مضبوط یقین نے مجھے بڑا سہارا دیا۔ میں نے اس کی ایک فوٹو سٹیٹ بنوائی اور واپس آ کر اسے ڈچ زبان میں ترجمہ کر کے لوگوں میں تقسیم کیا“۔

محترمہ شاہین گلفام کے تین بچے ہیں اور تینوں بیٹیاں جن کی عمریں پندرہ اور تین سال کے درمیان ہیں۔ شاہین کا خیال ہے کہ مغرب میں رہ کر اسلام پر عمل پیرا ہونا یقیناً ایک کار دشوار ہے کیونکہ سماج کی آلودگی قدم قدم پر انسان کی راہ روکتی ہے۔ اس حوالے سے وہ اپنی بیٹیوں کے بارے میں یقیناً فکرمند ہیں۔ شاہین کا کہنا ہے: ”مغرب کی مادر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پدر آزادی نے انسان کے اخلاق پر بڑے منفی اثرات مرتب کیے ہیں۔ مروّج اخلاق رذیلہ کی بدولت بچوں کی تربیت ایک بڑا مسئلہ ہے۔ میری بڑی بیٹی کلاس روم میں سر ڈھانپ کر نہیں جا سکتی حالانکہ وہ ایسا کرنا چاہتی ہے۔ میں اپنی بیٹیوں کو روزانہ یہ درس دیتی ہوں: دیکھو! میں ہر جگہ تمہاری نگرانی نہیں کر سکتی مگر ایک ذات ایسی بھی ہے جو ہر آن تم پر تمہارے اعمال پر نظر رکھے ہوئے ہے اور وہ ذات خدا کی ہے۔ تم لوگ مسلمان ہو اور مسلمان والدین کی اولاد ہو' تمہیں خدا کو حاضر ناظر جان کر اپنے فرائض دینی اور دنیوی ادا کرنا ہوں گے۔ خدا کا خوف ہی تمہیں صراط مستقیم پر رکھنے کا سبب ہوگا۔ اس کے علاوہ دنیا کی کوئی طاقت تم لوگوں کو اس راستے پر چلنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔"

بیٹیوں کے حوالے سے شاہین نے مشرقی ممالک میں ایک گھناؤنے مسئلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "۱۹۸۸ء میں میں اپنے شوہر کے ساتھ پاکستان آئی تو میرے سسرال بالخصوص میری نندوں کا اصرار تھا کہ میں نے ابھی تک کسی بیٹے کو جنم کیوں نہیں دیا؟ مجھے نہیں معلوم تھا کہ پاکستان میں اس طرح کے دقیانوسی خیالات بھی لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ جبکہ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ میری جن نندوں نے یہ سوال کیا تھا' پیشے کے اعتبار سے دونوں ڈاکٹر تھیں مگر اسلام کی حقیقی روشنی ان تک نہیں پہنچ سکی تھی اور نہ خدا نے ان کو وسیع النظری کی نعمت سے سرفراز فرمایا تھا"۔

یونیورسٹی کی پروفیسر شپ سے پہلے شاہین گلفام دس برس تک ایک بین الاقوامی ایئر لائین میں ملازمت کرتی رہی ہیں۔ اس دوران میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ یہ بات شاید قارئین کے لیے تعجب انگیز ہو کہ شاہین زخیا کی پہلی ایئر ہوسٹس تھیں جو دورانِ پرواز بھی اپنی ملازمت سکارف میں کرتی تھیں۔ اس راہ میں انہیں بڑے مسائل کا سامنا کرنا پڑا مگر انہوں نے پردہ ترک نہ کیا۔ وہ کہتی ہیں: "سکارف پہنے ہوئے دورانِ پرواز جب میں مسافروں کی خدمت کرتی تو سب لوگوں کے لیے یہ لباس بڑے اچنبھے کا باعث تھا۔ میرا رنگ روپ دیکھ کر ان کا پہلا اندازہ ہوتا کہ شاید یہ جرائشی یا ترکی نژاد ہے مگر جب یہ بات ان کے علم میں آتی کہ میں ولندیزی ہوں تو ان کے منہ کھلے کے کھلے رہ جاتے۔ اس حوالے سے میں بہتوں کے نزدیک شاید بیمارگی کی علامت تھی' مگر اسلام کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقانیت بہر حال میں نے اپنی مستقل مزاجی سے ثابت کر دی"۔

سکارف کے ساتھ ملازمت کرتے ہوئے جب مسائل میں اضافہ ہوا تو شاہین گلفام نے ملازمت سے استعفیٰ دے کر ڈچ یونیورسٹی میں ملازمت اختیار کر لی جہاں انھیں شعبۂ الشرقیہ کا صرف تین سال کے قلیل عرصے میں سربراہ تعینات کر دیا گیا۔

حالیہ سرکاری ولندیزی اعداد و شمار کے مطابق ہالینڈ میں تقریباً چار ہزار مسلمان خواتین ہیں مگر جب شاہین گلفام نے تیرہ برس قبل اسلام قبول کیا تھا تو شاہین کے بیان کے مطابق: "وہاں مسلمان خواتین کی تعداد بہت کم تھی۔ ہم باقاعدگی سے ہر جمعہ کو کسی ایک گھر کا انتخاب کر لیتیں اور وہاں بیٹھ کر اپنے مسائل اور تجربات پر تفصیلی بات چیت ہوتی۔ ہماری کوششوں سے اور بھی خواتین ہمارے مرکز میں جمع ہونے لگیں کیونکہ اس ملک میں ڈچ زبان میں اسلام کے بارے میں بہت کم کتابیں میسر تھیں۔ مساجد کی تعداد اوّل تو نہ ہونے کے برابر تھی اور جو تھیں بھی' ان میں مسلمان اماموں اور خطیبوں کی اکثریت وہ تھی جو عربی' ترکی اور مراکشی زبان تو بول لیتے تھے مگر ولندیزی زبان پر انھیں عبور حاصل نہیں تھا کہ اپنے مخاطب کے سوال کا مافی الضمیر سمجھ کر اس کی استطاعت اور اہلیت کے مطابق جواب دے سکتے اور ہمارے پاس ایسی خواتین بھی آتی تھیں جو مرد اماموں کے پاس اپنے مختلف مسائل اور سوالات کے جوابات حاصل کرنا مناسب خیال نہیں کرتی تھیں۔ خواتین کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا تو ہمیں روحانی مسرت کا احساس ہونے لگا کہ ہماری کوششوں سے خدا کا پیغام اور خدا کے رسولؐ کے ارشادات مقدسہ کا نور اس کفرستان کی اندھیر نگری میں پھیلنے لگا تھا۔ اگرچہ اس کی رفتار کتنی ہی مدھم کیوں نہ تھی۔ ایک روز خواتین نے میرے نام قرعۂ فال نکال دیا کہ میں ہر جمعہ بعد از نماز عصر ان کے مختلف سوالات کے جواب دیا کروں اور یہ کہ پہلے سے اعلان شدہ ایک موضوع پر خطاب بھی کیا کروں۔ حقیقی بات یہ ہے کہ میں نے اسے اپنے لیے ایک سعادت سمجھا کہ اس طرح مجھے تبلیغ کا موقع مل رہا تھا۔ اگرچہ اس میں بہت سی دشواریاں بھی تھیں۔ مجھے اس مہم کو سر کرنے کے لیے بہت زیادہ مطالعہ کرنا پڑتا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے قدم قدم پر اپنی تائید اور نصرت سے نوازا۔ اس مقصد کے لیے ہم نے ایک ادارہ "النساء" کے نام سے بھی قائم کیا۔ پہلے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں امید تھی کہ حکومت ہمیں اس کے لیے کچھ امداد فراہم کرے گی مگر مسلمانوں کا ادارہ سمجھ کراسے قطعی نظرانداز کر دیا گیا۔ ہم نے ہمت نہ ہاری اور اپنی مدد آپ کے تحت اسے اپنے پاؤں پر کھڑا کر ہی لیا۔ ہماری تمام مسلمان خواتین اس ادارے کی رکن ہیں اور اس پر فخر کر سکتی ہیں۔ شاہین گلفام کو اس ادارے کا صدر بنایا گیا۔ ان کی مساعی جمیلہ کی بدولت اس تنظیم "النساء" کی ہالینڈ میں آٹھ شاخیں کھل چکی ہیں اور اسلام کے لئے بھرپور خدمت انجام دے رہی ہیں۔

"النساء" کا مرکزی کام' بقول شاہین گلفام یہ ہے کہ وہ مسلمان خواتین کے علاوہ غیر مسلم خواتین کو بھی اسلام اور اسلامی زندگی کے بارے میں بنیادی معلومات فراہم کرے۔ اس کے علاوہ اسلام کے بڑے فرائض یعنی نماز' روزہ اور زکوۃ کے بارے میں بھی لوگوں کو آگاہ کرے۔ اسی تنظیم کے تحت اسلام کے فلسفیانہ مقاصد کے بارے میں ماہانہ لیکچروں کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے' جن میں خواتین بڑے ذوق وشوق اور ایمانی جذبے سے سرشار ہو کر شریک ہوتی ہیں۔ شاہین کہتی ہیں: "یہ اجتماع ہمیں اللہ کی بندگی پر مجبور کر دیتے ہیں۔ خواتین' جن میں غیر مسلم بھی ہوتی ہیں' کی کثیر تعداد سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس ملک میں اسلام کے بارے میں جاننے کی لوگوں میں کس قدر تڑپ موجود ہے' مگر اس کے لئے باعمل مسلمانوں کو سامنے لانے کی اشد ضرورت ہے۔" لیکچروں کا اہتمام یونیورسٹیوں' کالجوں اور اسکولوں میں بھی ان کی خواہش کے مطابق کیا جاتا ہے۔ نومسلموں کو نماز پڑھنا سکھایا جاتا ہے اور خواتین کو اس بات کی بھی تربیت دی جاتی ہے کہ مسلمان خاتون کی وفات پر غسل اور تجہیز وتکفین کا طریقہ کیا ہے؟ بچوں اور بچیوں کو قرآن مع ترجمہ پڑھانے کا بھی بندوبست کیا گیا ہے۔

اللہ کے آخری پیام کو دور دور تک پھیلانے کے لئے شاہین گلفام نے ایک ماہانہ جریدے کی اشاعت کا بھی اہتمام کیا ہے۔ وہ کہتی ہیں: "اس رسالے کے اجرا کا واحد مقصد یہ ہے کہ وہ خواتین اور بچیاں جنہوں نے تازہ تازہ اسلام قبول کیا ہے اور جو ہمارے مراکز میں آنے سے کسی وجہ سے قاصر ہیں' ان کی اسلامی تربیت کا اہتمام ان کے گھروں ہی میں کر دیا جائے۔ شروع شروع میں یہ سارا کام مجھے ہی کرنا پڑتا تھا"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں اس رسالے میں اسلامی لیکچروں اور قرآن کی کسی سورت کا ڈچ زبان میں ترجمہ کرتی تھی۔ خواتین کی طرف سے آئے ہوئے سوالات کے جوابات بھی لکھتی۔ عربی زبان سے زیادہ سے زیادہ رغبت پیدا کرنے کی غرض سے اسلامی کہانیوں کو عربی اور ڈچ زبان دونوں میں ترجمہ کر کے شائع کرتی۔ الحمدللہ اس رسالے کو خدا نے بڑی مقبولیت بخشی اور یہ منافع میں جانے لگا۔ جسے ہم نے اپنے مراکز کے اخراجات کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا''۔

شاہین گلفام کے اس جریدے کا نام ''وائس آف اسلام'' ہے۔ ان کے اس رسالے کی گونج ولندیزی دانش وروں کے حلقوں میں گونجنے لگی تو شاہین کو ڈچ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اسلامی نظامِ زندگی کے مختلف موضوعات پر تقریروں کے لئے بلایا جانے لگا۔ شاہین نے بتایا: ''ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر لوگوں کے ایک چھوٹے سے اجتماع سے خطاب کرنا پڑتا تھا اور ان کے سوالات کے جوابات بھی دینے پڑتے تھے اور بعد ازاں اسی گفتگو کو ریڈیو اور ٹی وی پر نشر کر دیا جاتا تھا۔ مجھ سے اکثر ایک سوال پوچھا جاتا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد خواتین کو ان کے شوہر پردے کی چادروں میں کیوں لپٹنے پر مجبور کر دیتے ہیں؟ اور ان کے اس مشترکہ سوال کے جواب میں میں اکثر یہ کہتی کہ پردے کے لئے ہمیں ہمارے شوہر مجبور نہیں کرتے بلکہ یہ سب کچھ ہم اپنی خواہش کے مطابق کرتی ہیں۔ کیونکہ ایسا کرنا مسلمان خواتین کے لیے خدا اور رسول کا حکم ہے۔ اسلام قبول کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ خدا کی رضا کے سامنے اپنا سر جھکا دینا اور جب اسلام کی قبولیت کے بعد بھی ہم نے ہر کام میں اپنی ہی مرضی کرنی ہے اور سرکشی کا دامن نہیں چھوڑنا تو پھر اسلام قبول کرنے کا فائدہ کیا؟'' اس جواب پر لوگوں کا ردِ عمل کیا ہوتا ہے؟ شاہین نے کہا: ''بعض اوقات تو لوگوں کی سمجھ میں آ جاتا ہے اور بعض اوقات وہ ان باتوں کو احمقانہ خیالات پر محمول کرتے ہیں''۔

باہمت، پُر عزم اور پُر وقار شاہین گلفام سے جب یہ پوچھا گیا کہ آپ نے بلوغت کی عمر میں اسلام قبول کیا اور اس کے لیے عیسائیت کے علاوہ دنیا کے دوسرے مذاہب کا بھی تقابلی جائزہ لیا' آپ کے خیال میں عورت کو دنیا کے کس مذہب میں زیادہ آزادی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزت حاصل ہے؟ شاہین گلفام نے کہا: "کہا جاتا ہے کہ مغرب میں عورت کو بڑی آزادی ہے' اسے معاشرے کے ہر شعبے میں برابری کے حقوق حاصل ہیں' وہ مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی ہیں اور ان کے برابر معاوضہ پاتی ہیں...... مگر میں کہتی ہوں کہ مغرب نے اس آزادی کے پردے میں عورت کے اصل حقوق پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ مغرب میں یعنی دنیائے عیسائیت میں اگر عورت گرہستن ہے' صرف گھر کے کام کاج کے لئے مختص ہے تو اسے جوتی کی نوک کے برابر بھی نہیں سمجھا جاتا اور اگر وہ ملازمت پیشہ ہے تو اس کو عزت کے کچھ قابل خیال کیا جاتا ہے مگر اسلام میں ایسا نہیں ہے۔ اس عظیم مذہب میں عورت خواہ کسی بھی روپ اور سماجی مرتبے میں ہو' اسے یکساں عزت و محبت اور توقیر سے نوازا جاتا ہے۔ مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ نہیں کہ عالم اسلام کی خواتین پر اللہ کے آخری رسول کا یہی احسان کیا کم ہے کہ ان کی بعثت نے معاشرے کی سب سے کمزور مخلوق کو سب سے زیادہ طاقتور بنا دیا۔ مجھے آج تک وہ منظر کبھی نہیں بھولتا جب میں نے اپنے مرکز میں آئی ہوئی غیر مسلم خواتین کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیث کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے' سنائی ہے تو عورتوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے تھے اور جب میں نے انہیں حضورؐ کے مزید وہ ارشادات سنائے جن میں آپؐ نے عورت کی عظمت کے بارے میں کھل کر ارشاد فرمایا ہے تو "النساء" کے مرکز میں آئی ہوئی دس کی دس خواتین جب مرکز سے باہر نکلی ہیں تو وہ اسلام کی دولت سے مالا مال ہو چکی تھیں۔ یہ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۶ء کا واقعہ ہے"۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہناز خان (ناروے)

راقم الحروف نے نومسلموں کے لیے انگریزی میں ایک جامع سوالنامہ تیار کر رکھا ہے جسے دنیا بھر میں پھیلانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ناروے کی محترمہ شہناز خان تک یہ سوالنامہ پہنچا تو انہوں نے اس کے جوابات تحریر کر کے بھجوا دیے۔ ان کے شکریے کے ساتھ اس کا ترجمہ قارئین کی نذر کر رہا ہوں۔ (مولف)

سوالات اور ان کے جوابات یوں ہیں:

سوال: آپ کا اصل نام اور اسلامی نام؟

جواب: میرا اصل آبائی نام توونن پیڈرسن (TOVEGUNN PEDER SEN) ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد میں اپنے خاوند کے حوالے سے شہناز خان بن گئی۔

سوال: آپ کب اور کہاں پیدا ہوئیں؟ اپنے والدین اور خاندان کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کیجیے۔

جواب: میں ۱۲ جون ۱۹۶۳ء کو ایرنڈال (ARENDAL) ناروے میں پیدا ہوئی۔ میرے والدین کی شادی فروری ۱۹۶۲ء میں ہوئی۔ شادی کے وقت میری والدہ کی عمر اٹھارہ سال جبکہ میرے والد کی عمر ۲۵ سال تھی۔ میری والدہ کا تعلق ایک لادین خاندان سے تھا جب کہ والد ایک کٹر مذہبی خاندان سے تھے، مگر دونوں عملاً لادین ہیں۔ میری والدہ نرس ہیں جبکہ والد سمندری جہاز کے کپتان ہیں۔ افسوس کہ کچھ عرصے سے دونوں میں علیحدگی ہو چکی ہے۔ میری ایک ہی بہن ہے۔ وہ بھی لامذہب ہے۔ اس طرح آپ کہہ سکتے ہیں کہ میرا سارا خاندان ہی مذہب سے لاتعلق ہے۔

سوال: آپ کی تعلیم، غیر تعلیمی صلاحیتیں اور مشاغل وغیرہ؟

جواب: میں نے مروجہ تعلیم کے بعد دو سال تک ایک کمرشل کالج میں تعلیم حاصل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی۔ پھر دو سال تک ایک نرسنگ اسکول میں تربیت لیتی رہی۔ آج کل ایک سرکاری طبی ادارے میں نرس کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہی ہوں۔

سوال: آپ سب سے پہلے کب اور کیسے اسلام سے متعارف ہوئیں۔ کیا کوئی کتاب پڑھی یا کسی مسلمان سے ملاقات ہوئی؟

جواب: میری عمر چودہ سال ہوئی تو عام روایت کے مطابق والدین نے کہا کہ مجھے CONFIRMATION کی تیاری کے لیے متعلقہ پادری کے پاس جانا چاہئے۔ یہ عیسائی معاشرے کی محض ایک رسم ہے۔ اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس لیے لادین والدین بھی اپنے بچوں کو مذکورہ مشورہ دیتے ہیں۔ معاً میرے ذہن میں آیا اور میرے دل نے گواہی دی کہ یہ محض ڈھونگ ہے۔ میں یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا نہیں مانتی' والدین کی لادینیت کے باوجود میرا ہمیشہ سے یہ عقیدہ رہا ہے کہ خدا ایک ہے' اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس لیے میں نے پادری کے پاس جانے سے صاف انکار کر دیا۔

میں مطالعے کی ہمیشہ سے شوقین رہی ہوں اور ہر طرح کی اچھی کتابیں پڑھنا میرا پسندیدہ مشغلہ رہا ہے۔ چنانچہ یہ میری خوش بختی ہے کہ ایک روز میں ایک لائبریری میں گئی اور وہاں میں نے اسلام کے بارے میں ایک کتاب دیکھی..... میں نے وہ حاصل کی۔ اس کا مطالعہ کیا تو گویا وہ میرے دل کی باتیں کرنے لگ گئی۔ اس میں بتایا گیا تھا کہ کائنات کا ایک ہی خالق و مالک ہے اور کسی بھی درجے میں اس کا کوئی ہمسر نہیں..... میں اس تعلیم سے بہت ہی متاثر ہوئی۔

میری مزید خوش قسمتی دیکھیے کہ انہی دنوں میرا تعارف ایک مسلمان خاندان سے ہو گیا۔ اسلام سے دلچسپی تو پیدا ہو ہی گئی تھی' ان کی محبت اور توجہ نے مزید کشش پیدا کی اور میں نے اسلام کے بارے میں ان سے کرید کرید کر معلومات حاصل کیں..... اور جب ذہنی طور پر مطمئن ہو گئی تو سولہ سال کی عمر میں کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئی۔

سوال: آپ نے کب اپنا مذہب ترک کیا اور کیوں؟

جواب: چونکہ میرے والدین کبھی بھی مذہبی نہیں تھے اور خود میں نے بھی کبھی عیسائیت پر یقین نہیں کیا تھا' اس لیے میں اس مذہب کو اپنا آبائی مذہب نہیں کہہ سکتی۔ میں اللہ کے فضل و کرم سے مثبت طور اسلام کی اخلاقی اور معاشرتی تعلیمات سے متاثر ہو کر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دین کو قبول کیا۔ میرے دل و دماغ نے گواہی دی کہ اسلام ایک سچا دین ہے اور اسے قبول کرنا ہی سب سے بڑی دانائی ہے۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کے دوستوں اور خاندان کا ردِ عمل کیا تھا؟ آپ نے اس کا کیسے مقابلہ کیا؟

جواب: میرے والدین اور خاندان کے دیگر لوگ سخت ناراض ہوئے۔ ان کا کہنا تھا کہ اسلام کا مزاج ہی ظلم پر استوار ہے اور خصوصاً اس مذہب میں خواتین کے ساتھ بڑا بہیمانہ سلوک روا رکھا جاتا ہے چنانچہ جب میں نے اسلامی لباس اختیار کیا اور سر پر سکارف باندھنے لگی' تو انہوں نے سخت مخالفت کی۔ ان کا کہنا تھا کہ اس طرح کے رویئے سے عورت کی آزادی سلب ہو کر رہ جاتی ہے۔ تاہم میری دوستوں نے میرے قبول اسلام پر کسی سنجیدہ ردِ عمل کا اظہار نہ کیا۔ ان کے خیال میں یہ محض ایک جذباتی ابال ہے جو ایک آدھ سال میں ٹھنڈا ہو جائے گا۔

غرض تین برس تک میری اپنے خاندان اور ماحول سے شدید کشمکش رہی۔ حتیٰ کہ انیس سال کی عمر میں میں نے ایک مسلمان نوجوان سے شادی کر کے الگ گھر بسا لیا۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے اپنی روزمرہ زندگی میں کیسی تبدیلیاں محسوس کیں؟

جواب: اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے اللہ کی توفیق سے بہت سی تبدیلیاں پیدا کیں یا خود بخود ہو گئیں۔ اسلامی شعار اختیار کرنے اور حلال و حرام کا خیال رکھنے کے بعد سارے غیر مسلم دوستوں کو تج کر مسلمان حضرات سے تعلقات استوار ہوئے۔ میرے سسرال کا سارا خاندان مسلمان تھا۔ ان سے بالکل نئی نہج پر تعلقات بنے۔

یورپی معاشرت میں خاص تبدیلی تو یہ ہے کہ میں مستور لباس پہنتی ہوں۔ کلبوں میں نہیں جاتی۔ خاتون خانہ کی حیثیت سے گھر پر زندگی گزار رہی ہوں۔ نمازوں کے اوقات کے ساتھ ساتھ معمولات استوار ہو گئے ہیں۔ میرے اردگرد لوگ گرمیوں کی دوپہر میں نیم عریاں لباس پہن کر ساحلِ سمندر پر خرمستیاں کرتے ہیں' لیکن میں مکمل لباس زیب تن کر کے مطمئن و مسرور اپنے کاموں میں مصروف رہتی ہوں۔

سوال: آپ کے خیال میں آپ کے سابق مذہب...... عیسائیت...... اور اسلام میں بنیادی فرق کیا ہے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: موجودہ عیسائیت اور اسلام میں فرق یہ ہے کہ آپ عیسائی معاشرے میں ہر کام کرنے میں اس وقت تک مکمل آزاد ہیں جب تک آپ کا ہمسایہ پریشان نہ ہو۔ بالخصوص جنسی اعتبار سے یہ معاشرہ مادر پدر آزاد ہے۔ کسی نوعیت کی کوئی قدغن نہیں اور جنسی تعلق کے حوالے سے کوئی ذمہ داری نہیں۔ جب کہ اس کے برعکس اسلام معاشرتی اور جنسی حوالے سے بہت سی پابندیاں نافذ کرتا ہے۔ اسلام میں جنس تو خالص شوہر اور بیوی تک محدود ہے اور اس سے ہٹ کر اس کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اسلام مرد و خواتین کی مخلوط محفلوں کی اجازت نہیں دیتا جبکہ یورپین معاشرت اس کے بغیر بالکل نامکمل ہے......

پھر اسلام خاندانی نظام کا تحفظ کرتا ہے جبکہ یورپ اس سے محروم ہو چکا ہے۔ اسلام نے خاندانی نظام کے تحفظ کے لیے متعدد اصول وضع کر رکھے ہیں جب کہ عیسائی معاشرہ ایسی نوع کے ضوابط سے آزاد ہے۔

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ میرا اپنا دین...... اسلام...... چوبیس گھنٹے کا مذہب ہے جبکہ عیسائیت ہفتے میں صرف دو گھنٹے کے لیے بیدار ہوتی ہے وہ بھی کسلمندی کے ساتھ۔

سوال: آپ کے نزدیک یورپین معاشرے اور اس کی قدروں کی کیا خامیاں ہیں اور اسلام کے وہ کون سے روشن پہلو ہیں جنھوں نے آپ کو سب سے زیادہ متاثر کیا؟

جواب: یورپین معاشرے کی خامیاں اور اسلام کی خوبیاں بیان کرنے کے لیے تو مجھے باقاعدہ ایک کتاب لکھنی چاہیے۔ مختصراً عرض کرتی ہوں کہ مغرب میں "آزادی بلا ذمہ داری اور پابندی" کا پرچار کیا جاتا ہے جبکہ اسلام انسانوں کو "آزادی مع ذمہ داری" کا پابند کرتا ہے اور صحیح اور غلط کے معاملے میں مکمل رہنمائی بھی فراہم کرتا ہے۔

سوال: آپ کے خیال میں عہد حاضر میں تبلیغ اسلام کا صحیح ترین طریقہ کیا ہے؟

جواب: میرے نزدیک تبلیغ اسلام کا مناسب ترین طریقہ یہ ہے کہ ہم شعوری طور پر صحابہ کرامؓ اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی زندگیوں کا مطالعہ کریں اور تبلیغ دین کے حوالے سے ان سے رہنمائی حاصل کریں۔ لوگوں کو بتائیں کہ وہ روحانی اور اخلاقی اعتبار سے بیمار ہیں اور اسلامی اقدار و اخلاق ہی ان امراض کا علاج کر سکتے ہیں۔ انھیں قائل کیجیے کہ اسلام ہی گھر اور معاشرے کے مسائل کو حل کر سکتا ہے اور اسلامی قوانین ہی ساری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انفرادی و اجتماعی قباحتوں کو ختم کر سکتے ہیں...... اس کے ساتھ ہی بہت ضروری ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی توحید پر خاص زور دیا جائے۔ یورپین معاشرے میں تبلیغی سرگرمیوں کے دوران یہ احتیاط البتہ ضروری ہے کہ خواہ مخواہ مغرب کی خامیوں کا ذکر کم کیا جائے اور مثبت انداز میں اسلام کی خوبیوں کو اجاگر کیا جائے۔

سوال: اسلام کے ساتھ پیدائشی اور نسلی مسلمانوں نے جو سلوک روا رکھا ہے' اس پر آپ کیا تبصرہ کریں گی؟

جواب: یہ امر واقعی تکلیف دہ ہے کہ بہت سے نسلی مسلمان اپنے رویے سے باعمل نومسلموں کے لیے پریشانی کا باعث بنتے ہیں۔ چنانچہ اکثر لوگ مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ یہ پرانی مسلمان عورتیں تو ننگے سر آزادانہ گھومتی ہیں پھر تم سر کو سکارف سے کیوں باندھے رکھتی ہو؟ پھر یہ بات بھی خاصی تعجب خیز ہے کہ بہت سے نسلی مسلمان اسلام کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے اور جب کسی دینی عنوان پر ان سے کوئی سوال کیا جاتا ہے تو معذرت کرنے کی بجائے ایسا غلط سلط جواب دے دیتے ہیں جو بعض اوقات دینی تعلیمات کے بالکل ہی برعکس ہوتا ہے...... شاید اسی لیے ہم جیسے لوگ جو اسلام کو شعوری طور پر سمجھتے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں' انھیں تو طعنوا" بنیاد پرست" اور" تنگ نظر" کہا جاتا ہے' لیکن یہ پرانے بے عمل مسلمان" ماڈرن" اور" لبرل" کہلاتے ہیں۔

سوال: ایشیائی مسلمانوں خصوصاً جمہوریہ پاکستان کے لیے آپ کا پیغام؟

جواب: میں دیکھتی ہوں کہ پاکستانی مخلص' پر جوش مسلمان ہیں جو اسلامی حوالے سے اپنا کردار ادا کرنے میں کوشاں ہیں۔ ان میں سے بعض مسلمان تو اسلام کے بارے میں بہت اچھا علم رکھتے ہیں لیکن اکثر اپنے دین کے بارے میں برائے نام معلومات رکھتے ہیں اور محض سنی سنائی رسمی باتوں کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ ان میں سے اکثر وہ ہیں جو قرآن کا ایک لفظ بھی نہیں سمجھتے اور محض اس کے متن کی تلاوت کرنے کو کافی جانتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ تضیع اوقات ہے۔ پھر عورتوں کے معاملے میں پاکستانی مسلمان ہندوؤں سے بھی متاثر ہیں اور ان کی پیر پرستی کی روایت بھی ہندوؤں ہی سے ماخوذ لگتی ہے...... میرا مشورہ ہے کہ براہ کرم شریعت اور حدیث نبوی کا علم حاصل کیجیے اور قرآن کو سمجھ کر پڑھیے اور اس کی تعلیمات پر عمل بھی کیجیے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبیحہ خان

(جنوبی افریقہ)

صبیحہ خان کا آبائی نام کارول بوٹس (CAROLE BOTES) تھا۔ ان کا تعلق جنوبی افریقہ سے ہے۔

میں جنوبی افریقہ کے شہر کیپ ٹاؤن میں ایک کیتھولک خاندان میں پیدا ہوئی اور ہوش سنبھالنے پر ایک کانونٹ اسکول میں داخل کرائی گئی۔ یہاں پر روایتی مزاج کی حامل مذہبی استانیوں (NUNS) کی نگرانی میں میری تعلیم و تربیت ہوتی رہی...... لیکن یہ بات ہے طلبہ و طالبات کی غالب اکثریت کی طرح میرے دل و دماغ پر بھی مذہب کا چنداں اثر نہ ہوا اور میں نے کبھی بھی سنجیدگی سے عیسائیت یا بائبل کی تعلیم حاصل کرنے کی کوشش نہ کی۔ مذہبی تعلیم بائبل کے مختلف ابواب اور آیات پر مبنی ہوتی' بار بار انہی کی تکرار ہوتی جس کے نتیجے میں شوق کی بجائے اکتاہٹ پیدا ہوتی چلی گئی۔ اسکول میں شعوری طور پر کوشش کی جاتی کہ اسلام یا حضرت محمد ﷺ کے نام کی بھنک بھی طلبہ کے کانوں میں نہ پڑے۔

جنوبی افریقہ پر ایک لمبے عرصے تک انگریزوں کی حکومت قائم رہی ہے اور ان کے زیر اثر ساری معاشرت پر یورپی اثرات بہت گہرے ہیں۔ خصوصاً سفید فام آبادی تو مکمل طور پر یورپین ہے۔ اس لیے اسکول کی تعلیم کے دوران عام روایت اور ماحول کے زیر اثر میں نے بھی بھرپور آزادی کی فضا میں زندگی گزاری۔ بے فکری کے دن تھے' امنگوں سے بھری راتیں تھیں اور عیش کے وسیع مواقع میسر تھے۔ کبھی بھول کر بھی ذہن میں اپنے خالق

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا خیال نہ آیا' نہ کبھی سوچنے کی مہلت ملی کہ عیش و مسرت کے سوا زندگی کا کوئی اور مقصد بھی ہے۔ تاہم کبھی کبھی' دل میں ہلکی سی خواہش پیدا ہوتی کہ کاش خدا کے ساتھ بھی میرا تعلق قائم ہو جاتا' لیکن یہ سمجھ نہ آتی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یوں بھی میں نے اس خواہش کو اپنی ترجیحات کے بالکل اخیر میں رکھا ہوا تھا۔

زندگی مکمل عیش میں گزر رہی تھی' لیکن ایک وقت آیا کہ میرے دل و دماغ پر اداسیوں نے ڈیرے ڈال دیے۔ جب بھی تنہا ہوتی شدید قسم کی پریشانی اور ڈیپریشن میرا احاطہ کر لیتے۔ ایک خلا تھا جس میں میں مقید تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی بہت ہی قیمتی چیز کھو گئی ہو۔ بے اختیار سوچنے لگتی کہ میں ایک بے مقصد زندگی گزار رہی ہوں۔ انسان کی زندگی تو بامعنی' بھرپور اور سنجیدہ ہونی چاہئے۔ میرا اور میرے ہم قوموں کا رویہ تو سراسر حیوانی ہے۔ صرف جسمانی خواہشوں کی تکمیل اور روح کے تقاضوں سے مکمل اعراض...... بے اختیار دل سے دعائیں نکلنے لگتیں کہ خدایا میری رہنمائی فرما...... مجھے سیدھا راستہ دکھا۔

لیکن مشکل یہ تھی کہ اپنے آبائی مذہب عیسائیت میں رہتے ہوئے تو کسی سیدھے راستے پر چلنے اور منزل پر پہنچنے کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ یہ مذہب تو چند توہمات اور فرسودہ رسوم کے سوا کچھ نہ تھا اور اس میں اتنی سکت ہی نہ تھی کہ اپنے پیروکاروں میں کوئی روحانی یا عملی تبدیلی لا سکتا۔

تنگ آ کر میں نے دیگر مذاہب کا مطالعہ شروع کیا۔ پہلے ہندومت کے بارے میں کتب کا مطالعہ کیا۔ پھر بدھ مت کے متعلق کتابیں حاصل کیں اور اس کے عقائد کو سنجیدگی سے سمجھنے کی کوشش کی' لیکن ان دونوں نے میری عقل اور ضمیر کو ذرا بھی متاثر نہ کیا۔ توہمات کو فلسفے کا نام دے کر ایک گورکھ دھندا اختیار کر لیا گیا ہے...... یہودیت کے بارے میں میرا تاثر یہ بنا کہ یہ صرف یہودیوں کا نسلی مذہب ہے۔ کوئی دوسرا فرد اسے قبول کر بھی لے گا تب بھی یہودی اسے عزت و احترام کی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔ یہودیت میں بھی انسانی نفسیات کے مطابق' عہد حاضر کے تناظر میں جملہ مسائل کا کوئی حل نہیں ہے...... عیسائیت کے بعد ان تینوں مذاہب نے بھی مجھے مایوس کیا تھا اب میں حیران اور پریشان تھی کہ کدھر جاؤں اور کیا کروں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب اللہ نے اپنے خاص فضل سے میری مدد فرمائی اور اتفاق سے میرا اسلام سے تعارف ہو گیا۔ ایک لائبریری میں مذہبی کتابوں کی جستجو کرتے ہوئے اسلام کے بارے میں ایک کتاب میرے ہاتھ لگ گئی۔ اس کا مطالعہ کیا تو گویا اندھیرے میں جگنو چمک اٹھے اور جوں جوں آگے بڑھ کر دیگر کتابوں کا اور خصوصاً قرآن کا مطالعہ کیا تو منزل قریب آتی چلی گئی۔ میں نے دیکھا کہ اسلام میں توہم پرستی یا مائتھالوجی کا کہیں گزر نہیں۔ اسلام جھوٹ سے مکمل طور پر نالاں و بیزار ہے اور یہاں لایعنی فرسودہ عقائد کا کوئی عمل دخل نہیں۔ ہر بات عقل اور فطرت کے عین مطابق ہے۔ پھر اس میں کمال کی سادگی ہے' راست روی ہے اور کسی عقیدے میں ابہام یا پیچیدگی نہیں اور سب سے بڑھ کر اہم بات یہ ہے کہ اگرچہ یہ چودہ سو سال پہلے رائج ہوا تھا لیکن حیرت انگیز طور پر آج کے ترقی یافتہ سائنسی دور کے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔

قرآن نے مجھے خاص طور پر بہت متاثر کیا۔ یہ مذہبی کتابوں کی تاریخ میں واحد کتاب ہے جو مکمل طور پر ''خالص'' ہے اور جس طرح حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی تھی' بعینہٖ اسی صورت میں دنیا میں موجود ہے' حالانکہ دوسری مذہبی کتابوں میں بے شمار قسم کی تبدیلیاں کر دی گئی ہیں۔ خصوصاً بائبل کا تو حلیہ تک بگاڑ دیا گیا ہے اور وہ اصل کتاب جو حضرت مسیحؑ پر نازل ہوئی تھی' آج دنیا میں کہیں موجود نہیں ہے۔

اسلام کے بارے میں جملہ معلومات حاصل کر لینے کے باوجود میں نے فوراً ہی اسلام قبول نہیں کیا بلکہ کم و بیش ایک سال تک یکسوئی سے اس کے بارے میں پڑھتی رہی اور غور و فکر کرتی رہی۔ اس دوران میں انگلینڈ کے مشہور موسیقار کیٹ سٹیونز نے اسلام قبول کیا اور اس کی جو وجوہات انہوں نے بیان کیں انہوں نے اسلام پر میرے یقین کو مستحکم کیا اور پھر ایک روز کلمۂ شہادت پڑھ کر میں اسلامی برادری کی رکن بن گئی۔ الحمد للہ رب العالمین۔

اسلام قبول کرنے کے بعد سب سے پہلا انکشاف مجھ پر یہ ہوا کہ عیسائیت اور اسلام میں خدا کا تصور خاصا مختلف ہے۔ عیسائیوں کا خدا غیر معمولی نرمی کا حامل ہے۔ وہ بالکل ہی کمزور ہے' وہ عمل کے لیے کچھ بھی مطالبہ نہیں کرتا اور اپنے پیروکاروں کو مکمل اجازت دیتا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ جو چاہیں کرتے پھریں اور کبھی موڈ ہو تو اسے تھوڑا بہت یاد کر لیا کریں۔ یہ اس کی خاص مہربانی ہے کہ اس نے اپنے اکلوتے بیٹے کو خود ہی سولی پر چڑھا کر...... قیامت تک سب عیسائیوں کے گناہ بخش دیے...... خدا کے اس عجیب و غریب تصور کے بارے میں جب بھی ذہن میں سوال پیدا ہوتے اور میں ان کا اظہار کرتی تو جواب میں انتہائی حوصلہ شکن اور اذیت ناک ردِّ عمل کا سامنا کرنا پڑتا۔ سختی سے ڈانٹ دیا جاتا کہ یہ باتیں عقل میں آنے والی نہیں ہیں۔ بس چپ چاپ خاموشی سے ان پر یقین رکھنا چاہیے۔

لیکن اسلام قبول کیا تو پتہ چلا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات گرامی کائنات کی سب سے بڑی قوت ہے۔ وہ حی و قیوم ہے۔ وہ اپنی مخلوقات کے لیے بڑا ہی رحیم و کریم ہے' لیکن اس نے انسانوں کے لیے جو ضابطے وضع فرمائے ہیں' وہ ان پر سب کو سختی سے کاربند دیکھنا چاہتا ہے اور جو لوگ ان کی پابندی کرتے ہیں' وہ دنیا و آخرت میں فلاح پاتے ہیں جب کہ خلاف ورزی کرنے والے نہ دنیا میں سکھی رہتے ہیں نہ آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں گے۔

پھر عیسائیت کے برعکس اللہ تبارک و تعالیٰ واضح طور پر فرماتے ہیں کہ ہر شخص اپنے اعمال کا خمیازہ بھگتے گا۔ کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور یہ تصور سراسر احمقانہ ہے کہ ایک شخص کو ہمارے گناہوں کے بدلے میں موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

یہ بھی عرض کر دوں کہ اسلام کا کوئی ایک خاص پہلو نہ تھا یا چند متفرق خصوصیات نہ تھیں جنہوں نے مجھے متاثر کیا' بلکہ یہ اسلام کا مجموعی حسن تھا جو میرے دل میں گھر کر گیا اور میں اس حتمی نتیجے پر پہنچ گئی کہ دنیا میں کوئی ایک مذہب بھی ایسا نہیں جو دلکشی اور رعنائی لیکن سادگی کے اعتبار سے اسلام سے معمولی سی بھی مناسبت رکھتا ہو۔ اسلام ایک ایسا ہشت پہلو ہیرا ہے جس کا ہر رنگ حیات بخش ہے اور جس کی ہر کرن روح کو نئی تابندگی عطا کرتی ہے۔

تاہم یہ ایک تکلیف دہ حقیقت ہے کہ ایک نومسلم کے لیے غیر اسلامی ماحول میں باعمل مسلمان بننا اور دینی شعائر کو اختیار کرنا بہت ہی مشکل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے یہ مرحلہ بھی میرے لیے آسان فرما دیا اور میری شادی ایک باعمل مسلمان گھرانے میں ہو گئی۔ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ مذکورہ خاندان بہت سے گھرانوں کی طرح محض اتفاقی طور پر مسلمان نہیں تھا۔ ان گھرانوں کی مانند تھا جو اسلام

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں پُرجوش گفتگوئیں تو بہت کرتے ہیں لیکن عمل کے اعتبار سے صفر ہوتے ہیں۔
اللہ کا شکر ہے کہ اس خاندان کا ہر فرد مخلص اور باعمل مسلمان ہے' اسلام ان کے سینوں میں جاگزین ہے۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔

مسلمان کی حیثیت سے الحمد للہ میں نے اللہ کی معرفت حاصل کر لی ہے اور روز حشر کا احساس ہر لمحہ میرے ذہن میں تازہ رہتا ہے۔ چونکہ میں نے زندگی کا اصل مقصد جان لیا ہے' اس لیے اب زندگی میرے لیے اللہ کی امانت اور رحمت بن گئی ہے...... میں نے یہ بھی سمجھ لیا ہے کہ دین کی روح اللہ کے بندوں سے سچی محبت اور ان کی خدمت میں مستور ہے اور اسلام کے مضمون کا سرنامہ ہے۔ "مجھے اللہ کی ساری مخلوق سے محبت ہے"۔

بحمد اللہ' میرے دو بچے ہیں۔ چار سالہ بیٹی تسکین اور دو سالہ بیٹا سراج۔ میری تمنا ہے کہ دونوں دین اسلام کے مخلص اور باعمل پیروکار بن جائیں۔ میں کوشش کروں گی کہ وہ قرآن سے اپنا تعلق بہت مضبوط بنالیں' وہ دلوں میں اللہ کا سچا خوف پیدا کر لیں اور اسلامی شعائر پر اس انداز میں عمل پیرا ہوں کہ اس مغربی' غیر اسلامی ماحول کے ملک میں دوسروں کے لیے روشن مثال بن جائیں۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر پروفیسر صوفیہ (سویڈن)

ذیل کا انٹرویو کویت کے عربی مجلہ "المجتمع" میں شائع ہوا جہاں سے عبدالوحید صاحب نے اسے اردو میں منتقل کیا اور کراچی کے "فرائیڈے سپیشل" (۱۹ اپریل ۱۹۹۶ء) میں شائع ہوا۔

ڈاکٹر صوفیہ سویڈن کی لوند یونیورسٹی میں علم الادیان کی پروفیسر ہیں اور سویڈن میں مسلم خواتین کی ایک بین الاقوامی تنظیم کی صدر ہیں جو لیکچرز، تدریس، ٹیلی ویژن کے پروگراموں کے ذریعے اور اخبارات کے ذریعے دعوت دین کا کام کرتی ہے۔ وہ متعدد بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کر چکی ہیں۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر صوفیہ ایک مکمل گھریلو خاتون ہیں۔ ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ ان سے ہفت روزہ "المجتمع" کویت نے ایک انٹرویو کیا جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے:

سوال: آپ کے اسلام قبول کرنے کا سبب کیا بات تھی؟

جواب: میں نے ایک کٹر عیسائی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ میری والدہ ہمیں ہر ہفتے چرچ میں لے جانے کی کوشش کرتی تھیں جب کہ میرے والد بہت مذہبی نہیں تھے۔ وہ ریاضی کے استاد تھے۔ میں اپنی تعلیم کے دوران حیران و پریشان رہا کرتی تھی کیونکہ مخصوص رسم و رواج اور چرچ میں حاضری کے ساتھ ساتھ میرے ذہن میں ایمانیات اور توحید سے متعلق بعض ایسے سوالات آتے تھے جن کا جواب چرچ کے پاس نہیں تھا۔ پھر میں نے ناروے کی اوسلو یونیورسٹی میں مذہبی علوم کے شعبے میں داخلہ لیا۔ وہاں تاریخ اور تقابل ادیان کے لیے گہری نظر سے مطالعے کے باوجود اسلام کے متعلق بدظنی کا شکار رہی۔ اسلام کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھنے کے لیے میں نے جو کتابیں پڑھی تھیں وہ صحیح نہیں تھیں کیونکہ وہ مستشرقین کی لکھی ہوئی تھیں۔ آخر میں مجھے مولانا مودودی کی کتاب "دینیات" نارویجن زبان میں ملی اور سید قطب کی "المعالم فی الطریق" کا انگریزی میں ترجمہ ملا' جن سے مجھے اپنے سوالات کا تسلی بخش جواب ملا۔ اس کے بعد میں نے ان کتابوں کو پڑھنا شروع کیا جنہیں مسلمان مفکرین نے لکھا تھا۔ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ خریدا اور قرآن کی آیات پر غور و خوض شروع کر دیا۔ جب میں اسلام کے متعلق پوری طرح یکسو اور مطمئن ہو گئی تو اسلامی مرکز گئی اور کلمۂ شہادت پڑھ کر اپنے قبولِ اسلام کا اعلان کر دیا۔

سوال: آپ کے اسلام قبول کرنے پر آپ کے اہلِ خانہ کے کیا تاثرات تھے؟

جواب: انہوں نے اسے معمول کی بات سمجھ کر کوئی خاص توجہ نہیں دی، لیکن میری چند سہیلیوں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا۔ خصوصاً جب میں نے یونیورسٹی میں حجاب اختیار کرنا شروع کر دیا تو بعض دوستوں نے میرے ساتھ بحث و مباحثے کا سلسلہ شروع کر دیا۔

سوال: کیا آپ کو پردہ کرنے کی وجہ سے یونیورسٹی میں کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب: نئی چیز ہمیشہ دوسروں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرواتی ہے اور شروع میں یقیناً بعض مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے' لیکن اب تو پردہ عام ہو چکا ہے۔ مجھے مشکلات کی کوئی پروا نہیں ہے۔ ہمیں چاہیے کہ لوگوں کی ہدایت کے لیے دعا کریں اور اس راستے میں آنے والے مصائب کو صبر و تحمل سے برداشت کریں۔ الحمد للہ اس سلسلے میں کوئی خاص مشکل نہیں ہے۔

سوال: آپ نے یونیورسٹی میں رہتے ہوئے کیا دوسروں کو بھی اسلام کی دعوت دی ہے؟

جواب: میں نے اپنی قریبی سہیلیوں کو اسلام کی دعوت دی ہے اور ان میں سے بعض نے اسلام قبول بھی کر لیا ہے، لیکن میری شادی کے بعد کافی تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ میرے خاوند مجھ سے کہتے ہیں کہ جب تم نے خیر کو پا لیا ہے تو اسے دوسروں تک بھی پہنچاؤ۔ عربی سیکھنے میں انہوں نے میری بڑی مدد کی۔ الحمد للہ میرے پاس روزانہ کی مصروفیات تدریس' لیکچرز' ٹیلی ویژن پروگرام اور دیگر پروگراموں پر مشتمل ہیں۔

سوال: آپ اس (مغربی) معاشرے میں رہتے ہوئے اپنی اولاد کی تربیت کس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

طرح کراتی ہیں؟

جواب: اولاد کی تربیت سب سے اہم کام ہے اور اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ دیگر طلبہ کی طرح ہمارے بچے بھی سویڈش اسکول میں جاتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ گفتگو کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ عربی سیکھنے کے لئے ویڈیو کیسٹ دیکھتے ہیں۔ نمازوں اور ذکر کے اہتمام کے ساتھ ساتھ سونے سے پہلے ہم انہیں کوئی ایک آدھ اسلامی قصہ سناتے ہیں اور بعض نصیحتیں کرتے ہیں۔ ہر ہفتے کے آخر میں عربی پڑھنے اور سیکھنے کی مشق کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ان کے اخلاقی اور تعلیمی امور بہت اچھے ہیں اور وہ عربی' سویڈش اور نارویجین زبانوں میں گفتگو کر سکتے ہیں۔

سوال: دعوت دین کے سلسلے میں فعال کردار ادا کرنے کے لئے خواتین کی راہ میں کیا رکاوٹیں درپیش ہیں؟

جواب: عورت مرد کی طرح اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہے اس لیے ضروری ہے کہ عورت اور مرد یکساں طور پر گھر' اولاد اور دعوت دین کے لیے کام کریں۔ موجودہ زمانے میں ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ عورت کے لیے بنیادی اور اہم ترین ذمہ داری اس کا گھر ہے۔ لیکن جاہل عورت کوئی کام بھی صحیح طرح نہیں کر سکتی۔ بچوں کی تربیت کے لیے زندگی اور معاشرے کے تجربات اور مشاہدے کی ضرورت ہوتی ہے' جس کے نتیجے میں بچوں کی تعلیم و تربیت' اور والدین کی خدمت کرنا ممکن ہوتا ہے۔ ہمارا موجودہ تربیتی نظام خواتین کو مربی اور داعی بنانے کی بجائے انہیں بے کار اور پسماندہ بناتا ہے ' حالانکہ وہ آنے والی نسلوں کی تربیت کی ذمہ دار ہیں۔

سوال: مستقبل میں آپ کے کیا ارادے ہیں؟

جواب: میں نے قرآن کا اسکنڈے نیوین زبان میں ترجمہ شروع کیا ہے۔ اس کے علاوہ فریضہ حج ادا کرنے کا ارادہ ہے اور میں صحابیات کی تقلید کرتے ہوئے مسلمان خواتین کی مدد کرنا چاہتی ہوں تاکہ وہ اپنا فریضہ منصبی فعال طور پر ادا کر سکیں۔ اللہ میری مدد فرمائے اور ہماری تمام کوششوں کو اپنی رضا کے لیے خالص کر دے۔ (آمین)

سوال: مسلمان خواتین کی عالمی تنظیم بنانے کے کیا مقاصد ہیں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: سویڈن میں مختلف قوموں کی مسلمان خواتین رہتی ہیں جن کا تعلق یورپ' ایشیا' افریقہ' امریکہ اور عرب ممالک سے ہے۔ہم نے خواتین کی خدمت اور دعوت اسلامی کے کام میں تمام مسلمان خواتین کو شریک کرنے کے لیے ایک متحدہ پلیٹ فارم کی ضرورت محسوس کی تاکہ اس تنظیم کے ذریعے خواتین آسانی سے ہمارے ساتھ رابطہ کرسکیں۔

سوال: آج کل آپ کی تنظیم کی کیا اہم سرگرمیاں ہیں؟

جواب: خواتین' لڑکیوں اور بچوں کے لیے ہفتہ وار عربی اور سویڈش زبان میں دروس ہوتے ہیں۔عورتوں کے مسائل اور ضروریات کے متعلق سیمینار اور ورکشاپ منعقد ہوتی ہیں۔ تربیتی کیمپ اور سالانہ کانفرنس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔عورت کے مسائل' مشکلات اور اس کے حقوق کے دفاع کے لیے کوشش کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ ضرورت مندوں اور پناہ گزینوں کے لیے ہم فنڈ بھی جمع کرتے ہیں۔

سوال: آپ کی ان سرگرمیوں کے مسلمان خواتین پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب: پروگراموں کی نوعیت اور خواتین کی معروفیات کے اثرات بہرحال مرتب ہوتے ہیں۔ بوسنیا اور یورپ کی خواتین قرآن وحدیث کی تعلیمات سیکھنے میں دلچسپی لیتی ہیں' عرب خواتین بچوں کی تربیت اور کھانا پکانے سے متعلق لیکچرز میں زیادہ دلچسپی لیتی ہیں جبکہ صومالی خواتین کی کوشش عربی سیکھنے کی ہوتی ہے' میرے خیال میں میاں بیوی کی تعلیمی قابلیت اور مقام ان کے رجحانات کی سمت متعین کرتا ہے۔لیکن ہماری مسلسل کوشش ہوتی ہے کہ ہم عورتوں کی مکمل مدد کریں تاکہ وہ دین کے مطلوبہ مقام تک پہنچ جائیں۔اس میں شک نہیں کہ اس کام کے لیے بڑے صبر اور ضبط کی ضرورت ہے۔

سوال: آپ تنظیم کی مالی ضروریات کس طرح پوری کرتی ہیں؟

جواب: ابھی تک ہم نے اپنی ضروریات اپنے ارکان کی مدد اور ذاتی اعانت سے پوری کی ہیں۔

سوال: آپ کا تعلق چونکہ یورپ سے ہے اس پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے عورتوں کی آزادی کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: عورت کی آزادی کا نعرہ خرافات اور جہالت پر مبنی ہے۔ ہاں یہ ضروری

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ہم خواتین کو یہ باور کرائیں کہ اسلامی اصولوں کے اندر رہتے ہوئے معاشرے کی تعمیر و ترقی میں عورت کا کیا کردار ہے۔ لیکن عورت کو اس کے اخلاقی دائرے سے باہر لا کر آزادی کی بات کرنا کہ وہ اپنے آپ کو دوسروں کے لیے بیچے یا اپنی اولاد کو ممتا کی محبت سے محروم کر کے انہیں خادموں کے حوالے کرے اور خود دوسروں کی خدمت کرے' یہ ہمیں ہرگز منظور نہیں ہے اور یہ ضروری ہے کہ مرد اور عورت اپنی عصمت کی حفاظت کرتے رہیں۔ اس طرح فطری امنگوں کی تکمیل ہوتی ہے اور خاندان کے افراد میں محبت اور الفت پروان چڑھتی ہے اور پورے معاشرے کی اصلاح ہوتی ہے۔

سوال: تسلیمہ نسرین کی سویڈن آمد پر آپ نے سویڈش ٹی وی پر تبصرہ کیا تھا۔ اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: تسلیمہ نسرین کا کوئی علمی مقام نہیں ہے۔ اس نے سیاسی پناہ اور سستی شہرت کے حصول کیلیے مغرب کو استعمال کیا' حالانکہ وہ اپنے مخالفین اور حامیوں دونوں کی طرف سے اس قسم کے پروگرام کی ہرگز مستحق نہیں تھی۔ قرآن پاک اس زمانے کا معجزہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے گا۔ چنانچہ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس طرح کے لوگوں کو اہمیت نہ دیں اور انہیں آزادیٔ اظہار کے ہیرو نہ بنائیں۔ قرآن تو اس لیے آیا ہے کہ وہ غلاموں کو آزادی کی نعمت سے سرفراز کرے لیکن مسلمانوں کی کوتاہیوں کا نتیجہ ہے کہ قرآن پاک کو آزادی رائے کے نظریے کے دشمن کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ دلیل کا جواب دلیل سے دیا جانا چاہیے نہ کہ جذبات اور اشتعال کا اظہار کیا جائے۔

سوال: کیا آپ نے بین الاقوامی خواتین کانفرنس میں شرکت کی ہے اور آپ کی ان کے متعلق کیا رائے ہے؟

جواب: مجھے پہلے پاکستان' سوڈان اور الجزائر میں خواتین کانفرنس میں شرکت کی دعوت ملی۔ اس کے علاوہ میں نے تین بین الاقوامی کانفرنسوں بالترتیب عمان' لاہور اور استنبول میں شرکت کی۔ الجزائر میں منعقد ہونے والی خواتین کانفرنس مجھے پسند آئی جس میں معروف داعیہ زینب الغزالی اور اردن سے سمیرہ نے شرکت کی۔ یہ میری تمنا ہے کہ کارکنان کی فعالیت اور ان کی سرگرمیوں کو مربوط اور فعال بنانے کے لیے خواتین کانفرنسوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کیا جائے کیونکہ ان کی سرگرمیوں کی موجودہ صورتِ حال بہت ناتواں ہے اور میرے خیال میں یہ داعی حضرات کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی خواتین اور بیٹیوں کو اس میدان میں جلد کام کرنے کی ترغیب دیں تاکہ وہ اسلامی دعوت وتبلیغ کا کام اس طرح سرانجام دیں جس طرح وہ اپنی دیگر ضروریات اور مسائل کے لیے کرتی ہیں۔

سوال: اسلامی ممالک کے متعلق آپ کے کیا تاثرات ہیں؟

جواب: مجھے عمرہ ادا کرنے سے بہت سکون حاصل ہوا۔ میں مکہ اور مدینہ بار بار جانا چاہتی ہوں۔ جدہ شہر کی ترقی اور جدت بہت پسند آئی جب کہ اردن میں معاشرتی زندگی اور بالخصوص خواتین کی صورتِ حال دیگر اسلامی ممالک کی نسبت قابلِ اطمینان ہے جہاں عورت معاشرے میں اپنا حقیقی کردار ادا کر رہی ہے۔ عمان ایک خوبصورت شہر ہے۔ خصوصاً موسمِ بہار اور گرمیوں کے شروع میں۔ ہر شہر کی اپنی خصوصیات ہیں۔ مصر کے لوگ مشکل زندگی اور غربت کے باوجود بڑے صابر اور قانع ہیں۔ مراکش کی صورتِ حال بھی دیگر شہروں سے ملتی جلتی ہے۔ اسکے قدرتی مناظر قابلِ ذکر ہیں۔

قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر ممالک میں دین بس روایات اور رسم و رواج کا نام ہے۔ ماسوائے اس کے کہ جوانوں میں اسلامی احیا اور معمول کی زندگی میں مثبت تبدیلیاں نظر آ رہی ہیں۔ میں نے یہ دورہ اسلام قبول کرنے کے بعد ہی کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے یہ کام پہلے نہیں کیا تھا کیونکہ اگر میں عربی اور اسلامی ممالک کا دورہ اس سے قبل کر لیتی تو شاید پھر میں دین پر اتنی سختی سے کاربند رہنے والی نہ بن سکتی۔ کیونکہ کتابوں میں اپنے مطالعے کے دوران ان کے افکار، عقیدے اور ثقافت وتمدن کی جو حسین صورت میں نے دیکھی تھی، وہ ان ممالک کے لوگوں کی زندگیوں میں مفقود نظر آئی۔ بلکہ بعض ایسے مناظر بھی دیکھنے میں آئے جو بالکل اسلامی روح کے خلاف تھے۔ تو پھر خود ہی اندازہ کریں کہ کیسے مناظر اسلام کے حصار میں نئے داخل ہونے والے ایک فرد کو کس انداز میں متاثر کر سکتے ہیں؟

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمہ عاصمہ (ناروے)

محترمہ عاصمہ نے میرے سوالنامے کے جواب ارسال فرمائے جو درج ذیل ہیں:

۱۔ میرا آبائی نام ANNE SOFIC ROALD ہے۔ قبول اسلام کے بعد بھی میں نے اپنا نام باقاعدہ سرکاری سطح پر تبدیل نہیں کیا۔ تاہم مسلمان بہنوں میں مجھے عاصمہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

۲۔ میں ۲۵ اگست ۱۹۵۴ء کو ناروے کے شہر ALESARD میں پیدا ہوئی۔ میرا تعلق ایک متوسط خاندان سے ہے۔ لیکن میرے دادا اور نانا کے خاندان خاصے امیر تھے۔ میرے والد ایک سیکنڈری اسکول میں کونسلر تھے جبکہ والدہ ایک ادارے میں سیکرٹری تھیں۔ اب دونوں ملازمت سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔ میری دادی جو ہمارے ساتھ ہی رہتی تھیں بہت مذہبی تھیں۔ ہر اتوار کو پابندی سے چرچ جایا کرتی تھیں اور مقامی مذہبی تقریبات میں بھی اہتمام سے شامل ہوا کرتی تھیں۔ ان کا تعلق پروٹسٹنٹ فرقے سے تھا۔ میری والدہ بھی مناسب حد تک مذہبی تھیں اور مجھے ہر اتوار کو صبح نو بجے سنڈے اسکول میں ضرور بھیجتی تھیں..... اسطرح دنیاوی اور مذہبی اعتبار سے میرا خاندانی پس منظر خاصا مستحکم تھا۔

۳: میں آج کل جنوبی سویڈن کی LUND یونیورسٹی سے "مذاہب کی تاریخ اور ان کا تقابلی موازنہ" پر پی ایچ ڈی کر رہی ہوں۔ تحقیق کا یہ کام سویڈن کے ایک تحقیقاتی ادارے SAREL کے اہتمام سے ہو رہا ہے۔ استاد کی حیثیت سے میری ملازمت ثانوی تعلیم کے ایک ایسے محکمے سے ہے جو تعلیم بالغاں کا کام بھی کرتا ہے۔

۴: میرا اسلام سے ابتدائی تعارف ۱۹۸۱ء میں اس وقت ہوا جب میں نے ناروے کی اوسلو یونیورسٹی میں "تقابل ادیان" کے ایک پروگرام میں شرکت کی۔ اسلام کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں سب سے پہلے جو کتابیں مطالعے میں آئیں وہ سب کی سب غیر مسلموں کی لکھی ہوئی تھیں' اس لئے تاثر کچھ اچھا نہ بنا۔ بعد میں تحقیق کی خاطر میں نے مسلمان مصنفین کی کتب کا مطالعہ کیا تو صحیح تصویر میرے سامنے آئی اس سلسلے میں پہلی کتاب مولانا مودودی کی "دینیات" کا نارویجن ترجمہ تھا۔ اس کے بعد سید قطب کی "دین اسلام" کا مطالعہ کیا۔ ان دونوں کتب نے مجھے بے حد متاثر کیا اور اسلام کے بارے میں میرا ذہن بالکل واضح ہو گیا۔

۵: ناروے کی قومی روایت یہ ہے کہ ہر شخص پیدائشی حوالے سے خود بخود سرکاری چرچ کا رکن بن جاتا ہے اور حالانکہ لوگوں کی غالب اکثریت مذہب یا خدا پر یقین نہیں رکھتی' پھر بھی پچانوے فیصد لوگ رسمی اور روایتی طور پر چرچ سے وابستہ ہوتے ہیں' لیکن مجھے یہ منافقت پسند نہ تھی۔ چنانچہ میری عمر سترہ برس کی تھی جب ۱۹۷۲ء میں میں نے متعلقہ دفتر میں جا کر چرچ سے اپنی رکنیت ختم کرالی اور عمر کی اس حد پر پہنچ کر میں قانونی طور پر ایسا کر سکتی تھی۔ اس فیصلے کا سبب یہ تھا کہ میں چرچ کی سرگرمیوں کو تیسری دنیا کے ممالک اور غریب اقوام کے خلاف ایک سازش سمجھتی تھی۔ چرچ مذہب کے لبادے میں دراصل رنگ و نسل کے تعصبات کا شکار رہا۔ اس لیے میں نے اس سے قطع تعلق ہی میں عافیت محسوس کی۔ یوں بھی مجھے عیسائیت کے کسی ایک عقیدے میں بھی عقل و شعور کی کارفرمائی نظر نہ آئی۔ یہ توہم پرستی اور دیومالیت کا ایک ملغوبہ ہے جسے کوئی باہوش شخص تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہوتا۔
میری عمر ۲۷ برس تھی جب ۱۹۸۲ء میں میں نے اسلام قبول کر لیا...... اس طرح میں دس سال تک کسی مذہب کے بغیر زندگی گزارتی رہی۔ یہ الگ بات ہے کہ خدا پر میرا ایمان کبھی متزلزل نہ ہوا۔

۶: قبول اسلام کے حوالے سے میں جن مصنفین و مفکرین کی کتابوں سے متاثر ہوئی ان کے نام یہ ہیں: سید مودودی' سید قطب' امام حسن البنا' علامہ محمد اقبال' محمد الغزالی۔

۷۔ میرے قبول اسلام پر میرے والدین نے مجھے ذرا بھی پریشان نہ کیا۔ خدا کا شکر ہے وہ میرے موقف کو سمجھ گئے اور اب تک میرے ان سے تعلقات معمول کے مطابق خوشگوار ہیں..... میری دوستوں کا حلقہ خاصا وسیع ہے۔ جب انہیں پتہ چلا کہ میں مسلمان ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی ہوں تو سب کو بے حد صدمہ ہوا اور سب نے فرداً فرداً مجھے سمجھانے کی کوشش کی کہ میں نے زندگی کی بدترین حماقت اور غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ چنانچہ جب میں نے محسوس کیا کہ ان لوگوں سے دوستی میرے عقیدے اور دین کے حوالے سے نقصان دہ اور خطرناک ہے تو میں نے سب سے قطع تعلق کر لیا۔ اس طرح میں تھوڑے ہی عرصے میں یک و تنہا رہ گئی اور ہر طرف سے مخالفانہ ماحول کا سامنا کرنا پڑا' لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں پریشان نہ ہوئی اور مضبوطی سے اپنے موقف پر ڈٹی رہی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ گھر سے باہر ساری مخالفانہ مہم تھوڑے عرصے میں دم توڑ گئی۔

۸: قبول اسلام کے بعد میری زندگی میں پہلی تبدیلی یہ آئی کہ چونکہ میں نے ''حجاب'' اختیار کر لیا' اس لیے اپنے ہی ملک اور معاشرے میں اجنبی بن گئی۔ ہر شخص مجھے عجیب نظروں سے دیکھتا...... لیکن گزشتہ دس سال کے عرصے میں اب صورت حال خاصی تبدیل ہو چکی ہے۔ اب میں اپنے اس معاشرے میں' اسلامی لباس کے ساتھ' اپنے آپ کو کہیں زیادہ محفوظ اور باوقار محسوس کرتی ہوں اور عام لوگ مجھے زیادہ احترام دیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ تبدیلی اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم اور تائید سے ہوئی ہے۔ اللہ سے وابستگی اور اس کی عبادت نے بھی میری زندگی کو خوشگوار انقلابی تبدیلی سے بہرہ ور کیا ہے۔ قبول اسلام کے بعد زندگی جس سکون اور پاکیزہ مقصدیت سے آشنا ہوئی' وہ پہلی زندگی کے مقابلے میں بالکل نئی چیز ہے۔

۹: عیسائیت تو محض اتوار کا مذہب ہے۔ (SUNDAY RELIGION) عیسائی دنیا میں مذہب کو اتنی بلند و بالا روحانی سطح پر سجا کر رکھا جاتا ہے کہ روزمرہ کی زندگی پر اس کا ہلکا سا پرتو بھی نہیں پڑتا...... اس کے برعکس اسلام کا تعلق چوبیس گھنٹے کی انسانی زندگی سے ہے اور ہر شعبہ حیات کے لیے رہنما اصول پیش کرتا ہے۔

عیسائیت دلیل اور منطق سے ماورا ایک ایسا مذہب ہے جو بے جان سی روحانی حیثیت کا حامل ہے جب کہ اسلام کی ایک ایک تعلیم عقل و شعور کے مطابق ہے۔ آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے اور ہر قسم کے حالات و ماحول میں قابل عمل ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۔ مغربی دنیا کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ جنسی حوالے سے یہ اخلاقی قدروں سے بالکل ہی بے نیاز ہو گئی ہے اور سیاسی و اقتصادی شعبوں میں بھی اخلاقی اقدار کی چنداں پروا نہیں کی جاتی۔ تیسری دنیا کے ساتھ مغرب والوں کا طرزِ عمل اس کا بیّن ثبوت ہے۔ مغربی دنیا کی دوسری بڑی خامی اس کا خود غرضانہ طرزِ عمل ہے جو خاندان سے لے بین الاقوامی سطح پر ہر جگہ جاری و ساری نظر آتا ہے۔ چنانچہ توجہ سے تجزیہ کریں تو آج تیسری دنیا کی اقوام کے بیشتر مسائل کے ذمہ دار مغربی ممالک ہیں اور وہاں اخلاقی' اقتصادی اور سیاسی مسائل کی پشت پر یورپ کا خود غرضانہ اور بے رحمانہ رویّہ کارفرما دکھائی دیتا ہے۔

یورپ کی تہذیبی اور فکری زندگی کی ایک محرومی یہ بھی ہے کہ یہاں بھی کوئی جاندار مستحکم نظریہ (IDEOLOGY) کارفرما نہیں رہا۔ ایک نظریہ متعارف ہوتا ہے' دس بیس سال اسے خوب مقبولیت حاصل رہتی ہے' پھر وہ دم توڑ دیتا ہے اور اس کی جگہ کسی نئی آئیڈیالوجی کو فروغ مل جاتا ہے...... اور یورپ کی اقوام صدیوں سے یونہی بے یقینی اور شکوک و شبہات کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہی ہیں۔

اس کے برعکس اسلام کے سماجی' تہذیبی' اخلاقی' سیاسی اور اقتصادی نظام نے مجھے بہت متاثر کیا۔ پھر اسلام کے اصول حتمی اور آفاقی حیثیت رکھتے ہیں اور ہر زمانے اور ماحول کے تقاضوں کے عین مطابق ہیں...... بدقسمتی سے عالمِ اسلام میں عدلِ اجتماعی کی صورتِ حال خطرناک حد تک خراب و خستہ ہے' اس کے باوجود اسلامی برکات پوری اسلامی دنیا میں نظر آتی ہیں۔

اسلام نے جبر و استبداد کے خلاف نفرت و بیزاری کا جو درس دیا ہے اور خدا کے سوا کسی سے بھی بے خوف ہونے کا جو مزاج پیدا کیا ہے میں اس سے بھی بہت متاثر ہوئی۔ اسلام صرف خوفِ خدا پر زور دیتا ہے اور ہر حال میں قوانین الٰہی کی پاسداری کی تلقین کرتا ہے...... اسلام کی یہ تعلیم گویا انسانی آزادیوں کا ایک روشن چارٹر ہے۔ کاش عالمِ اسلام میں اس اصول کی پاسداری کی جاتی تو صورتِ حال بہت ہی مختلف ہوتی۔

۱۱: اسلامی دنیا میں دعوت کا کام' میرے خیال میں' رفاہی اور اخلاقی حوالے سے کیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانا چاہیے۔ مثال کے طور پر مردوں اور عورتوں کے گروپ بنائے جائیں اور انھیں پس ماندہ، فلاکت زدہ علاقوں میں بھجوایا جائے جہاں وہ عملی طور پر صفائی کا کام کریں، لوگوں کو صحت وصفائی کے اصول سمجھائیں اور ان کے روزمرہ مسائل کو حل کرنے میں مدد دیں...... خصوصاً عورتیں اس ضمن میں بہت کام کرسکتی ہیں۔ پڑھی لکھی دیندار خواتین ان پڑھ اور غریب خواتین کی کئی حوالوں سے تربیت کرسکتی ہیں۔ انھیں خانہ داری کے بہتر اصول سمجھا سکتی ہیں۔ دینی تعلیمات سے آگاہ کرسکتی ہیں اور فضول رسوم ورواج کے بارے میں ان کی رہنمائی کرسکتی ہیں۔

اسی طرح اسلامی تعلیمات سے آگاہی رکھنے والے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے گروپ غیر معمولی تبلیغی خدمات انجام دے سکتے ہیں۔ وہ اگر ہدف بنا کر دیہات میں صفائی کا کام کریں اور مختلف دیہات کے درمیان صفائی کے مقابلے ہوں اور ساتھ ہی یہ نوجوان عملی اور زبانی طور پر عام لوگوں تک دینی معلومات بہم پہنچائیں تو مختلف اسلامی ملکوں میں خوشگوار انقلاب آسکتا ہے۔

چنانچہ تبلیغ دین کا کام عملی تعاون کے ذریعے انجام دیا جانا چاہیے۔ اس سے عام لوگوں کے ذہنوں میں کشادگی آئے گی اور انھیں جہالت اور تنگ نظری سے نجات حاصل کرنے میں مدد ملے گی...... اگر عام لوگ غربت اور گندگی کے ماحول میں بے چارگی کی زندگی گزارتے رہے تو وہ اسلام کے حسن وکمال سے کیسے باخبر ہوں گے۔

تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے تبلیغ کا انداز اس سے مختلف اور دلکش ہونا چاہیے۔ اس طبقے کے سامنے ساری ممنوعات کو ایک ہی بار پیش نہ کیجیے۔ "شدت" سے بھی پرہیز ہونا چاہیے اور مشکل کے مقابلے میں آسان نقطۂ نظر کو ترجیح دیجیے، خصوصاً عورتوں کو خصوصی رعایت دیجیے۔ اسلامی تعلیمات بیان کرتے ہوئے ابتدا میں چہرے کے پردے، سکارف اور مکمل ساتر لباس پر زور نہ دیجیے۔ عبادات کا ذکر آئے تو صرف فرائض کی بات کیجیے، نوافل پر زور دینے کی ضرورت نہیں...... مکمل طور پر اسلام کے حصار میں آنے کے بعد وہ خود ہی مناسب وقت پر ان چیزوں کو اختیار کرلیں گے یا کرلیں گی۔

تبلیغ دین کے ضمن میں یہ امر بھی ہمیں پیش نظر رکھنا چاہیے کہ خواہ ہم کتنے ہی اعلیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیم یافتہ کیوں نہ ہوں یا مالی اعتبار سے کسی امیر خاندان سے متعلق کیوں نہ ہوں' ہمارے رویئے سے کسی تفاخر یا احساس برتری کا اظہار نہ ہونا چاہیے۔ ہمیں شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں ایک ذمہ داری کے لیے منتخب کیا ہے اور اس ذمہ داری کی نزاکتیں اور تقاضے بڑے ہی غیر معمولی ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ تبلیغ دین فرض ہے اور ہمیں ایک ایک شخص تک دین کا پیغام پہنچانا ہے۔ ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ خواتین زیادہ سے زیادہ تبلیغ دین میں سرگرم ہوں۔ خواتین کے ذریعے ہم زیادہ سے زیادہ لوگوں تک رابطہ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ بالکل درست کہا ہے کسی نے کہ اگر تم ایک مرد کو پڑھاتے ہو تو اس کا اثر اس کی ذات تک محدود رہے گا' لیکن اگر تم ایک عورت کو تعلیم یافتہ بناتے ہو تو گویا ایک خاندان میں تعلیم کی روشنی پھیلا دیتے ہو۔

۱۴: ایشیا اور پاکستان کے مسلمانوں کے لیے میرا پیغام یہ ہے کہ اسلام کی طرف پلٹ آیئے۔ آپ کی زندگی مختلف خرابیوں سے پاک ہو کر متوازن ہو جائے گی۔ علم حاصل کیجیے' تمہارے جملہ مسائل حل ہو جائیں گے۔

میری آخری اور اہم ترین گزارش یہ ہے کہ براہ کرم خواتین کو ان کا جائز مقام عطا کر دیجیے۔ انہیں معاشرتی امور میں حصہ دار بنایئے۔ جب تک مسلمان خواتین اسلامی تعلیم کو سمجھ کر ان پر عمل نہیں کریں گی' مسلمان ممالک صحیح معنوں میں ترقی نہیں کر سکیں گے۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمہ عالیہ سٹرلنگ (امریکہ)

(ALIYA STERLING)

محترمہ عالیہ سٹرلنگ کا عیسوی نام مس سنڈرا سٹرلنگ (SANDRA STERLING) ہے۔ ان کا تعلق امریکہ کے دارالحکومت واشنگٹن کے ایک امیر کبیر گھرانے سے ہے۔ وہ بچپن ہی سے بڑی ذہین اور محنتی تھیں اور انہیں مختلف زبانیں سیکھنے کا بڑا شوق تھا۔ چنانچہ ایلیمنٹری اسکول میں انہوں نے فرانسیسی زبان پڑھی اور اس میں خوب مہارت حاصل کی۔ سیکنڈری اسکول میں انہوں نے چینی زبان سیکھ لی۔

مس سنڈرا سٹرلنگ کی نانی قاہرہ میں امریکی سفارت خانے میں ملازم تھیں۔ وہاں سے انہوں نے عربی زبان اور قرآن پاک کے بارے میں انگریزی کتب خریدی تھیں اور اب وہ کتب عالیہ سٹرلنگ کی والدہ کی تحویل میں تھیں...... امریکہ کے اکثر ذہین طالب علموں کی طرح عالیہ کو بھی مطالعے سے بڑا شغف تھا اور وہ مختلف موضوعات پر کتابوں کا مطالعہ کرتی رہتی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے جب اپنے گھر میں متذکرہ نوعیت کی کتب دیکھیں تو ان کا مطالعہ شروع کر دیا اور اس طرح عربی زبان اور قرآن سے ان کی دلچسپی کا آغاز ہوا۔ ان کا کہنا ہے کہ "ان کتابوں میں قرآن کا ایک انگریزی ترجمہ بھی تھا۔ میں نے اسے پڑھنا شروع کیا اور اگرچہ ترجمے کا رجحان اسلام کے مخالف تھا' پھر بھی میں اس سے خاصی متاثر ہوئی اور میں نے ارادہ کر لیا کہ اسلام کا مکمل تعارف حاصل کیا جائے۔"

اس مقصد کی خاطر موصوفہ نے واشنگٹن کے اسلامک سنٹر سے رابطہ قائم کیا اور وہاں سے انہیں اسلام' تاریخ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں متعدد کتابچے دستیاب ہو گئے اور ان کے مطالعے نے ان پر اسلام کا دروازہ کھول دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسکول کی تعلیم سے فارغ ہو کر مس سنڈرا سٹرلنگ نے ایک مقامی یونیورسٹی میں میڈیسن کی اعلیٰ تعلیم کے لیے داخلہ لے لیا اور ساتھ ہی اسی یونیورسٹی کی کچھ عربی کلاسز میں داخلے کے لیے درخواست دے دی۔ وہ لکھتی ہیں:

"عربی زبان میں میری غیر معمولی دلچسپی اور شوق کا یہ عالم تھا کہ کچھ عرصے کے بعد میں نے میڈیسن کی بجائے عربی زبان میں تخصص (Specialization) کا ارادہ کر لیا۔ حسن اتفاق سے میری کلاس فیلو ایک ایسی مسلمان لڑکی بھی تھی جس کا تعلق کویت سے تھا۔ میری اس سے گہری دوستی ہو گئی۔ میں نے اس سے کویتی لہجے میں عربی بولنا سیکھی۔ کویتی انداز کے کھانوں سے شناسائی ہوئی اور مجھے یہ اتنے پسند آئے کہ ہم اکٹھے کھانا پکاتے اور فرش پر بیٹھ کر چمچے کانٹے کی بجائے ہاتھ سے کھانا کھاتے"۔

اسلام کے بارے میں سنڈرا سٹرلنگ کا مطالعہ جوں جوں بڑھتا گیا' وہ اس کے بارے میں مطمئن ہوتی چلی گئی۔ اس کے الفاظ ہیں: "اسلام نے مجھے ان سب سوالات کے جواب فراہم کر دیے جو عرصے سے میرے ذہن میں کلبلا رہے تھے۔ میں ذاتی طور پر ہمیشہ سے خدا کو ایک مانتی تھی اور میں نے دیکھا کہ اگرچہ دوسرے مذاہب بھی کہنے کی حد تک توحید کے دعوے دار ہیں' لیکن اس حوالے سے اسلام کا تصور توحید باقی سب مذاہب سے بالکل مختلف ہے۔ مثال کے طور پر یہودیت بھی توحید کی پرچارک ہے' لیکن اس کے پیروکار اعلانیہ کہتے ہیں کہ خدائے واحد نے اپنے تمام فضل و کرم ایک قوم یعنی یہودیوں کے لیے وقف کر دیے ہیں اور اس پر میں اکثر حیران ہوا کرتی تھی کہ سب انسانوں کے خالق نے یہ امتیازی رویہ کیوں اختیار کیا ہے؟

اسی طرح عیسائیت بلاشبہ ایک بین الاقوامی مذہب ہے' لیکن یہاں بھی توحید خداوندی کا جو حال ہے اس سے ذہن میں کتنے ہی سوال پیدا ہوتے ہیں۔ میں یہ جان کر پریشان ہو گئی کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے کس طرح ہو سکتے ہیں؟ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں ظاہر ہے وہ شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔ پھر ظاہر ہے توحید کہاں رہی اور اس دعوے میں صداقت کا عنصر کہاں موجود رہ سکتا ہے؟...... اس تناظر میں صرف اسلام ہی وہ مقدس دین ہے جو توحید خالص کا علمبردار نظر آتا ہے...... اور رنگ و نسل سے بالا ہو کر تمام

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنی نوع انسان کو اپیل کرتا ہے''۔

عربی کی اعلیٰ تعلیم نے مس سنڈرا سٹرلنگ کو عرب تہذیب و ثقافت کو سمجھنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ حسن اتفاق سے تعلیم کے دوسرے سال میں امریکی حکومت نے ایک تعلیمی سفر پر اسے تیونس بھیجا جہاں اس نے بہت قریب سے عربوں کے کلچر کا مشاہدہ کیا۔ اس نے دیکھا کہ ''عرب بہت خوش اخلاق' مہمان نواز اور وضع دار ہیں۔ زبان وہ آلہ ہے کہ جس کے ذریعے پوری قوم کے مزاج اور نفسیات کو سمجھا جا سکتا ہے اور عربی زبان تو دنیا کی وہ عدیم النظیر شاہکار زبان ہے جو چودہ سو سال سے اپنے سارے سرمائے سمیت زندہ و پائندہ ہے''

اسلام کے بارے میں مکمل شرح صدر حاصل کرنے کے بعد مس سنڈرا سٹرلنگ اپنی دوست کے ساتھ کویت آئی اور وہاں اس نے باقاعدہ اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس نے اسلامی نام عالیہ سٹرلنگ اختیار کیا۔ عربی ادب کی ماسٹر ڈگری حاصل کرنے کے بعد آج کل وہ واشنگٹن کی اسی یونیورسٹی میں عربی تدریس کا فریضہ انجام دے رہی ہیں جہاں سے انہوں نے تعلیم حاصل کی تھی۔

محترمہ عالیہ سٹرلنگ سے سوال کیا گیا کہ اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کیا انہوں نے عجلت میں یکا یک کر لیا یا یہ فیصلہ کرنے میں کچھ وقت لگا؟ اس کا جواب انہوں نے یوں دیا:

''اگرچہ میرا دل اسلام کے بارے میں بالکل مطمئن ہو گیا تھا' لیکن میں نے حتمی فیصلہ کرنے میں جلدی نہیں کی۔ خاصے غور و فکر اور سوچ بچار کے بعد بالآخر میں نے مسلمان ہونے کا ارادہ کر لیا اور بحمد للہ میں اس پر مطمئن و مسرور ہوں''۔

اس سوال پر کہ اسلام قبول کرنے کے نتیجے میں آیا انہیں کسی قسم کے مسائل کا سامنا تو نہیں کرنا پڑا؟ موصوف محترمہ نے پُر اعتماد لہجے میں فرمایا:

''آغاز میں واقعی مجھے بعض مسائل کا سامنا کرنا پڑا اور ان کا بنیادی سبب وہ نوع بہ نوع غلط فہمیاں ہیں جو اسلام کے بارے میں امریکیوں کے ذہنوں میں راسخ ہو چکی ہیں بلکہ امریکہ ہی نہیں اسلام کے بارے میں پورے یورپ کا رویہ اسی نوعیت کا ہے۔ مثال کے طور پر یورپ کے لوگ جانتے ہی نہیں کہ اسلام اللہ کی وحدانیت کا علمبردار ہے نہ انہیں پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی سیرت کا صحیح تعارف حاصل ہے اور یہ کوئی راز کی بات نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ہمارے امریکہ میں ابتدائی اور ثانوی جماعتوں میں سب طلبہ کو پڑھایا جاتا ہے کہ اسلام ایک گرہویہ مذہب ہے جو تلوار کے زور پر پھیلایا گیا اور اس کا بانی ایک امیر کبیر تاجر تھا۔ اسلام کے بارے میں اسی قسم کی خرافات یورپ میں پڑھائی جاتی ہیں۔ اس تناظر میں میرے لیے اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو اسلام کے بارے میں مطمئن کرنا بہت مشکل تھا۔ انہیں یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ میں اسلام جیسے مذہب کو قبول کر سکتی ہوں۔ ان کا خیال تھا کہ میں نے غیر سنجیدگی میں ایک اقدام کر ڈالا ہے اور جلد ہی واپس لوٹ آؤں گی۔

لیکن دو سال گزر گئے اور بحمد للہ میں اپنے موقف پر ڈٹی رہی۔ بلکہ جوں جوں میں نے اسلام کے بارے میں مزید مطالعہ کیا' میرے ایمان میں پختگی آتی چلی گئی...... اور اب میرے اعزہ اور جاننے والوں نے اسلام کے بارے میں سنجیدہ قسم کے سوال کرنے شروع کر دیے ہیں۔ اس سے میرے یقین میں مزید استحکام پیدا ہوا ہے"۔

"اسلام کے خلاف مغرب کے اس رویے اور تنگ نظری سے نپٹنے کا آپ کے خیال میں صحیح طریقہ کیا ہے؟" اس سوال کا جواب موصوفہ نے یوں دیا:

"اسلام کے بارے میں امریکیوں کی منفی سوچ کو بدلنے کا پہلا طریقہ تو یہ ہے کہ امریکہ میں عرب اور غیر عرب جتنے مسلمان بھی مقیم ہیں وہ اسلام کے بارے میں سنجیدگی اور اخلاص کا رویہ اختیار کریں۔ امریکہ اور یورپ میں آج لاکھوں مسلمان مقیم ہیں۔ انہیں عملی طور پر اسلام کا چلتا پھرتا زندہ نمونہ بن جانا چاہیے۔ ان کی یہ تعمیری روش یورپ اور امریکہ میں اسلام کے بارے میں ساری غلط فہمیوں کو دور کر دے گی اور اسلامی تبلیغ کا موثر ذریعہ بھی بن جائے گی۔

امریکہ میں لاکھوں عرب اور غیر عرب مسلمان بستے ہیں' لیکن ان کے غیر موثر ہونے کی ایک مثال دیتی ہوں۔ امریکہ میں ذرائع ابلاغ عوامی رائے بنانے میں اہم ترین کردار ادا کرتے ہیں اور اس حوالے سے یہودیوں کی تنظیمیں بے حد فعال ہیں۔ فرض کیا کوئی اخبار ایسا مضمون شائع کر دے یا ریڈیو اور ٹی وی پر کوئی ایسا پروگرام دکھایا جائے جو یہودی مفادات کے خلاف ہو' تو اس کے ردعمل میں ٹیلی فون کالوں کا تانتا بندھ جاتا ہے اور ذمہ دار حضرات کو پورے امریکہ سے خطوط اور ٹیلی گراموں کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو موصول ہو جاتا ہے...... یہ اس جوابی الزام تراشی کے علاوہ ہے جو مسلمان اخبار اور شخص کو جھنجوڑ کے رکھ دیتا ہے اور اس کا وجود تک خطرے میں پڑ جاتا ہے...... لیکن افسوس کہ اسلام کے بارے میں اخبارات جو چاہیں چھاپتے رہیں اور ٹی وی ریڈیو جس طرح کی چاہیں غلط فہمیاں پھیلاتے رہیں' مسلمانوں کی طرف سے احتجاج کی کوئی لہر نہیں اٹھتی...... اکا دکا انفرادی مثالیں مستثنیات میں سے ہیں...... نتیجہ یہ ہے کہ اسلام اور عالم اسلام کے بارے میں بے بنیاد غلط فہمیاں پھیلتی جا رہی ہیں اور ان کا سدِ باب کرنے والا کوئی نہیں"۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمہ عائشہ (جرمنی)

ذیل کا مضمون روزنامہ "مشرق" لاہور کے شمارہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا تھا۔ انٹرویو نگار...... نامعلوم۔

"میں پاکستانی عورت کو دیکھتی ہوں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خدا نے تمام حقیقی نعمتیں اس پر نچھاور کر دی ہیں۔ کاش میں نے بھی کسی پاکستانی گھرانے میں جنم لیا ہوتا۔"

یہ تاثرات پچیس سالہ نومسلم خاتون عائشہ کے ہیں۔ جس کا پہلا نام بزگتی ہمنز تھا۔ ان کے شوہر کا اسلامی نام فصیح الدین (سابق ہرموہمنز) رکھا گیا ہے۔

عائشہ کہتی ہیں کہ جس آدمی کو ڈوبنے کا معمولی تجربہ ہو چکا ہو یا چند غوطے کھا لیے ہوں تو وہی جانتا ہے کہ کشتی خواہ وہ کیسی ہی پرانے تختے سے نہ بنائی گئی ہو اس کے لیے عافیت کا کتنا بڑا پیغام ہے۔ عائشہ نے یورپ کے سب سے بڑے صنعتی ملک جرمنی میں جنم لیا۔ اس کی ماں عام جرمن ماؤں سے مختلف نہ تھی یا ممکن ہے کچھ مختلف ہو' وہ وثوق سے نہیں کہہ سکتی۔ اسے یہ تجربہ نہیں ہوا کہ ماں پیار سے بچے پر ہاتھ پھیرتی' روتی تو اسے چپ کرایا جاتا۔ بس اتنا یاد ہے کہ ماں اور باپ اپنی اپنی ڈیوٹیوں سے فارغ ہو کر آیا کرتے تھے اور پھر کچھ دیر بعد دوبارہ چلے جایا کرتے تھے۔ کبھی ان کی موجودگی میں کچھ کھا لیا یا جو کچھ ان سے بچ گیا وہ کھا لیتی۔ ان کی سرد مہری کا یہ زمانہ بھی مختصر ہو گیا۔ کیونکہ اسے اتنا یاد ہے کہ سات سال کی عمر میں اسے یتیم خانے میں داخل کرا دیا گیا تھا جہاں اس کی طرح کے کئی اور لڑکے لڑکیاں تھے جنہیں والدین کے ہوتے ہوئے بھی منتظمین کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ احساسِ محرومی کی وجہ سے وہ شدید ذہنی کوفت اور جذباتی اذیت سے دوچار رہتی۔ یتیم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خانے میں پرورش اور تربیت کا انداز بالکل مشینی تھا۔ تاہم اس نے بی اے تک تعلیم حاصل کی اور عملی زندگی میں قدم رکھا۔

یہ زندگی بڑی تلخ تھی۔ اس نے ملازمت بھی شروع کر دی کیونکہ اپنا پیٹ خود پالنا تھا۔ اس نے انسانوں کو حیوانوں کی سطح سے بھی زیادہ پستی میں گرتے ہوئے مشاہدہ کیا۔ جرمنی میں جنس اور جرائم کی زندگی بہت خوفناک ہے۔ انسان کی عزت اور آبرو کے تحفظ کے لیے کوئی انتظام نہیں۔ شادی کو جو تمدنی زندگی کی بنیاد اور خاندان کا اساسی یونٹ ہے' کوئی تقدس حاصل نہیں۔ طلاق لینے کے لیے میاں بیوی عدالت کے سامنے ایک دوسرے پر اتنے شرمناک الزام لگاتے ہیں کہ انسانیت چلا اٹھتی ہے۔ ہوش سنبھالنے کے بعد عائشہ کو سات آٹھ سال حالات کی موجوں کے رحم و کرم پر زندگی گزارنا پڑی۔ تا آنکہ اس کی ملاقات ہر مومنز سے ہو گئی جو پہلی بیوی کو طلاق دینے کے بعد ایسی رفیقۂ حیات کا متلاشی تھا جو اس کی سچی ہمدرد ہو' اس کی مونس و غمگسار ہو۔

"فصیح الدین جرمنی کے عام مردوں سے یکسر مختلف تھے۔ انہوں نے نہ میرے ماضی کو کریدا اور نہ میری خطاؤں کے بارے میں کچھ پوچھا۔ صرف یہ کہا کہ جس معاشرے نے تم پر اتنے مظالم ڈھائے ہیں کیا اس کے خلاف بغاوت کرنے پر تیار ہو؟ میں پہلے ہی اکتائی ہوئی تھی۔ مجھے اندھیرے میں روشنی کی کرن نظر آئی۔ میں نے اس کا ساتھ دینے کی حامی بھر لی اور خدا کے فضل سے حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئی"۔ لاہور میں اپنے میزبان جمعہ علی خان کے گھر رہتے ہوئے اسے پاکستانی معاشرت کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ فصیح الدین نے اسلام کے بارے میں جو کچھ دیکھا تھا اس کی تصدیق ہوئی۔ اس نے اپنے میزبان سمیت پچیس تیس خاندانوں کی خواتین کے ساتھ تبادلۂ خیال کیا۔ اسے یہ معلوم کر کے خوشگوار حیرت ہوئی کہ پاکستان میں باہر سے کما کر لانا مرد اپنے فرائض کا حصہ سمجھتا ہے۔ اس نے معمولی معمولی مزدوروں کو بھی دیکھا جو کبھی یہ خواہش نہیں کرتے کہ ان کی بیویاں بھی کمانے میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔ گھر کی چاردیواری بیوی کی سلطنت ہے۔ خاوند کے بعد اس پر وہی حکمرانی کرتی ہے۔ عائشہ نے ضروری سودا سلف خریدنے اور ملازمت کرنے والی خواتین کو بھی دیکھا۔ وہ کہتی ہیں پاکستانی خواتین کو بازار میں بھی احترام

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہے۔ کوئی اوباش مرد غلط حرکت کر بیٹھے تو دس آدمی اسے لعن طعن کرنے والے ہوتے ہیں اور بڑھ کر اس کا گریبان پکڑ لیتے ہیں۔ جبکہ یورپ میں اگر کسی کی امداد کوئی کر سکتا ہے تو وہ صرف پولیس مین ہی ہوتا ہے۔ لیکن ہر جگہ تو پولیس والا موجود نہیں ہوتا۔

برقعہ اور پردہ کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں عائشہ نے کہا کہ یہ عورت کے احترام کی علامت ہے۔ یورپ کے حریص مرد نے عورت کو غیر محفوظ بنانے کے لیے سب سے پہلے باہمی فاصلے کو ختم کیا اور پھر اس کو حقیقی سکون سے محروم کر دیا۔ پاکستانی خاتون اس لحاظ سے بڑی خوش قسمت ہے کہ اس کے چاروں طرف اس کے محافظ موجود ہیں۔

جب "محافظ" کے لفظ کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے باپ' بھائی' بیٹے اور شوہر کے احساسِ غیرت مندی کا حوالہ دیا اور کہا کہ بے خدا تہذیب نے یورپ کو ان اقدار سے محروم کر دیا ہے۔ عائشہ اپنے شوہر کی زیر تربیت اسلام کے بارے میں زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کا بے پناہ شوق رکھتی ہے۔

●......●......●

www.Only1or3.com

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمہ عائشہ برجٹ ہنی (انگلستان)

(AISHAH BRIDGET HONEY)

ISLAM OUR CHOICE کی تدوین و اشاعت عائشہ بھوانی ٹرسٹ کراچی کی بہت بڑی علمی و دینی خدمت ہے۔ اس کتاب میں بہت سے نومسلموں کے تذکرے شامل ہیں۔ ذیل کا ترجمہ اسی کتاب سے کیا گیا ہے۔ (مولف)

سوال: آپ نے کب اسلام قبول کیا۔ اس وقت آپ کی عمر کیا تھی؟

جواب: آج سے ساڑھے تین برس پہلے اللہ تعالیٰ نے اسلام کی شمع میرے دل میں روشن کی۔ اس وقت میری عمر اکیس سال تھی۔

سوال: براہ کرم تفصیل سے بتایئے کہ آپ نے اسلام کیوں اور کیسے قبول کیا؟

جواب: میں نے جس گھرانے میں آنکھیں کھولیں اور پرورش پائی وہ عام انگریز گھرانوں سے مختلف نہ تھا۔ میری والدہ عیسائی مذہب کی پیروکار تھیں مگر میں نے انہیں کبھی عبادت کرتے دیکھا نہ عیسوی اصولوں کی کبھی انہوں نے پابندی کی۔ والد صاحب کی حالت ان سے بھی گئی گزری تھی۔ وہ سرے سے کسی مذہب پر اعتقاد ہی نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ ہمارے گھر کی حالت مکمل طور پر بے دینی کی تھی۔ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے وہاں کسی کی زبان سے کبھی خدا کا نام سنا ہو۔

بچپن میں مجھے ایک مذہبی اسکول میں داخل کرایا گیا۔ وہاں وہی نصاب پڑھایا جاتا تھا جو عام چرچ اسکولوں میں رائج تھا، مگر یہ عجیب بات ہے کہ جلد ہی عیسائیت کے بہت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بیچ ذہن میں کھٹکنے لگے۔ خصوصاً تثلیث کے عقیدے سے تو وحشت سی ہونے لگی اور کفارہ کا تصور بے حد مضحکہ خیز نظر آنے لگا کہ حضرت یسوع (یعنی ابن خدا) تمام انسانوں کے گناہوں کے بدلے صلیب پر چڑھ گئے اور اب بنی نوع انسان اپنے تمام افعال میں مکمل آزاد ہے۔ میں نے ان عقائد کے بارے میں بہت سی دلیلیں سنیں۔ مباحثے بھی سنے، مگر صاف احساس ہوتا تھا کہ تصویر کا ایک رخ پیش کیا جا رہا ہے۔ میں ساری تصویر دیکھنا چاہتی تھی۔ قصہ مختصر یہ کہ میں پڑھتی تو ایک مذہبی اسکول میں تھی مگر جب اسے چھوڑا تو بے دین ہو چکی تھی۔

اسکول کی تعلیم سے فارغ ہو کر میں نے فلسفہ پڑھنا شروع کیا۔ دراصل حق کو معلوم کرنے کی پیاس بڑی شدید تھی۔ چنانچہ جب میں نے پندرہ برس کی عمر میں مشہور چینی فلاسفر تاؤ کی کتاب TAOTEH CHING پڑھی تو بہت متاثر ہوئی۔ پھر جب میں نے بدھ مت کے بارے میں کچھ تعارفی باتیں معلوم کیں تو ان دونوں عقیدوں کے بارے میں مفصل معلومات حاصل کرنے کی خواہش بڑھ گئی۔ ایک ارادہ یہ کیا کہ چینی زبان سیکھوں اور چین جا کر ان مذاہب کا قریب سے مطالعہ کروں۔ لیکن ظاہر ہے پندرہ برس کی ایک لڑکی، جس کے پاس پیسے تھے نہ وسائل، یہ خواہش خیالِ خام سے زیادہ کوئی حیثیت نہ رکھتی تھی۔ تاہم سترہ برس کی عمر میں ملازمت کے سلسلے میں کینیڈا چلی گئی اور دو سال میں اچھی خاصی رقم جمع کر لی۔ ارادہ یہ تھا کہ سیکنڈری اسکول کی ڈگری حاصل کر کے یونیورسٹی میں داخلہ لے لوں اور چینی زبان سیکھوں۔

کینیڈا میں میرا تعارف ہندو مذہب سے ہوا اور میں نے ان کی تقریباً ساری مذہبی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ یوں میں نے اندازہ لگایا کہ تاؤازم، بدھ مت اور ہندومت میں حسن بھی ہے، عمق بھی اور سرفرازی کا انداز بھی، مگر ان میں سے کسی نے بھی میرے ذہن یا وجدان کو مطمئن نہ کیا۔ اس وسیع دنیا میں جہاں لوگ ایک دوسرے کے بہت قریب آ گئے ہیں، یہ تینوں مذاہب روزمرہ کی زندگی میں کوئی توازن یا استحکام پیدا کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہیں۔ وہ کسی نہ کسی پہلو کو کلی طور پر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر تاؤ فلاسفی کا بانی صوفی بن گیا اور ہر قسم کی لذتیں ترک کر کے دنیا کے دور دراز کونوں میں مارا مارا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھرتا رہا۔ بدھ نے حق کی تلاش میں بیوی بچوں سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔ ہندو لٹریچر کی بنیاد گو اخلاقیات پر استوار ہے‘ مگر اس مذہب میں اجتماعی زندگی گزارنے کے سارے نظریات بے بنیاد اور فریب نظر کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتے۔ اس تجربے نے مجھے سخت مایوس کیا اور میں ان میں سے کسی پر ایمان نہ لاسکی۔ میں اکثر سوچتی‘ کیا حق محض اتفاق ہے؟ کیا یہ سارا کارخانہ محض حادثاتی ہے؟ ذہنی تناؤ اور پریشانی بڑھتی رہی حتیٰ کہ میں رات رات بھر سو نہ سکتی اور روحانی پیاس مجھے انگاروں پر لوٹاتی رہتی۔

انہی حالات میں میں نے سیکنڈری اسکول کا امتحان پاس کرنے کے بعد لندن یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا اور چینی زبان سیکھنے لگی ہو مگر یہ سب کچھ تضیع اوقات نظر آتا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ میں خود بھی نہیں جانتی تھی کہ خدا میری تلاش حق کی کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے اور یونیورسٹی میں داخلہ ہی میری زندگی کے روشن انقلاب کا سبب بن جائے گا۔

یونیورسٹی میں میرا تعارف کچھ مسلمان طالب علموں سے ہوا۔ اس سے قبل میں نے اسلام کے بارے میں کچھ سنا تھا نہ پڑھا تھا اور سچی بات تو یہ ہے کہ تمام یورپین لوگوں کی طرح میں اس کے بارے میں تعصب اور غلط فہمیوں کا شکار چلی آرہی تھی‘ مگر یونیورسٹی میں مسلمان ساتھیوں نے تحمل اور پوری ہمدردی کے ساتھ اپنے بنیادی عقائد کی وضاحت کی۔ میں نے جو اعتراض بھی کیا اس کا جواب انہوں نے بڑے حوصلے اور شائستگی سے دیا اور پڑھنے کو کتابیں دیں۔ ابتدا میں میں نے ان کتابوں کی محض ورق گردانی کی اور چھوڑ دیا۔ میرا خیال یہ تھا کہ ان میں مضحکہ خیز کہانیوں اور ذہنی عیاشیوں کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟ مگر جب میں نے واقعی سنجیدگی کے ساتھ ان کے کچھ حصوں کو پڑھا تو پتہ چلا کہ یہ کتابیں دوسرے مذاہب کی کتابوں سے بالکل مختلف ہیں۔ اسلام کے بارے میں میری غلط فہمیاں آہستہ آہستہ تحلیل ہونے لگیں۔

اب میں نے ان کتابوں کا مطالعہ بڑی احتیاط اور توجہ سے شروع کیا۔ ان کے اسلوب بیان اور طرز وضاحت کی ندرت و تازگی اور تشریح کے انداز نے مجھے حیران کر دیا۔ خالق کائنات‘ مخلوقات اور حیات بعد الموت کے عقائد کو جن منطقی اور سائنسی دلیلوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ پیش کیا گیا تھا' اس نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ اس کے بعد ان مسلمان طلبہ نے مجھے قرآن کا ایک انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ خواہ میں کتنی کوشش کروں اس اثر کے تناسب کو بیان نہیں کر سکتی جو قرآن نے میرے دل میں نقش کیا تھا۔ چنانچہ بحمد اللہ جولائی میں اس وقت سے مسلمان چلی آ رہی ہوں۔ اسلام سے تعارف ہوئے بمشکل تین ہفتے ہوئے تھے کہ میں اس کی پناہ میں آ گئی۔ ابھی میں اس کے بنیادی عقائد سے ہٹ کر اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی۔ اس کے مختلف شعبوں کی تفصیلات جاننے کا مرحلہ بعد میں آیا اور میں نے ایک ایک معاملے میں اپنے مسلمان بھائیوں سے رہنمائی حاصل کی' جس میں مجھے کسی مایوسی کا سامنا نہ کرنا پڑا۔

مجھ سے اکثر سوال کیا جاتا ہے کہ میرے اسلام قبول کرنے کی بڑی وجوہات کیا تھیں۔ اس سوال کا جواب اتنا آسان نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کی مثال جیومیٹری کے ایک ایسے نقشے کی ہے' جس کا ہر جزو دوسرے جزو کی تکمیل کرتا ہے اور نقشے کا اصلی حسن تمام اجزا کے تناسب اور ربط و تعلق میں ہوتا ہے۔ اسلام کی بھی وہ خصوصیت ہے جو انسانوں پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوتی ہے۔ ذرا فاصلے سے دیکھیں تو انسانی ارادوں' مقاصد' اعمال اور عام اشیا کی عمومیت میں اسلام گہری بصیرت کا ثبوت دیتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کے سیاسی اور حکومتی نظام کا مطالعہ کریں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے اور اگر سماجی و انفرادی نقطہ نظر سے دیکھیں تو یہ بھی اخلاقیات کی مشعل لئے ایک ایک پہلو میں زندگی کو صاف اور سیدھی شاہراہ کی طرف رہنمائی کرتا ہوا دکھائی دے گا اور ان معاملات پر دنیا کا کوئی اور مذہب یا نظام اس سے لگا نہیں کھاتا۔ مسلمان جب بھی کوئی کام کرتا ہے اللہ کا نام لیتا ہے۔ جب اللہ کا نام لیتا ہے تو اس حوالے سے اپنا احتساب بھی کرتا ہے اور یوں وہ اونچے معیار کو پا لیتا ہے۔ اس طرح روزمرہ زندگی اور مذہبی تقاضوں میں کوئی بُعد نہیں رہتا۔ بلکہ دونوں میں ایک متناسب سا تعلق قائم ہو جاتا ہے جو متوازن بھی ہوتا اور دونوں کے لئے بے حد ضروری بھی۔

سوال: آپ کے قبولِ اسلام پر آپ کے خاندان اور اعزہ کا ردِ عمل کیا تھا؟

جواب: جہاں تک والدین کا تعلق ہے' انہوں نے میرے قبولِ اسلام پر کوئی توجہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں دی۔ انہوں نے سوچا کہ چینی زبان سیکھنے کی طرح یہ بھی میرا شوق فضول ہے جو وقت کے ساتھ اپنا ابال کھو دے گا۔ مگر جب انہوں نے دیکھا کہ میرے عقائد نے آگے بڑھ کر میری زندگی کو تبدیل کرنا شروع کر دیا ہے اور میری عادتیں اور طرز معاشرت میں انقلاب آ گیا ہے تو وہ بہت گھبرائے اور پچھتائے بھی۔ میں نے شراب اور سور کا گوشت چھوڑا تو وہ خاصے برہم ہوئے۔ انہیں بالکل پسند نہیں تھا کہ میں ایک چادر میں ملفوف رہوں اور سر پر ہر وقت دوپٹہ لئے رہوں۔ دراصل انہیں فکر لوگوں کی چہ میگوئیوں کی تھی' ورنہ میرے عقیدے یا ایمان سے ان کا کوئی واسطہ نہ تھا۔ اس کے برعکس میرے واقف کار انگریزوں کا رویہ خاصا مختلف تھا۔ وہ مدلل گفتگوؤں اور بحث و مباحثے سے نہیں بدکتے تھے اور عقلی طور پر انہیں کوئی بات بھی سمجھائی جاتی' وہ اسے قبول کرنے پر تیار تھے۔ چنانچہ جب میں اسلامی عقائد اور اس کے سماجی نظریات پر گفتگو کرتی تو وہ اسلام کی حکمتوں کو تسلیم کرتے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ تعدد ازدواج کے بارے میں اسلامی نظریئے پر بات ہوئی اور میں نے اس کا مقابلہ موجودہ مغربی تہذیب کے انہیں پہلوؤں سے کیا تو میرے احباب نے تسلیم کیا کہ عائلی زندگی کے مسائل کا بہترین حل یہی ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے۔

سوال: کیا آپ نے اسلام قبول کرنے کے بعد کوئی مشکل یا الجھن محسوس کی؟

جواب: بات یہ ہے کہ انگلستان کے وہ لوگ جو سوچ سمجھ سے عاری ہیں' اسلام کے بارے میں سخت متعصبانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور مسلمانوں کا عموماً مذاق اڑاتے ہیں۔ یہ حرکت وہ منہ پر نہ کرتے ہوں مگر پیٹھ پیچھے اہل اسلام کا مضحکہ اڑانا ان کا دل پسند مشغلہ ہے۔ اس کے برعکس وہ ان لوگوں کو کچھ نہیں کہتے جو لامذہب اور بے دین ہیں' بلکہ ان کی "آزادروی" کی وہ جی بھر کے تعریف کرتے ہیں۔ میرے ہم وطنوں کی اس عمومی روش کے باوجود کم از کم میرے ساتھ یہ معاملہ پیش نہیں آیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں یونیورسٹی میں اورینٹل اینڈ افریقن سٹڈیز کی طالبہ تھی اور جن لوگوں سے نیا نیا تعارف ہوتا تھا وہ عموماً مذہب اور عقائد سے آگاہ ہوتے تھے۔ تاہم میں بخوبی جانتی ہوں کہ دوسرے مسلمانوں کو کس قسم کے سلوک کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

سوال: آپ کا کیا خیال ہے' آیا اسلام کسی طریقے سے موجودہ تہذیب پر اثر انداز

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہے؟ اگر آپ کا جواب اثبات میں ہے تو کیسے؟

جواب: آج کا یورپ تاریکیوں میں بھٹک رہا ہے۔ یہاں روشنی کی کوئی ننھی سی کرن بھی نہیں ہے جو روح اور ذات کے ان اندھیروں میں رہنمائی کر سکے۔ ہر وہ شخص جو یورپ کی صحیح صورت حال کو تھوڑا سا بھی سمجھتا ہے وہ جانتا ہے کہ ترقی کی جھوٹی چمک دمک اور مادیت کی مصنوعی شان و شوکت کے پیچھے دراصل ہمہ گیر قسم کے رنج و آلام اور شدید پریشانی پھنکار رہی ہے۔ لوگ ان مشکلات سے نجات کا کوئی راستہ چاہتے ہیں مگر انہیں کوئی بھی ذریعہ نہیں ملتا۔ اس سلسلے کی ان کی ساری جستجو بیکار جا رہی ہے۔ اب ان کے سامنے ایک ہی راستہ رہ گیا ہے اور وہ سیدھا تباہی و بربادی کے جہنم کی طرف جاتا ہے۔ اسلام جسم کے تقاضوں اور روح کی ضرورتوں کے درمیان جو حسین تناسب پیدا کرتا ہے' یورپ میں آج اس کے لیے زبردست کشش پائی جاتی ہے۔ اسلام مغربی تہذیب کی بچی کھچی کامیابی اور نجات کی طرف رہنمائی کر سکتا ہے۔ یہ مغرب کے انسان کو زندگی کے حقیقی مقصد کا شعور دے سکتا ہے اور اسے صرف اللہ کی رضا کے لیے جدوجہد کرنے کی ترغیب دے سکتا ہے جو ان کی دنیوی کامیابی کے ساتھ ساتھ اخروی نجات کا ذریعہ بنے گی۔ اللہ ہمیں دنیا و آخرت کی کامیابی عطا فرمائے۔

سوال: آپ کے خیال میں اشاعت و تبلیغ اسلام کے لیے کون سا طریقہ موزوں ہے؟

جواب: اغیار میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت سے پہلے ہمیں اپنی زندگی اور اعمال کا محاسبہ کرنا چاہیے۔ ان معیارات کو حاصل کرنا بے حد ضروری ہے جو اسلام نے متعین کیے ہیں۔ دراصل یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ اسلام کے مبلغ بننے کے بعد ہمیں کسی فکر کی ضرورت نہیں حالانکہ یہ ذمہ داری بہت ہی نازک اور اہم ہے۔ اسلام کے بارے میں مکمل معلومات رکھنے کے بعد ہی ہم اچھے مبلغ بن سکیں گے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس سلسلے میں اچھی کتابوں کی خاصی اہمیت ہے اور ایک غیر مسلم زبانی بات چیت کے مقابلے میں کتاب پر زیادہ توجہ دے سکتا ہے' لیکن بدقسمتی سے انگریزی میں اسلام پر اچھی کتابیں بہت کم ہیں۔ میں پھر کہوں گی کہ ایک جیتی جاگتی زندہ مثال ہی اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے مؤثر رہے گی۔ اگر ہم اپنی زندگیوں کو لازماً اسی سانچے میں ڈھالیں جس کا تقاضا قرآن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے تو اسلام کو پھیلنے سے کوئی قوت نہیں روک سکے گی۔

سوال: برطانوی مسلمانوں کو سماجی زندگی میں کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

جواب: جہاں پورے کا پورا خاندان اسلام کی آغوش میں آجاتا ہے' وہاں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ وہ لوگ اسلامی اقدار کو اختیار کر لیتے ہیں اور امن وراحت کی زندگی گزارتے ہیں۔ لیکن جب کوئی غیر شادی شدہ لڑکا یا لڑکی یا شادی شدہ مرد یا عورت اکیلے اسلام قبول کرتا ہے تو مشکلات کا ہجوم اس کے استقبال کے لئے موجود ہوتا ہے۔ انہیں ہر وقت یہ احساس تنگ کرتا ہے کہ یہ معاشرہ اور یہ ماحول ان کا اپنا نہیں ہے۔ انہیں نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے میں سخت رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مسلم گھرانے اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریوں کو نبھا رہے ہیں۔

برطانیہ میں ہمیں ایسے مدرس درکار ہیں جو اسلامی تہذیب کا نمونہ بھی ہوں اور نومسلموں کو قرآن اور اسلام کی تعلیم بھی دے سکیں۔ بہت سے نومسلم قرآن کو سمجھنا چاہتے ہیں' مگر وہ ایسی سہولت نہیں پاتے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہو رہا ہے کہ لندن کا اسلامک کلچرل سنٹر اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کر رہا۔ مسلمان طلبہ یہ فرض بخوبی نبھا سکتے ہیں' مگر ایک تو انہیں اپنی نصابی سرگرمیوں سے فرصت نہیں ملتی۔ دوسرے وہ کما حقہٗ اپنے فرائض کی عظمت کا احساس نہیں رکھتے۔ دراصل وہ یورپ کی جھوٹی اور مصنوعی چمک دمک سے مرعوب ہیں۔ ان کی آنکھیں ان بناوٹی روشنیوں سے چندھیا گئی ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ یہ سب کچھ مداری کا کھیل ہے۔

آخر میں میں اسلامی ملکوں کے مضبوط خاندانی نظام اور صاف ستھری سماجی زندگی کو خراج تحسین ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اگر ہم اس کا مقابلہ یورپ کی معاشرتی اور خاندانی قباحتوں سے کریں تو پتہ چلتا ہے کہ مسلمان عظمت کی کن بلندیوں پر فائز ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر فی الواقع اسلام کا سماجی نظام برسرِ عمل آجائے تو رحمت و برکت کا کیا عالم ہوگا؟

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائشہ بھٹہ (انگلینڈ)

ذیل کا انٹرویو لندن کے مشہور اخبار گارڈین میں شائع ہوا (۸ مئی ۱۹۹۷ء)۔ اس کا اردو ترجمہ جناب شفیق الاسلام فاروقی صاحب نے کیا اور پیامت روزہ "ایشیا" کے شمارہ ۲۱ جنوری ۱۹۹۸ء کی زینت بنا۔

عائشہ بھٹہ جس کا قبول اسلام سے قبل نام ڈیبی راجرس (DEBBI ROGERS) تھا' ایک متین اور سنجیدہ خاتون ہے۔ جس وقت ہم اس کا انٹرویو لے رہے ہیں وہ گلاسکو شہر کی قریبی بستی کو کاوڈیڈنز (COWDADDENS) کے ایک چھوٹے سے متوسط طبقے کے ایک فلیٹ کے ایک کمرے میں صوفے پر نشست فرما ہے۔ سامنے دیوار پر آیات قرآنی آویزاں ہیں۔ ایک خاص قسم کا کلاک بھی ایک جگہ رکھا ہے جو پوری فیملی کو اوقات نماز کی یاددہانی کراتا رہتا ہے۔ کئی جگہ پر کعبہ شریف کے پوسٹر نمایاں نظر آتے ہیں۔ عائشہ کی نیلگوں آنکھوں میں بلا کی چمک ہے۔ وہ جب مسکراتی ہے تو اس کی مسکراہٹ میں ایمان کی روشنی پھوٹ پڑتی ہے۔ اس کے چہرے میں روایتی سکاٹ لینڈ کی لڑکیوں کا حسن نمایاں ہے جسے حجاب نے ایک باحیا خاتون کے طور پر متعارف کرایا ہے۔

ایک نیک عیسائی لڑکی کا اسلام قبول کرنا اور پھر ایک مسلمان سے رشتہ مناکحت میں منسلک ہونا ہی اپنے طور پر ایک غیر معمولی واقعہ ہے' لیکن اس سے کہیں بڑھ کر اس کا اپنے والدین اور خاندان' اپنی سہیلیوں اور تمیں کے قریب پڑوس کے افراد کو دائرۂ اسلام میں داخل کرنا غیر معمولی نظر آتا ہے۔

اس کا سارا خاندان پختہ عیسائی عقاید کا مالک تھا جو باقاعدگی سے کٹی فوج

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(SALVATION ARMY) کی مجلسوں میں شریک ہوتا تھا۔ جب برطانیہ میں نوعمر لڑکے لڑکیاں اپنی عقیدت مندی کے جذبے سے جارج مائیکل کے پوسٹروں کو بوسے دیتے نظر آتے تھے' ان کے اپنے گھر میں دیواروں پر یسوع مسیح کی تصاویر آویزاں تھیں۔ لیکن اس تمام تر عیسائی ماحول کے باوجود اپنی نوعمری میں وہ عیسائیت کے حوالے سے اپنے دل میں ایک خلا محسوس کرتی تھی اس کے ذہن میں کئی سوال ابھرتے تھے' مگر کہیں سے کوئی اطمینان بخش جواب نہ ملتا تھا۔

''میں محسوس کرتی تھی کہ محض گرجا میں گڑگڑا کر دعائیں مانگنے سے سکونِ قلب حاصل نہیں ہوتا' بلکہ اس سے بڑھ کر کسی چیز کی ضرورت ہے''۔

اسی کیفیت میں اسے مستقبل میں ہونے والا خاوند محمد بھٹہ نظر آیا جب اس کی عمر صرف دس سال تھی اور ان کے سٹور کا مستقل گاہک تھا۔ وہ دیکھتی تھی کہ یہ نوجوان بھی اپنی نماز ادا کر کے آتا ہے اور اس کے چہرے پر نور اور سکون برستا ہے۔ اس نوجوان نے اسے بتایا کہ وہ مسلمان ہے۔

''مسلمان کیا ہوتا ہے؟'' میں نے سوال کیا۔

بعد ازاں اس نوجوان کی مدد سے اس نے اسلام کو پوری گہرائی کے ساتھ نہ صرف سمجھنا شروع کیا بلکہ ۱۷ سال کی عمر کے پہنچنے تک عربی میں تمام قرآنِ پاک کی تلاوت کا ملکہ حاصل کر لیا۔ اس کا کہنا تھا:

''جو کچھ میں پڑھ رہی تھی' دل پوری شرح صدر سے اسے سمجھ رہا تھا''۔

سولہ سال کی عمر میں اس نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ''میں نے جب یہ فیصلہ کیا تو میں نے محسوس کیا کہ ایک عرصہ سے میں ایک بھاری بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھائے پھر رہی ہوں' اس فیصلہ سے وہ گراں بوجھ پھینک کر بالکل ہی ہلکی پھلکی سی ہو گئی ہوں اور اب میری وہ کیفیت تھی جو ایک نوزائیدہ بچے کی ہوتی ہے''۔

قبولِ اسلام کے بعد عائشہ اور محمد بھٹہ نے باہم شادی کا فیصلہ کر لیا' لیکن محمد بھٹہ کے والدین نے اس کی شدید مخالفت کی۔ وہ اسے ابھی تک ایک مغربی لڑکی سے زیادہ توجہ دینے پر تیار نہ تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ اس شادی سے جو پہلا بچہ ہوگا وہ گمراہ ہوگا اور ان کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن جائے گا۔ بھٹہ کا والد ابھی تک نومسلم کو" ان کے خاندان کی سب سے بڑی دشمن" سمجھتا ہے میں ذرا پاک نہ کرتا تھا۔

اپنے والد کی ناراضگی کے باوجود یہ دونوں ایک مقامی مسجد میں گئے اور نکاح اور ایجاب و قبول کے نتیجہ میں ازدواجی رشتہ میں منسلک ہو گئے۔ رسم نکاح میں نومسلمہ عائشہ نے ہاتھ کی کڑھائی کا عروسی جوڑا زیب تن کیا' جو اس کی ساس اور نندوں نے اس کے لیے تیار کیا تھا۔ بھٹہ کا والد شادی کے خلاف اڑا رہا اور رسم نکاح میں شمولیت نہ کی۔ لیکن ساس اور نندیں اس کے باوجود شریک ہوئیں۔

دراصل اس ازدواجی رشتہ کے لیے محمد بھٹہ کی دادی اماں نے اصل کردار ادا کیا اور انہی نے اس کی والدہ اور بہنوں کو رضامند کرنے کے لیے راہ ہموار کی۔ وہ خود پاکستان سے برطانیہ آئی' حالانکہ پاکستان میں اس قسم کی شادیوں کی گنجائش نہیں' مگر اس نے اس میں کوئی عیب نہ پایا۔ برطانیہ آ کر سب سے پہلے وہ عائشہ سے ملی اور جب اسے یہ معلوم ہوا کہ عائشہ نہ صرف روانی سے قرآن پاک کی تلاوت کرتی ہے بلکہ اس کے ساتھ پنجابی میں گفتگو کر رہی ہے تو کیا وجہ تھی کہ اس کا اثر نہ لیتی!

دادی اماں کی آمد کو خیر و برکت کا باعث کہا جائے گا۔ شادی تو ہوئی تھی لیکن خاندان کی نیک خواہشات اور دعاؤں سے بڑھ کر کوئی دیگر رسوم نہیں ہوئیں۔

عائشہ کے والدین مائیکل اور مارجوری راجرس بھی اپنی بیٹی کی شادی میں پوری خوش دلی سے شریک ہوئے لیکن جس چیز سے وہ دونوں خاص طور پر متاثر ہوئے وہ ہاتھ سے کڑھا ہوا قمیص شلوار کا عروسی جوڑا تھا۔

چھ سال عائشہ اور محمد بھٹہ کی ازدواجی زندگی کے نہایت خوشگوار گزر گئے اور دونوں کے خاندان بھی شیر و شکر کی طرح ایک دوسرے سے مربوط رہے۔ چھ سال بعد عائشہ کے دل میں ایک تحریک ہوئی اور بعد ازاں زندگی کا مشن بن گیا کہ اپنے والدین' اپنی بہن اور اپنے خاندان کو دائرہ اسلام میں داخل کرا کے انہیں جہنم کی آگ سے بچاؤں۔" میں اپنی بہن پر کام کیے جا رہی ہوں جبکہ میں نے اور میرے شوہر نے میری امی اور ابو میں آہستہ آہستہ کچھ تبدیلی محسوس کی۔ اسلام کے بارے میں وہ ہم سے جو سوالات پوچھتے تھے ہم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑی شائستگی سے ان کا جواب دیتے تھے"۔

والدہ کے بارے میں کوئی خاص مشکل پیش نہ آئی اور انھوں نے جلد ہی اسلام قبول کر لیا۔ مارجوری راجرس کی بجائے انھوں نے اپنا نام سمیّہ رکھ لیا اور شعائر اسلام کی اس شدت کے ساتھ پابند ہو گئیں کہ سر پر دوپٹہ اوڑھنے کے ساتھ ساتھ بروقت نمازوں کی پابندی کو اپنا شعار بنا لیا اور تعلق باللہ کو زیادہ سے زیادہ مستحکم کرنا زندگی کا مقصد بن گیا۔ اب کچھ عرصہ قبل وہ کینسر کے موذی مرض کا شکار ہو کر پکی مومنہ کے طور پر دنیا سے رخصت ہو چکی ہیں' لیکن اپنے شوہر اور میرے والد کو مسلمان بنا کر خوش خوش رخصت ہوئی۔ میں اور میری امی دونوں بڑی دلچسپی سے ان کو دعوت دین دیتے رہے۔ بالخصوص جب ہم کچن میں صوفہ پر بیٹھے ہوتے تو اسلام ہی ہمارا موضوع ہوتا۔ بالآخر مشیت ایزدی جوش میں آئی اور میرے والد پکارا تھے:

"اگر کوئی شخص مسلمان ہونا چاہے تو وہ کیا الفاظ ادا کرے گا؟"

یہ الفاظ سن کر میں اور میری امی خوشی سے اچھل پڑے اور چند لمحوں بعد کلمہ شہادت کی ادائیگی کے ساتھ وہ مسلمان ہو چکے تھے۔ تین سال بعد عائشہ کے بھائی نے ٹیلی فون پر اپنی بہن کو یہ خوشخبری سنائی:

"بہن! میں مسلمان ہو گیا ہوں"۔

بعد ازاں اس کی بیوی بچے بھی اس کی تقلید کرتے ہوئے مسلمان ہو گئے۔

"اس پر میرا کام ختم نہیں ہو گیا تھا۔ اب میری توجہ کا مرکز کوکا وڈیلیز بستی کے فلیٹ ہو گئے"۔

گزشتہ ۱۳ سال سے ہر سوموار کو عائشہ نے بستی کی خواتین میں درس اسلام کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے جس کے نتیجہ میں اب تک تیس خواتین مسلمان ہو چکی ہیں۔

خواتین زندگی کے مختلف شعبوں اور مختلف مسائل سے دوچار اس کے درس میں شامل ہوتی ہیں۔ ایک خاتون ٹروڈی (TRUDY) کا معاملہ بالکل عجیب ہے۔ یہ خاتون گلاسگو یونیورسٹی میں لیکچرار تھی اور کیتھولک مذہب کی حامل۔ اس نے محض ریسرچ کی خاطر عائشہ کی کلاسز میں آنا شروع کیا' لیکن چھ ماہ کا عرصہ کلاسیں اٹنڈ کی تھیں کہ مسلمان ہو گئی۔ یہ کہتے ہوئے کہ "عیسائیت منطقی تضادات کا مجموعہ ہے جنھیں پہیلیوں کا نام دیا جا سکتا ہے"۔

ٹروڈی نے البتہ حجاب کا استعمال نہیں اپنایا ہے یہ کہتے ہوئے کہ "یہ مردوں کی اپنی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف راغب ہو رہا ہے"۔ ابھی اس کا خاندان اس کے قبول اسلام کے بارے میں لاعلم ہے۔ درس کے اس سلسلے میں ایسی مسلمان لڑکیاں جو مغربی زندگی سے مرعوب ہونے کے ساتھ روحانیت کی متلاشی ہوتی ہیں شامل ہوتی ہیں۔ بعض ایسی مسلمان خواتین بھی اس سلسلۂ درس میں شامل ہوتی ہیں' جو دین کی پابند ہیں لیکن مختلف مسائل کے سلسلے میں مقامی مسجد میں مردوں سے رابطہ قائم کرنا جن کے لیے مشکل ہے' یہ سلسلہ ان خواتین کے لیے بڑا جاذب ہے۔

عائشہ کے شوہر محمد بھٹہ جس کی عمر اب ۴۱ سال ہے' سکاٹش نوجوانوں میں اس انداز سے دعوت اسلام کا کام نہیں کر سکتے۔ وہ فیملی ریسٹورنٹ میں کچھ نہ کچھ ہاتھ بٹاتے ہیں۔ ان کا زیادہ زور اس پر ہے کہ وہ اپنے پانچ بچوں کی تربیت خالص اسلامی طور طریقوں کے مطابق کر پائیں۔ بڑی بچی صفیہ' الحمد للہ چودہ سال کی ہے' خرابی کی جگہوں سے دور دور ہے۔

ایک دن وہ گلی میں ایک خاتون سے ملی جو اپنا شاپر لیے جا رہی تھی۔ صفیہ نے اس کا شاپر اس سے لے کر اس کی مدد کی جس کا اس خاتون نے اثر لیا' ایک روز صفیہ کی دعوت پر وہ عائشہ کے درس میں شامل ہوئی اور اب وہ مسلمان ہے۔

عائشہ اپنے قبول اسلام کے بارے میں کہتا ہے:

"میں صدق دل سے یہ کہتی ہوں کہ قبول اسلام سے مجھے ذرا بھی ملال نہیں ہوا ہے"۔

ازدواجی زندگی کے بارے میں عائشہ کا کہنا ہے:

"ازدواجی زندگی میں اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں اور بعض اوقات بعض مسائل آزمائش کا باعث بن جاتے ہیں' لیکن حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ ہر آزمائش کے بعد ایک آسانی ہے۔ اس فرمان کی روشنی میں جب آپ کسی آزمائش سے گزر رہے ہوں تو آپ یہ سمجھ لیں کہ آپ کسی آسانی کے لیے کام کر رہے ہیں"۔

بلاشبہ محمد بھٹہ ایک رومانوی شخصیت ہے۔ عائشہ کے بارے میں اس کا کہنا ہے:

"یوں لگتا ہے گویا ہم صدیوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں اور ہم انشاء اللہ کبھی ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہونے والے ہیں۔ ہم صرف اس دنیاوی زندگی میں ایک دوسرے کے شریک حیات نہیں ہیں بلکہ جنت میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ ابدی زندگی گزاریں گے۔ کتنی خوبصورت زندگی ہوگی وہ بھی"۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائشہ ڈکرسن (امریکہ)

(AISHA DICKERSON)

امریکہ میں جو لوگ مسلمان ہو رہے ہیں' ان کی غالب اکثریت عیسائی خاندانوں سے تعلق رکھتی ہے۔ یہودی بہت کم اسلام قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ میرا تعلق بھی آبائی طور پر عیسائی مذہب سے تھا۔ حقیقت پسندی سے غور کریں تو دونوں مذاہب...... اسلام اور عیسائیت میں بہت مشابہتیں بھی ہیں۔ دونوں کا تعلق حضرت ابراہیمؑ سے ہے' دونوں مشرق وسطی میں برپا ہوئے اور دونوں کو آغاز میں بے شمار سختیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ دونوں کے پیچھے دو بڑی شخصیات کارفرما ہیں اور دونوں کا پیغام اور نصب العین انہی دو شخصیات سے منسوب ہے۔

ایک پیدائشی عیسائی کی حیثیت سے مجھے تعلیم دی گئی کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے ہیں۔ چنانچہ جو پیغام وہ لائے اور جو تعلیمات ان سے منسوب ہیں' ان پر اس عقیدے کا گہرا پرتو نظر آتا ہے اور اس طرح اس مذہب میں "پیغام" پر "پیغامبر" حاوی ہو گیا۔ تعلیمات جیسی بھی تھیں' پس منظر میں چلی گئیں۔

لیکن اسلام میں ایسا نہیں ہے۔ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ پر وحی نازل ہوئی' وہ خدائی پیغام پر حاوی نہ ہوئے۔ پیغمبر اسلام کی زندگی مثالی زندگی ہے اور اس اعتبار سے وہ مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ ہیں کہ انھوں نے اللہ کے پیغام کو اپنی زندگی پر بہترین انداز میں لاگو کر کے دکھایا تھا۔ پیغمبر اسلام کا طریق حیات اور مختلف حالات اور مواقع پر ان کا طرز عمل مسلمانوں کے لیے ایک ایسا نمونہ اور ماڈل ہے جس کو وہ مختلف معاشرتی اور اخلاقی حوالوں سے قابل تقلید بنا سکتے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کی سیرت کی تقلید بجائے خود مطلوب و مقصود نہیں بلکہ وہ رضائے الٰہی کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ عملی طور پر میرے قبول اسلام میں اگرچہ مختلف عوامل کارفرما ہیں' لیکن قرآن کی عظمت و صداقت نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا۔ میں کالج میں پڑھ رہی تھی جب پہلے پہل قرآن سے میرا تعارف ہوا۔ میں نے اس کا مطالعہ کیا تو اس کے حسن و کمال نے مجھے مبہوت کر دیا۔ اسلام ایک طرز زندگی کا نام ہے اور اس طرز زندگی کا بہترین عملی نمونہ پیغمبر اسلام کی حیات مقدسہ ہے۔ چنانچہ پہلے میں نے اسلام کو سمجھنے کے لیے جہاں قرآن کا مطالعہ کیا' وہاں میں نے پیغمبر اسلام..... حضرت محمد ﷺ کی مبارک زندگی کے بارے میں بھرپور معلومات حاصل کیں اور میں آپ کی شخصیت' سیرت اور کارناموں سے بے حد متاثر ہوئی اور چار سال قبل اسلام قبول کر لیا۔ میں نے اچھی طرح جان لیا کہ اسلام اللہ کا سچا دین ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں بلکہ اس دین کی بہترین عملی تصویر بھی ہیں۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے میں نے سمجھ لیا تھا کہ کلمہ پڑھنے کے بعد مجھے اپنی زندگی اور عادات میں بہت سی تبدیلیاں لانی ہوں گی اور خاندان اور احباب کی طرف سے مجھے بہت سی آزمائشوں کا بھی ضرور سامنا کرنا پڑے گا کہ پیغمبر اسلام اور ان کے ساتھیوں کو ایسے حالات میں سے گزرنا پڑا تھا۔ خدا کا شکر ہے مجھے پہلے ہی اس کا احساس ہو گیا تھا اور ذہنی طور پر میں نے اپنے آپ کو اس کے لیے تیار بھی کر لیا تھا۔

امریکہ میں جو مسلمان رہتے ہیں' ان کی اکثریت غیر ملکیوں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے اکثر کی مالی حالت مضبوط و مستحکم ہے اور اگرچہ ان کی گھریلو زندگیاں مکمل اسلامی نہیں ہیں' لیکن مذہب اسلام سے ان کا تھوڑا بہت تعلق قائم ہے۔ کوئی امریکی عیسائی انہیں دیکھ کر مسلمان ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اللہ کا شکر ہے کہ میں مسلمانوں کو دیکھ کر نہیں بلکہ اسلام کو سمجھ کر مسلمان ہوئی۔

میں نے اسلام قبول کیا تو مجھے اندازہ تھا کہ میں اسلام کے بارے میں فوراً ہی ساری معلومات پر حاوی نہیں ہو سکوں گی لیکن مسلمان ہوتے بمشکل ایک آدھ دن ہی ہوا تھا کہ غیر مسلم احباب کی طرف سے سوالات کی بوچھاڑ ہو گئی۔ اسی طرح میں نے امید تھی کہ جمہوری روایات کے اس ملک میں مجھے پریشان نہیں کیا جائے گا' لیکن متعصب عیسائیوں نے مجھے تواتر کے ساتھ ستانا شروع کر دیا اور ان میں سے اکثر مجھے دیکھتے ہی شور مچا دیتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جہنم میں جاؤ، جہنم میں جاؤ"۔ میں اس خوش فہمی میں بھی مبتلا تھی کہ مسلمان ہونے کے بعد مجھ سے تنگ نظری کا سلوک نہیں ہوگا، لیکن ہوا یہ کہ مجھے حجاب میں دیکھتے ہی بہت سے لوگ نفرت اور حقارت کا رویہ اختیار کرتے اور بد اخلاقی سے پیش آتے۔ اس طرح اندازہ ہو گیا کہ عیسائیت کا ایک فرقہ چھوڑ کر دوسرا اختیار کرنا بہت ہی آسان ہے، لیکن اسلام قبول کرنا گویا بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنے والی بات ہے۔ اسلامی شعار اختیار کرتے ہی گویا اردگرد بھونچال آ جاتا ہے اور ہر شخص کاٹنے کو دوڑتا ہے۔

مسلمان ہوتے ہوئے میرے وہ دن سکون سے گزرتے ہیں جب میں مسجد میں جاتی ہوں۔ وہاں جا کر پتہ چلتا ہے کہ امریکہ میں خواتین اسلام قبول کرتی ہیں تو انھیں میری ہی طرح قسم قسم کی آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ چنانچہ مسجد میں اپنی نو مسلم بہنوں کے واقعات و تجربات سن کر اندازہ ہوتا ہے کہ مشکلات کے اس صحرا میں میں اکیلی نہیں تو دوسری بہنوں کی باتیں سن کر بڑی ڈھارس ملتی ہے اور مشکلات و مسائل کا مقابلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

چنانچہ جیسا کہ عرض کیا مسجد سے باہر روز مرہ کی زندگی امریکہ میں ایک مسلمان خاتون کے لیے بڑی ہی مشکل ہے۔ غیر مسلم اسلام کے بنیادی نہیں بلکہ فروعی مسائل میں بھی مین میخ نکالنے اور مذاق کا انداز اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ میں یہ وضاحت کرتے تھک چکی ہوں کہ میں "حجاب" کیوں اوڑھتی ہوں، میں شراب کیوں نہیں پیتی اور میں سور کا گوشت کیوں نہیں کھاتی۔ ایک روز میرا بہت ہی برا حال ہوا جب عیسائیوں کے مورمن (MORMON) فرقے سے تعلق رکھنے والے میرے پاس نے پوچھا کہ تم کون سے چرچ میں حاضری دیتی ہو؟ اور جب میں نے بتایا کہ میں اسلام قبول کر چکی ہوں اور کسی چرچ میں نہیں جاتی تو وہ دو گھنٹے تک مجھ سے بحث کرتا رہا۔ اس نے اسلام کے بارے میں جو من گھڑت اور فضول باتیں سن رکھی تھیں وہ دہراتا رہا اور میں بے بسی سے یہ سب کچھ سنتی رہی۔ سچی بات ہے ان میں سے بیشتر اعتراضات کے میرے پاس جوابات نہ تھے۔

اس طرح کی پریشان کن صورت حال پیدا ہوتی ہے تو مجھے اپنے آپ پر ترس آنے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جب بھی میرا دل خدا کا شکر ہے ... دل زیادہ گھبراتا ہے تو بے اختیار نبی اکرم ﷺ اور ان کے صحابہؓ کے بارے میں سوچنے لگتی ہوں اور وہ غیر معمولی مصائب نظروں کے سامنے گھومنے لگتے ہیں جن سے انہیں سابقہ پیش آیا تھا اور انہوں نے کمال صبر و عزیمت اور حکمت سے ان کا مقابلہ کیا تھا۔ تب مجھے اپنی پریشانی بہت ہی ہلکی محسوس ہونے لگتی ہے اور راحت و اطمینان کی ایک خاص کیفیت میرے دل و دماغ پر طاری ہو جاتی ہے۔ اس حوالے سے میں یہ بھی سوچتی ہوں کہ میرے سامنے تو حضور ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اسوہ اور نمونہ موجود ہے جو میری ہمت بندھا رہا ہے جبکہ ان کے سامنے ماضی کی کوئی مثال نہ تھی۔ انہوں نے صرف اللہ کے بھروسے پر اور ایمان و یقین سے حالات کا مقابلہ کیا۔ اس طرح میری مشکلات ان کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں...... مزید غور کرتی ہوں تو نبی اکرم ﷺ محسن انسانیت ہی نہیں مجھے میرے ذاتی محسن بھی نظر آتے ہیں' انہوں نے اللہ کی جانب سے ہدایت کی روشنی بھی ہم تک پہنچائی اور پھر آزمائشوں میں ذہنی سہارا بھی فراہم کیا۔ لاکھوں درود و سلام آپ کی ذات گرامی پر۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائشہ عبد (آسٹریلیا)

عائشہ عبد کا تعلق آسٹریلیا کے ایک بدھ خاندان سے ہے۔ انہوں نے اگست ۱۹۹۳ء میں اسلام قبول کیا جس کے بعد انہیں مختلف قسم کی آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا...... ان کے قبول اسلام کا یہ واقعہ دہلی کے انگریزی ہفت روزے RADIACE میں شائع ہوا تھا۔ (۹ مارچ ۱۹۹۷ء) جہاں سے راقم نے اسے اردو کا جامہ پہنایا۔

یہ اللہ کا مجھ پر خاص کرم ہے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا اور ذہن نے سوچنا شروع کیا' میرا یقین اس امر پر جم گیا کہ اس کائنات کا ایک ہی خالق ہے اور دنیا کی ہر چیز ہر معاملے میں اسی کی محتاج ہے۔ اگرچہ میرے والدین کا تعلق بدھ مذہب سے ہے' لیکن تیرہ سال کی عمر سے میرا یہ مستقل معمول بن گیا کہ میں پابندی کے ساتھ روزانہ خالق کائنات سے دعا کیا کرتی کہ وہ میری رہنمائی فرمائے' لیکن ارد گرد کا سارا ماحول چونکہ عیسائی اکثریت کے رنگ میں رنگا ہوا تھا' اس لیے اسکول میں داخل ہوئی تو مجموعی فضا کے تحت میں نے بھی اپنے آپ کو عیسائی قرار دے لیا۔

مجھے اس امر کا بڑا افسوس ہے کہ اسلام کے بارے میں میری معلومات بڑی ہی ناقص تھیں۔ میں سمجھتی تھی کہ یہ اوٹ پٹانگ قسم کا وحشی سا مذہب ہے جو مشرق وسطی کی چند اقوام تک محدود ہے۔ ان اقوام کا طرز زندگی خطرناک حد تک تنگ نظری اور گھٹن کا شکار ہے اور خصوصاً عورتوں سے تو ان کا سلوک بڑا ہی سنگدلانہ ہے۔ انہیں سختی سے گھروں میں پابند رکھا جاتا ہے' ان کی حیثیت زر خرید غلاموں کی سی ہے اور انہیں کوئی انسانی حقوق حاصل نہیں۔ ارد گرد کے ماحول میں ایسی باتیں عام ہوتی تھیں کہ مسلمانوں کے ہر گھر میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[illegible] وہاں ضرور ہوتی ہیں اور خاوند جب چاہتا ہے کسی ایک کو دھکے دے کر باہر نکال دیتا ہے اور دوسری بیوی لے آتا ہے۔ عام شنید کے علاوہ ٹیلی ویژن پر سعودی عرب اور ایران کے بارے میں ایسی فلمیں بھی دکھائی گئیں جس سے اس تاثر کا پیدا ہونا قدرتی بات تھی۔

تین برس قبل جب میں نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا تو وہاں مختلف ملکوں سے تعلق رکھنے والے متعدد مسلمان طالب علموں سے واسطہ پڑا۔ چونکہ اسلام کے بارے میں حد درجہ توہین کی عجیب و غریب باتیں سن چکی تھیں' اس لیے محض تجسس اور ضرورت کی خاطر میں ان طالب علموں کے قریب ہوئی تاکہ ان کے مذہب کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کر سکوں...... لیکن یہ دیکھ کر میں تو ہکی بکی رہ گئی کہ وہ وقار' ضبط نفس اور صبر کی خاص خصوصیت رکھتے ہیں۔ یورپین نوجوانوں کی طرح عورت کو دیکھتے ہی ان کی رال نہیں ٹپک پڑتی۔ اس کے برعکس میں نے عورت کے لیے ان کے اندر ایک خاص احترام کا اسلوب دیکھا جس کا اس سے پہلے کبھی تجربہ یا مشاہدہ نہیں ہوا تھا۔

یہ مسلمان طالب علم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ صاف ذہن کے' خوش اخلاق اور مخلص۔ سب سے بڑھ کر یہ نوجوان اپنے مذہب پر فخر کرتے تھے۔ وہ دعوے سے کہتے تھے کہ ان کا مذہب عقل و ادراک کے عین مطابق ہے حالانکہ ہمارے ہاں ان کے مذہب کی بڑی بھیانک تصویر کشی کی گئی تھی۔

اس طرح میرے ضمیر نے مجھے مجبور کیا کہ میں اسلام کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کروں۔ اس مقصد کے لیے مجھے ان طالب علموں نے ضروری لٹریچر مہیا کیا اور جوں جوں میں نے اس مذہب کا مطالعہ کیا' اس کی غیر معمولی خوبیوں کی معترف ہوتی چلی گئی حتی کہ اس کے سامنے عیسائیت بھی مجھے ہیچ نظر آنے لگی حالانکہ اس مذہب سے خاصی قلبی وابستگی ہو گئی تھی۔ مجھے یہ جان کر بڑا ہی صدمہ ہوا کہ اسلام کے بارے میں یورپین قومیں کتنا جھوٹ بولتی ہیں اور کس دھڑلے سے اس جھوٹ کو پھیلاتی ہیں۔ خصوصاً یہ پڑھ کر کہ اسلام عورت کے بارے میں غیر معمولی احترام اور محبت کا رویہ رکھتا ہے اور ماں' بیوی' بیٹی اور بہن کی حیثیت سے اسے کتنی عزت اور اہمیت دی جاتی ہے' میرے جذبات کا عجیب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالم ہوا..... اس مطالعے نے مجھے ایک جانب اسلامی طرزِ معاشرت سے آگاہ کیا اور دوسری طرف "اسلامی بنیاد پرستی" کی حقیقت واضح ہو گئی جسے پروپیگنڈے کے طور پر امریکی ذرائع ابلاغ خوب پھیلاتے اور مسلمانوں کو بدنام کرتے ہیں..... حقیقت یہ ہے کہ جس شخص میں تھوڑی سی بھی عقل ہو اور اس کے دماغ کی کھڑکیاں بند نہ ہوں' وہ ان حقائق کا ادراک کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

جوں جوں میں اسلام کے بارے میں مطالعہ کرتی گئی اور جوں جوں اس مذہب کا جمال نکھر کر میرے سامنے آتا چلا گیا' میں اس کی شیدائی بنتی چلی گئی۔ جی چاہتا کہ اسلام کے بارے میں ہر چیز معلوم کی جائے اور اس کے حسن و جمال کا ہر رخ دیکھا جائے۔ چنانچہ میں اس نتیجے پر پہنچی کہ اسلام واقعی مکمل ضابطۂ حیات ہے اور اس نے زندگی کے ایک ایک معاملے میں انسانوں کو بہترین رہنمائی مہیا کی ہے۔ یہ بڑا ہی قابلِ عمل مذہب ہے اور اس کی کوئی تعلیم ایسی نہیں جسے عملی زندگی میں بروئے کار نہ لایا جا سکتا ہو۔ اس طرح جب عیسائیت کی نظری و عملی خامیاں بھی مجھ پر عیاں ہو گئیں اور اسلام کی ساری صداقتیں نکھر کر سامنے آ گئیں تو جولائی ۱۹۹۲ء کی دوپہر کو میں نے تقریباً بیس مسلمانوں کے ایک اجتماع میں کلمۂ شہادت پڑھا اور اللہ کے فضل و کرم سے مسلمان ہو گئی۔ یہ دن میری زندگی کا سب سے مبارک دن تھا اور میں اللہ تعالیٰ کا شکر نہیں ادا کر سکتی کہ ایک ہی سال کے عرصے میں اس نے مجھے اسلام کی نعمتِ عظمیٰ عطا فرما دی اور تو مری کی وہ دعا قبول کر لی کہ خدایا مجھے سیدھا راستہ دکھا' مجھے ہدایت عطا فرما۔

مجھ سے بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے کس طرح کے حالات کا سامنا کرنا پڑا' تو گزارش ہے کہ جونہی میرے والدین کو میرے قبولِ اسلام کا پتہ چلا' گھر میں گویا بھونچال آ گیا۔ انھیں میرے عیسائی ہونے پر تو کوئی اعتراض نہ تھا' مگر اسلام قبول کرنے پر وہ صدمے سے بے حال ہو گئے۔ گھر کے سب لوگ مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے' طنز و تمسخر کا نشانہ بناتے' گالیاں دیتے اور دھمکاتے رہتے۔ بارہا ایسا ہوا کہ میری غیر موجودگی میں میرے کمرے کو تہس نہس کر دیا جاتا۔ ہر چیز درہم برہم کر دی جاتی' کتابیں غائب ہو گئیں اور میری دوستوں اور ان کے والدین کو میرے بارے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت ٹیلی فون بھی ہو جاتے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ گھر سے باہر مجھے نہ جانے دیا جاتا اور یا پھر کسی بہن کو میرے ساتھ رکھا جاتا تاکہ میں وہاں نماز میں بھی شامل نہ ہو سکوں۔ اس طرح مجھ پر کڑی پابندیاں عائد کر دی گئیں۔ میری ڈاک کھول لی جاتی' میرا جیب خرچ بند کر دیا گیا۔ گھر پر غیر موجودگی میں میرے فون پر کوئی پیغام آتا' تو مجھ تک نہ پہنچایا جاتا اور مسجد سے یا کسی اسلامی تقریب سے کوئی دعوت نامہ آتا تو وہ بھی روک لیا جاتا۔ گھر والے کوشش کرتے کہ میں کسی مسلمان سے نہ ملوں نہ انہیں خطرہ تھا کہ اس سے میری حریت پسندی واضح ہو جائے گی۔

یہ حالت تھی کہ کسی کی موجودگی میں میرے لیے نماز پڑھنا محال ہو گیا۔ لوگ آوازے کستے' شور مچاتے اور گالیاں دیتے۔ رمضان میں روزہ رکھنا تو اور بھی محال ہو گیا۔ اللہ کا شکر ہے میں نے ایک روزہ بھی ترک نہ کیا' لیکن گھر کے ماحول نے مجھے پریشان کرنے اور اس معاملات میں حائل ہونے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی...... میری والدہ نے رمضان کا پورا مہینہ مجھ سے بات تک نہ کی۔ اکثر کہا جاتا کہ تم نے والدین کی ناک کاٹ دی ہے اور انہیں کہیں منہ دکھانے کے لائق نہیں چھوڑا۔ مجھے ملامت دینے کے ساتھ گھر والے ایسی مجلسیں لگاتے جن میں مسلمانوں اور اسلام کے لیے تضحیک اور تمسخر کا سامان ہوتا اور اسلام کی شکل بگاڑ کر پیش کی جاتی۔ گھر کے مختلف افراد اکثر و بیشتر اس خطرے کی نشاندہی کرتے کہ اسلام قبول کر کے میں نے ہمارے خاندان کی عزت غیر محفوظ کر دی ہے اور اگر ہمارے رشتہ داروں اور قریبی احباب کو میری اس حرکت کا پتہ چل گیا تو وہ ہمارا بائیکاٹ کر دیں گے۔

آزمائشوں کی یہ یلغار تھی لیکن حیرت انگیز طور پر اللہ نے مجھے صبر اور حوصلے کی غیر معمولی طاقت عطا فرما دی۔ میں نے گھر کے سارے افراد کے منفی رویے کے جواب میں مثبت ردعمل ہی کا اظہار کیا جس کے نتیجے میں میں قلبی طمانیت اور سکون کی ایک ایسی کیفیت سے آشنا ہوئی' جس کا اظہار لفظوں میں ناممکن ہے۔ ذہنی مسرت کا یہ عالم تھا گویا دنیا بھر کے خزانے میرے قدموں میں ڈھیر ہو گئے ہیں۔ اس زمانے میں اللہ نے مجھ پر بے حد و حساب فضل فرمائے اور مایوسی کی کوئی ایک لہر بھی میرے قریب سے گزرنے نہ پائی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کا دست شفقت ہر وقت میرے سر پر موجود ہے۔ کاش میں بتا سکتی کہ ابتلا کے اس دور میں میں نے اس کی رحمتوں کے کیا کیا مزے لوٹے ہیں۔ چنانچہ میں ذہنی اور عملی طور پر جس کیفیت سے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمکنار ہوئی' قارئین کو اس کا ہلکا سا اندازہ اس حدیث قدسی سے ہو سکے گا۔
صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرماتے ہیں "جو بندہ میرے بہت قریب ہو جاتا ہے میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے' میں اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے"۔
آزمائش کے اس دور میں مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا قریب سے مشاہدہ کرنے کے علاوہ ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہوا کہ مختلف انسانوں کی نفسیات سے آشنائی ہوئی اور پتہ چلا کہ ضد' تعصب اور تنگ نظری انسانوں سے کیا کیا کچھ کرواتی ہے اور قریبی خونی رشتے کس طرح سنگ تحقیر کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔
آزمائش کی مدت تقریباً ایک سال تک جاری رہی حتیٰ کہ اللہ کو اپنی بندی پر رحم آ گیا اور میں نے ایک باعمل مسلمان نوجوان سے شادی کر کے والدین سے الگ رہائش اختیار کر لی۔
اللہ کا شکر ہے کہ اس ایک سال کے دوران میں نے اسلام کے بارے میں بہت سی مزید معلومات حاصل کیں اور میرا اس دین پر ایمان پختہ سے پختہ تر ہو گیا۔ میں نے قرآن کی بہت سی آیات یاد کر لی ہیں اور اس دوران میں نہ تو قرآن کی صداقت کے بارے میں میرے دل میں معمولی سا شبہ پیدا ہوا ہے نہ جدید زمانے اور علوم کے حوالے سے اسلام کے ضمن میں میرے ذہن میں کسی اعتراض نے سر اٹھایا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میرا ایمان مضبوط ہوتا جا رہا ہے۔
اسلام قبول کرنے کے نتیجے میں مجھے دنیاوی اعتبار سے کتنے ہی اضافی فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ میرے اندر ایک خاص قسم کا اعتماد پیدا ہوا ہے۔ میرا ایک تشخص بنا ہے اور بہادری اور دلیری کی ایک خاص کیفیت میرے اندر راسخ ہوئی ہے۔ اللہ پر میرا اعتماد اس قدر بڑھ گیا ہے کہ کسی اور کا خوف قریب بھی نہیں پھٹکتا۔ اس کی عظمت اور کبریائی کا احساس دل پر اس قدر غالب رہتا ہے کہ دنیا کی ہر چیز ہیچ نظر آتی ہے۔ قرآن میں ہے "اللہ جس سے خوش ہوتا ہے' اسے ہدایت عطا فرماتا ہے"۔ اللہ کا شکر کس زبان سے ادا کروں کہ اس نے مجھے ہدایت عطا فرما دی۔ دعا ہے کہ وہ مجھے اس ہدایت پر قائم رکھے اور اپنی رضا عطا فرما دے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر عائشہ عبداللہ (بھارت)

میرا آبائی نام چندرالیلا تھا۔ میں بنگلور (جنوبی ہند) کے ایک ہندو خاندان میں پیدا ہوئی' لیکن میرے والد نے مجھے ہندو مذہب کے بارے میں کچھ بھی نہ بتایا تھا بلکہ میرے والد تو سرے سے کسی مندر میں جاتے ہی نہ تھے۔ تاہم بااصول آدمی تھے اور میں نے انھیں کبھی جھوٹ بولتے ہوئے نہیں سنا۔ بلاشبہ ان کے اخلاقی کردار کا میں نے گہرا اثر قبول کیا..... تاہم میری والدہ باقاعدگی سے مندروں میں جاتی تھی اور میں بھی کبھی کبھی ان کی ہمراہی میں وہاں چلی جایا کرتی تھی۔ خصوصاً اتہواروں کے دنوں میں مندروں میں میری حاضری بہت بڑھ جایا کرتی اور میری ماں کو ناریلوں اور اگربتیوں پر بہت کچھ خرچ کرنا پڑتا۔

اکثر ہندوؤں میں بتوں کی پرستش کا تعلق محض روایت سے بندھا ہوا ہے اور مذہبی عقائد تمام تر آباؤ اجداد اور معاشرے کی جکڑ بندیوں سے منسلک ہیں جو صدیوں سے سوچے سمجھے بغیر ایک ہی انداز میں چلے آ رہے ہیں۔ اسے آپ "اندھی تقلید" نہیں کہہ سکتے' بدقسمتی سے یہ "فطرت ثانیہ" بن چکی ہے کہ جس پر غور کرنے کی کوئی زحمت گوارا نہیں کرتا۔

مثال کے طور پر اسکول کے زمانے میں میں نے رامائن اور مہابھارت کی کہانیاں پڑھی تھیں۔ ان میں کچھ اخلاقی سبق بھی ہیں اور یہ دلچسپ بھی ہیں' لیکن ان میں ایسے واقعات بھی ہیں جن پر کوئی ناسمجھ چھوٹی بچی بھی یقین نہیں کر سکتی۔ مثلاً یہ کہ راون کے دس سر تھے اور کرشن جی مہاراج کی سولہ ہزار بیویاں تھیں۔ میں اس ضمن میں بزرگوں سے سوال کرتی کہ یہ کہانیاں کس حد تک درست ہیں لیکن کوئی بھی جواب نہ دیتا۔ سب خاموش رہنے کی تاکید کرتے...... زیادہ کرید کرتی تو ڈانٹ پڑتی کہ گستاخ ہو گئی ہو۔ میں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندازہ کر لیا کہ دراصل خود بزرگوں کے ذہن بھی ان سوالات کے معاملے میں صاف نہیں ہیں۔ وہ بھی جہالت اور کم علمی کے اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔

ہندومت میں خداؤں کی بے انتہا کثرت نے بھی مجھے بہت پریشان کیا۔ اس مذہب میں بلا مبالغہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں خدا ہیں۔ کچھ خدا بُرے ہیں کچھ اچھے ہیں۔ بُروں سے ڈرنا چاہیے جبکہ اچھوں کے بارے میں ممنونیت کا جذبہ ہونا چاہیے۔ میں جب بھی اس حوالے سے غور کرتی' الجھ کر رہ جاتی۔ لیکن سوال کرنے کی ہمت نہ پڑتی۔ ڈانٹ پھٹکار سے خوف آتا تھا۔

اس صورت حال کا بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ مذہب پر سے میرا اعتقاد اٹھ گیا۔ اس زمانے میں میں کالج کی پری میڈیکل کی طالبہ تھی۔ ڈاروِن کا نظریہ ارتقا کورس میں تھا۔ اس سے بہت متاثر ہوئی اور سب خداؤں سے منکر و بیزار ہو گئی۔ چنانچہ اگلے کئی برسوں تک میں مکمل طور پہ دہریہ بنی رہی...... اسی دوران میں قلبی طور پر ایک مسلمان کلاس فیلو سے وابستہ ہو گئی اور یہ تعلق اتنا بڑھا کہ ہم نے شادی کر لی۔ چونکہ میرے نزدیک مذہب کی کوئی اہمیت یا حیثیت نہ تھی' اس لیے میں نے پروا ہی نہ کی کہ وہ کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ میں تو اب ڈاروِن کی پیروکار تھی اور دہریت ہی کو ایک حقیقت ثابتہ سمجھتی تھی۔

میں میڈیکل کالج کے تیسرے سال میں پڑھتی تھی جب ایک دن ایک مسلمان کلاس فیلو ڈاکٹر ضیاء الحق (آج کل سعودی عرب میں مقیم ہیں) نے تجسس سے اور حیرت سے سوال کیا: "تم ایک مسلمان کی بیوی ہو' لیکن تمہارا نام ہندوانہ ہے"۔ میں نے اعتماد سے جواب دیا کہ میں اس وقت تک اسلام قبول نہیں کروں گی جب تک میرا ذہن مکمل طور پر صاف نہ ہو جائے۔ اس وقت کیفیت یہ ہے کہ میں نہ صرف اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات رکھتی ہوں بلکہ کسی بھی مذہب کو قبول کرنے کے حق میں نہیں ہوں۔ تب ڈاکٹر ضیاء الحق نے مجھے اپنی والدہ سے ملنے کا مشورہ دیا۔ ان کی والدہ استاذہ لطیف النساء ایک عالمہ اور فاضلہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ اس عظیم خاتون پر بہترین رحمتیں فرمائے' وہ مجھ سے بڑی ہی محبت اور اپنائیت سے پیش آئیں اور دلائل و براہین کے ساتھ ایک ماہ کے اندر ہی اندر میرے ذہن سے سارے کانٹے نکال دیے۔ انہوں نے مجھے اسلام کی ایک ایک تعلیم سے آگاہ فرمایا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور روزمرہ کی زندگی میں اسلام کی برکات سے روشناس کرایا۔ میں نے جو سوال کیا' جس اعتراض کا اظہار کیا' انہوں نے کمال شفقت سے اس کا جواب دیا اور دلائل سے میرے شکوک وشبہات رفع کیے۔ وہ ایک ان تھک مبلغہ تھیں۔ ہر ہفتے وہ مختلف مقامات پر درس بھی دیا کرتیں اور وہاں مجھے ساتھ لے جاتیں۔ وہ خدا کی بندی بستی بستی گھومتیں' کسی بس اسٹاپ پر کھڑی ہو جاتیں یا کسی درخت کے نیچے ٹھہر جاتیں اور قریب سے جو بھی برقعہ پوش خاتون گزرتی' وہ اسے روک لیتیں اور بڑی محبت کے ساتھ اسے اسلام کے اوامر ونواہی سے باخبر کرتیں...... برقع پوش ہونے کا مطلب یہ ہوتا کہ یہ خاتون مسلمان ہے۔ محترمہ لطیف النساء کی توجہ کا مرکز صرف مسلمان خواتین تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ اگر مسلمان خواتین صحیح معنوں میں اسلامی تعلیمات کو اختیار کر لیں' تو اسلام کو غیر مسلموں میں بھی پھیلنے سے کوئی نہیں روک سکے گا...... اس تبلیغی مہم میں بعض خواتین ہمیں اپنے گھروں میں چلنے کی دعوت دیتیں تاکہ وہاں بہت سی دوسری عورتوں تک بھی دین کی باتیں پہنچ جائیں۔

میں محترمہ استاذہ لطیف النساء کے کردار' محبت' خلوص اور دین کے لیے ان کی ان تھک کوششوں سے بے حد متاثر ہوئی اور آخر کار دسمبر ۱۹۷۲ء میں مسلمان ہو گئی۔ یاد رہے کہ میں نے ۱۹۶۶ء میں ایک مسلمان نوجوان سے شادی کر لی تھی۔

میں الحمد للہ مسلمان تو ہو گئی لیکن ہندوؤں کی سوسائٹی میں یہ اقدام بے حد خطرناک تھا۔ اس لیے میں نے اپنے قبول اسلام کا عام اظہار نہ کیا کہ اس کی خبر ہوتے ہی ساری پارٹیاں میرے درپے آزار ہو جاتیں۔ پوری برادری سوشل بائیکاٹ کر دیتی اور مجھ سے وہ سلوک روا رکھا جاتا جو ایک اچھوت یا کوڑھ کے مریض سے رکھا جاتا ہے......

لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جوں جوں میں شعوری طور پر اسلام کے قریب ہوتی گئی اور عبادت کی عادت راسخ ہوئی' میرا خوف کم ہوتا گیا۔ اس احساس نے مجھے نئے اعتماد سے روشناس کیا کہ میرے ہر عقیدے اور عمل کے ساتھ دلیل موجود ہے۔ میرا یقین پختہ ہو گیا کہ قرآن خدا کی سچی کتاب ہے اور میری روح یہ سوچ کر نئے عرفان سے آشنا ہوئی کہ میں نے سینکڑوں خداؤں کی بجائے اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے سایۂ رحمت میں پناہ لے لی ہے...... توحید خداوندی کا عقیدہ یقیناً وہ سب سے بڑا تحفہ ہے جو اسلام نے مجھے عطا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ چنانچہ میں کتنی خوش نصیب ہوں کہ اب اپنے رب سے براہ راست رابطہ کر سکتی ہوں۔ اس سے تعلق کے لیے اب نہ کسی برہمن یا پروہت کی ضرورت ہے نہ ناریل اٹھانے کی نہ مندروں میں پھول لے جانے کی...... میں بہت خوش ہوں کہ اسلام میں تو وہم پرستی کا کوئی گزر نہیں۔ اب میں باہر جاتی ہوں یا کسی سفر پر جانے کی ضرورت پڑتی ہے تو کسی خاص گھڑی یا دن کا انتظار نہیں کرتی۔ ہندو سوسائٹی میں تو قدم قدم پر بے بنیاد مضحکہ خیز توہمات' رسموں اور عقیدوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ جبکہ اسلام اس نوعیت کی جکڑ بندیوں سے آزاد ہے۔

جہاں تک ہندو مذہب میں عورت کی حیثیت کا تعلق ہے' تو صورت حال بڑی ہی تکلیف دہ ہے۔ اسلام میں ماشاء اللہ عورت ہر اعتبار سے احترام اور تقدس کی حامل ہے اور خصوصاً بیوہ عورتوں کے لیے ہمدردی اور خیر خواہی کا خاص سلوک روا رکھا جاتا ہے' لیکن ہندو معاشرے میں بیوہ کے ساتھ مجرمانہ برتاؤ کیا جاتا ہے۔ وہ عام تقریبات خصوصاً شادی بیاہ کے اجتماعات سے دور رکھی جاتی ہے۔ اگر بیوہ کسی راہ چلتے آدمی کا راستہ کاٹ دے تو وہ آدمی فوراً رک جاتا ہے' اس عمل کو نحوست پر محمول کرتا ہے اور کچھ شگن اشلوک پڑھ کر دوبارہ آگے بڑھتا ہے۔ غرض بیوہ کو ہر اعتبار سے منحوس سمجھا جاتا ہے اور پوری عمر اسے نفرت اور حقارت کے اشاروں پر زندگی گزارنی ہوتی ہے۔

مجھے اسلام میں عبادات کی سادگی اور یک رنگی نے بھی بہت متاثر کیا ہے۔ ہر وہ شخص جو کلمہ طیبہ پڑھ لیتا ہے' اخوت اور بھائی چارے کے رشتے سے منسلک ہو جاتا ہے اور رنگ و نسل سے بالاتر ہو کر ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر ایک طرف منہ کر کے' عبادت کرنے لگتا ہے۔ قبول اسلام سے قبل مجھے برابری کی یہ حیثیت حاصل نہ تھی اور حالانکہ میں مستند ڈاکٹر تھی' میڈیکل سائنس کی اعلیٰ ترین ڈگری رکھتی تھی' لیکن غیر برہمن ہونے کی وجہ سے میں معاشرتی اعتبار سے کمتر درجے کی حامل تھی۔ چنانچہ اب بھی ہندوستان کے معاشرے میں یہ منظر عام نظر آتا ہے کہ ایک "فیاض" اور "رحم دل" برہمن کمتر ذات کے ہندو کو اس کے "ہاتھوں کے پیالے" میں پانی پلائے گا۔ اپنے گلاس یا برتن میں اسے پانی پینے کی اجازت ہرگز نہیں دے گا۔ اسی طرح صرف برہمن ہی ویدوں کی تعلیم حاصل کرتا اور پجاری بننے کا اعزاز حاصل کرتا ہے...... دوسری ذات کے ہندوؤں کو اس لائق نہیں سمجھا جاتا۔

● ...... ● ...... ●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائشہ عدویہ (امریکہ)

یہ انٹرویو کا مضمون "جسارت" کراچی کے شمارہ ۲۶ جنوری ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا۔ ترجمہ محترمہ عطیہ اقبال زیدی کا ہے۔

عائشہ عدویہ ایک امریکی نومسلم خاتون ہیں۔ انہوں نے ایک پاکستانی سے شادی کی ہے اور دونوں میاں بیوی نیویارک میں درآمد و برآمد کا کاروبار کرتے ہیں۔ عائشہ عدویہ "سسٹرز ان اسلام" (خواہران اسلام) کی رکن ہیں۔ یہ تنظیم کولمبیا یونیورسٹی کی مسلم طالبات نے قائم کی ہے۔ یہ تنظیم مسلمان طالبات اور عورتوں میں دینی شعور کو اجاگر کرنے اور ایک غیر مسلم معاشرہ میں خواتین کی دینی تربیت کا ایک چھوٹا مگر مؤثر ادارہ ہے۔ ایک ملاقات میں عائشہ عدویہ نے اپنے قبول اسلام کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں نے سولہ برس پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اپنی ابتدائی زندگی میں اطمینان حاصل نہیں تھا۔ میں عیسائیت سے مطمئن نہیں تھی اور میرا دل کسی اور چیز کی تلاش میں تھا۔ میں حقیقی سکون کی تلاش میں ادھر اُدھر بھٹک رہی تھی کہ ایک دن میری نظر ایک امریکی نومسلم میلکم ایکس کی کتاب پر پڑی۔ اس کتاب میں اسلام کا تعارف کرایا گیا تھا۔ میں نے اس کتاب کو سرسری طور پر پڑھا' تو اس سے بہت متاثر ہوئی۔ میں نے اسلام کو ایک سادہ اور آسان مذہب محسوس کیا۔ میں نے یہ بات بھی محسوس کی کہ اسلام فطرت کے بہت قریب ہے اور وہ جو کچھ کہتا ہے وہی اصل زندگی اور اس کی حقیقت ہے۔ میں نے اسلامی تعلیمات کا مزید مطالعہ کیا تو ایسا محسوس ہوا کہ تمام رازہائے سربستہ ایک ایک کر کے کھلتے جا رہے ہیں اور میں ایک نئی روشنی کی طرف جا رہی ہوں۔ رفتہ رفتہ مجھ پر اسلامی تعلیمات کے اثرات پڑنے لگے اور میرے رہن سہن اور دوسرے طریقوں میں حیرت انگیز تبدیلیاں خود بخود رونما ہونے لگیں۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کوئی نامعلوم ہستی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری رہنمائی کر رہی ہے اور مجھے ہدایات دے رہی ہے۔

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے عائشہ عدویہ نے کہا کہ میں ایک ماڈرن اور سرکش لڑکی تھی۔ میں بلا کی سگریٹ نوش تھی اور شراب بھی خوب پیتی تھی۔ جب میں نے اسلامی کتابوں کا مطالعہ کیا اور ان میں پڑھا کہ اسلام میں شراب حرام ہے' عورت کو عریاں لباس پہننے سے منع کیا گیا ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں اصول اور معیارات مقرر ہیں تو میں کسی نامعلوم طاقت کے اشارے پر ایک ایک کر کے اپنی تمام بُری عادات ترک کرتی گئی۔ میں نے سگریٹ نوشی چھوڑ دی اور شراب کو ہاتھ تک لگانا بند کر دیا۔ چنانچہ جب میں نے کلمۂ شہادت پڑھا ہے تو اس سے بہت پہلے میں دل سے اسلام قبول کر چکی تھی۔ مجھ پر احسانِ خداوندی ہے کہ اس نے مجھے گندگی کے ڈھیر سے نکال کر اسلام کی پاکیزگی اور طہارت سے ہمکنار کیا۔

عائشہ عدویہ اپنے کاروبار کے سلسلے میں دنیا کے مختلف ملکوں کا دورہ کرتی رہتی ہیں۔ وہ بہت سے مسلم ملکوں کے بارے میں اپنے تاثرات ان الفاظ میں بیان کرتی ہیں۔

مسلم ملکوں میں جگہ جگہ مساجد اور ان مساجد سے بلند ہوتی ہوئی اذان کی آوازیں مجھے بہت سکون بخشتی ہیں' لیکن مجھے مسلم ملکوں کی مسلمان عورتوں سے بہت مایوسی ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ مسلم ملکوں میں بیشتر مسلمان عورتیں مغرب کی طرف مائل ہیں۔ وہ خود کو ماڈرن ثابت کرنے کے شوق میں مغربی تہذیب اور لباس اختیار کر رہی ہیں' جب کہ مغربی ممالک میں جو لڑکی یا عورت اسلام کی طرف مائل ہوتی ہے تو وہ اس معاشرے کی قید سے خود کو سب سے پہلے آزاد کرتی ہے جہاں منشیات' شراب' عریانی اور بے راہ روی تمام حدود کو پار کر چکی ہے۔ یہ بہت مشکل کام ہوتا ہے لیکن اسلام کی صورت میں دنیا کی سب سے بیش قیمت چیز حاصل کرنے کے لیے مغرب کی عورت اپنے معاشرہ سے مکمل طور پر بغاوت کرتی ہے۔ وہ جانتی ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد اس کا درجہ کتنا بلند ہو گیا ہے۔ درحقیقت اسلام نے عورتوں کو جو درجہ اور مقام دیا ہے اس کو غیر مسلم عورت سمجھ ہی نہیں سکتی اِلّا یہ کہ وہ اسلام کا بغور مطالعہ کرے۔

عائشہ عدویہ نے بتایا کہ مسلم ملکوں کے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو اسلامی تعلیمات کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمونہ ہونا چاہیے۔ انہوں نے علما پر زور دیا کہ وہ اپنے ملکوں کی نوجوان نسل کی رہنمائی کریں اور ان کو مغرب کی مرعوبیت سے نجات دلائیں اور ان کو اس آب حیات سے روشناس کرائیں جس کی تلاش میں مغرب کی روح سرگرداں ہے۔

عائشہ نے مسلم ملکوں کے انگریزی اخبارات پر سخت تنقید کی اور کہا کہ درحقیقت یہی اخبارات نوجوان نسل کے ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا کر رہے ہیں۔ مسلم ملکوں میں مغرب زدہ عورتیں حقوق کی باتیں کرتی ہیں۔ اگر ان کے مطالبات کا بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ ان مطالبات کی آڑ میں اسلام سے راہ فرار اختیار کرنا چاہتی ہیں۔ اگر مغربی معیارات کی عینک سے عورت کو نہ دیکھا جائے تو اسلام میں عورت کا مقام اور درجہ کوئی متنازع سوال ہی نہیں ہے۔ بعض مسلمان عورتوں کی طرف سے حقوق کے مطالبہ پر مجھے حیرت ہوتی ہے کہ وہ کس بات کا مطالبہ کر رہی ہیں۔؟ کیا وہ وہی مقام حاصل کرنا چاہتی ہیں جو مغرب کی عورت اپنی حماقتوں سے حاصل کر چکی ہے اور جہاں سے نکلنے کے لیے اب وہ تڑپ رہی ہے۔

عائشہ عدویہ سے سوال کیا گیا کہ مغرب میں قبول اسلام کی رفتار کیا ہے اور اسلام قبول کرنے والوں میں مردوں کے مقابلہ میں عورتیں زیادہ کیوں ہیں تو انہوں نے کہا:

مغرب کے تمام ملکوں میں قبول اسلام کی رفتار خاصی تیز ہے لیکن اسلام قبول کرنے کی صحیح تعداد بتانا میرے لیے ممکن نہیں ہے کیونکہ میرے پاس وہ ذرائع نہیں ہیں جن سے میں اسلام قبول کرنے والوں کی صحیح تعداد بتا سکوں۔ لیکن یہ بات درست ہے کہ مغرب میں اسلام قبول کرنے والوں میں عورتوں کا تناسب زیادہ ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ وہ مقام، درجہ، عزت اور احترام ہے جو اسلام عورت کو عطا کرتا ہے۔

صحیح اعداد وشمار تو میرے پاس بھی نہیں، تاہم یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ ہمارے ہاں عورتیں زیادہ تیزی سے اسلام کی طرف مائل ہو رہی ہیں اور اس کے عوامل میں سے اہم ترین اسلام میں عورت کا مقام ہے۔ مغرب کی عورت عدم تحفظ اور شدید استحصال کا شکار ہے۔ یقین کیجیے کہ نام نہاد...... حقوق کی تلاش میں عورت جب ایک مرتبہ گھر کی دہلیز پار کر جاتی ہے تو اس سراب کے پیچھے گھومتے گھومتے وہ اپنا آپ گنوا بیٹھتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مسلم ممالک کی خواتین کو ..... یہی تنبیہ کرنا چاہوں گی کہ ہمارے تجربات سے فائدہ اٹھایا جائے اور انہی راستوں پر بھٹکنے کی بجائے ٹھنڈے دل سے اس مقام پر غور و فکر کیا جائے جو اسلام نے ہمیں عطا کیا ہے۔ اللہ ہمارا آقا و مالک ہے' منصف و عادل ہے۔ لہٰذا اس نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔ اسلام کو کھینچ تان کر من مانے مطلب دینے سے بہتر ہو گا کہ ہم اس کردار کی عظمت کو سمجھنے کی کوشش کریں جو اللہ تعالیٰ نے عورت کو معاشرے میں ادا کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ عورت کا بنیادی کردار نسلوں کی پرورش و پرداخت ہے۔ یہ وہ عظیم کام ہے جس پر قوموں کے مستقبل کا دارومدار ہے۔ اس ذمہ داری سے نظریں نہ چرائیں' اسے حقیر نہ سمجھیں۔ فخر محسوس کریں کہ اس اہم ترین منصب پر اللہ نے عورت کو فائز کیا اور مرد کو آپ کی حفاظت اور ناز برداری پر مامور کیا۔ وہ حقوق ضرور طلب کیجیے جو اس ذمہ داری کو باحسن نبھانے کے لیے آپ کو اللہ رب العالمین نے عطا کیے ہیں مگر خدارا اس دائرے سے باہر للچا للچا کر مت دیکھیے۔ وہ محض ایک سراب ہے۔ عورت کا حسن' اس کا وقار' اس کا احترام' مردانگی میں نہیں' فطرت کے اصولوں کے مطابق عورت بن کر رہنے میں ہے۔ عورت کو تعلیم دلوایے' بہترین طریقے پر تاکہ وہ بہترین ماں بن سکے۔ عورت کی تربیت پر مرد سے بھی زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ اس کی گود میں آئندہ نسلوں کا مستقبل ہے۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائشہ کم (جنوبی کوریا)

(AYESHA KIM)

محترمہ عائشہ کم کا تعلق جنوبی کوریا کے دارالحکومت سیول (seoul) سے ہے۔ انہوں نے اپنے خاوند کی معیت میں پچاس سال کی عمر میں ۱۹۵۵ء میں اسلام قبول کیا اور اس وقت سے آخری دم تک اپنے ملک میں تبلیغ اسلام کا فریضہ نہایت تسلسل اور استقامت سے انجام دیتی رہیں۔ چنانچہ ان کی مساعی کے نتیجے میں جنوبی کوریا کی بیسیوں تعلیم یافتہ خواتین (خصوصاً نوجوان طالبات) حلقہ بگوش اسلام ہوئیں جو ان کے بعد اس ملک میں اسلام کی شمع کو پروشن رکھے ہوئے ہیں۔ محترمہ عائشہ کے خاوند امام مہدی وون (mehdi woon) نے بھی ایک سرگرم مبلغ اسلام کی حیثیت سے زندگی گزاری۔ وہ جنوبی کوریا میں مسلمانوں کی انجمن کے صدر بھی تھے۔

۱۹۸۰ء میں محترمہ عائشہ کم عمرے کے لیے سعودی عرب تشریف لے گئیں۔ ان کے ہمراہ جنوبی کوریا کی متعدد نومسلم طالبات بھی تھیں۔ جدہ میں کوریا کے اسلامک کلچرل سنٹر میں سعودی عرب کے ایک صحافی نے ان سے انٹرویو کیا جس میں انہوں نے اپنے قبول اسلام کی سرگزشت بیان کی۔ اس کا ترجمہ ذیل میں دیا جا رہا ہے:

میرا تعلق جنوبی کوریا کے ایک ایسے قبیلے سے ہے جو ایک قدیم چینی مذہب کا معتقد و پیروکار ہے۔ میرا قدیم نام چاؤ یونگ کم (chou yoong kim) ہے۔ کوریا حالت جنگ میں تھا جب میری شادی ہوئی۔ میں نے بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی اور میرے خاوند نے بھی جاپان کی مختلف یونیورسٹیوں سے کسب فیض کیا تھا اور حسن اتفاق یہ کہ ہم دونوں اپنے آبائی مذہب سے مطمئن نہ تھے۔ اسے خوش بختی کہیے کہ میرے شوہر نے جاپان کے قیام کے دوران اسلام پر کسی جاپانی مصنف کی کتاب پڑھ رکھی تھی۔ وہ اس سے متاثر بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے تھے اور انہوں نے اپنے تاثر میں مجھے بھی شامل کر لیا تھا۔

دوسری عالمی جنگ کے اثرات نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ہم بھی اس سے متاثر ہوئے اور دونوں میاں بیوی چین کی طرف نقل مکانی کر گئے۔ وہاں ایک بار گفتگو کے دوران ایک شخص نے ہمیں اسلام سے متعارف کرانے کی کوشش کی اور ہمیں ایک مسجد میں لے گیا جہاں ہم نے لوگوں کو ایک خاص انداز میں عبادت کرتے دیکھا اور بعد میں چند افراد سے ہماری باتیں بھی ہوئیں...... لیکن اس مختصری گفتگو نے ہمیں کسی نتیجے پر پہنچنے نہ دیا اور غریب الوطنی اور غیر یقینی صورت حال کی وجہ سے ہم کوئی فیصلہ نہ کر سکے۔ اسی اثنا میں کوریا جاپان کے تسلط سے آزاد ہو گیا اور ہم ۱۹۴۵ء میں اپنے وطن واپس آ گئے۔

کوریا واپس آ کر روحانی اعتبار سے میں تو سخت پریشان رہنے لگی۔ روح حقیقت کو جاننے کے لیے بے قرار رہتی لیکن ڈور کا سرا ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔ عالمی جنگ کے بعد جاپان کی طرح کوریا پر بھی عیسائی مشنریوں نے زبردست یلغار کر دی تھی اور لٹریچر کی تقسیم کے لیے جدید ترین طریقے اختیار کر رہے تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے عیسائیت کا مطالعہ کیا تو اس نے ذہن کو تشفی نہ دی۔ پھر بدھ ازم' کنفیوشزم اور شنٹو ازم (SHINTOISM) کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کیں' لیکن ان میں سے کوئی مذہب نہ عقل کو اپیل کرتا تھا نہ جدید دور کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت رکھتا تھا...... جہاں تک اسلام کا تعلق ہے' یہ درست ہے کہ ہم جزوی طور پر اس سے متعارف تھے' مگر کوریا کی سرزمین میں ابھی تک اس کا کوئی عملی نمونہ موجود نہ تھا اور جو معلومات ہم تک پہنچی تھیں' وہ نامکمل اور تشنہ تھیں۔

تاریخ میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ بعض المیے اور حادثے اپنے جلو میں خوشگوار پہلو بھی لے کر آتے ہیں...... ۱۹۵۳ء میں کوریا کی خانہ جنگی اس اعتبار سے مبارک ثابت ہوئی کہ اس حوالے سے کوریا اسلام سے متعارف ہوا اور خود ہم دونوں میاں بیوی کو یہ نعمت عظمیٰ میسر آ گئی۔

ہوا یوں کہ جب کوریا میں جنگ بند ہوئی اور حد متارکہ جنگ پر یو این او کے دستے متعین ہوئے تو دیگر ملکوں کے علاوہ ان میں ایک دستہ ترک فوجیوں کا بھی تھا۔ دوسرے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملکوں کے فوجی تو اپنی روایت اور مزاج کے حوالے سے فارغ وقتوں میں مقامی لوگوں کے لیے مسئلہ بنے رہتے اور بالخصوص سیز فائر لائن کے قریب مقامی خاندانوں کی زندگی اجیرن ہو گئی۔ فوجی جس گھر میں چاہتے گھس جاتے اور جس عورت کو چاہتے اٹھا لیتے، لیکن ترکی کے فوجیوں کا طرز عمل سب سے جدا تھا۔ وہ اپنے کمانڈر کی امامت میں پنج وقتہ نماز باجماعت ادا کرتے۔ جسے مقامی لوگ تجسس اور دلچسپی کے ساتھ دیکھتے نیز وہ کسی عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے' نہ کسی کی املاک کو ان سے کوئی خطرہ لاحق ہوتا...... مقامی لوگ اقوام متحدہ کے فوجیوں کے دو طبقوں کے رویے میں اس نمایاں فرق کو عرصے تک دیکھتے رہے اور غیر محسوس طریقے سے ترکوں سے متاثر ہوتے رہے حتیٰ کہ کتنے ہی لوگ ان کے کردار اور اسلوب حیات سے اثر پذیر ہو کر مسلمان ہو گئے۔ جنوبی کوریا میں اسلام انہی ترک فوجیوں کی وساطت سے متعارف ہوا۔ ان میں سے بعض ترک فوجی یو این او کے دستوں سے واپسی کے بعد بھی محض تبلیغی نقطہ نظر سے جنوبی کوریا ہی میں مقیم ہو گئے۔

متذکرہ بالا جنگ کے نتیجے میں ایک بار پھر ہمیں بے گھر ہونا پڑا۔ لیکن اس مرتبہ ہم نقل مکانی کر کے مغربی کوریا کے ایک ساحلی شہر پوسان (PUSAN) میں چلے گئے...... اور یہاں میری روحانی نا آسودگی غیر معمولی طور پر بڑھ گئی۔ بچی خوشی رونق گئی اور حقیقی سکون کہیں پر لگا کر اڑ گیا۔...... میرا وجدان بار بار مجھے قائل کرتا کہ دنیا میں صداقت تک پہنچنے کا صرف ایک راستہ ہے اور مختلف مذاہب کے نام پر توہمات کا جو گورکھ دھندا ہمارے ارد گرد نظر آتا ہے یہ قطعی بے حقیقت ہے۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ ہمیں سچائی اور حقیقت کی تلاش کے لیے خاص کوششیں کرنی چاہئیں۔

اور اللہ نے میری روح کی فریاد سن لی اور پوسان میں ہمارا تعارف ایک کورین مسلمان عمر کم (OMAR KIM) سے ہوا۔ عمر کم کچھ ہی عرصہ قبل ترک فوجیوں سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے تھے۔ انہوں نے ہمیں اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کیا اور ترغیب دی کہ ہم مسلمان ہو جائیں، تو میرے خاوند نے مجھ سے دریافت کیا کہ اس معاملے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ میں نے جواب دیا کہ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اسلام کی حقانیت ہم پر آشکارا ہو گئی ہے؟ پھر اسے قبول کرنے میں کیا امر مانع ہے؟ مگر میرے شوہر کو کچھ معلومات و شبہات

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مبتلا تھے۔ کہنے لگے اگر میں نے اسلام قبول کر لیا اور تم اسے اختیار نہ کر سکیں تو ہم اکٹھے کس طرح رہ سکیں گے۔

میں نے جواب دیا کہ اگر آپ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تو میں آپ سے پیچھے نہ رہوں گی۔

یہ کلمات میرے دل کی گہرائیوں سے نکلے تھے۔ ان سے میرے شوہر کو ایک نیا حوصلہ اور ولولہ ملا اور وہ اسلام قبول کرنے کی تیاری کرنے لگے۔ چنانچہ وہ عمر کم کی معیت میں روزانہ بیس کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے ترک فوجیوں سے ملنے جاتے اور کئی ہفتوں کے مذاکرات اور مکالموں کے بعد آخر کار ۱۹۵۵ء کی گرمیوں میں ایک جمعہ کو میرے خاوند نے ترک امام جناب عبدالرحمٰن کی موجودگی میں ایک دوسرے ترک جناب زبیر کوچی کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا...... اور جمعہ کی نماز وہیں ادا کی۔

میرے شوہر جنہوں نے مہدی ودن کا اسلامی نام اختیار کیا' اسلام قبول کر کے گھر آئے' تو خوشی سے نہال ہو رہے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ اس نعمتِ عظمیٰ کو حاصل کر چکے ہیں۔ تو میں نے انہیں مسکراتے ہوئے مبارک باد دی۔ انہوں نے جواب میں پوچھا کہ اس معاملے میں میرا فیصلہ کیا ہے تو میں نے فوراً کہا "سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں' میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور میں یہ گواہی بھی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

یہ گویا ہماری زندگی کا وہ انقلابی دن تھا جس کے لیے ہماری روح ایک عرصے سے بے قرار تھی...... اللہ کا شکر ہے اس سلسلے میں میں نے زیادہ اشتیاق کا مظاہرہ کیا تھا' لیکن چونکہ میرے خاوند نے فیصلہ کن مرحلے میں زیادہ محنت کی تھی اور قبولِ حق کے لیے وہ خاصے عرصے تک ایک لمبا سفر طے کر کے ترک مبلغین کے پاس جاتے رہے' اس لیے اللہ نے میرے مقابلے میں یہ سعادت ان کو پہلے عطا کر دی۔ الحمد للہ میں نے رسول اللہ کی قابل احترام اہلیہ محترمہ کے اسم گرامی پر اپنا نام عائشہ اختیار کیا اور اس پر مجھے بڑا ناز ہے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد سب سے پہلے میں نے سورہ فاتحہ پڑھی' اسے زبانی یاد کیا اور اس کے مطالب و مفاہیم پر غور کیا تو اسلام کی عظمت کا مزید احساس ہوا اور اندازہ ہوا کہ زندگی کے شب و روز کو اس کے مطابق ڈھالنے سے انسان کیسی روحانی بالیدگی حاصل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

...ضور و فاتحہ کی روشنی میں جب میں نے کوریا کے مروّج مذاہب اور عیسائیت سے ...موازنہ کیا تو اسلام ہر اعتبار سے مجھے بلند و برتر لگا۔ جبکہ یہ مذاہب اپنے غیر فطری اور توہم پرستانہ رسوم کے اعتبار سے بالکل ہیچ دکھائی دیے۔

ہم دونوں میاں بیوی کے قبولِ اسلام پر گویا خاندان بھر میں بھونچال آ گیا۔ حالانکہ ...ہماری بڑی عزت کرتا تھا اور ہم ہر ایک سے ہمیشہ حسنِ سلوک سے پیش آئے ...لیکن تبدیلی مذہب سے باخبر ہوتے ہی سب کا رویّہ یکسر بدل گیا۔ میرے خاوند کے ...دان والوں نے انھیں فاترالعقل قرار دے ڈالا اور سارے اثاثوں سے محروم کر دیا۔ ...مکمل سوشل بائیکاٹ ہو گیا اور سب نے نہ صرف ہم سے ناتہ توڑ لیا بلکہ ہمارے راستے ...طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کرنے لگے...... لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ثابت ...عطا کی اور کوئی مشکل یا ترغیب ہمیں صراطِ مستقیم سے دور نہ لے جا سکی۔

جب میں حلقہ بگوشِ اسلام ہوئی تو میری دو بیٹیاں تھی اور یہی میری کل اولاد ہے۔ ...بیٹی کی عمر ۲۵ برس تھی جبکہ چھوٹی بیس سال کی تھی۔ مجھے خدشہ تھا کہ قبولِ اسلام کے سلسلے ...مجھے ان کی طرف سے مشکل پیش آئے گی...... تاہم اللہ تعالیٰ نے آسانی پیدا فرما دی ...جب میں نے بڑی بیٹی یونگ سے بات کی تو اس نے کہا کہ "آپ نے اسلام کے ...رے میں جو باتیں کی ہیں وہ مجھے صحیح لگتی ہیں...... لیکن ابھی مجھے غور کرنے دیجیے۔ جب ...سلام کے بارے میں میری معلومات مکمل ہو جائیں گی تو پھر اپنی رائے کا اظہار کروں ...گی"۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ کچھ ہی عرصے کے بعد اس نے اسلام قبول کر لیا' جمیلہ نام ...اختیار کیا اور ایک کورین مسلمان سے اس کی شادی ہو گئی...... الحمد للہ میری چھوٹی بیٹی بھی ...مسلمان ہو گئی اور اس کا ایک مقامی مسلمان سے نکاح ہو گیا...... وہ سیئول ہی میں ہمارے ...قریب رہتی ہے۔

اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ اس نے قبولِ اسلام کے بعد مجھے اپنی ساری صلاحیتیں ...دعوت و تبلیغ کے لیے وقف کر دینے کی توفیق عطا کر دی...... میں نے کوشش کی کہ ہر تعلیم یافتہ ...خاتون تک اسلام کا پیغام پہنچایا جائے اور میری کوششیں توقع سے کہیں بڑھ کر بار آور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوئیں اور خواتین کی بہت بڑی تعداد حلقہ بگوش اسلام ہوگئی...... خصوصاً یونیورسٹی اور کالجوں کی طالبات سے میں نے تسلسل کے ساتھ رابطہ قائم رکھا ہے اور وہ بہت مفید ثابت ہوا ہے۔

میں خواتین کو بتاتی ہوں کہ دوسرے مذاہب کے مقابلے میں اسلام عورت کو کیا مقام اور حیثیت دیتا ہے۔ خاندانی زندگی کی کس طرح حفاظت کرتا ہے اور میاں بیوی دونوں کو ایک دوسرے کے حقوق کی پاسداری کی تاکید کرتا ہے۔ جو خواتین اسلام قبول کرتی ہیں' میں وقتاً فوقتاً ان کے اجتماعات بلاتی رہتی ہوں اور ان تک دینی تعلیمات منتقل کرنے کا کام جاری رہتا ہے...... سیول کی سطح پر ہم نے نومسلم خواتین کی ایک رفاہی انجمن بھی تشکیل دی ہے جو غریب اور مستحق نومسلم خاندانوں کی مالی امداد کرتی اور ان کے مسائل کے حل میں تعاون کرتی ہے۔ اس انجمن کی اشیر بادی سے متعدد نومسلم جوڑوں نے اپنے آپ کو تبلیغ دین کے لیے وقف کر دیا ہے اور دین حق کی پاکیزہ روشنی شہروں سے نکل کر دیہات تک میں پھیلتی جارہی ہے۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاطمہ توتے (فلپائن)

(FATIMA I. TUTAY)

منیلا کے نواح میں مقیم ایک اسکول ٹیچر فاطمہ توتے نے اسلام قبول کیا تو انہیں غیر معمولی حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ رشتہ داروں نے بائیکاٹ کر دیا' بڑا بیٹا باغی ہو کر گھر سے چلا گیا اور چھوٹے بچوں کو اسکول سے نکال دیا گیا۔ لیکن موصوفہ ثابت قدمی سے راہ حق پر قائم رہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے سارے معاملات درست کر دیے۔ یہ روح پرور داستان خود انہی کی زبانی مطالعہ کیجیے۔

اگرچہ قبول اسلام کے نتیجے میں مجھے بڑے مشکل حالات سے گزرنا پڑا' لیکن الحمدللہ اسلام قبول کرنا میری زندگی کی سب سے بڑی سعادت ہے۔ ایک مسیحی کی حیثیت سے میری زندگی الجھاووں سے بھری ہوئی تھی۔ میں سرتاپا مادیت میں ڈوبی ہوئی تھی اور حقیقت پسندی سے کوسوں دور تھی، لیکن اسلام نے مجھے واقعتاً ایک نئی زندگی سے روشناس کرایا۔ صاف ستھری' پرسکون' منظم و منضبط زندگی...... یہ میری حیات مستعار کا سب سے بڑا واقعہ ہے، انقلابی واقعہ اور اس پر میں اپنے اللہ تعالیٰ کا جس قدر شکر کروں کم ہے...... اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے مقصدیت کا شعور حاصل ہوا اور پتہ چلا کہ ایک عورت کا اصل مقام اس کا گھر ہے اور ایک بیوی اور ایک ماں کی حیثیت سے اس کے فرائض کتنے نازک ہیں اور کس قدر اہم ہیں۔

میں نے اسلام قبول کیا تو خاندان بھر میں گویا بھونچال آ گیا اور جب میں نے اسلامی لباس اختیار کر لیا' نمازوں کی پابندی شروع کر دی اور اپنی روزمرہ زندگی کا اسلوب اسلامی تعلیمات کے مطابق بنا لیا یعنی مخلوط محفلوں سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگر لغویات سے منہ موڑ لیا تو سارا ماحول میری مخالفت پر اتر آیا۔ میرے بیٹے مقامی کیتھولک اسکول میں پڑھتے تھے جو چرچ کی زیر نگرانی کام کرتا تھا' انہیں وہاں سے فارغ کر دیا گیا۔ بڑا بیٹا اتنا برہم و برگشتہ ہوا کہ گھر چھوڑ کر اپنی خالہ کے ہاں چلا گیا اور مجھے اپنی ماں تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ میرے رشتہ داروں' پڑوسیوں اور دوستوں نے سنجیدگی سے سمجھ لیا کہ میں پاگل اور مجنون ہو گئی ہوں چنانچہ میری ایک بہن نے جو خود ڈاکٹر ہے' مشورہ دیا کہ مجھے کسی ماہرِ نفسیات سے علاج کرانا چاہیے۔

لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے میں مستقل مزاجی سے اپنے اسلامی تشخص پر قائم رہی۔ میں نے کسی کی طعن و تشنیع کی پروا کی نہ کسی مخالفت کا برا مانا اور صبر و وقار کے ساتھ سب کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتی رہی۔ میرے ارد گرد ساری عورتیں سکرٹ بلکہ منی سکرٹ پہنتی ہیں' لیکن جب میں ٹخنوں تک لمبی عبا پہن کر باہر نکلتی یا چادر میں ملفوف ہو کر بازار میں آتی اور چہرے اور ہاتھوں کے سوا میرا سارا جسم ڈھکا ہوا ہوتا تو جاننے والے حیرت کی تصویر بن جاتے بلکہ رحم بھری نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگتے...... مارکیٹ میں جاتی تو شروع میں کئی دکانداروں نے مجھے عیسائی راہبہ (NUN) سمجھا اور دریافت کیا کہ میں کس فرقے سے تعلق رکھتی ہوں۔ کوئی فرد بھی مجھے ایک "عام عورت" سمجھنے کے لیے تیار نہ تھا جب کہ یہ چیز بھی انہیں پریشان کرتی کہ میرا لباس روایتی ننوں سے خاصا مختلف ہے۔ چنانچہ بس میں' اسکول میں اور سپر مارکیٹ میں ہر جگہ بار بار مجھ سے ایک ہی سوال کیا جاتا کہ آپ کا تعلق کس فرقے سے ہے۔ اس کے جواب میں میں انہیں بتاتی کہ میرا تعلق دینِ اسلام سے ہے...... یا یہ کہ میں مسلمان ہوں۔ اس پر بعض لوگ تکرار کرتے کہ پھر میں ایک نن کی طرح لباس کیوں پہنتی ہوں...... ایک روز اسکول کی لیڈی ڈائریکٹر نے بھی اعتراض جڑ دیا کہ مجھے اسکول میں اس طرح کا لباس نہیں پہننا چاہیے' جو ننوں سے ملتا جلتا ہے...... میں نے جواب میں وضاحت کی کہ یہ لباس تو حضرت مریم کے لباس سے ملتا ہے اور وہ خدا پر ایمان رکھنے والے سب لوگوں کی محبوب اور مثالی شخصیت ہیں۔ پھر یہ بات کتنی عجیب ہے کہ ہم ایک شخصیت کو مثالی اور آئیڈیل قرار دیں' اس سے بے پناہ محبت کا دعویٰ بھی کریں' لیکن اس کی سیرت اور پسندیدہ طریقوں کی مخالفت کریں۔ اس کا تو صاف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلب یہ ہے کہ ہمارا دعویٰ محبت محض کھوکھلا ہے' ہم اس معاملے میں سنجیدہ ہیں نہ عمل کرنا چاہتے ہیں۔

میری وضاحت سے ڈائریکٹرس لاجواب ہو کر خاموش ہو گئی۔ تاہم بہت سے لوگوں نے میری اس دلیل کو قبول بھی کیا اور ان کے دلوں میں اسلام اور اسلامی لباس کے لیے نرم گوشہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ میں جب بھی والدین اور قریبی رشتہ داروں کے ہاں جاتی ہوں وہ ہمارے لیے حلال خوراک کا انتظام کرتے ہیں اور میرے والد حالانکہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے' میرے اور میرے بچوں کے لیے نمازوں کا انتظام کرتے ہیں اور میرے بچوں کو یاد دلاتے ہیں کہ تمہاری نماز کا وقت ہو گیا ہے...... اسکول کی ڈائریکٹرس خود ایک نن ہے' اب الحمدللہ اس کے سلوک میں بھی خوشگوار تبدیلی آ گئی ہے۔ اس کا رویہ دوستانہ ہے اور اس نے تنقید کی بجائے تجسس کا انداز اختیار کر لیا ہے...... اللہ تعالیٰ کا مزید کرم یہ ہوا ہے کہ میرے بچوں کو اسکول میں دوبارہ داخلہ مل گیا ہے۔ میرا بڑا بیٹا گھر واپس آ گیا ہے۔ وہ اپنے طرز عمل پر شرمندہ ہے۔ اسلام کے بارے میں مثبت انداز میں سوال کرتا ہے اور جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو وہ بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔

اللہ کی تائید وحمایت کا اندازہ اس امر سے لگا لیجیے کہ قریبی مارکیٹ میں ایک دکاندار مجھے ہمیشہ "سسٹر" کہتا ہے۔ اس کی دکان پر جاتی ہوں تو بے حد خوش ہوتا ہے اور قیمتوں میں خصوصی رعایت کرتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ میں جس روز اس کی دکان سے سودا خریدتی ہوں' اس روز اس کی گاہکی بہت بڑھ جاتی ہے اور کاروبار میں خوب نفع ہوتا ہے۔ مزید مسرت انگیز تجربہ یہ ہے کہ میرے پڑوسی اور خاندانی رفقا مجھ سے غیر معمولی اپنائیت اور محبت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ہر طرح کا تعاون کرتے ہیں اور بعض اوقات گھروں سے باہر جاتے ہوئے بچوں کو میرے ہاں چھوڑ جاتے ہیں۔ بعد میں بتاتے ہیں کہ کس طرح ان کے بچے اسی طرح عبادت کرنے کا تقاضا کرتے ہیں جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں۔ اس ساری خوشگوار صورت حال کی ایک ہی وجہ میری سمجھ میں آتی ہے کہ میں ساری مخالفتوں کے باوجود ثابت قدمی سے قرآن وسنت کی تعلیمات پر کاربند رہی جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان لوگوں کے دل بدل دیے ہیں۔ بے شک دلوں کا مالک تو اللہ تعالٰی ہی ہے۔

اس سے میری سمجھ میں یہ بات بھی آئی کہ ایک مسلمان اگر صبر' حکمت اور انتظار کی روش اختیار کرے' اپنے اردگرد کے ماحول اور مخالفین سے محاذ آرائی کی بجائے محبت اور درگزر کا انداز اختیار کرے' اپنے خدا سے تعلق مضبوط رکھے اور ثابت قدمی سے اپنے عقیدے پر قائم رہے' تو تھوڑے عرصے میں نہ صرف مخالفتیں دم توڑ دیتی ہیں بلکہ موافق ماحول پیدا ہو جاتا ہے۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاطمہ......سیاہ ہیرا

امریکہ کی ایک سیاہ فام نومسلم خاتون کے حوالے سے ایک ایمان افروز کہانی۔ اسے رحنا خیری نے تحریر کیا۔ یہ اردو ڈائجسٹ کے شمارہ جنوری ۱۹۹۷ء میں شائع ہوئی۔

تاشا سے میری ملاقات پارٹی میں ہوئی۔ جم نے دفتر کے سب ساتھیوں کو بلا رکھا تھا۔ سب لوگ بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ میز پر خورد و نوش کی چیزیں رکھی تھیں...... سلاد، کٹی ہوئی سبزیاں جیسے گاجر، بند گوبھی، کھیرا، مولی، ٹماٹر، پنیر کے ٹکڑے، کریکرز، کیک، بسکٹ، چکن ونگز اور سوفٹ ڈرنک وغیرہ۔ میں نے پکوڑے بنائے تھے جو سب لوگ بڑے شوق سے کھا رہے تھے۔ میں نے اپنی پلیٹ میں چیزیں رکھیں اور ایک طرف بیٹھ کر کھانے لگا۔

"ہائے ریز! کیا حال چال ہے؟ کیا تم میری دوست سے ملے ہو؟" کیتھرین نے مجھ سے پوچھا۔ اس کے ساتھ ایک افریقن امریکن لڑکی تھی جو حجاب باندھے ہوئے تھی۔

"نہیں"۔ میں نے سر ہلایا۔

"یہ تاشا ہے اور یہ جم کا روم میٹ۔ اب تم دونوں بیٹھ کر ایک دوسرے سے متعارف ہو۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

"آپ کا تعلق کہاں سے ہے"؟ تاشا نے پوچھا۔

"پاکستان سے" میں نے جواب دیا۔

"اوہ!" وہ بولی "مسلم"۔

"ہاں"۔ میں نے سر ہلایا۔

"میں بھی مسلم ہوں"۔ اس نے گرمجوشی سے کہا۔ یوں تو میں اس کے حجاب کو دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ بھی مسلمان ہے۔ اس کے بعد باتوں کا سلسلہ چل نکلا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی ملاقات ہی میں تاشا نے اچھا تاثر چھوڑا۔ وہ بہت سلجھی ہوئی طبیعت کی لڑکی دکھائی دی۔ میں کچھ عرصے سے اپنی پڑھائی کے سلسلے میں امریکہ میں قیام پذیر تھا اور ساتھ ہی چھوٹی موٹی نوکری بھی کر رہا تھا۔ میں جم کے ساتھ رہ رہا تھا اور اس کے ساتھیوں' دوستوں سے واقف تھا۔ جم اور اس کے ساتھی اکثر مجھے کسی نہ کسی کے ساتھ ملوث کرانے کے چکر میں رہتے لیکن میں ان سے کہتا: "مجھے معاف رکھو۔ میں یہاں پڑھنے آیا ہوں۔ دوستیاں اور عشق پالنے نہیں۔" ویسے بھی میں جس محبت پر یقین رکھتا تھا وہ شادی کے بعد کی محبت تھی۔ میرے برعکس بہت سے لڑکے ایسے تھے جو ایک وقت میں کئی کئی لڑکیوں سے دوستیاں رکھتے تھے۔ ان میں اکثریت ایسے لڑکوں کی تھی جو امیر والدین کے بیٹے تھے جو ماں باپ کے خرچ پر تعلیم حاصل کر رہے تھے اور خوب گلچھرے اڑا رہے تھے۔ وہ بھلا سنجیدہ ہو کر کیا پڑھتے۔

کئی لڑکیوں نے میری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ کسی نے براہ راست اور کسی نے دیگر ذریعے سے' لیکن میں صاف کنی کترا گیا۔ جو لڑکیاں میرے ساتھ پڑھتی تھیں یا کام کرتی تھیں یا کسی کے وسیلے سے میں انہیں جانتا تھا' ان سے میری سلام دعا تو تھی اور کام کی بات بھی ہوتی' لیکن کسی کو میں نے اپنی ذاتی زندگی میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ اکثر لوگوں کی خواہش کے باوجود کسی کو ڈیٹ پر لے گیا نہ کسی کے ساتھ لنچ' ڈنر کیا۔ گورے تو گورے دیسی لوگ بھی میرے پیچھے پڑے رہتے کہ میں یہاں کسی سے شادی کر لوں ان میں وقار بھائی اور شمع بھابی سرفہرست ہیں۔ وقار بھائی بہت عرصے سے یہاں آباد تھے۔ ان کے دو بچے تھے۔ اکثر و بیشتر ان سے ملاقات رہتی۔ مجھ سے عمر میں بڑے تھے۔ عید بقرعید کے علاوہ اکثر ان کے ہاں دعوتیں ہوتی رہتیں جن میں میں بھی مدعو ہوتا۔ ان کے کئی ملنے والوں کے ہاں شادی کے لائق لڑکیاں تھیں جو کچھ پڑھتی اور کچھ جاب کرتی تھیں۔ اکثر موضوع ہیر پھیر کے میری شادی پر آن کے ٹھہر جاتا۔

"اب تمہارا ماسٹرز ختم ہونے کو ہے۔ اچھی سی لڑکی دیکھ کر شادی کر لو۔" وقار بھائی کہتے۔

"ہاں...... میری نظر میں کئی لڑکیاں ہیں۔ تم کسی ایک کا نام لو' باقی کام میرے ذمے۔" شمع بھابی کہتیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مجھے تو ابھی معاف ہی رکھیں''۔ میں زیر لب مسکراتا۔ ''ابھی میرا اس جھنجھٹ میں پڑنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے اور پھر یہاں کی لڑکیاں خاصی ایڈوانس بھی ہوتی ہیں' مرد کو پاؤں کی جوتی سمجھتی ہیں اور یہ کہ ان سے شادی کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ کے لیے یہیں ٹِک جاؤ۔ آسائشوں میں پلی بڑھی کہاں پاکستان جا کے رہنا پسند کرتی ہیں''۔

''ارے تم ہاں تو کرو' پھر دیکھو۔ سب ایک سے نہیں ہوتے''۔ بھابی کہتیں۔

''ہاں۔'' وقار بھائی بولتے۔ ''اب تم خود ہی سوچو' سٹوڈنٹ ہو' لیکن تمہارے پاس گاڑی ہے۔ یہاں ایک ہزار ڈالر میں ایسی گاڑی مل جاتی ہے جو وہاں لاکھ ڈیڑھ لاکھ میں ملے۔ اب بتاؤ''۔

''ہاں یہ تو ہے......'' میں کہنے کی کوشش کرتا۔

''ارے میاں' وہاں دھرا کیا ہے''؟ وہ کہتے۔

''یہاں شاہانہ طرزِ رہائش اور تمام تر سہولیات میسر ہیں' کتنے مزے کی زندگی ہے اور وہاں جوتے گھس جاتے ہیں نوکری تلاش کرتے کرتے۔ نوکری مل جائے تو ساری عمر گھر بنانے کے خواب دیکھتے گزر جاتی ہے''۔

''مگر یہاں بھی یہ سب کچھ آسانی سے حاصل تو نہیں ہوتا۔ کریڈٹ کارڈز کے طفیل سب سہولیات میسر ہو جائیں تو بھی تمام عمر قرضے اتارتے گزرتی ہے''۔

''اتر جاتے ہیں قرضے بھی''۔ وہ کہتے۔ ''کسی چیز کے لیے ترسنا تو نہیں پڑتا''۔

بحث طول پکڑتی دیکھ کر میں خاموشی سادھ لیتا۔

میں نے ایم اے کر لیا تو کسی ڈھنگ کی جاب کی تلاش میں لگ گیا۔ میرا ارادہ ڈبل ماسٹرز کرنے کا تھا۔ اس کا شوق مجھے ہمیشہ ہی سے تھا۔ میں کسی جزوقتی کام کی تلاش میں تھا۔ جم کے ذریعے کیتھرین نے کہلوایا کہ نتاشا کے دفتر میں کچھ آسامیوں کی گنجائش ہے۔ میں آزما کے دیکھوں۔ نتاشا سے ملاقات ہوئے کوئی چھ آٹھ مہینے ہو گئے تھے۔ میں اس کے دفتر پہنچا اور ایک جاب کے لیے درخواست دی۔ نتاشا اس دفتر کے دوسرے ڈیپارٹمنٹ میں انٹرن شپ کر رہی تھی۔ کوشش کرنے سے مجھے یہ ملازمت مل گئی جو اس لحاظ سے اچھی تھی کہ میں اور کئی چھوٹی موٹی نوکریاں کرنے سے بچ گیا۔ یہاں ترقی کا موقع بھی تھا اور صرف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدھے دن کی جاب تھی۔ باقی وقت میں اپنے ماسٹرز میں لگا رہتا۔ ناشا سے اب اکثر ملاقات ہونے لگی۔ آتے جاتے' لفٹ میں' لنچ بریک یا کیفے ٹیریا میں...... یہ سلجھی ہوئی طبیعت کی لڑکی مجھے گوارا لگتی۔ یاد رہے امریکہ میں کالے اپنے آپ کو افریقی امریکی کہلاتے ہیں۔

دوسری کالی لڑکیوں کے برعکس ناشا میں ایک ٹھہراؤ اور وقار تھا۔ وہ دوسرے کالوں کی طرح چیخ چیخ کر باتیں کرتی نہ منہ پھاڑ کر بدتمیزی سے ہنستی۔ جان پہچان کو کچھ عرصہ گزرا تو اس کی شخصیت کے بعض اور پہلو میرے سامنے اجاگر ہوئے۔ اسے بہت سے امریکی سماجی و اخلاقی پہلوؤں سے اختلاف تھا۔ اس کی نظر میں فیملی کی بہت اہمیت تھی۔ وہ مشترکہ خاندانی نظام کی قائل تھی' جبکہ عام افریقی و امریکی آزاد پنچھی کی طرح زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ ناشا کی بہت سی خوبیوں کا میں معترف ہوتا جا رہا تھا۔ اس کا تعلق "نیشن آف اسلام" سے تھا جو امریکی کالوں کی ایک سیاسی تنظیم ہے جسے مذہب کا لبادہ اوڑھا کر کالوں کو ایک پلیٹ فارم پہ مجتمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور وہ مسلمان بھی اس جماعت کی تعلیمات اور پروپیگنڈے سے متاثر ہو کے ہوئی تھی۔

میں عام طور پر مذہب پر بات نہیں کرتا لیکن اس روز بات چل نکلی۔ ہم سب کولیگ لنچ بریک میں ایک ساتھ بیٹھے تھے۔ دہشت گردی اور اس حوالے سے اسلام کا ذکر نکل آیا۔ چند لمحے تو میں خاموشی سے لوگوں کی مختلف آرا اور ان کے خیالات سنتا رہا جو کچھ اس طرح کے تھے کہ مسلمان اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے دہشت گردی کا سہارا لیتے ہیں۔ آخر مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے اپنے ساتھیوں کے سامنے ایک چھوٹی سی دھواں دھار تقریر کی جس کا لب لباب یہ تھا کہ دہشت گردی اور اسلام بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ یہ پروپیگنڈہ مغربی اور امریکی میڈیا کا پھیلایا ہوا ہے جس میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ اسلام دنیا کا سب سے زیادہ امن و آشتی والا مذہب ہے جو ہر قسم کی دہشت گردی کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور اگر کوئی بھی شخص دہشت گردی کی راہ اپنا لے تو وہ اس کا ذاتی فعل ہوگا نہ کہ اسلام کا تقاضا۔ لگے ہاتھوں میں نے انہیں اسلام کی بنیادی تعلیمات سے متعارف کرایا۔ اس دو ران سب خاموشی سے میری باتیں سن رہے تھے۔ ناشا عام طور پر دلچسپی کا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اظہار کر رہی تھی۔

بریک ختم ہوا اور سب اٹھ کر جانے لگے تو ناشا مجھ سے مخاطب ہوئی۔ ''رمیز! تمہاری باتیں مجھے بہت اچھی لگی ہیں اور نہ جانے کیوں میرا دل چاہتا ہے کہ تمہاری گفتگو سنے جاؤں۔ اس کائنات' زندگی اور جزا و سزا کے بارے میں میرے نظریات اتنے پیچیدہ ہیں' بہت سی چیزیں الجھی ہوئی ڈور کی طرح ہیں جنہیں سلجھانے کی کوشش کرتی ہوں تو اور الجھتی چلی جاتی ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کس ڈور' کس تار کو منتخب کروں' کون سی ڈور الجھے ہوئے معنے حل کر دے گی۔ تمہارا مذہب ان سب چیزوں کے بارے میں کیا کہتا ہے''؟

میں نے کہا میں تمہیں کچھ کتابیں لا دوں گا۔ تمہیں اپنے تمام سوالات اور الجھنوں کا جواب ان سے مل جائے گا۔

اگلے ہی دن میں نے اسلام اور سیرت پر کچھ کتابیں جو انگریزی میں تھیں اسے پڑھنے کو دیں۔ وہ کتابیں اس نے دو ڈھائی ہفتے ہی میں ختم کر لیں اور کہنے لگی: ''میرے اندر کا ہیجان بڑی حد تک ختم ہو گیا ہے اور مجھ پر ایک نئی دنیا کے اسرار کھل رہے ہیں۔ کیا تم مجھے قرآن پڑھنے کو دو گے؟''

''بسر و چشم......'' مجھے اور کیا چاہیے تھا۔ میں تو چاہتا بھی تھا کہ وہ اصل اور نقل کا فرق دیکھ لے۔ یہ جان لے کہ اب تک کس جھوٹے ایمان کو اسلام سمجھ کے قبول کیے بیٹھی ہے اور یہ کہ ''نیشن آف اسلام'' کہنے کو بے شک اسلام کا نام اختیار کیے ہوئے ہے لیکن درحقیقت اسلام سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک فتنہ ہے۔ جو مذہب عالیجاہ محمد کو نبی یا خدا کا پیغام رساں اور نجات دہندہ سمجھے اس کی بنیادی تعلیمات ہی اسلام سے بالکل مختلف ہوں' وہ فتنہ نہیں تو اور کیا ہے؟

اس عرصے میں ناشا کی شخصیت میں عجیب سا تغیر پیدا ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ زیادہ تر وقت کھوئی کھوئی اور چپ چپ سی رہتی۔ پھر ایک روز چھٹی کے بعد جب تقریباً سب لوگ جا چکے تھے اور میں کام سمیٹ کر اٹھنے ہی والا تھا کہ میرے کمرے میں آ کر مخاطب ہوئی:

''رمیز! میں تم سے ایک بہت اہم بات کرنا چاہتی ہوں''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ہاں کہو"۔ میں ہمہ تن گوش تھا۔

"میں نے تمہاری دی ہوئی کتابوں کا اور قرآن کا مطالعہ کیا ہے" وہ بولی۔ "اور میرے ذہن پر چھائے ہوئے شکوک و شبہات اور وسوسوں کے بادل چھٹ چکے ہیں۔ ان کتابوں خصوصاً اللہ کی کتاب نے میری آنکھوں پر سے ظلمت کا دبیز پردہ اٹھا دیا ہے اور میں جان گئی ہوں کہ اب تک کس تاریکی میں پڑی ہوئی تھی۔ عیسائیت سے نکل کر نیشن آف اسلام کے نام نہاد اسلام میں پھنسی تو اسے نجات دہندہ سمجھی' حالانکہ وہ ایک فتنہ ہے۔ اب جب کہ میں اسلام کا' جو اللہ کا پسندیدہ ترین اور تمام انبیاء کا مذہب ہے' مطالعہ کر چکی ہوں بلا شک و شبہ یہ کہہ سکتی ہوں کہ قرآن واقعی اللہ کا کلام ہے اور یہ کسی انسان کا کارنامہ ہو ہی نہیں سکتا اور یہ کہ اسلام دنیا کا سچا ترین مذہب ہے جس میں کوئی ملاوٹ نہیں اور وہ میرے ذہن میں ابھرنے والے تمام شکوک و شبہات اور الجھنوں کو مٹا چکا ہے۔ اب ایک ہی تمنا ہے کہ میں جلد از جلد کلمہ پڑھ کر اس کے دائرے میں داخل ہو جاؤں"۔

اس کی بات سن کر مجھے اس قدر مسرت ہوئی کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ تاشا اور میں اس عرصے میں ایک دوسرے کے خاصے قریب آ چکے تھے۔ میں مسلمان ہونے کے ناطے یہ تو خواہش کر سکتا تھا کہ ایک غیر مسلم دائرہ ایمان میں داخل ہو جائے لیکن اتنی جلد وہ اس نتیجہ پر پہنچ جائے گی اس کا مجھے شائبہ تک نہ تھا۔ اس کی اس ماہیت قلب میں بمشکل چھ سات مہینے لگے ہوں گے۔

میں تاشا کو مولوی بشیر احمد کے پاس لے گیا جو ہمارے شہر کی ایک چھوٹی سی مسجد اور اسلامک سنٹر میں نماز جمعہ کی امامت کرتے تھے۔ تاشا نے ان کے ہاتھ پر کلمہ پڑھا اور اس کا اسلامی نام فاطمہ رکھا گیا۔ ہمارے دفتر کے کچھ لوگوں نے فاطمہ کے مسلمان ہونے پر لاتعلقی ظاہر کی اور کچھ نے تعجب و تاسف کا اظہار کیا۔ اس کے اپنے اقارب نے بھی یہ بات پسند نہ کی۔ فاطمہ اور میں ایک دوسرے کے خاصے قریب تو پہلے ہی آ چکے تھے مگر اسلام لانے کے بعد میں ایک عجیب سا بندھن اپنے اور اس کے درمیان محسوس کرنے لگا۔ شاید وہ بھی ایسا ہی کچھ محسوس کر رہی تھی' جبھی اب ہم دونوں زیادہ تر وقت ساتھ گزارنے لگے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا یہ کہنا کہ لڑکیوں سے دور ہی رہا جائے اور صرف کام کی حد تک تعلق رکھا جائے' ریت کی دیوار ثابت ہوا۔ ہمارے درمیان دوستی اور بے تکلفی پیدا ہونے لگی اور مجھے پتہ بھی نہ چلا کہ آہستہ آہستہ فاطمہ کس طرح میری زندگی میں داخل ہو کر اس پر اثر انداز ہونے لگی۔ اس کی شخصیت کے ٹھہراؤ اور وقار کا تو میں پہلے ہی معترف تھا' اب اس کی شخصیت کا اسیر بنتا جا رہا تھا۔ ہم غیر محسوس طریقے سے ایک دوسرے کے بہت قریب آ چکے تھے اور میں واضح طور پر محسوس کرنے لگا تھا کہ فاطمہ کے لیے میرے دل میں نرم گوشہ پیدا ہو چکا ہے۔

فاطمہ نے اپنے آپ کو خاصی حد تک اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھال لیا تھا۔ وہ ایسا لباس پہننے لگی تھی جو مکمل طور پر اس کے جسم کو ڈھانپتا۔ شراب اور خنزیر کے گوشت کا استعمال اس نے فوراً ہی ترک کر دیا تھا اور نماز سیکھ رہی تھی۔ اس عرصے میں ایک آدھ مرتبہ میں اسے وقار بھائی کے ہاں بھی ملانے لے گیا۔ ویسے تو ان لوگوں نے اس کی خاصی آؤ بھگت کی لیکن اکیلے میں میری ٹانگ کھینچی...... ''کیوں میاں' یہ کیا چکر ہے؟ یہ کالی کیوں لیے پھر رہے ہو؟'' وقار بھائی نے پوچھا۔

''کوئی چکر نہیں وقار بھائی! تو مسلم ہے' میں چاہتا تھا آپ لوگوں سے بھی مل لے اور بہت سی باتیں بھابی سے اور آپ سے سیکھ لے''۔

''ارے میاں! ان لوگوں کا کیا ہے' آج کچھ ہیں' کل کچھ اور۔ اور دیکھو'' انہوں نے گویا تنبیہ کرتے ہوئے کہا: ''ابھی تک بچے رہے ہو تو بچے ہی رہنا۔ ان کالیوں گوریوں کے چکر میں پڑنا بڑا برا ہوتا ہے۔ تمہارے لیے کوئی لڑکیوں کی کمی ہے؟ ایک سے ایک پاکستانی' بھارتی خاندانوں کی لڑکیاں موجود ہیں''۔

''ایسی کوئی بات نہیں'' میں نے انہیں یقین دلاتے ہوئے کہا۔ ''وہ صرف میری دوست ہے''۔

یہ تھا بھی سچ۔ میں نے ابھی اتنی دور تک کا نہیں سوچا تھا' لیکن لگتا ہے وقار بھائی نے آنے والا وقت بھانپ لیا تھا۔ گزرتے وقت کے ساتھ میں اور فاطمہ اتنے قریب آ گئے کہ ایک دوسرے کے بغیر جینا مشکل لگنے لگا۔ تب ہم نے شادی کا فیصلہ کر لیا۔ گو ہم ایک

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کو پسند کرنے لگے تھے' دفتر کے باہر ملتے ملاتے بھی تھے' اس کے باوجود ایک مخصوص حد ہم نے اپنے درمیان قائم کر رکھی تھی جس پر دونوں ہی بڑی سختی سے کاربند تھے۔ گھر والوں نے تھوڑی سی ردّوقدح کے بعد شادی کی اجازت دے دی۔ طے یہی پایا کہ فی الحال سادگی سے نکاح کر لیا جائے تو باقی رسوم و تقریبات ہمارے پاکستان پہنچنے پر ادا کی جائیں گی۔

فاطمہ پر مَیں نے اچھی طرح واضح کر دیا تھا کہ مَیں صرف اس وقت تک یہاں ہوں جب تک ماسٹرز نہیں کر لیتا۔ اس کے بعد جتنی جلد ممکن ہو گا مَیں پاکستان چلا جاؤں گا اور اسے باقی تمام عمر اپنے وطن' اپنے گھر اور اپنے لوگوں سے اتنی دور اجنبی دیس میں گزارنی ہو گی۔ لہٰذا اچھی طرح سوچ سمجھ لے۔ مَیں نے اس پر امریکہ اور پاکستان کے درمیان بنیادی فرق بھی واضح کیے کہ ہمارا ملک ترقی پذیر اور تیسری دنیا سے تعلق رکھتا ہے جہاں وہ سہولیات اور آسائشیں میسر نہیں جن کی وہ عادی ہے۔ علاوہ ازیں وہاں قدم قدم پر پابندیاں ہوں گی۔ فاطمہ نے یہ تمام باتیں بڑے صبر و سکون سے سنیں اور مسکراتے ہوئے گویا ہوئی کہ وہ اپنے موقف پر قائم ہے اور ان تمام باتوں سے آگاہ ہے اور یہ کہ میرا عمر بھر کا ساتھ اسے ہر شرط پر منظور ہے۔ رہی پابندیوں کی بات تو وہ ان کے لیے بھی تیار ہے۔

مَیں فاطمہ کے گھر والوں سے بھی مل چکا تھا۔ وہ سب مجھ سے خندہ پیشانی سے ملے۔ شروع میں اس کے والدین اور بھائیوں کو یہ اعتراض تھا کہ اسے میرے ساتھ پاکستان جانے کی ضرورت کیا ہے بلکہ وہ مجھ سے کہتے کہ شادی کرنی ہے تو یہیں رہو لیکن پھر اس کی استقامت دیکھ کر خاموش ہو گئے۔ وقار بھائی اور شمع بھابی نے شادی کی خبر سخت حیرت اور افسوس کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ سنی۔ ان کے چہرے دیکھ کے مجھے اندازہ ہوا کہ انہیں یہ بات کس قدر ناگوار گزری ہے۔

''آخر پھنس ہی گئے میاں''۔ وقار بھائی بولے۔ ''مَیں نے تو پہلے ہی کہا تھا مگر تمہیں یہ شادی وادی کی کیا سوجھی تمہیں؟ یہ لوگ بھی بھلا کسی کے ہوئے ہیں؟ ان کا ایمان ہے نہ ایقان اور یہ بھی تو سوچو نجانے کتنوں کے ساتھ اس کے تعلقات رہے ہوں گے۔ وہاں سے لوگ بھاگ بھاگ کر یہاں آ رہے ہیں اور ایک تم ہو کہ خود بھی واپس جانا چاہتے ہو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسے بھی لے جاؤ گے۔ بھلا اس کا وہاں گزارا کہاں؟ یہ آزاد فضاؤں کی پنچھی' وہاں کی پابندیوں میں اس کا دم گھٹنے گا۔ سال بھر یہ رہ لے تو بہت سمجھنا''۔

ان کی باتیں مجھے سخت ناگوار لگ رہی تھیں' لیکن میں تحمل سے کام لے رہا تھا۔ جانتا تھا کہ اتنا بڑا اقدام اٹھایا ہے تو یہ باتیں ضرور سننا پڑیں گی۔ میں نے صرف اتنا کہا: ''وقار بھائی! وہ عام امریکی لڑکیوں کی طرح تھیں اور اب تو وہ الحمدللہ مسلمان ہو چکی ہے۔ میں یہ تو نہیں جانتا کہ اس کے اوروں سے کس حد تک تعلقات رہے ہوں گے لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ سچے دل سے ایمان لانے کے بعد چاہے پہاڑ برابر بھی گناہ ہوں تو اللہ وہ بھی معاف کر دیتا ہے اور انسان ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والے بچے کی طرح پاک صاف ہو جاتا ہے اور اگر آپ یہ بات کر رہے ہیں تو یہ بھی جانتے ہوں گے کہ یہ سب کچھ ایک حد تک ہمارے معاشرے میں بھی ہوتا ہے لیکن ڈھکے چھپے۔ رہی بات وہاں کی پابندیوں کی تو اس کے لیے وہ پابندیاں یہاں کی آزادیوں سے زیادہ مقدم ہیں''۔

نکاح کی تقریب میں وقار بھائی اور شیخ بھائی کے علاوہ میرے چند قریبی دوست شامل تھے۔ بھابی نے فاطمہ کو دلہن بنا کے تیار کر دیا تھا۔ انہوں نے فاطمہ کو ساتھ لے جا کر انڈین سٹور سے ایک خوبصورت ہلکے کام کا شلوار قمیص کا جوڑا دلوا دیا تھا۔ جو دولہا یعنی میری طرف سے تھا۔ کچھ عرصے کے بعد جب میرا ماسٹرز مکمل ہو گیا تو ہم پاکستان لوٹ آئے۔ میرے گھر والوں اور خاندان والوں نے ہمارا خاطر خواہ خیر مقدم کیا۔ فاطمہ کو نئے سرے سے دلہن بنایا گیا' ڈھولک بجائی گئی اور ایک پُر وقار ولیمے کی تقریب منعقد کی گئی۔ عام طور پر تو مجھ سے کسی نے کچھ نہ کہا لیکن میری پیٹھ پیچھے بڑی باتیں بنائی گئیں۔ خوب مضحول بازیاں ہوئیں۔ چند ایک بے تکلف دوستوں نے میری ٹانگ کھینچی۔ کسی نے کہا:

''کیوں بھئی گوری نہیں ملی تھی جو کالی پکڑ لائے''؟ کوئی بولا: ''کالی ہی سے کرنی تھی تو اپنے یہاں کی لڑکیوں میں کیا خرابی تھی''؟

میں ہنس کے چپ رہتا۔ پیٹھ پیچھے بھی لوگ اسی قسم کی باتیں کرتے تھے۔ لیکن مجھے پروا تھی نہ فاطمہ کو۔ میں نے فاطمہ کو ان تمام باتوں کے لیے پہلے ہی تیار کر رکھا تھا۔ جانتا تھا کہ ہم لوگ کسی کی خوشی میں تو کم ہی شریک ہوتے ہیں' مذاق اڑانے اور مضحول

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بازیوں میں پیش پیش رہتے ہیں۔ ہمارے ہاں ویسے بھی لوگ رنگ ونسل کے بارے میں بڑے حساس ہیں۔ گورے رنگ پر مرتے اور کالے سے نفرت کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر رنگ ہی دیکھا جائے تو فاطمہ کا رنگ روپ ہمارے ہاں کی لڑکیوں ہی کی طرح تھا اور نقش و نگار بھی ٹھیک ٹھاک تھے لیکن بات وہی تھی کہ وہ ایک کالی افریقن لڑکی تھی جسے ہمارے ہاں کوئی برابری کا درجہ دینے کو تیار نہیں ہوتا۔

میرے گھر والوں کو اگر تھوڑا بہت قلق تھا بھی تو وہ فاطمہ کی خدمت گزاری' اپنائیت' خلوص اور محبت نے دور کر دیا اور کچھ ہی عرصے میں سب اس کی خوبیوں کے معترف ہو گئے اور اس کے گن گانے لگے۔ مجھے ایک بہت اچھی کمپنی میں اچھی ملازمت مل گئی تھی۔ ہماری شادی کو پانچ سال گزر گئے تھے۔ اس عرصے میں فاطمہ دو مرتبہ امریکہ بھی چکر لگا آئی تھی۔ اس نے اس خوبی سے اپنے آپ کو ہمارے ماحول میں ڈھال لیا تھا کہ وہ اسی کا ایک حصہ لگتی۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند' محنتی' غم گساری اور خدمت گزاری میں پیش پیش۔ اس عرصے میں ہم ایک بیٹے اور ایک بیٹی کے ماں باپ بن چکے تھے۔ وہی لوگ جو پہلے ہمارا مذاق اڑانے میں پیش پیش تھے' جنہوں نے شرطیں باندھیں ہوئی تھیں کہ یہ شادی زیادہ عرصہ نہیں چل سکتی' اب میری بیوی کی خوبیوں کے دل سے معترف تھے اور کہتے تھے کہ میں امریکہ سے ایک ہیرا لے آیا ہوں۔

ایک روز ایک تقریب میں عاطف بیگ سے ملاقات ہوئی جو امریکہ میں میرے ساتھ تھا۔ میں اتنے عرصے بعد ایک پرانے ساتھی کو دیکھ کر بڑا خوش ہوا اور ہم پرانی باتیں لے کے بیٹھ گئے۔ میں نے سب ساتھیوں' دوستوں کی خیریت دریافت کی اور گفتگو کا سلسلہ وقار بھائی کی طرف مڑ گیا۔ میری اس بات کے جواب میں کہ وہ لوگ کیسے ہیں' وہ ایک دم خاموش ہو گیا۔ پھر چند لمحے بعد بولا: ''لگتا ہے تمہیں کچھ نہیں معلوم؟''

''کیا''؟ میں نے حیرت سے پوچھا ''سب خیریت تو ہے نا''؟

''ہاں ویسے تو خیر' خیریت ہی ہے لیکن بڑی ٹریجڈی ہوئی ہے بے چاروں کے ساتھ۔ ان کی بیٹی ربیکا باپ کا گھر چھوڑ کر اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ رہنے لگی ہے۔ وقار

www.KitaboSunnat.com

بھائی نے بڑی کوشش کی کہ اسے باز رکھ سکیں لیکن وہ نہ مانی۔ کہنے لگی: "میں اٹھارہ سال کی عاقلہ و بالغہ ہوں اور آپ مجھ پر جبر نہیں کر سکتے۔" وقار بھائی نے ایک مرتبہ زبردستی کوشش کی اسے لانے کی تو اس نے پولیس کو رپورٹ کر دی اور بے چارے وقار بھائی ہاتھ ملتے رہ گئے۔ اب وہ بڑے اداس اداس اور افسردہ رہنے لگے ہیں۔ اب وہ اپنے ملنے والوں سے منہ چھپاتے پھر رہے ہیں اور آئے دن کی دعوتوں اور پارٹیوں کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے"۔

میں گم سم بیٹھا تھا۔ میرے کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔ مجھے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ وقار بھائی کے گھر کی بربادی پر مجھے بڑا دکھ ہو رہا تھا۔ تعجب ہے ان کی دوررس نظر نے میرے اور فاطمہ کے مابین ابھرتا ہوا تعلق تو دیکھ لیا تھا لیکن وہ اپنے گھر میں امڈنے والا طوفان نہ دیکھ سکے۔ آج میں تو فاطمہ کے ساتھ خوش و خرم زندگی گزار رہا ہوں جو ایک مثالی بیوی، ماں اور بہو ثابت ہوئی ہے اور جس کے بارے میں ان کا کہنا تھا کہ ان لوگوں کا کیا بھروسہ ان کا ایمان ہے نہ ایمان اور وہ آزاد فضاؤں کی پنچھی سال بھر بھی گزار لے تو بہت بڑی بات ہوگی...... لیکن خود آج وہ زندگی کے کس دوراہے پر کھڑے ہیں...... شاید یہی گردشِ زمانہ ہے۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاطمہ گرم (جرمنی)

(FATIMA GARIMM)

فاطمہ گرم قبول اسلام کے آغاز میں فاطمہ ہیرین کہلاتی تھیں۔ جیسا کہ آپ ان کی خودنوشت میں دیکھیں گے' وہ قبول اسلام کے بعد اپنے خاوند ڈاکٹر عمر عبدالعزیز کے ساتھ پاکستان آ کر کراچی مقیم ہوئیں۔ لیکن یہاں کے حالات سے بددل ہو کر واپس چلی گئیں۔ آج کل وہ جرمنی کے شہر ہمبرگ میں مقیم ہیں۔

فاطمہ اپریل ۱۹۸۷ء میں بین الاقوامی سیرت کانفرنس میں شمولیت کے لیے اسلام آباد تشریف لائیں تو روزنامہ "جسارت" کراچی کی شعبۂ خواتین کی انچارج حنیفہ اقبال زیدی نے ان سے انٹرویو کیا۔ یہ انٹرویو دلچسپ بھی ہے اور معلومات افزا بھی۔ (مطبوعہ جسارت: ۱۰ اپریل ۱۹۸۷ء) اس کا خلاصہ ذیل میں دیا جا رہا ہے:

"اپنی ابتدائی زندگی کے متعلق کچھ بتایئے؟"

"میرے والد Adolf Woulf' (انھوں نے وولف کی سپیلنگ پر زور دیتے ہوئے کہا) اور والدہ نے چرچ جانا چھوڑ دیا تھا اور وہ لوگ حقیقت (راہ حق) کی تلاش میں تھے لیکن بعد میں وہ اس معاملے میں بہت حساس نہیں رہے کہ بس ایسے ہی ٹھیک ہے' لیکن جب میں نے ذرا سا ہوش سنبھالا تو مجھے اسی وقت سے ایک بے چینی اور اضطراب سا محسوس ہوتا تھا۔ میں اپنی والدہ سے سوالات کرتی رہتی تھی۔ میری ماں تنگ آ کر مجھ سے کہتیں' اسی دنیا پر قناعت کرو' تمھیں کیا پہلے کیا تھا اور آئندہ کیا ہوگا؟ جو کچھ ہے اسے انجوائے کرو۔ تم زیادہ Greedy (حریص) ہو۔ اس لیے مضطرب ہو۔

میرا نام اس زمانے میں ہیرین ہوتا تھا۔ فاطمہ ذرا سی خاموش ہوئیں تو ہم نے فوراً

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا سوال کیا:

آپ اسلام کیسے لائیں۔ ہمارا مطلب ہے کوئی خاص واقعہ یا بات تھی جس سے آپ متاثر ہوئیں یا باقاعدہ ایک طویل مطالعے کے بعد اس نتیجے پر پہنچیں......؟

فاطمہ: میں باقاعدہ مطالعہ کیا کرتی تھی... جب میں نے عیسائیت کا تفصیلی مطالعہ کیا تو میں "لادین" ہو چکی تھی۔ مجھے یہ سب بڑا عجیب لگتا تھا کہ "خدا کا بیٹا ہے اور عورت تو سدا کی مجرم ہے کہ اس نے آدم کو کھانے کے لیے سیب دیا تھا۔ عورت کو وہ لوگ بہت زیادہ برا کہتے ہیں۔ مجھے یہ بات بالکل اچھی نہیں لگتی تھی اور یہ بات تو اور بھی زیادہ بری لگتی تھی کہ اللہ نے اپنے بیٹے کو پھانسی پر چڑھا دیا۔ بچا کیوں نہ لیا؟"

اور یہ کہ پوپ کے سامنے اقرار کیا جائے Ridiculus کتنی مضحکہ خیز چیز ہے یہ' مجھے سخت بری لگی۔ ایک انسان بالکل ہمارے جیسا انسان ہوتے ہوئے ہمارے گناہوں کو کیسے معاف کر سکتا ہے؟

اس کے بعد پھر میں نے اسلام کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔

اسلام سے سب سے پہلے آپ کیسے واقف ہوئیں؟

میں نے معروف سکالر محمد اسد کی کتاب Road To Makkah پڑھی۔ اس کا میں نے جرمن زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے۔ میں اس سے بہت زیادہ متاثر ہوئی تھی۔ پھر مولانا مودودی صاحب کی کتاب Towards Understanding Islam کا مطالعہ کیا۔ اور تب جا کر پہلی مرتبہ میں حقیقت سے آشنا ہوئی۔ مجھے پتہ چلا کہ یہ غلط ہے یہ صحیح ہے۔ اسلام گمراہ نہیں کرتا۔

اچھا جب آپ پر اس حقیقت کا انکشاف ہوا تو آپ کی کیا کیفیت تھی۔ کیا آپ فوراً ہی تبدیلی مذہب کے لیے تیار ہو گئی تھیں؟ ہمارا مطلب ہے کہ لادینیت سے تائب ہو کر اسلام لانے کے لیے تیار ہو گئی تھیں؟

ہاں فوراً تیار ہو گئی تھی۔ حالانکہ خدشے بہت زیادہ تھے کہ مجھے بہت زیادہ سوشل پریشرز کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ہمارے ہاں یورپ میں اسلام کے بارے میں لوگوں کا ایک عام تاثر یہ ہے کہ اس مذہب کے ماننے والوں میں غربت بہت زیادہ ہے اور یہ کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مذہب تو اس قسم کا ہے کہ اس میں بیک ورڈنس (رجعت پسندی) زیادہ ہے۔ یہ ساری باتیں تھیں لیکن اسلام کی حقانیت نے مجھے اس درجہ متاثر کیا کہ میں فوراً مسلمان ہو گئی۔

— یہ اب سے ۲۵ سال پہلے کا واقعہ ہے۔ مسلمان ہونے کے بعد پاکستان آ گئی تھی۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے خوش مزاجی سے کہا۔ جب میں یہاں آئی تو میں صحیح معنوں میں ''مسلم بے بی'' تھی۔ کچھ پڑھ تو ضرور لیا تھا' مگر نہ نماز سے واقف تھی نہ روزے سے۔ سب بعد میں سیکھا پاکستان میں کوئی تین سال رہی۔ یہاں میں نے نقاب والا پردہ بھی کیا' لیکن یہاں کی گرمی کے سبب ہم مجبوراً یہاں مستقل قیام نہیں کر سکے اور واپس چلے گئے۔

آپ کو اسلام کی کس چیز نے سب سے زیادہ متاثر کیا؟

میں نے بہت ساری چیزیں پڑھی ہیں۔ باقاعدہ عربی زبان بھی سیکھی ہے۔ سب سے پہلے تو روڈ لوکہ پھر امیر علی کی کتابیں پڑھیں۔ ان کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ انہوں نے میرے دل کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے۔ پھر مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے بہت متاثر کیا۔ مولانا مودودی کی دینیات بہت اچھی لگی جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ''دنیا کی تمام چیزیں پیدائشی مسلمان ہیں صرف انسان کو یہ چوائس ملی ہے کہ وہ خود مسلمان بنے''۔

مجھے سید قطب شہید کی کتاب Islam,The Religion of Future نے بھی بہت متاثر کیا اور اس کا بھی میں نے جرمن زبان میں ترجمہ کیا اس طرح میں اب تک محمد اسد' مولانا مودودی' سید قطب' مولانا عبدالماجد دریا آبادی اور سید امیر علی کی منتخب کتابوں کو جرمن زبان میں منتقل کر چکی ہوں۔

آپ کے خیال میں مغرب کو اسلام کی کیا چیز سب سے زیادہ متاثر کر سکتی ہے؟

''مغرب کو اسلام سے سب سے زیادہ یہ چیز متاثر کر سکتی ہے کہ ہم فی الواقع ویسا ہی بنیں جیسا کہ اسلام ہے''۔

انتہائی مختصر اور سادہ سے اس جملے میں مضمون کا ایک جہاں آباد تھا۔ ہم چند لمحے خاموش رہے۔ گفتگو پھر ذاتی زندگی کی جانب مڑ گئی۔ چار بچے ہیں بحمداللہ جو سب مسلمان ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاطمہ کرم نے پاکستان کے حوالے سے کہا:

مجھے پاکستانی طالبات بہت اچھی نہیں لگتیں۔

کیوں؟

ہر وقت خود کو خوبصورت بنانے میں لگی رہتی ہیں۔ خوبصورت شوہر تلاش کرنا اور اسی موضوع پر اول تا آخر گفتگو کرتے رہنا ہی ان کا سب سے اہم اور دلچسپ مشغلہ ہوتا ہے۔

ہم شرمندہ ہو گئے اور بمشکل اتنا کہا:

سب ایسی نہیں ہوتیں۔

ہاں سب ایسی نہیں ہوتیں مگر اکثریت...... انہوں نے انگلی اٹھائی۔

ہم نے اثبات میں گردن ہلا دی۔ تب فاطمہ یک بیک پھر سنجیدہ ہو گئیں اور طالبات سے کہا:

اپنے حلقہ احباب میں سے لڑکیاں چن لیجیے' ان کا اعتماد حاصل کیجیے۔ ان کے آگے دین کی دعوت موثر طریقے سے پیش کیجیے' حسن اخلاق بہت ضروری ہے' نماز کی پابندی کیجیے' قرآن حکیم سے اپنا تعلق بڑھایئے اور اس کی روشنی میں غور کرتے رہیے کہ ہم کس طرح لوگوں کو پھر سے دین کے قریب سے قریب تر کر سکتے ہیں۔ محض نماز ادا کر لینے سے مسلمان ہونے کا حق ادا نہیں ہو جاتا۔

(۲)

یہ مضمون محترمہ فاطمہ ہیرین نے ماہنامہ "چراغ راہ" کراچی کے لیے خود قلم بند کیا۔ جو اکتوبر ۱۹۶۵ء کے شمارے میں شائع ہوا۔ اردو میں اس کا ترجمہ امجد انیس صاحب نے کیا تھا۔

جب ۱۹۴۵ء میں جرمنی میں جنگ ختم ہوئی تو میری عمر صرف ۱۱ سال تھی اور میں ایک اسکول میں پڑھ رہی تھی۔ میرے والد ایک جرنیل تھے اس لیے یہ بالکل فطری بات تھی کہ میرے والدین نے ہم سب بھائی بہنوں' (۲ بھائی اور ۲ بہنوں) کی تربیت قومی اشتمالی نصب العین کے مطابق کی۔ خدا کے وجود کے بارے میں ہم کچھ مبہم اور غیر واضح تصور تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے تھے لیکن ہمارے لئے اس کی حیثیت ایک ایسی ہستی کی تھی جو ناقابل تصور حد تک ہم سے دور ہو اور جو اتنی عظیم ہو کہ اسے لوگوں کے روزمرہ کے معاملات سے کوئی دلچسپی نہ ہو۔ ایک ایسی ہستی جس نے لاکھوں سال گزرے قوانین قدرت بنائے اور پھر یہ قوانین محض اتفاقی اور حادثاتی طور پر انسان کو وجود میں لائے۔ ہم یہ یقین رکھتے تھے کہ قوانین قدرت کے ذریعے پودوں سے جانور بنے ہیں اور ان جانوروں سے جن کی اعلیٰ ترین شکل بندر ہیں' انسان ظہور پذیر ہوئے جو ابتدا میں پتھر کے دور کی مخلوق تھی' لیکن آہستہ آہستہ اس نے فہم و شعور حاصل کیا۔ سوچنے سمجھنے والے ذہن پیدا ہوئے اور اس طرح انسان نے اس باشعور انسانی نسل کی شکل اختیار کی جس سے وہ تاریخ انسانی کی کتب کے باب اول کی حیثیت سے واقف ہیں۔

ہمیں یہ سکھایا گیا تھا کہ ہم صرف اس بات کو سچی اور مبنی بر حقیقت سمجھیں جسے ہم اپنی آنکھ سے دیکھ سکیں یا ہاتھ سے محسوس کر سکیں یا کان سے سن سکیں۔ اسی لئے چونکہ ہم زیادہ سے زیادہ یہی دیکھ سکتے تھے کہ موت کے بعد انسان جانوروں' پودوں کی طرح جزو زمین بن جاتا ہے اس لئے یہ بات بالکل واضح تھی کہ زندگی بعد موت اور یوم حشر کے بارے میں کہانیاں ان لوگوں کی اپنی خوش خیالی کی ایجاد ہیں جو انسان کی اس دنیاوی زندگی کے علاوہ بھی کچھ پانے کی خواہش کو تسکین دے کر یا کمزور لوگوں کو ہمیشہ کی آتش جہنم کا ڈراوا دے کر دراصل خود طاقت و قوت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ ہمارا اگر کسی مذہب سے واسطہ تھا تو وہ عیسائیت تھی اور اس کی تصویر ہمارے سامنے ایسی پیش کی جاتی تھی کہ جیسے یہ عامۃ الناس کی افیون ہے اور یہ ان لوگوں کے اعتقادات ہیں جنہیں سوائے موت کے کوئی اور خوف نہیں جو نہ خود سوچتے ہیں نہ سمجھتے ہیں بس بھیڑوں کے گلے کی طرح چلتے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے تھے کہ ہر آدمی خود اپنے ہی سامنے جواب دہ ہے اور وہ اپنے ساتھ جو کچھ کرنا چاہے اس کے لیے کلیتہً آزاد ہے۔ جب تک کہ وہ بظاہر دوسروں کے لیے نقصان کا باعث نہ ہو اور یہ کہ صرف ہمارا اپنا ضمیر ہی ہمارا رہبر ہے۔ قومیت کا وہ تصور جس کا پرچار جنگ کے دوران اور اس سے قبل کیا جاتا تھا جرمن قوم کو سخت ترین جدوجہد پر ابھارنے کے لیے سب سے موثر حربہ ثابت ہوا۔ ہماری بڑی سے بڑی اخلاقی اور روحانی خواہش بس یہ تھی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہم اپنے مادر وطن کے لیے اعلیٰ کارنامے سرانجام دیں۔ اپنی قوم کی خاطر جانیں قربان کریں اور جرمنی کی عظمت و شان کے لیے کام کرنے میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

جب جنگ ختم ہوئی تو صرف ملک کی عمارات و مکانات ہی زمین سے نہیں آ لگے تھے بلکہ اس سے وابستہ عظمت کی شاندار روایات اور اس کی خاطر بلند و بالا نصب العین سب ہی پارہ پارہ ہو گئے تھے۔ جو لوگ کسی طرح زندہ بچ سکے ان کے لئے اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ تھا کہ جو کچھ اب کیا جا سکتا ہے اس سے چمٹے رہیں یعنی کھنڈرات پر ایک نئی عمارت کی تعمیر۔ اپنے سر چھپانے کے لئے جگہ کی فراہمی' اپنی تکلیف دہ بھوک کی تسکین۔ جسم کے لیے چیتھڑوں سے زیادہ بھی کچھ حاصل کرنا اور کیونکہ جرمن ایک ایسی قوم ہیں کہ جب ان کے سامنے کوئی مقصد ہو تو پھر وہ وقت ضائع نہیں کیا کرتے' اس لئے انہوں نے یہ معاشی معجزہ بہت اچھی طرح اور حیرت انگیز طور پر بہت کم وقت میں کر دکھایا۔

ضروری ہے کہ میں اس مسلک کا پس منظر جس سے میرا تعلق ہے بیان کر دوں۔ بہت سے لوگ روایتی قسم کی عیش پسندانہ زندگی پر مطمئن ہیں اور میں جانتی ہوں کہ میرا خاندان اس زندگی پر بالکل مطمئن ہے۔ ایسے لوگ بہت کم ہیں جو عیسائی اعتقادات میں ذہنی سکون پاتے ہیں۔ لیکن بہت سے ایسے بھی ہیں' جیسے کہ میں خود بھی' جو صرف اپنے کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ وہ ایسے معاشرے میں مطمئن و مسرور ہیں۔ چنانچہ جب وہ ناچ رنگ' عشق معاشقہ اور مے نوشی سے بھرپور ایک رنگین رات گزارنے کے بعد جاگتے ہیں تو ان کے دلوں میں ایک ایسا خلا ہوتا ہے جو بہر حال اگلی رات میں پہلے سے زیادہ ناچ رنگ اور عشق و معاشقہ اور مے نوشی سے پر نہیں ہو سکتا۔ مجھے معلوم تھا کہ زندگی کو خوش باشی کے اس انداز سے گزار کر میں کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کر رہی لیکن پھر بھی میرا ضمیر مطمئن نہ تھا۔ معلوم نہیں کس طرح مگر مجھے یہ احساس تھا کہ اپنی زندگی کو محض میرا ضمیر اور ایک انسانیت نواز معاشرے کے اصول کافی رہنمائی نہیں دے سکتے۔ روزمرہ کی ساری خوشیاں مثلاً ایک حسین چمکیلا دن' پر مسرت تعطیل' لذیذ کھانے' کسی صاف شفاف نیلی جھیل میں فرحت افزا غسل' کسی خاص بننے والے لباس کا عمدہ' محبوبہ کے لیے میں کام آ کر ان کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانب سے تحسین و تعریف کا اظہار حاصل کرنے کے بعد بھی مجھے کوئی حقیقی مسرت نہیں ملتی تھی جب تک کہ میں کسی کی بھلائی نہ کر لیتی یا کم از کم اس خدا کا شکر ادا نہ کر لیتی جس کے کرم سے مجھے سب کچھ حاصل ہو رہا تھا۔ مجھے ڈائری لکھنے کی عادت تھی چنانچہ ایک روز میں نے بے خیالی میں یہ لکھ دیا:

"آج تو بڑا ہی حسین اور شاداب دن تھا۔ اے میرے خدا تیرا بہت بہت شکریہ"۔

یہ تحریر پڑھ کر میں بہت حیران ہوئی اور شرمندہ بھی۔ لیکن میرے ضمیر نے آواز دی کہ پریشان کیوں ہوتی ہو خدا تو تمہارے وجود میں ہر وقت موجود ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ تم اسے پہچاننے کی کوشش نہیں کرتی۔ اس کے ساتھ ہی میرے دل سے یہ آواز بھی ابھری کہ خدا کو تو حی و قیوم اور سمیع و بصیر ہونا چاہئے وہ خدا کیسا ہے جو محض قوانین قدرت سے سروکار رکھے اور مخلوقات کے معاملے سے بے نیاز رہے۔

عیسائیت سے مایوسی: اس وقت میرے سامنے جو راستہ تھا وہ صرف عیسائیت کا تھا۔ میں نے ایک پادری سے سبق لئے کتابیں پڑھیں اور چرچ کی عبادات میں شرکت کی لیکن میں خدا سے قریب نہ ہو سکی۔ میرے پادری نے مجھے مشورہ دیا کہ میں عیسائیت کی راہ پر آگے بڑھوں "اعتراف گناہ کروں اور" ہولی کمیونین" کی رسم ادا کروں۔ جب میں اس طریقہ پر عمل پیرا ہوں گی تو ضرور خدا کی طرف جانے والا راستہ پالوں گی۔ میں نے اس کے مشورہ پر عمل کیا لیکن ذہنی سکون سے پھر بھی محروم رہی۔ حقیقت یہ ہے کہ بیٹے اور روح القدس سے گزر کر خدا تک جانے والا راستہ بہت ہی طول طویل تھا اور گناہ اوّل کا بارنا قابل برداشت تھا۔

میں سمجھتی تھی کہ جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ مایوس کیا وہ یہ تھی کہ ہمیں اپنی سوسائٹی میں رہنے کے لیے اپنے اعتقادات سے قدم قدم پر مصالحت کرنی پڑتی تھی۔ چرچ اپنے اختیارات کو برقرار رکھنے کی خاطر اور سوسائٹی میں اپنی بقا کے لئے از خود مصالحت کرنے کے لئے ہر دم تیار رہتا ہے۔ صرف ایک مثال کافی ہوگی۔ چرچ کہتا ہے کہ خدا کے نام پر باقاعدہ نکاح کے بعد ہی جنسی تعلقات قائم کیے جانے چاہئیں لیکن آج مغرب میں صورت حال یہ ہے کہ شاید ہی کوئی مرد اور صرف چند عورتیں ہی اس اصول کو ماتی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ لیکن ان کے باوجود بھی پادری بس ایک یا دو دعائیں پڑھ کر گناہ کے اعتراف کرنے والے کو بخشش کا یقین دلا دیتا ہے۔ میں کسی ایسے چرچ کو قبول کرنے کے لیے کسی طرح بھی تیار نہیں ہو سکتی جو اتنے اہم معاملات تک میں مصالحت کے لیے تیار ہو۔ میں اپنی زندگی کی رہبری کے لئے کسی ایسی ہدایت کی متلاشی تھی جو نفس الحقیقت کامل اور مکمل ہو۔ ان شکوک و شبہات کی بنا پر میری کیفیت یہ تھی کہ جب میں چرچ میں گھٹنے ٹیک کر عبادت کر رہی ہوتی تب بھی اپنے آپ کو خدا کے واقعی قریب محسوس نہ کرتی تھی۔

عیسائیت سے ہٹ کر دوسرے مذاہب سے واقفیت حاصل کرنے کا مجھے کبھی خیال تک نہ آیا۔ کیونکہ عیسائیت کا مذہبی ٹولہ ان مذاہب کو اس طرح بدنام کرتا کہ لوگ ان کے پیروکاروں کو "بدقسمت کافر" سمجھتے ہیں اور بھلا اس روشن خیال سوسائٹی میں کون یہ چاہے گا کہ پس ماندہ اور "بدقسمت" افراد کی ہمارے ہی سے تعلق پیدا کرے۔

اسلام سے پہلی شناسائی: میری عمر ۲۳ سال کی تھی جب میں پہلی دفعہ اس شخص سے ملی (یعنی ڈاکٹر عمر عبدالعزیز سے) جسے دو سال بعد میرا شوہر ہونا تھا۔ وہ دیکھنے میں کسی بھی دوسرے جرمن باشندے کی طرح تھا اور جب اس نے مجھے یہ بتایا کہ وہ ۷ سال قبل مشرف بہ اسلام ہو چکا ہے تو مجھے سخت متعجب ہوئی۔ میں یہ جاننے کے لیے بیتاب تھی کہ ایک تعلیم یافتہ آدمی نے جس نے پی ایچ ڈی بھی کر لیا تھا' یہ فیصلہ کیونکر کیا؟

اس نے مجھے بتایا کہ اللہ صرف مسلمانوں کا "خدا" نہیں بلکہ خدا کے لئے عربی زبان کا لفظ ہے۔ مسلمان خدائے تعالیٰ کی وحدانیت پر کامل یقین رکھتے ہیں۔ وہ اپنے پیغمبر محمد ﷺ کی اس طرح پرستش نہیں کرتے جس طرح عیسائی حضرت عیسیٰ کی کرتے ہیں۔ اسلام کا مفہوم یہ ہے کہ ایک اور صرف ایک خدا...... اللہ...... کی کامل اطاعت کی جائے۔ اس نے مجھے بتایا کہ اسلامی عقاید کی رو سے سب انسان' چرند' پرند اور پودے اور کائنات کی ہر شے "مسلم" ہیں کیونکہ انہیں بہرحال خدا کے قانون کے مطابق ہی چلنا پڑتا ہے۔ ورنہ وہ خود اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالیں گے۔ وہ جانور جو خدا کے مقرر کردہ طریقہ کے مطابق خوراک نہیں کھاتا ہے' آخر کار موت سے ہمکنار ہو جائے گا۔ وہ پھول جو رات کو اپنی پنکھڑیاں سمیٹنے کی فطری خواہش کو پورا نہیں کرتا' مر جائے گا۔ اس نے مجھ کو بتایا کہ یہ صرف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان ہی ہے جسے جسمانی امور میں مجبوراً تابع ہونے کے ساتھ ساتھ اس آزادی و خود مختاری سے بھی سرفراز کیا گیا ہے کہ وہ یہ طے کرے کہ وہ اخلاقی اور روحانی لحاظ سے اپنی زندگی کی تشکیل ایک "مسلم" کی طرح کرنا چاہتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ یہ فیصلہ کرے اور پھر اس کے تقاضوں کو بھی پورا کرے تو وہ خدا اور خدا کی ساری مخلوقات سے ہم آہنگ ہو گا۔ اس دنیا میں اسے ذہنی سکون حاصل ہو گا اور بعد کی آنے والی زندگی میں رحمت و برکت اس کا مقدر ہو گی۔ لیکن اگر وہ خدا کے قوانین سے بغاوت و سرکشی کی روش اختیار کرے' خدا کے وہ قوانین جو بڑے ہی حسین انداز اور بہت ہی وضاحت کے ساتھ قرآن پاک کے ذریعے ہم کو بتائے گئے ہیں' تو اس زندگی میں بھی اور بعد کی زندگی میں بھی ناکامی اس کے لیے مقدر ہے۔

مجھے یہ بھی پتہ چلا کہ اسلام کوئی نیا مذہب نہیں ہے جو پہلی دفعہ چودہ سو سال پہلے وجود میں آیا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک وحی الٰہی کے اس سلسلے کی جس میں تورات اور انجیل خاص اہمیت کی مالک ہیں' سب سے آخری' سب سے صحیح اور بالکل غیر محرف کڑی ہے۔ اس طرح ڈاکٹر عمر عبدالعزیز نے میرے لئے ایک نئی دنیا کے دروازے کھول دیئے۔ ان کی رہبری میں میں نے اسلام کے متعلق وہ کتابیں پڑھنا شروع کیں جو جرمن زبان میں موجود تھیں اور جو عیسائی نقطہ نظر سے نہیں لکھی گئی تھیں۔ محمد اسد کی "اے روڈ ٹو مکہ" میرے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوئی۔

دولت ایمان: شادی کے چند ماہ بعد جب میں نے ۱۹۶۰ء میں اسلام قبول کیا تو میں روزے رکھ چکی تھی' عربی میں نماز پڑھنا سیکھ لی تھی اور قرآن پاک کا مطالعہ بھی کر لیا تھا۔ یہ سب میں نے اس لئے کیا تاکہ مجھے یہ اطمینان ہو جائے کہ میں اپنے اسلامی فرائض کو بخوبی ادا کر سکوں گی۔ قرآن کی حکمت و دانش نے میرے اندر عقیدت و محبت کے جذبات جگائے لیکن سب سے عظیم مسرت مجھے نماز کے ذریعے ہی حاصل ہوئی۔ جب میں خدائے بزرگ و برتر کے حضور عاجزی سے جھکتی یا کھڑی ہوتی تھی تو مجھے خدا کے اپنے ساتھ ہونے کا اتنا قوی احساس ہوتا تھا کہ ہرگز کوئی شک نہیں گزرتا تھا کہ میں نے بالکل صحیح اور سچی راہ اختیار کر لی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اور میرے شوہر اس بارے میں متفق تھے کہ ایک مغربی ملک میں مسلمان کی حیثیت سے رہنے میں طرح طرح کی مصالحتوں کے لیے مجبور ہونا پڑتا ہے۔ اسلام پر صحیح معنوں میں عمل صرف ایک مسلمان معاشرہ ہی میں ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ اسلام عام مفہوم میں مذہب نہیں بلکہ زندگی گزارنے کے لئے ایک مکمل نظام ہدایت ہے۔ چونکہ ہم دونوں نے اس طریق زندگی کو از خود ہی اختیار کیا تھا' اس لئے ہم کسی نامکمل کچے پکے اسلام پر قانع ہونا نہیں چاہتے تھے۔ چنانچہ جب ایک طویل مدت تک تلاش کے بعد موقع ملا اور ہمارے پاس سفر کے لئے رقم جمع ہوئی تو ۱۹۶۳ء میں ہم پاکستان ہجرت کر کے آ گئے۔

پاکستان آ کر ہی مجھے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی فی الواقع اپنے ایمان کے مطابق زندگی گزارنا چاہتا ہو تو ایک نومسلم کو کس طرح اپنی پوری زندگی میں یکسر انقلاب لانا ہوتا ہے۔

میں نے پانچوں وقت کی نماز باقاعدگی سے ادا کرنا شروع کر دی۔ مجھے یہ معلوم ہوا کہ نماز کوئی ایسی چیز نہیں کہ جب مناسب ہوا اور آسانی ہو تو پڑھ لی جائے بلکہ ایسا معمول ہے جس کے گرد سارے دن کی مصروفیات گھومتی ہیں۔ میں نے پردہ شروع کر دیا۔ یہ سیکھا کہ جب میرا شوہر اپنے دینی بھائیوں سے پرجوش گفتگو میں مصروف ہو تو میں چائے بناؤں اور بغیر یہ جانے ہوئے کہ کس کے لئے بنائی ہے' دروازے پر پردے کے پیچھے سے حوالے کر دوں اور اس پر خوش اور مطمئن رہوں۔ میں نے معمولاً تمام وقت گھر پر گزارنا شروع کر دیا اور بجائے بازاروں میں خرید و فروخت کرنے کے انگریزی میں اسلام کے بارے میں کتابیں لکھنا شروع کیں۔ میں روزہ رکھتی اور اس کی عادی ہو گئی کہ سخت بھوک اور پیاس کے باوجود بھی بغیر چکھے کھانا پکاؤں۔ حدیث و سنت کی کتابیں پڑھ کر میں نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت کرنا سیکھا۔ وہ میرے لئے جیتے جاگتے حسین انسانی کردار تھے' محض قابل تعریف تاریخی شخصیت نہیں۔ اپنی زندگی میں انہوں نے خوش اخلاقی' بہادری' شجاعت' قربانی اور تقویٰ کے جو نمونے پیش کیے ان کی حیثیت روشنی کے میناروں کی تھی جن کی رہنمائی میں سفر حیات کی منزلیں طے کی جا سکتی ہیں۔ کیا کیا جائے اور کیا نہ کیا جائے؟ اس بارے میں شبہات جیسے یک لخت ختم ہو گئے۔ اب مجھے اپنے ضمیر پر بھروسہ نہ کرنا تھا جو پہلے ہی بزرگوں اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دانشمندوں میں ایک مشتبہ رہبر ہے۔ اب مجھے بالکل وضاحت سے معلوم تھا کہ اچھا بننے کے لیے اور اس دنیا میں مطمئن رہنے کے لئے اپنی زندگی کس طرز پر ڈھالنا چاہئے اور اس دنیا کا طرز عمل ہی وہ بنیاد ہے جس پر یہ طے ہوگا کہ بعد کی زندگی میں ہمارا انجام کیا ہوتا ہے؟

معترضین سے دو دو باتیں: اسلام کے دشمن قرآن کے احکامات کے خلاف جو کچھ بھی کہتے ہیں وہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ کبھی تعصب سے خالی ہو کر کسی معاشرے میں رہے ہی نہیں۔ ان کا تعصب ان کو ان فوائد کا اندازہ ہی نہیں کرنے دیتا جو مسلمانوں کو حرام و حلال کے واضح اور خیر و شر کے الہٰی تصورات کے علم سے حاصل ہیں۔ اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی کا ایک سے زیادہ شادیاں کرنا برا فعل ہے تو وہ ذرا یہ تو بتائیں کہ جب کوئی شوہر اپنی بیوی کے علاوہ چھپ چھپا کر داشتائیں رکھے اور یہ ایک ایسا فعل ہے جو اسلامی ممالک کی کثیر الازدواجی کے مقابلہ میں مغربی ممالک میں کہیں زیادہ عام ہے تو یہ افراد متعلقہ کے لئے کس طرح مفید ہوتا ہے؟ وہ یہ کہتے ہیں کہ شراب پینے میں کوئی نقصان نہیں تو مے نوشی کی عادت نے مغرب میں جو تباہی پھیلائی ہے اس کی وجہ تو بتائیں؟ وہ کہتے ہیں روزے کسی قوم کی قوت اور صحت کو کمزور کرتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ پرعزم مسلمانوں کے ان شاندار کارناموں پر نظر ڈالیں جو ماہ رمضان کے مقدس ماحول میں انہوں نے سرانجام دیئے اور ذرا ان یادداشتوں کا مطالعہ کریں جو موجودہ مسلمان ڈاکٹروں نے اپنے روزہ دار مریضوں کے بارے میں اپنے تجربات کے بعد تحریر کی ہیں۔ اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ صنفوں کی آزادی ضروری امر ہے تو ذرا کسی مسلمان ملک کے نوجوان کا کسی مغربی ملک کے نوجوان سے موازنہ کرلیں۔ مسلمانوں میں نکاح سے قبل کسی لڑکے اور لڑکی میں تعلقات کا ہونا ایک شاذ امر ہے اور مغربی ممالک میں ایسی شادی جس میں لڑکا اور لڑکی اس وقت تک باعصمت رہیں اس سے بھی زیادہ شاذ ہے۔ اگر ان کی رائے یہ ہے کہ پانچ وقت کی نماز اور روزہ بھی ایسی تو مسلمانوں کی اکثریت کے فہم سے بالاتر ہو وقت اور قوت کا ضیاع ہے تو وہ مغرب میں کسی ایسی رسم یا طریقہ کا پتہ بتائیں جو مسلمانوں کی اس نماز سے زیادہ افراد کو مضبوطی سے متحد کرنے والا ہو اور جسم و روح دونوں کے لئے بہتری کا باعث ہو۔ وہ یہی ثابت کردیں کہ مغربی افراد اپنے فارغ اوقات میں اس سے زیادہ مفید کام کرتے ہیں جو ایک مسلمان کرتا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جب کہ وہ دن بھر میں ایک گھنٹہ اپنی نماز کے لیے نکالتا ہے۔

اگر ہر مسلمان اچھا مسلمان نہ بھی ہو تو بھی ایسے بہت سے مرد اور عورتیں مل جائیں گی جو بہت بہتر انداز کی اسلامی زندگی گزارنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ وہ شخص جو گہرائی میں جا کر انسانی زندگی کی ان خاموش تہوں میں ان اچھے آدمیوں کو تلاش کرنے کی تکلیف ہی نہ کرے بلکہ سطح زندگی پر پائی جانے والی ان رنگا رنگ لہروں کو دیکھ کر فیصلہ صادر کر دے' وہ اسلام کے ساتھ ایک بہت بڑی ناانصافی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ چند سو سال پہلے بھی اسلام اچھا تھا اور آج بھی یہ اتنا ہی اچھا ہے۔ اگر اسے مسخ کرنے والی ملاوٹوں سے علیحدہ کر کے اختیار کیا جائے تو کوئی بھی عقیدہ اور کوئی بھی نظریۂ حیات اسلام سے برتر نہیں۔ بہت سوں کو اس کا آج بھی احساس ہے اور انشاءاللہ وہ منظم ہو کر اس بلکتی کراہتی غیر مطمئن اور پریشانیوں میں مبتلا دنیا کو بھی یہ بتلا دیں گے کہ اسلام آج بھی سارے مادی اور روحانی دکھوں کا واحد علاج ہے۔

مجھے ان سب باتوں کا حقیقی احساس پاکستان آ کر ہوا۔ ان تجربات نے مجھ کو مالا مال کر دیا۔ مسرت سے ہمکنار کیا۔ اطمینان وقناعت کی دولت عطا کی۔ امیدوں سے میرے دامن کو بھر دیا۔ مجھے ایک لمحے کے لیے بھی کبھی ان چیزوں کا خیال نہ آیا جو میں جرمنی میں چھوڑ آئی تھی۔ معقول تنخواہ پر میری سیکرٹری کی حیثیت سے ملازمت' اپنی موٹر کار' تعطیلات' باہر کی سیر و تفریح' ریڈیو' ٹیلی ویژن' اور فرنیچر سے مزین ہمارا فلیٹ کسی چیز کا بھی نہیں۔ مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ اگر جرمنی میں اپنے خاندان کے ساتھ مجھے بات کرنے کا موقع ملے تو میری سمجھ میں نہ آئے گا کہ میں ان سے کیا بات کروں؟ جب کہ اپنے دینی بھائیوں اور بہنوں کی رفاقت مجھے نیا جذبہ عطا کرتی ہے۔ مجھے محبت کا احساس دیتی ہے۔ مجھے بالکل گھر کی سی اپنائیت محسوس ہوتی ہے' اس لئے کہ میں جانتی ہوں کہ اب میں ان ہی میں سے ایک ہوں۔

●.....●.....●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مادام فاطمہ یک ڈیوڈسن (ٹرینی ڈاڈ)

(MADAME FATIMA MIK DAVIDSON)

چند سال پہلے تک مادام فاطمہ مک ڈیوڈسن جمہوریہ ٹرینی ڈاڈ اور ٹوباگو میں سوشل ڈویلپمنٹ اور لوکل گورنمنٹ کی وزیر تھیں۔ انہوں نے ۱۹۷۵ء میں عیسائیت ترک کر کے اسلام قبول کیا۔ ان کا پرانا نام مسز ماڈل ڈونا فاک ڈیوڈسن تھا۔ قاہرہ کے معروف عربی جریدے ''منبر الاسلام'' کو انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے اپنے قبول اسلام کی وجوہ بیان کیں۔ اس انٹرویو کا انگریزی ترجمہ کراچی کے ''یقین انٹرنیشنل'' میں شائع ہوا۔ (۲۲ جنوری ۱۹۸۳ء) جسے ذیل میں اردو کا قالب پہنایا جا رہا ہے۔

کہنے کو تو میں نے ۱۹۷۵ء میں عیسائیت ترک کر کے اسلام قبول کر لیا' لیکن صحیح بات یہ ہے کہ میں لمبا عرصہ پہلے اسلام کے قریب آ گئی تھی۔ تاہم وضاحت کرنے سے قاصر ہوں کہ ایسا کس طرح ہو گیا تھا؟

مجھے خوب یاد ہے کہ ۹ مارچ ۱۹۵۰ء کی تاریخ تھی۔ گھر میں یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ میں تاحیات راہبہ کی حیثیت سے ایک خانقاہ میں داخل ہو جاؤں گی لیکن جب میں اس صبح کو بیدار ہوئی تو پُر اسرار طور پر میرے کانوں میں یہ آواز گونجنے لگی "اللہ اکبر...... اللہ اکبر" اور اس نے میرے اندرون کو مکمل طور پر ہلا کر رکھ دیا...... میں نے کسی بھی خانقاہ میں داخلے سے صاف انکار کر دیا۔

اس کے بعد میں تواتر و تسلسل کے ساتھ تلاشِ حق میں سرگرداں رہی حتیٰ کہ خوش قسمتی سے میری ملاقات پاکستان سے تعلق رکھنے والے ایک عالم دین مولانا صدیق صاحب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہو گئی اور اسی حوالے سے میرا تعارف ایک بھارتی عالم شیخ انصاری صاحب سے بھی ہو گیا۔ میں نے ان دونوں سے رابطہ قائم کر لیا۔ ان سے مسلسل گفتگوئیں چلتی رہیں۔ بالخصوص فطرت کے بارے میں میرے ذہن میں جو تصورات تھے' ان پر تفصیل سے باتیں ہوئیں حتیٰ کہ ایک روز ان دونوں جید علماء نے فیصلہ صادر کر دیا" الحمد للہ آپ کے خیالات ہو بہو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہیں اور ہماری رائے میں آپ مسلمان ہیں۔ اپنے آپ کو مسلمان سمجھئے اور مسجد میں جا کر نماز ادا کیجیے۔ ہم آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں اور جب آپ کا جی چاہے ہم آپ سے گفتگو کرنے میں خوشی محسوس کریں گے"۔

اس طرح میری زندگی کا ایک نیا باب کھل گیا۔ میں نے اس احساس سے بے حد مسرت محسوس کی کہ میرے خیالات اسلام کے عین مطابق ہیں اور اس انکشاف پر مجھے خوشگوار حیرت ہوئی کہ اسلام انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ ان کے بعد الحمد للہ میرا سینہ ایمان کی حرارت سے معمور ہو گیا اور پیغمبر اسلام ﷺ کے لیے تو میرے دل میں بے پناہ محبت اور عقیدت جاگزیں ہو گئی۔ چنانچہ میں کہہ سکتی ہوں کہ اگرچہ رسمی طور پر میرے قبول اسلام کی تاریخ ۱۹۷۵ء کا کوئی دن ہے' لیکن ذہنی اعتبار سے میں ۱۹۵۰ء سے مسلمان ہوں یعنی اس روز سے جب میں نے پہلے پہل اللہ تعالیٰ کی کبریائی کی پُر اسرار اور مبارک آواز سنی تھی۔" اللہ اکبر' اللہ اکبر" اور جب میں نے عیسوی خانقاہ میں جانے سے انکار کر دیا تھا۔

ٹرینی ڈاڈ میں رنگ دار نسل کی میں پہلی لڑکی تھی جس نے اسلام قبول کیا اور عبادت کے لئے مسجد میں داخل ہوئی اور اس کے بعد الحمد للہ راستہ کھل گیا اور بے شمار تعلیم یافتہ نوجوان لڑکیاں حصار اسلام میں داخل ہو گئیں اور یہ نومسلم خواتین نماز کے لیے جوق در جوق مسجد میں بھی جانے لگ گئیں۔ خصوصاً ٹرینی ڈاڈ کے شہر فرانس کی مسجد جامع سنتال میں تو عبادت گزار خواتین کے ٹھٹ لگ جاتے۔ یہ مسجد ڈاکٹر شیخ انصاری نے تعمیر کرائی تھی۔ اب اس کے چیئرمین الحاج شفیق محمد ہیں۔

اس سے پہلے ٹرینی ڈاڈ کے لوگ اسلام کے بارے میں یہ سمجھتے تھے کہ یہ مذہب ہندوستانیوں کا ہے جو کئی اقسام میں بٹا ہوا ہے۔ وہ اسلام کے مقابلے میں قادیانیت کو کہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ اہمیت دیتے تھے اور ٹرینی ڈاڈ میں قادیانیت کی تبلیغ بڑے منظم انداز میں ہو رہی تھی۔ یہ اللہ کا خصوصی احسان ہے کہ میرے قبول اسلام کے بعد افریقی نسل کے لاتعداد لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ حتیٰ کہ جلد ہی اس ریاست میں مسلمانوں کی آبادی تیرہ فیصد تک جا پہنچی جب کہ کیتھولک ۳۱ فیصد' پروٹسٹنٹ ۲۷ فیصد اور ہندو ۹ فیصد ہیں...... باقی لوگ لامذہب ہیں۔

اسلام اپنے پیروکاروں سے مختلف فرائض کے معاملے میں اخلاص اور عمل کا مطالبہ کرتا ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ میں ایمان کے تقاضوں سے پوری سنجیدگی سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرتی ہوں۔ چنانچہ خواہ سرکاری معاملات ہوں یا ذاتی سطح کی کوئی بات' میں کسی حالت میں جھوٹ نہیں بولتی۔ اسی طرح میں حتی الامکان کوشش کرتی ہوں کہ سرکاری یا ذاتی سطح پر کوئی عمل اسلامی تعلیمات کے برخلاف نہ ہونے پائے۔

جہاں تک میرے سرکاری اور سیاسی فرائض کا تعلق ہے' ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم میرے شامل حال ہے اور میری کارکردگی کا معیار بڑا ہی بلند ہے۔ نتیجہ یہ کہ میرے سابق وزیراعظم نے مجھ سے خود کہا کہ مصر کا ایک چکر لگا آؤ' وہ ملک اسلامی تہذیب کا ایک اہم مرکز ہے' وہاں جامعۃ الازہر سے بھی استفادہ کر آنا...... چنانچہ میں نے اس پیشکش سے فائدہ اٹھایا اور مصر کے مختلف علمی' مذہبی اور انتظامی اداروں کا معائنہ کر کے اپنی معلومات میں اضافہ کیا۔

میں نے متعدد بار پارلیمانی انتخابات میں حصہ لیا ہے اور مسلمان ہونے کے باوجود ہر بار کامیاب ٹھہری ہوں۔ میں نے ایک بار تعلیم اور ثقافت کے وزیر کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دی ہیں اور ہر شعبے میں کامیابی نے میرا خیر مقدم کیا ہے۔ خصوصاً ٹرینی ڈاڈ کے وزرائے اعظم اور میرے رفقا نے کمال بے تعصبی اور وسعت ظرفی سے میرے ساتھ تعاون کیا ہے۔ اندازہ کیجیے کہ دیگر قومی ایام کے ساتھ ساتھ ہمارے ملک میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ پر باقاعدہ سرکاری طور پر تعطیل ہوتی ہے اور رمضان المبارک میں مسلمانوں کو گھروں اور مساجد میں ہر طرح کی آسانیاں فراہم کی جاتی ہیں۔ تا کہ وہ روزے کے فریضے کو احسن طریقے سے انجام دے سکیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر میں میں تمام اسلامی ممالک کے حکمرانوں سے اپیل کرتی ہوں کہ وہ اپنے آپ کو اتحاد کی مضبوط لڑی میں پرولیں' مصنوعی حد بندیاں ختم کر دیں اور عظیم دینِ اسلام کے پرچم تلے بھائی بھائی بن کر رہیں۔ میں انہیں یاد دلاتی ہوں کہ اسلام نے مساوات اور اخوت کا درس دیا ہے اور ہمارے سارے معاملات اور تعلقات اسی کے زیرِ اثر استوار ہونے چاہئیں۔ اس حوالے سے یہ افسوس ناک منظر بڑا تکلیف دہ ہے کہ کچھ اسلامی ریاستیں باہم برسرِ پیکار دکھائی دیتی ہیں...... آخر یہ اختلافات کیوں اسلام کے ازلی و ابدی پیغام کی روشنی میں باہمی محبت' درگزر اور ایثار سے کام لے کر ختم نہیں کر دیے جاتے؟

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے اسلام کی روشنی عطا فرمائی اور اسی سے التجا کرتی ہوں کہ وہ اپنے خاص کرم سے مسلمانوں کو بھائی بھائی بنا دے' ان کے اختلافات ختم ہو جائیں' ان کے ملک امن و آشتی کے مرکز بن جائیں جو قرآن کے الفاظ میں ایسی بہترین امت ہے جو بنی نوعِ انسان کی بھلائی کے لیے پیدا کی گئی ہے جو نیکی کا حکم دیتی ہے اور برائی سے روکتی ہے۔

نوٹ: ٹرینی ڈاڈ اور ٹوباگو جنوبی امریکہ کے شمال میں بحیرہ اوقیانوس کے اندر دو جزائر ہیں۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرانسس سٹرین

(FRANCES CITRINE)

ذیل کا روحانی سفر ایک ایسی نوجوان یورپین خاتون کا ہے جس نے اپنی سرگزشت میں نہ تو اپنے ملک کا ذکر کیا ہے' نہ اپنے اسلامی نام کا انکشاف کیا ہے اور نہ اپنے خاندان اور والدین کا حوالہ دیا ہے..... لیکن راقم الحروف کا اندازہ ہے کہ موصوفہ کا تعلق ہالینڈ سے ہے۔ دراصل' جیسا کہ نامور مصنف اور ادیب مرحوم قدرت اللہ شہاب نے لکھا ہے (موصوف کئی برس تک ہالینڈ میں پاکستان کے سفیر کی حیثیت سے مقیم رہے ہیں) کہ ہالینڈ میں اسلام کے خلاف تعصب کا یہ عالم ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو والدین رجسٹریشن کے رجسٹر میں اس کے مذہب کا خانہ خالی چھوڑ دیتے ہیں اور لکھ دیتے ہیں کہ بڑا ہو کر یہ جس مذہب کو پسند کرے گا اختیار کرے گا سوائے اسلام کے..... چنانچہ شہاب صاحب کی روایت کے مطابق ہالینڈ میں کتنے ہی لوگ تھے جو اسلام قبول کر چکے تھے لیکن اس خوف سے کہ انہیں ملازمت سے برطرف کر دیا جائے گا' وہ قبول اسلام کا معاملہ کسی پر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ اب موصوفہ کی روح پرور اور ایمان افروز داستان ملاحظہ فرمایئے۔

یورپ میں کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو اس وجہ سے مسلمان ہو گئے کہ انہوں نے کسی اسلامی ملک کا سفر اختیار کیا اور مسلمانوں کا اخلاص' ان کی محبت اور سادگی کا تجربہ کیا اور پھر یورپین معاشرے کی مادہ پرستی' پرتکلف لیکن اخلاص اور محبت سے عاری زندگی سے اس کا مقابلہ کیا تو وہ مسلمان ہو گئے لیکن جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں نے نہ تو کسی اسلامی ملک کا سفر اختیار کیا اور نہ اسلام قبول کرنے تک کسی مسلمان سے میرا تعارف ہوا۔ یہ صرف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا ذاتی مطالعہ ہے' جس کے سہارے میں نے روح کی دنیا کا سفر کیا' اس کے مختلف مدارج کو طے کیا حتیٰ کہ اس کے آخری سرے پر سیدھی اسلام کے صحن میں جا داخل ہوئی۔

میں ایک رومن کیتھولک خاندان میں پیدا ہوئی اور اسی ماحول میں پلی بڑھی۔ میری تعلیم بھی ایک کانونٹ اسکول میں ہوئی' لیکن اسکول کی تعلیم مکمل ہونے تک میں عیسائیت کے بنیادی عقاید کے بارے میں شک و شبے میں مبتلا ہو چکی تھی۔ یعنی تثلیث' حضرت مسیح کی الوہیت' پیدائشی گناہ گار ہونے کا تصور اور کفارے کا عقیدہ میری پروان چڑھتی ہوئی عقل کو اپیل نہیں کر سکا تھا اور نہ صرف یہ سارے عقاید خلاف عقل تھے اور بائبل سے ان کے حق میں کوئی ثبوت نہیں ملتے تھے بلکہ اپنے نتائج کے اعتبار سے یہ نقصان دہ بھی تھے......

پھر میں اکثر یہ بھی سوچتی تھی کہ اگر خدا موجود ہے اور وہ نیکی اور سچائی کا منبع ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس نے محض ایک ہی طبقے کو حق و صداقت سے نواز دیا اور باقی تمام بنی نوع انسان کو غلطی اور گمراہی کے اندھیروں میں جھونک دیا۔ یہ عمل تو تنی برانصاف نہیں ہے۔ چنانچہ اسی حوالے سے میرے ذہن میں دو امکانات لہرانے لگتے: یا تو سارے مذاہب اپنی اساس اور بنیاد کے اعتبار سے سچے ہیں یا سارے ہی بے بنیاد اور جھوٹے ہیں۔

یہ بات تو ظاہر ہے کہ سارے ہی مذاہب اس یقین کا اعلان کرتے ہیں کہ صرف جسم موت سے دوچار ہوتا ہے جب کہ روح زندہ و پائندہ رہتی ہے اور روح کی زندگی کے حامی اس کے ثبوت فراہم کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس لیے میں نے ان کے دعاوی کا مطالعہ شروع کر دیا۔ متعدد دوسرے محققین نے بھی اس حوالے سے اپنے تجربات کو بیان کیا ہے اور اس حوالے سے مکاری اور عیاری کی بھی مثالیں موجود ہیں' مگر نامور سائنسدان سر اولیور راج نے تو اپنی ساری صلاحیتیں اس موضوع کے لیے وقف کر دی ہیں۔ اس لیے میں نے ان کی کاوشوں کو خصوصی توجہ سے پڑھا اور واقعی قائل ہو گئی کہ جسمانی موت کے باوجود روح زندہ رہتی ہے۔

روح کے بارے میں مطمئن ہونے کے بعد میں نے مشرقی مذاہب کا مطالعہ شروع کیا۔ چونکہ یورپ میں ہندو ویدانت اور یوگا کا تعارف عام تھا' اس لیے میں نے بھی آغاز یہیں سے کیا اور ہندو ویدانت اور مذہب کے بارے میں مطالعہ کرنے لگی اور جلد ہی اپنشد'

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوگا' پتن جلی کے فرمودات اور سب سے بڑھ کر بھگوت گیتا سے میں نے خاص روحانی فیضان اور سکون حاصل کیا۔ چنانچہ آئندہ کئی سال تک میں اسی ماحول میں کھوئی رہی۔ ہندو فلاسفی کا مطالعہ کرتی اور دن کا ایک حصہ مراقبے میں مصروف رہتی۔ میں تسلیم کرتی ہوں کہ اگرچہ ہندو مذہب ذات پات کی شدید جکڑ بندیوں کا ملغوبہ ہے' اس میں بے شمار توہمات بھی ہیں اور بت پرستی بھی' لیکن میں نے محسوس کیا کہ کم از کم نظریاتی اعتبار سے بہت دور جا کر اس مذہب میں روحانی فیضان اور سکون کی گنجائش بہرحال موجود ہے۔

تاہم فلسفہ اور نظریہ بظاہر کتنا ہی کارآمد اور مقدس کیوں نہ ہو' وہ عمل کا بدل نہیں ہو سکتا' اس لیے میں آخر کار اس نتیجے پر پہنچی کہ ویدانت کا فلسفہ ایک انسان کی روزمرہ کی زندگی میں عملی رہنمائی کا سبب نہیں بن سکتا۔ خصوصاً جب میری شادی ہو گئی اور ننھے بچوں نے میری مصروفیات بڑھا دیں' تو وہ فرصت اور خلوت ناپید ہو گئی جو مراقبے کے لیے ضروری تھی۔ یوں بھی اتنے سالوں کی ریاضت کے بعد میرا ذہن اس صورت حال پر مطمئن نہ تھا اور میں محض جذبہ و وجدان کے سہارے آخر کب تک چپٹی رہتی...... تنگ آ کر میں نے ویدانت اور یوگا سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور بدھ مت کا مطالعہ کرنے کا ارادہ کیا۔

ہندو مت کے برعکس بدھ ازم ایک بین الاقوامی عقیدہ ہے اور یورپ میں اس کے لیے ایک ہمدردانہ میلان پایا جاتا ہے۔ چنانچہ میں نے بدھ مت کے بارے میں ضروری کتابیں خریدیں' اس کی بنیادی تعلیمات کے بارے میں لٹریچر حاصل کیا...... اور دیکھا کہ اس کے فلسفے میں بھی بڑی پیچیدگیاں ہیں' ذہنی الجھاوے ہیں اور عبادت کا ایک مشینی انداز ہے' لیکن میں نے محسوس کیا کہ اگر سادہ قسم کا بدھ عقیدہ اختیار کر لیا جائے اور کبھی کبھی مراقبہ کر لیا جائے تو بھی ایک باوقار مذہبی زندگی گزاری جا سکتی ہے۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ عیسائیت کی طرح بدھ مت میں بھی روحانی کمال صرف خانقاہی نظام اور تجرد کی زندگی سے مشروط تھا اور بھرپور معاشرتی زندگی گزارتے ہوئے کوئی فرد بھی خواہ وہ کتنا ہی پاکباز اور باعمل کیوں نہ ہو' اس کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ صورت میرے نزدیک حیران کن بھی تھی اور حقیقت کے خلاف بھی۔ چنانچہ یہ منطق میری سمجھ سے بالا تھا کہ اگرچہ خانقاہی فضا میں مذہبی زندگی کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونا نسبتاً آسان ہے لیکن یہ اس روحانی پاکیزگی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے برتر اور زیادہ قابل قدر کیسے ہو جاتی ہے جو ایک معروف اور بھرپور معاشرتی زندگی کے مسائل میں رہتے ہوئے حاصل کی جاتی ہے جب کہ یہ حقیقت بھی اپنی جگہ موجود ہے کہ تجرد اور خانقاہی مزاج سے انسانی زندگی اور معاشرے کو' توالد و تناسل کے حوالے سے' ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے اور عملی اعتبار سے اس کے تقاضوں کو نبھانا فطرت اور انسانی جبلت کے صریحاً خلاف ہے۔

بدھ مت سے بددل ہو کر میں نے مختلف مذاہب کے تقابلی موازنے کا ارادہ کیا۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے مختلف ادیان کے فلاسفہ کا مطالعہ شروع کیا اور خصوصاً DUYSBROECK' ECKHART' جلال الدین رومی اور تاؤتی چنگ سے بہت متاثر ہوئی۔ چونکہ میں مراقبے سے گہرا قلبی تعلق قائم کر چکی تھی' اس لیے ان سب حضرات کے خیالات و نظریات نے مجھے روحانی اعتبار سے طمانیت اور راحت سے ہمکنار کیا اور ان لوگوں کے تجربات نے میری فکر کو بڑی وسعت عطا کی۔

متذکرہ حضرات کے مطالعے نے میرے اس یقین کو جلا بخشی کہ دنیا میں جتنے بھی بڑے مذاہب ہیں' بنیادی اعتبار سے ان سب کا ماخذ ایک ہے۔ چونکہ میں متذکرہ حضرات میں سب سے زیادہ جلال الدین رومی سے متاثر ہوئی تھی اور رومی کی مثنوی مجھے اخلاقی اور روحانی اعتبار سے اعلیٰ ترین بلندیوں پر فائز نظر آرہی تھی' اس لیے میں نے ارادہ کر لیا کہ اس شخص کے مذہب سے مکمل آگاہی حاصل کرنی چاہیے۔ اگرچہ یہ تلخ حقیقت بھی اپنی جگہ قائم تھی کہ یورپ میں اسلام کا تعارف بہت ہی منفی بلکہ وحشت ناک صورت میں کرایا گیا تھا اور اس کے بارے میں مطالعے کا سوچتے ہوئے میں خوف اور تذبذب میں مبتلا ہو رہی تھی کہ یورپ میں جب بھی اسلام کا ذکر آتا تھا عرب کے وحشی قبائل اور ان کے عیاش حکمران اپنی تمام تر درندگی اور بربریت کے ساتھ تصور کو خوفناک بنا دیتے تھے۔

لیکن یہ کیا......؟ اسلام کے مطالعے نے تو مجھے ششدر اور مبہوت کر دیا۔ میں عیسائیت کی تثلیث اور بت پرستی سے سخت بیزار تھی جبکہ اسلام کے بے مثل عقیدۂ توحید نے مجھے بے حد متاثر کیا اور خدا سے اس کا گہرا اخلاص اور ہمہ پہلو تعلق مجھے بالکل نئی چیز معلوم ہوئی۔ یہ بھی اندازہ ہوا کہ اسلام عیسائیت' ہندومت اور بدھ ازم کی طرح محض ایک فلسفہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں، بلکہ اپنے ماننے والوں کو ایک مکمل، قابلِ عمل ضابطۂ حیات بھی فراہم کرتا ہے اور یہ ضابطۂ حیات حیرت انگیز طور پر مذہبی جذبے کو گہرائی بھی عطا کرتا ہے اور اس میں ترقی و استحکام بھی لاتا ہے...... پھر یہ دیکھ کر بھی خوشگوار حیرت ہوئی کہ اسلام کی تعلیمات بڑی سادہ ہیں اور وہ زمانے کی دستبرد سے مکمل محفوظ رہی ہیں یعنی دیگر مذاہب کی طرح نہ ان میں کوئی ترمیم و تنسیخ ہوئی ہے نہ وہ اتنی پیچیدہ و مشکل بنا دی گئی ہیں کہ ان پر عمل نہ کیا جاسکے۔

اسلام کے اس پہلو نے بھی مجھے بے حد متاثر کیا کہ یہاں سارے پیغمبروں کا یکساں احترام کیا جاتا ہے اور کسی ایک پیغمبر کے خلاف معمولی سی بدگمانی ناقابلِ برداشت ہے۔ یہ میرے لیے ایک خوشگوار انکشاف تھا کہ عیسائیت، یہودیت دونوں اس خوبی سے محروم ہیں اور دونوں نہ صرف جناب محمد ﷺ کے خلاف شدید بغض اور تعصب میں مبتلا ہیں بلکہ بائبل میں مختلف پیغمبروں کے کردار اور حیثیت کو بری طرح مسخ کیا گیا ہے۔ اسلام کا یہ دعویٰ مجھے بہت اچھا لگا اور فطرت کے عین قریب نظر آیا کہ حقیقتِ کبریٰ ایک ہی ہے، سارے پیغمبر اسی کے داعی اور ترجمان تھے جب کہ جناب محمد ﷺ پر یہ حقیقت مکمل کر دی گئی۔

پھر اس انکشاف سے بھی مجھے بڑی مسرت ہوئی کہ اسلام کی تعلیمات اپنی روح کے اعتبار سے حقیقت پسندانہ اور تعمیری کردار کی حامل ہیں اور دیگر مذاہب کی طرح یہ تعلیمات جسم اور روح کے درمیان کوئی تصادم پیدا نہیں کرتیں نہ عام انسانی زندگی کے حوالے سے اس کا میلان کسی بے جا رعایت پر مبنی ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان تعلیمات پر عمل کر کے روحانی اعتبار سے محنت اور ارتقا کے بے شمار مواقع میسر آسکتے ہیں اور صاف نظر آ رہا تھا کہ زندگی اپنے سارے شعبوں سمیت ان مواقع سے مستفید ہو سکتی ہے اور انسان بھرپور معاشرتی زندگی گزارتے ہوئے بھی اپنے خدا سے گہرا تعلق قائم کر سکتا ہے اور اس مقصد کے لیے نہ کسی مخصوص مذہبی طبقے کی احتیاج کی ضرورت ہے نہ دنیا کو تیاگ کر رہبی قسم کے مراقبوں کی۔

اسلام کا بھرپور مکمل، تعارف حاصل ہو گیا تو اندازہ ہوا کہ دراصل میں تو ہمیشہ ہی سے مسلمان تھی۔ خصوصاً اس وقت سے جب میں اس نتیجے پر پہنچی کہ سارے پیغمبر بنی نوع انسان کے لیے ایک ہی مقدس پیغام لے کر آئے تھے۔ ان کی زبان اور اصطلاحات مختلف تھیں، لیکن ان کا مرکز و ماخذ ایک ہی تھا اور یہ پیغام آخر کار حضرت محمد ﷺ پر مکمل ہو گیا اور

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی محفوظ ترین صورت میں آج بھی قائم و دائم ہے۔

دور حاضر میں جب کہ رسل و رسائل کے انتہائی تیز رفتار ذرائع ابلاغ کی بدولت دنیا کے فاصلے سمٹ گئے ہیں اور مختلف قومیں ایک دوسرے کے بہت ہی قریب آ گئی ہیں' مسلم تہذیب اور مغربی تہذیب بھی باہم دگر ایک دوسری پر اثر انداز ہو رہی ہیں۔ یہ صورت حال یقیناً مفید ثابت ہو سکتی ہے بشرطیکہ عمل کا انداز درست سمت میں ہو...... لیکن بدقسمتی سے دیکھنے میں آیا ہے کہ مسلمانوں کی نوجوان نسل یورپی تہذیب سے اس قدر متاثر اور مرعوب ہے کہ وہ اس کی تقلید اور تحسین کا موقع ضائع نہیں کرتی حتیٰ کہ بعض اوقات اس بے خدا تہذیب کی خاطر اسلامی تعلیمات تک کو پس پشت ڈال دیتی ہے۔

وضاحت کی خاطر عرض کر دوں کہ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو یورپی تہذیب کو سراپا بدی قرار دیتے ہیں۔ اس تہذیب کے یقیناً روشن پہلو بھی ہیں۔ سائنسی اور ٹیکنیکل علوم کو غیر معمولی فروغ حاصل ہوا ہے۔ میڈیکل' رفاہ عامہ اور تعلیم کے حوالے سے بے پناہ کام ہوا ہے اور انسانی حقوق کی شناخت قائم ہوئی ہے...... لیکن اس تہذیب کا دوسرا پہلو تاریک بھی ہے۔ مذہبی و اخلاقی قدریں مجروح ہوئی ہیں اور دولت' تفریح' عیاشی عمومی زندگی کا لازمہ بن گئے ہیں۔ معیار زندگی کی ایک دوڑ ہے جس میں ہر شخص جتلا ہے۔ حیا اور پاک دامنی کا سرعام مذاق اڑایا جاتا ہے۔ شراب اور زنا اس تہذیب کی پہچان بن گئی ہے اور خاندانی زندگی کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا ہے۔

چنانچہ میرے نزدیک اس صورت حال میں مسلمانوں کو اپنا کردار ادا کرنے کا ایک سنہرا موقع حاصل ہوا ہے۔ کاش وہ میدان عمل میں اتریں اور اخلاقی اور تہذیبی اعتبار سے دنیا کی رہنمائی کریں۔ یہ صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ اسلام پر ان کا ایمان محکم ہو' اسلامی تعلیمات کو وہ روزمرہ زندگی کا لازمی حصہ بنا لیں اور علمی ترقی اور محنت کو وہ اپنا شعار بنا لیں اور صحیح اسلامی تناظر میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یورپی تہذیب کی ذہنی و عملی غلامی سے بچتے ہوئے اس سے صلح جوئی اور مفاہمت کا انداز اختیار کریں...... حکمت' تدبر اور مفاہمت سے صورت حال میں انقلابی تبدیلی آ سکتی ہے۔ اس طرح نہ صرف یورپ میں اسلام کی پیش رفت ہو سکتی ہے بلکہ دنیا کا مستقبل ایک خوشگوار ماحول میں ڈھل سکتا ہے۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریمہ برنس (امریکہ)

KARIMA BURNIS

میں سپین کی سیاحت میں مصروف تھی اور اس وقت غرناطہ کے قصر الحمرا کی مسجد میں بیٹھی ہوئی تھی اور دیواروں پر منقش خطاطی کو دیکھتی ہی جاتی تھی۔ میری نظریں اس اجنبی زبان کی کیلی گرافی سے ہٹتی ہی نہیں تھی۔ میں نے کسی زبان کا اس قدر خوبصورت خط دیکھا ہی نہیں تھا۔ الفاظ آنکھوں کے راستے میرے دل میں اترتے جا رہے تھے۔

''بھلا یہ کس زبان کے الفاظ ہیں؟'' میں نے ایک گائیڈ سیاح سے دریافت کیا۔

''عربی کے۔'' اس نے جواب دیا۔

اور دوسرے روز جب ''ٹورازم ڈپارٹمنٹ'' یعنی محکمہ سیاحت کی متعلقہ ملازمہ نے مجھ سے پوچھا کہ میں کس زبان کی ٹور بک لینا چاہوں گی تو میں نے جواب دیا ''عربی میں۔''

''عربی میں......؟'' اس نے حیران ہو کر پوچھا ''کیا تم عربی پڑھنا جانتی ہو؟''

''نہیں...... لیکن عربی مجھے پسند ہے۔ چلیے اس کے ساتھ انگریزی کا لٹریچر بھی دے دیجیے۔'' میں نے جواب دیا۔

اور اب تو یہ صورت بنی کہ میں سپین میں جہاں بھی گئی میں نے وہاں سے سیاحت سے متعلق عربی کتب ضرور حاصل کیں۔ چنانچہ میرا بیگ عربی کتابوں سے اس قدر بھر گیا کہ مجھے اس میں سے اپنے کچھ کپڑے نکالنے پڑے۔ مجھے یہ کتابیں سونے چاندی سے بڑھ کر قیمتی محسوس ہو رہی تھیں۔ چنانچہ حیرت انگیز طور پر میں ہر رات سونے سے پہلے ان کتابوں کو بیگ سے نکالتی اور دیر تک ان کے الفاظ کو دیکھتی رہتی۔ دل میں بے پناہ خواہش پیدا ہوتی کہ کاش میں بھی اس رسم الخط کو سیکھ لوں اور اسی انداز میں لکھنے پر قادر ہو جاؤں۔ اکثر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوچتی کہ جس زبان کا رسم الخط اتنا خوبصورت، دل آویز اور جاذب نظر ہے اس کا کلچر کیسا ہو گا؟ پختہ ارادہ کر لیا کہ کالج میں داخلہ لیا تو اس زبان کی تعلیم ضرور حاصل کروں گی۔

میرے والدین آئیوا (Iowa) میں مقیم تھے اور دو ماہ قبل میٹرک کا امتحان دیتے ہی میں سولہ سال کی عمر میں اکیلی ہی یورپ کی سیاحت پر چل نکلی تھی۔ خیال تھا کہ نتیجے کے بعد تو مجھے نارتھ ویسٹرن یونی ورسٹی میں داخلہ لے لینا ہے، پھر اس سے قبل کیوں نہ کچھ سیر سپاٹا کر لیا جائے۔ یہ معاملے کی ایک ظاہری صورت تھی اور اپنے والدین اور دوستوں کو میں نے سیاحت کا یہی سبب بتایا تھا، لیکن اصل بات کچھ اور تھی۔ درحقیقت میں نے چند ماہ قبل چرچ سے اپنا ناتہ توڑ لیا تھا اور اتوار کو بھی میں عبادت کے لیے نہیں جاتی تھی۔ جبکہ مڈویسٹ میں جہاں میں رہتی تھی یہ رویہ انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ وہاں مذہبی اعتبار سے ماحول میں اتنی شدت تھی کہ چرچ سے کٹ کر زندہ رہنا محال تھا۔ چنانچہ میں انتہائی باقاعدگی سے چرچ میں جایا کرتی، لیکن چونکہ اللہ نے مجھے ذہانت عطا کی تھی اور میں غور و فکر کی عادی تھی اس لیے عیسائیت کے عقاید کے بارے میں جتنا سوچتی تھی، ذہن اتنا ہی الجھتا جاتا تھا۔

میرا وجدان کہتا تھا کہ معبود ایک ہے، وہی ہر جگہ جاری و ساری ہے، لیکن چرچ میں خدا کی بجائے صرف حضرت مسیحؑ کی عبادت ہوتی تھی اور سمجھا جاتا تھا کہ ان کے وسیلے سے ہم خدا تک پہنچیں گے۔ تاہم میں نے خفیہ خفیہ صرف خدا ہی سے تعلق استوار کر لیا تھا اور اس میں جہاں اطمینان محسوس کرتی تھی، وہاں اس تضاد پر سخت پریشان بھی تھی۔ میرا ذہن بچپن ہی سے مذہبی واقع ہوا تھا۔ میں بڑے ہی ذوق و شوق کے ساتھ اتوار کو چرچ جایا کرتی۔ بڑی ہی توجہ سے امانت و دیانت، رحمت و رافت اور مہر و وفا کی باتیں سنتی، لیکن چرچ میں پابندی سے حاضری دینے والوں کو جب میں معاشرتی زندگی میں ان تعلیمات کے بالکل برعکس رویہ اختیار کرتے ہوئے دیکھتی تو بہت پریشان ہوتی: کیا ہمارا مذہب ہفتے میں صرف ایک دن اور وہ بھی تھوڑی دیر کے لیے کارآمد ہے؟ کیا اس کا تعلق صرف اتوار تک محدود ہے؟ اکثر سوچتی کہ ہفتے کے باقی دن مجھے کس طرح گزارنے چاہییں؟ کیا اس کے لیے ہمارے مذہب کے پاس کوئی لائحہ عمل نہیں ہے؟ کبھی کبھی احکام عشرہ (Ten Commandments) کا چرچا بھی سننے میں آتا تھا، جن کے تحت قتل، چوری، جھوٹ،

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شراب نوشی، زنا وغیرہ گناہ قرار پاتے تھے، لیکن عملی صورت میں معاشرے میں ان کا کہیں گزر نہ تھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ کچھ دیر کے لیے چرچ کی حاضری کے دوران منی سکرٹ ناپسندیدہ بن جاتا تھا مگر باقی دنوں یہ نوجوان لڑکیوں کا محبوب ترین لباس بن گیا تھا اور مرد اس کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ عیسائیت اخلاقی حوالے سے معاشرے پر کیوں اثر انداز نہیں ہو سکی۔

اس طرح کے بہت سے سوالات تھے جو ذہن میں پیدا ہوتے تھے، لیکن کہیں سے ان کا جواب نہیں ملتا تھا، پادریوں سے، مذہبی رہنماؤں سے بات کرتی تو وہ ڈانٹ دیتے کہ عقل اور مذہب کا آپس میں کوئی تعلق نہیں، اس لیے ان باتوں پر سوچے سمجھے بغیر ایمان لانا ہوگا۔

مجھے یاد ہے کہ ایک بار میں اپنے ایک ٹیچر کے گھر گئی۔ دیکھا کہ شیلف بائبل کے مختلف نسخوں سے بھرا ہوا ہے۔ ہر ایک دوسرے سے جدا تھا۔ میں پریشان ہوگئی۔ پوچھا تو انہوں نے بے اعتنائی سے کہا ''اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟'' حالانکہ میں نے بعد میں مطالعہ اور تجزیہ کیا تو ان نسخوں کی عبارات میں باہم بے شمار تضادات تھے بلکہ بعض ابواب ان میں سے خارج کر دیے گئے تھے۔ تب غلط کیا ہے اور صحیح کیا ہے؟ میں چکرا کے رہ گئی۔

اور حالیہ سیاحت کا سب سے بڑا مقصد ان سوالات کا جواب حاصل کرنا تھا۔ خیال تھا کہ سفر کے دوران مختلف لوگوں سے استفسار کر کے ذہنی انتشار سے نجات پانے کی کوشش کروں گی، لیکن افسوس کہ عیسائیت اور چرچ سے وابستہ میرے کسی اعتراض یا الجھن کا مجھے کہیں سے کوئی تسلی بخش جواب نہ مل سکا، بلکہ اس سفر نے میری ذہنی پریشانی میں مزید اضافہ کر دیا۔

واپس امریکہ آ کر میں نے کالج میں داخلہ لیا تو اختیاری مضمون کی حیثیت سے عربی کا انتخاب کیا۔ اس ''ناپسندیدہ'' مضمون کا انتخاب مجھ سمیت صرف تین طلبہ نے کیا تھا۔ اس حوالے سے میرے ذوق وشوق کو دیکھ کر میرے ٹیچر پریشان (Confused) ہو گئے۔ میں عربی ہوم ورک خطاطی (Calligraphy) کے قلم سے کیا کرتی تھی۔ اس مقصد کے لیے میں ایک بار شکاگو کے مسلم علاقے میں بھی چلی گئی تاکہ کوکاکولا کی بوتل پر عربی میں لکھے ہوئے ان الفاظ کو دیکھ سکوں۔ میں نے اپنے استاد سے بھی عربی کتابیں عاریۃً

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیں تاکہ عربی رسم الخط سے خوب شناسا ہو سکوں۔ ساتھ ہی یہ اشتیاق بھی فزوں ہو گیا تھا کہ کسی طرح عربوں کے کلچر اور روایات سے بھی آگاہی حاصل کی جائے چنانچہ کالج کے دوسرے سال میں پہنچی تو میں نے ''مڈل ایسٹرن سٹڈیز'' (مطالعہ مشرق وسطیٰ) پر خصوصی توجہ مرکوز کر دی اور بعض ایسی کلاسوں میں جانے لگی جہاں مشرق وسطیٰ کے حوالے سے خاص لیکچر ہوتے تھے۔ایک کلاس میں تو قرآن کا خصوصی مطالعہ بھی شامل تھا۔

ہوم ورک کرنے کے لیے ایک رات میں نے قرآن کھولا اور اسے پڑھنے بیٹھی تو پڑھتی ہی چلی گئی۔ میں نے اسے اتنی توجہ اور دلچسپی سے پڑھا جیسے کوئی ناول پڑھتا ہے اور مطالعے کے دوران میرے دل سے بے اختیار آوازیں نکلتی رہیں' واہ! یہ ہوئی نا بات۔ خوب! کتنی عظیم حقیقت ہے یہ! میں تو پہلے ہی ان عقاید پر یقین رکھتی ہوں۔ واہ! یہ کتاب تو میرے ان سارے سوالات کا جواب دے رہی ہے جنھوں نے خاصی دیر سے مجھے پریشان کر رکھا ہے۔خوب! مجھے پتہ چل گیا کہ اتوار کے علاوہ باقی ہفتہ مجھے کیسے گزارنا ہے اور معبود واحد کا تصور تو میرے دل کی آواز ہے۔خوب! بہت خوب!''

میں تو خوشی سے نہال ہو گئی۔ یوں لگا جیسے اب تک اندھیروں میں بھٹک رہی تھی، لیکن اب منزل کا سراغ مل گیا ہے۔ ذہن سوالات سے بھرا ہوا تھا اور ان کا کہیں سے جواب نہیں ملتا تھا، لیکن اس کتاب کے مطالعے سے ذہن مکمل طور پر مطمئن ہو گیا۔ روح کا سارا غبار چھٹ گیا۔

دوسرے روز کلاس میں گئی تو میں نے اپنے ٹیچر سے دریافت کیا کہ مجھے اس مصنف کی دوسری کتابیں بھی درکار ہیں۔ میں ان کا بھی مطالعہ کرنا چاہتی ہوں، لیکن ٹیچر نے یہ بتا کر مجھے حیران کر دیا کہ یہ مسلمانوں کی مذہبی کتاب ہے اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے گویا اس کتاب کا مصنف خود خدا ہے اور یہ جس کتاب کا تم نے مطالعہ کیا ہے یہ قرآن کا انگریزی ترجمہ ہے اور جس شخص کو تم اس کا مصنف سمجھ رہی ہو یہ دراصل اس کا مترجم ہے۔

ٹیچر نے بتایا کہ مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق یہ کتاب ان کے پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوئی تھی اور اس وقت سے اب تک اس میں معمولی سی بھی کوئی تبدیلی نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی۔ یہ اپنی اصل صورت میں اب تک موجود ہے دنیا بھر کے مسلمان اس کی تلاوت کرتے ہیں اور اس سے رہنمائی لیتے ہیں۔ یہ معلومات میرے لیے بالکل نئی تھیں۔ کچھ نہ پوچھیے جذبات کا کیا عالم ہوا؟ مسرتوں اور حیرتوں نے دل و دماغ کا عجیب طرح سے احاطہ کرلیا۔ اب میری دلچسپی محض عربی تک محدود نہیں رہی تھی بلکہ جی چاہنے لگا کہ اسلام کے بارے میں سب کچھ پڑھ لیا جائے اور مرکز اسلام یعنی مشرق وسطی بچشم سر دیکھا جائے۔

کالج کی آخری کلاس میں تھی جب میں نے اپنے محبوب مضمون کی تکمیل کے لیے مصر کا سفر اختیار کیا۔ قاہرہ میں میرا پسندیدہ مشغلہ مسجدوں کو دیکھتے رہنا، ان کی دیواروں اور محرابوں پر عربی خطاطی کا خوب توجہ سے مطالعہ اور مشاہدہ کرنا اور مسلمانوں سے اسلام کے بارے میں گفتگو کرتے رہنا تھا۔

ایک روز ایک مصری مسلمان نے مجھ سے پوچھ لیا ''جب آپ اسلام اور عربی زبان سے اس قدر گہری دلچسپی رکھتی ہیں تو مسلمان کیوں نہیں ہو جاتیں؟''

''میں پہلے ہی مسلمان ہوں۔'' میں نے فی البدیہہ جواب دیا، لیکن میرے اس جواب نے خود مجھے بھی پریشان کر دیا۔ تب میں نے وضاحت کی کہ ''اسلام فطرت اور کامن سنس کے عین مطابق ہے۔ اس کی کوئی بات عقل کے خلاف نہیں۔ اس لیے میں اس سے بہت متاثر ہوں اور اپنے آپ کو مسلمان ہی سمجھتی ہوں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اس کے لیے باقاعدہ اعلان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔''

''یقیناً ضرورت ہے۔'' مصری شخص نے جواب دیا۔ ''اگر آپ کسی مسجد میں جا کر دو گواہوں کی موجودگی میں کلمۂ شہادت پڑھ لیں اور مسلمان ہونے کی تصدیق کر دیں تو آپ قانونی طور پر بھی مسلمان شمار ہوں گی۔''

چنانچہ میں نے مشورہ قبول کر لیا اور مسجد میں جا کر اپنے آپ کو ایک مسلمان کی حیثیت سے رجسٹر کرا لیا اور جب مسجد کے امام کی طرف سے مجھے سرٹیفکیٹ دیا گیا تو میں نے اسے بغیر جذباتی ہوئے، بڑے سکون کے ساتھ اپنے فائل میں رکھ لیا۔ یہ تو محض ایک قانونی کارروائی تھی ورنہ میں تو بہت پہلے اسلام کی عظمتوں کی اسیر ہو گئی تھی۔ عربی نے اور قرآن نے مجھے برسوں پہلے تسخیر کر لیا تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گارجینا نیوری (انگلینڈ)

(GEORGINA NOUEIRI)

محترمہ گارجینا نیوری سوان سی (SwanSea) یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھیں جب وہ مسلمان ہوگئیں۔ وہ راسخ العقیدہ انگلیکن فرقے سے وابستہ تھیں اور تثلیث کی بجائے خدائے واحد کا عقیدہ رکھتی تھیں۔ چنانچہ یونیورسٹی میں جونہی وہ ایک لبنانی مسلمان سے متعارف ہوئیں اور انہیں اسلام کے بارے میں معلومات حاصل ہوئیں' وہ مسلمان ہوگئیں..... قبول اسلام کے حوالے سے تفصیلات کو نظرانداز کرتے ہوئے ذیل میں محترمہ گارجینا کے وہ تاثرات دیے جا رہے ہیں جن کا اظہار انہوں نے نماز اور اسلامی معاشرت کے حوالے سے کیا ہے۔

میں نظم و ضبط کے حوالے سے نمازوں سے بہت متاثر ہوئی' پانچوں نمازیں خاص اوقات میں پڑھی جاتی ہیں۔ دن کی پہلی روشنی میں' دوپہر کو جب سورج پورے جوبن پر ہوتا ہے' سائے ڈھلنے پر' ہلکے اندھیرے میں اور رات کی تاریکی میں..... گویا جدید ترین سائنسی حوالے سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ پانچوں نمازیں ہمیں فطرت کے ساتھ ہم آہنگ رکھتی ہیں۔ اس سے مراقبے اور غور و فکر کا رجحان پیدا ہوتا ہے اور ذہن کی بیٹری نہ صرف چارج ہوتی ہے بلکہ یہ اپنے مرکز کے ساتھ بھی منسلک رہتا ہے۔

مجھے اسلامی معاشرت کا یہ پہلو بھی بہت اچھا لگا اور اس میں غیر معمولی فوائد نظر آئے کہ مرد و زن کی مخلوط محفلیں برپا نہیں ہونی چاہئیں اور ان کے درمیان حجاب کی مضبوط دیوار حائل رہنی چاہیے۔ اس طرح گویا اسلامی معاشرہ سکون اور قلبی راحت کا بڑا ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوبصورت منظر پیش کرتا ہے۔ بیویاں مطمئن ہوتی ہیں کہ کوئی غیر عورت ان کے خاوندوں کو اپنی طرف مائل نہیں کرے گی۔ اسوقت یورپ اور یورپ سے متاثرہ معاشروں میں صورت حال بڑی ہی گھمبیر ہے۔ مخلوط سوسائٹی کی وجہ سے نہ بیویوں کو خاوندوں پر بھروسہ ہے اور نہ خاوند بیویوں پر اعتماد کرتے ہیں...... ایک افراتفری اور نفسا نفسی کا عالم ہے جس کی وجہ سے پورے یورپ اور امریکا میں خاندانی نظام تہ وبالا ہو کے رہ گیا ہے جب کہ اس کے برعکس مسلمان ملکوں میں بہت سی کمزوریوں اور خرابیوں کے باوجود صورت حال اتنی خراب نہیں بلکہ یورپ کے مقابلے میں کہیں اطمینان بخش ہے......

دراصل اللہ تبارک وتعالیٰ خالق حقیقی کی حیثیت سے جانتے تھے کہ جنس کا معاملہ انسانی زندگی میں کیا نزاکتیں رکھتا ہے' اسی لیے اسے جائز حدود میں رکھنے کے لیے قیود عائد کی گئیں اور اگر ان قیود کی پابندی کی جائے تو کوئی بھی معاشرہ ان ناخوشگوار حالات سے بچ سکتا ہے جن سے آج کا یورپ اور دیگر آزاد معاشرے دوچار ہیں۔

بہر حال میں جب بھی گھر سے باہر نکلتی ہوں' سر پر سکارف باندھ لیتی ہوں اور لمبا کوٹ پہن لیتی ہوں۔ پہلے پہل ذہنی اور جسمانی اعتبار سے یہ عمل بہت مشکل محسوس ہوا کہ میرا تعلق ایک ایسے معاشرے سے تھا جہاں ہر عورت دلکشی اور نمائش پر جان دیتی ہے مگر لیکن آہستہ آہستہ نفس کی اصلاح ہوتی چلی گئی۔ ذہن کا خناس رخصت ہو گیا اور میری روح پاکیزگی اور طہارت اختیار کر گئی۔ اب الحمد للہ میں مطمئن ومسرور ہوں۔ سڑکوں' بازاروں میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھتی ہوں اور خلاف معمول جب کوئی لڑکا یا لفنگا مجھے دیکھ کر سیٹی نہیں بجاتا نہ آوازہ کستا ہے' تو میں بے حد خوش ہوتی ہوں اور خدا کا شکر ادا کرتی ہوں جس کی تعلیمات نے مجھے عورت کا وقار اور احترام عطا کیا اور بہت سے فتنوں سے بچا لیا۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مادام لاورے

(MADAM LAURE)

(فرانس)

میری عمر چوبیس سال ہے۔ میرا تعلق کمبوڈیا کے ایک چینی نسل کے خاندان سے ہے جو بیس سال قبل کمبوڈیا سے نقل مکانی کر کے فرانس میں آباد ہو گیا تھا۔ میرے والدین کا تعلق بدھ مذہب سے تھا، لیکن یہ تعلق محض رسمی نوعیت کا تھا۔ وہ کبھی کبھار بدھ کی مورتیوں کے سامنے چند رسمیں ادا کرتے اور بس۔ میں اس ضمن میں اُن سے سوالات کرتی تو ٹال دیتے۔ عقلی طور پر انہوں نے مجھے مطمئن کرنے کی کبھی کوشش نہ کی۔

عقائد اور ثقافت کے اعتبار سے فرانس ایک "ملٹی کلچرل" ملک ہے۔ مذہبا عوام کی اکثریت کیتھولک عیسائی ہے؛ لیکن یہودیوں اور کمونسٹوں کے اثرات بھی اس معاشرے پر بڑے گہرے ہیں اور یہ حقیقت بھی اپنی جگہ موجود ہے کہ اسلام اس ملک کا دوسرا بڑا مذہب ہے۔ نوآبادیاتی دور میں مراکش، الجزائر، تیونس اور وسطی افریقہ کے لاکھوں مسلمان یہاں منتقل ہو گئے اور اب ان کی اولادیں یہاں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان مسلمانوں نے متعدد ایسے گروہ منظم کر رکھے ہیں جو وقتاً فوقتاً بم دھماکے کر کے دہشت گردی کی فضا قائم کیے رکھتے ہیں...... مقامی فرانسیسی لوگ انہی کے حوالے سے اسلام کا تذکرہ خوف اور نفرت کے ملے جلے احساس سے کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے یورپ کی اس نسل کے درمیان شعور کی آنکھیں کھولیں جو مذہب سے وابستہ ساری اقدار سے متنفر و بیزار ہے، مکمل آزادی کی خواہاں ہے اور اچھی بری ساری سماجی روایات کو درہم برہم کرنے پر تلی رہتی ہے۔ یہ نسل یورپ کے خالص مادہ پرستانہ رویے کی امین بھی ہے لیکن معاشرے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اخلاقیات پر اس کے اثرات سے نالاں و بیزار بھی ہے۔

اسکول اور کالج میں میرے کلاس فیلو مختلف قومیتوں سے تعلق رکھتے تھے: کمبوڈیا سے الجزائر تک۔ انہیں کسی کے عقائد سے کوئی سروکار نہ تھا۔ اس ماحول میں مذہب کو بیکار محض سمجھا جاتا تھا اور اس حوالے سے گفتگو کرنا نری حماقت۔ چنانچہ آپ نے اندازہ کر لیا ہوگا کہ میری ذہنی پرورش کس فضا میں ہوئی تھی۔ میں کسی بھی مذہب کی قائل نہ تھی اور اسلام کے بارے میں تو میرا تاثر بہت ہی بُرا تھا کہ سارے یورپ خصوصاً فرانس میں اسلام کو ہر پہلو سے بدنام کیا گیا تھا۔

تاہم جوں جوں شعور پختہ ہوا، میں اکثر تنہائی میں غور کرتی کہ اس کائنات میں کوئی بالاتر قوت ضرور موجود ہے اور کائنات اور اس دنیا کا حیرت انگیز نظام محض اتفاق سے وجود میں نہیں آ سکتا۔ یہ سورج، یہ چاند، یہ موسم، یہ سمندر، پہاڑ اور ان گنت مخلوقات، ان کا خود بخود بغیر کسی خالق کے صورت پذیر ہو جانا ناممکنات میں سے ہے۔ فطرت کے نظام میں اتنی ہم آہنگی ہے اور ایٹم سے لے کر ستاروں تک ہر چیز اپنے اپنے مقام پر اس شاندار طریقے سے برسرِ عمل ہے کہ اسے محض اتفاق قرار دینا ناقابلِ فہم ہے۔ اس حوالے سے میں کسی سپر طاقت کی قائل تو تھی لیکن کسی مذہب کو ماننا عقل سے بعید سمجھتی تھی۔

اسے میں اپنی خوش قسمتی سمجھوں گی کہ اعلیٰ تعلیم کے لیے مجھے ایک ایسی یونی ورسٹی میں داخلہ لینا پڑا جو گھر سے دور تھی اور جہاں مسلمان طالب علموں کی اچھی خاصی تعداد بھی موجود تھی۔ چونکہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں میرا تاثر مثبت نہ تھا، اس لیے آغاز میں میں نے ان مسلمان طلبہ سے دور رہنے میں عافیت جانی، لیکن میں نے محسوس کیا کہ ان کی اکثریت عام یورپین طالب علموں کے مقابلے میں سنجیدہ اور باوقار رویے کی حامل ہے۔ چنانچہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسلام کے لیے میرے دل میں دلچسپی کا عنصر پیدا ہونے لگا۔ پتہ چلا کہ خدا لازماً موجود ہے، وہ واحد ہے اور اپنی صفات میں بے مثال ہے۔ معلوم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا کہ لفظ ''اسلام'' کے دو معنی ہیں ''خدا کی مکمل اطاعت اور امن و عافیت''...... جبکہ ''مسلم'' اصطلاح میں اس فرد کو کہتے ہیں ''جو خدا کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔''

ان مسلمان طالب علموں سے یہ جان کر میں بہت حیران ہوئی کہ عورت کو اسلام میں غیر معمولی حیثیت اور حقوق سے نوازا گیا ہے۔ مجھے یہ بھی اندازہ ہوا کہ یہودیت، عیسائیت اور بدھ مت کے مقابلے میں اسلام کی کوئی تعلیم عقل اور کامن سنس کے خلاف نہیں۔ چنانچہ کلاس فیلو مسلمان طلبہ کی تحریک پر میں نے اسلام کے بارے میں مطالعہ کا آغاز کر دیا اور اس ضمن میں فرانس ہی کے ایک سرجن اور سائنس دان مورلیس بوکائے کی کتاب ''بائبل، قرآن اور سائنس'' نے مجھے بے حد متاثر کیا اور پتہ چلا کہ سائنس اور آثار کائنات کے حوالے سے بائبل نے جو موقف اختیار کیا ہے وہ سب غلط ثابت ہوا ہے جبکہ قرآن کی آرا اور فیصلے ہو بہو صحیح اور درست قرار پائے ہیں۔

میرا مزاج سائنسی واقع ہوا ہے۔ میں عقل اور دلیل کے خلاف کوئی بات قبول نہیں کرتی۔ چنانچہ جدید ترین سائنسی حوالوں سے قرآن کے انکشافات نے مجھے ششدر کر دیا۔ سورج اور چاند جس طرح اپنے مدار میں گردش کرتے ہیں، سمندروں میں میٹھے اور کھاری پانی کے درمیان جس طرح دیوار حائل ہے اور جس طرح یہ ثابت ہو گیا ہے کہ دنیا کی کوئی چیز پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی (وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ) اور جس طرح ان حقائق کا قرآن میں ذکر ہے، اس سے ثابت ہو گیا ہے کہ قرآن کسی انسان کی تخلیق نہیں ہے، یہ خدا کا کلام ہے اور ہر اعتبار سے ابدی حیثیت رکھتا ہے۔

تب میں نے قرآن کا ایک فرانسیسی ترجمہ حاصل کیا اور اسے سمجھ سمجھ کر پڑھنے لگی۔ آغاز میں کئی باتیں سمجھ میں نہ آئیں اور میں پریشان بھی ہوئی۔ مثلاً یہ کہ جنت میں مردوں کو حوریں ملیں گی تاہم میں نے خوب دعائیں کیں کہ خدا میرا ذہن کھول دے۔ ساتھ ہی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اپنے مسلمان دوستوں سے بھی سوال کرتی رہتی نتیجہ یہ کہ میرے سارے اشکال دور ہو گئے اور مجھے تہِ دل سے اطمینان ہو گیا کہ قرآن کی تعلیمات مادّی و روحانی دونوں اعتبار سے بنی آدم کی مکمل راہنمائی کرتی ہیں۔

قرآن ہی سے مجھے حضرت مسیحؑ کا پورا تعارف حاصل ہوا اور یقین ہو گیا کہ واقعی وہ ایک تاریخی حیثیت رکھتے تھے ورنہ بائبل نے ان کے گرد توہمات کا جو جال بُن رکھا ہے، اس سے ان کی شخصیت شکوک و شبہات میں گم ہو کر رہ گئی ہے۔ قرآن کے مطالعے ہی سے پتہ چلا کہ عیسائیت کے سارے عقاید بے بنیاد ہیں، خلافِ عقل ہیں اور کوئی تاریخی حیثیت نہیں رکھتے۔ جبکہ اسلام کی ایک ایک تعلیم عقل کے عین مطابق ہے، انسان کی فطری ضرورتوں کے مطابق ہے اور محکم تاریخی حیثیت رکھتی ہے۔

اسی ضمن میں میں نے پیغمبرِ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ کا بھی مطالعہ کیا اور میں ان سے بے حد متاثر ہوئی۔ اندازہ ہوا کہ یورپ کے مذہبی علما اور مؤرخین نے آپ کے بارے میں کس طرح جھوٹ بولا ہے اور کس قدر بہتان طرازی سے کام لیا ہے۔ آپ کی زندگی تو بے حد پاکیزہ تھی اور آپ ہر اعتبار سے بنی نوعِ انسان کے محسنِ اعظم ہیں۔

اس طرح اسلام کے بارے میں میری معلومات بھی بڑھتی گئیں، میرے شکوک دور ہوتے چلے گئے اور میرے یقین میں پختگی آتی چلی گئی۔ مجھے خوب اندازہ ہو گیا کہ اسلام اپنے مزاج اور تعلیمات کے اعتبار سے عین فطری مذہب ہے اور اگر ایک شخص اپنے ضمیر سے کام لے، انصاف اور توازن کو پیشِ نظر رکھے اور توجہ سے نبیوں کی تعلیم پر غور کرے تو یہودیت اور عیسائیت کی کمزوریاں اور تضادات اس پر عیاں ہو جائیں گی اور وہ لازماً اسلام کی خوبیوں کا قائل ہو جائے گا۔

میں نے ذہنی طور پر اسلام کی عظمت کا ادراک کر لیا تھا، لیکن سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا کروں؟؟ اسلام قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا، لیکن اس عمل میں غیر معمولی خطرات نظر آ رہے تھے۔ میرے والدین اور باقی خاندان میری اس حرکت کو ہرگز برداشت نہیں کرے گا۔ پھر کیا ہوگا؟ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ سوچ سوچ کر میری بھوک اور نیند جاتی رہی۔ پھر ایک رات میں سجدے میں گر گئی۔ میں نے اللہ سے رو رو کر خوب دعائیں کیں "خدایا میری رہنمائی فرما دیجیے۔ مجھے صحیح راستہ سجھا دیجیے۔ میں بہت کمزور ہوں، مجھے ہمت اور طاقت عطا کر دیجیے اور اپنے فضل سے میری نصرت فرمائیے۔ آپ کی نصرت کے بغیر میں اپنے ماحول کا کسی طرح بھی مقابلہ نہیں کر سکتی۔

سجدے سے سر اٹھایا تو طبیعت بہت پُرسکون ہو گئی تھی۔ خدشات اور خوف ہوا ہو گئے تھے۔ میں یکسو ہو گئی کہ نتائج خواہ کچھ ہوں مجھے بہرحال اسلام قبول کرنا ہے۔ حسن اتفاق سے یہ رمضان کا مہینہ تھا، آخری عشرے کی آخری تاریخیں تھیں۔ میں نے خواب میں اپنے آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور دوسرے ہی روز میں اپنے دوستوں کے سامنے کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئی۔

میں نے ایک سال تک اس واقعے کو اپنے والدین اور خاندان سے چھپائے رکھا۔ دوسرا رمضان آیا تو اتفاق سے کرسمس کی تعطیلات بھی اسی مہینے کے اندر آ رہی تھیں۔ میں روزے رکھ رہی تھی، مگر مجھے چھٹیاں اپنے والدین کے ساتھ گزارنی تھیں۔ چنانچہ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا کہ یہ راز میرے والدین پر افشا ہو جائے۔ میں گھر گئی اور رات کو شراب پینے اور سؤر کا گوشت کھانے سے انکار کیا اور انہیں بتایا کہ میں مسلمان ہو گئی ہوں تو ان سب نے ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ ماں، باپ، بہن، بھائی، چچا سب بڑے ہی برہم ہوئے۔ باقی خاندان کو پتہ چلا تو ان کا ردِعمل بھی غیر معمولی تھا۔ سب نے خوب کوسنے دیے، بعض نے ہاتھ بھی اٹھایا۔ ماں کہنے لگی کہ اگر تم نے مذہب لازماً تبدیل کرنا ہی ہے تو عیسائی ہو جاؤ، میں تمہیں خود اپنے ساتھ چرچ لے کر چلوں گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے انہیں قائل کرنے کی بہت کوشش کی کہ اسلام کے بارے میں ان کا موقف درست نہیں۔ اسلام کی سب تعلیمات، عیسائیت اور یہودیت کے برعکس فطرت اور عقل کے عین مطابق ہیں اور یہودیوں نے اور یورپ کے عیسائی راہنماؤں اور مؤرخوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو کچھ لکھا ہے وہ درست نہیں ہے، لیکن میرے والدین اور خاندان والے سخت جذباتی ہو رہے تھے۔ انہوں نے میری ایک نہ سنی۔ وہ بار بار کہتے تھے کہ تم نے جاہل، گنوار اور دہشت گرد لوگوں کا مذہب اختیار کر کے ہمیں ذلیل کرنے کی کوشش کی ہے اور اگر تم نے اس فیصلے کو ترک نہ کیا تو اس گھر میں تمہارے لیے کوئی جگہ نہیں ہوگی۔

لیکن اللہ کا شکر ہے کہ میں نے ان کی ساری دھمکیوں کے جواب میں صاف کہہ دیا کہ خواہ کچھ ہو جائے، میں اب اسلام کا راستہ ترک نہیں کر سکتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے ایک دن میری خوب پٹائی کی اور دھکے دے کر گھر سے نکال دیا۔

میں لوٹ کر یونی ورسٹی آ گئی اور اپنے مسلمان دوستوں کو صورتِ حال سے باخبر کیا۔ سب نے مجھے حق کے راستے میں استقامت پر مبارک باد دی اور مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ خدا کا شکر ہے ان میں سے سب سے نیک، شریف اور لائق نوجوان نے میرا ہاتھ تھام لیا اور شادی کی پیش کش کر دی۔ میں نے اللہ کی طرف سے ایک نعمت سمجھ کر اس پیش کش کو قبول کر لیا اور آج میں اپنے نئے دین کے ساتھ، نئے خاندان میں، اپنے انتہائی مہربان شوہر کی رفاقت میں بہت پُرسکون اور مسرت انگیز زندگی گزار رہی ہوں اور ہر دم اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیلیٰ رمزی (امریکہ)

ذیل کا مضمون روزنامہ ''جسارت'' کراچی کے شمارہ ۸۔ اگست ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا تھا۔ ترجمہ و تلخیص منیر منصوری کا ہے۔

اسلام اللہ کا بتایا ہوا وہ دین ہے کہ جس میں بندگانِ خدا کا بھلا اور مفاد ہے۔ یہ دین عظمت اپنی سچی اور روشن تعلیمات سے دلوں کی سیاہیوں کو دور کرتا اور قلب کی میل کو دھو ڈالتا ہے اور یقیناً یہی ایک دین ہے کہ جو انسان کو اس کے اصل مقصد تک پہنچاتا ہے' مگر خدا جسے ہدایت دے' چنانچہ جس پر اس دین کی حقانیت واضح ہو جاتی ہے وہ اسلام کے پرچم تلے آنے کے لیے سرگرداں ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سکون اور حقیقی خوشیوں کا سچا پیغام' بھائی چارے' اخوت' بے لوث ایثار اور حقیقی مساوات کا علمبردار واحد دین ہے کہ جس کے بعد کوئی دین خدا کے ہاں قابلِ قبول نہیں ہے۔

اس وسیع دنیا کے مختلف کونوں میں اور مختلف ملکوں میں آئے دن کسی نہ کسی پر خدا کا انعام ہوتا رہتا ہے۔ اللہ دلوں کو شرح صدر عطا کرتا ہے اور سکون اور حقیقی امن و مساوات کا پیاسا دل گہوارۂ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے۔

یہ نوجوان امریکی لڑکی انہی خوش نصیب لوگوں میں سے ایک ہے کہ جسے اللہ نے ہدایت کا راستہ دکھایا۔ اس نے اللہ کے دین کو سمجھنے کے بعد قبول کیا ہے۔ جس کے لیے اسے کافی محنت کرنی پڑی۔ اسے قرآن تک رسائی اور اسلامی کتب کے حصول میں کافی وقت اٹھانا پڑی۔ اس نے کئی سال تک مختلف آسمانی مذاہب کا تقابلی مطالعہ کیا اور آخر کار وہ اسلام کی حقانیت کی قائل ہو گئی۔ آج کل الازہر یونیورسٹی میں عربی کی تعلیم حاصل کر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی ہے تاکہ عربی پر عبور حاصل کر کے قرآن و حدیث کو براہ راست پڑھ سکے اور واپس جا کر اپنے سچے مذہب کی تبلیغ کر سکے۔

لیسا لو تھر ونٹسن جو کہ بعد میں لیلیٰ رمزی بن گئی' اس کا تعلق ایک ایسے عیسائی مذہبی گھرانے سے ہے جو ''خادمین چرچ'' کہلاتے ہیں اور مسیحی برادری میں اس خاندان کا ایک بلند مقام ہے۔ اس کے والد اور دادا دونوں چرچ کے خادم ہیں۔ ۲۲ سالہ لیلیٰ رمزی کی ذہنی تربیت ایک کٹر مذہبی مسیحی گھرانے میں ہوئی...... لیکن اسلام کا سچا پیغام ساری رکاوٹوں کو توڑتے ہوئے اس کے دل تک پہنچ گیا۔ چرچ میں جا کر عبادت کرنے اور انجیل پڑھنے والی لیلیٰ رمزی نے الیکٹریکل انجینئرنگ میں سند حاصل کرنے کے بعد امریکن ٹی وی پر بطور اناؤنسر ملازمت اختیار کی۔

لیلیٰ سے جب اسلام قبول کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ اس کا تعلق ایک مذہبی گھرانے سے تھا۔ جب سے ہوش سنبھالا کبھی شراب نہیں پی۔ زیادہ تر وقت چرچ ہی میں گزرتا تھا۔ یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم کے دوران مشرق وسطیٰ اس کا اختیاری مضمون تھا۔ مشرق وسطیٰ کے مضمون کی بنیاد پر قرآن سے واقفیت ہوئی اور قرآن کے مطالعے کی خواہش پیدا ہوئی تو وہ اپنے کالج کی لائبریری گئی' جہاں سے انگلش ترجمے والے قرآن پاک کا نسخہ مل گیا۔ لیلیٰ کا کہنا ہے کہ قرآن کے مطالعے سے اسے ایک عجیب و غریب کیفیت کا احساس ہوا۔ ایسا احساس کہ جی چاہتا تھا کہ کبھی بھی یہ کیفیت ختم نہ ہو۔ قرآن کے مطالعے کے بعد لیلیٰ نے اس پیغام کی سچائی کی گواہی دی تو اس نے مذہب تبدیل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ خصوصی طور پر یہ ارادہ اس وقت بنا جب اس نے کلام حکیم کی یہ آیات تلاوت کیں:

يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لَا تَغۡلُوۡا فِىۡ دِيۡنِكُمۡ وَلَا تَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الۡحَـقَّ‌ؕ اِنَّمَا الۡمَسِيۡحُ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ‌ ۚ اَ لۡقٰىهَاۤ اِلٰى مَرۡيَمَ وَرُوۡحٌ مِّنۡهُ‌ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ‌ ۚ وَلَا تَقُوۡلُوۡا ثَلٰثَةٌ‌ ؕ اِنْتَهُوۡا خَيۡرًا لَّـكُمۡ‌ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ ‌ؕ سُبۡحٰنَهٗۤ اَنۡ يَّكُوۡنَ لَهٗ وَلَدٌ‌ ۘ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ‌ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيۡلًا (۴/ ۱۷۱)

لیلیٰ کا کہنا ہے کہ جیسے جیسے قرآن کا مطالعہ آگے بڑھتا رہا' نئے حقائق سامنے آتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے اور دل تقاضا کرتا گیا کہ جتنا جلد ممکن ہو اسلام کے حلقہ بگوش ہو جاؤں۔ اسلام کے مطالعے میں کالج کی لائبریری میں موجود کتابوں کے علاوہ مسلم سٹوڈنٹس سوسائٹی کی شائع کردہ کتابوں سے بھی کافی استفادہ کیا۔ لیلیٰ نے اسلامی کتب کے لیے سعودی سفارتخانے سے بھی رابطہ قائم کیا جہاں سے کافی حوصلہ افزائی ہوئی۔ ان سب مرحلوں نے اسلام کی حقانیت کو ہر طرح سے واضح کر دیا تو دل کی ایک ہی پکار تھی کہ میں اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دوں اور برملا اقرار کروں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لیکن بعض بشری کمزوریاں سامنے تھیں۔ میرے اسلام قبول کرنے سے میرے باپ کی اس حیثیت کو دھچکا نہ لگے جو اسے مسیحی برادری اور ملک کے لوگوں میں حاصل ہے...... لیلیٰ کہتی ہے کہ اس مشکل مرحلے پر مختلف سوچوں نے میرا گھیراؤ کیے رکھا۔

یہ وہ ذہنی کیفیت تھی جب لیلیٰ تعلیم کے سلسلے میں اپنے گھر والوں سے دور تھی...... وہ کالج کے قریب اپنی دوستوں کے ساتھ رہتی تھی' جہاں قریب ہی ایک مسجد موجود تھی۔ اسلام کی سچائی واضح ہونے کے بعد سخت بے چینی کے دن گزرے۔" بالآخر میں نے فیصلہ کر ہی لیا کہ میں مسجد میں جاؤں اور مسلمانوں کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دوں"۔ لیلیٰ کی عمر اس وقت ۲۲ سال تھی، چنانچہ مسجد میں پہنچ کر اس نے اللہ کی وحدانیت اور حضور اکرم کی رسالت کی گواہی دی' لیکن اپنے گھر والوں سے اپنے اسلام کو مخفی رکھا۔ اسلام قبول کرنے کے ایک سال بعد لیلیٰ کے والد کا انتقال ہو گیا۔ اسلام قبول کرنے کے دو سال بعد تک لیلیٰ کے گھر والوں کو واقعے کے بارے میں کچھ بھی پتہ نہ تھا۔ تیسرے سال کی ابتدا میں لیلیٰ نے قرآن پاک کا ایک نسخہ مع انگریزی ترجمہ کے اپنی ماں کو بطور تحفہ پیش کیا اور اس کے ساتھ ہی اسے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں قرآنی نقطہ نظر بھی بتایا۔ لیلیٰ کہتی ہیں کہ قرآن کا تحفہ قبول کرنے کے چند روز بعد اس کی ماں نے ایک ایسی بات کہی جسے وہ کبھی نہیں بھول سکے گی۔ اس نے کہا: "بہت عظیم ہے یہ دین"۔

جب لیلیٰ سے پوچھا گیا کہ آپ نے اور کسی مذہب کے بجائے اسلام ہی کو کیوں اختیار کیا تو اس نے کہا قرآن اور اسلامی لٹریچر کے مطالعے نے مجھ پر یہ حقیقت واضح کر دی کہ یہ دین ہر زمانے اور ہر علاقے کے لیے ہے اور یہی ایک ایسا دین ہے جو وحدانیت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا علمبردار ہے۔

لیلیٰ کہتی ہے کہ اسلام لانے سے پہلے مجھے قرآنِ پاک کی سورۃ الاخلاص نے بے حد متاثر کیا۔ اس سورہ میں توحید کی وہ مکمل تعریف موجود ہے کہ اس سے زیادہ واضح اور جامع تعریف ہو ہی نہیں سکتی۔ اس کے علاوہ اسلام رہبانیت کے بجائے عملی مذہب ہے۔ اس کا کوئی عقیدہ انسان کی عام زندگی سے نہیں ٹکراتا بلکہ عام زندگی کے لیے بھرپور ہدایات دیتا ہے۔ اسلام صمٌ بکمٌ عمیٌ کے بجائے سوچنے اور کارخانہ قدرت میں غور کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ افلا یتدبرون اور افلا یتفکرون کہہ کر ذہنوں کو سوچنے سمجھنے کی طرف مائل کرتا ہے۔

لیلیٰ کا کہنا ہے کہ اسلام بغض و عناد کے بجائے خلوص و اخوت کا مذہب ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ میں اس دین کو کیوں قبول نہ کرتی جو سراسر محبت' رحمت' شفقت' خلوص' ہمدردی' ایثار اور انسانی برادری میں حقیقی مساوات کی تعلیم دیتا ہے۔ ایسا مذہب کہ جس میں کالے گورے' عربی و عجمی' شاہ و گدا اور امیر و فقیر کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ اسلام کی ان عظیم تعلیمات نے مجھے عیسائی سے مسلمان بنانے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔

امام مسجد کے کہنے پر لیلیٰ نے مصر کا سفر اختیار کیا تاکہ "الازہر" میں رہ کر عربی کی تعلیم حاصل کرے اور قرآن و حدیث اور اسلام کی دیگر عظیم تصانیف کا براہ راست مطالعہ کر سکے۔

سابق شیخ الازہر کے کہنے پر لیلیٰ کی عربی تعلیم کے لیے ایک خاص استاد مہیا کر دیے گئے ہیں۔ لیلیٰ کے بقول امریکہ میں اب بھی بہت بڑی اکثریت کا یہ خیال ہے کہ اسلام صرف کالوں کا دین ہے گورے لوگوں کا نہیں۔ اسی طرح امریکہ میں مسلمانوں کو نوکریاں حاصل کرنے میں بھی بڑی مشکلات کا سامنا ہے۔

لیلیٰ دعا گو ہے کہ اللہ کرے وہ دن جلد آئے جب اسلام ساری دنیا کا دین ہو جائے اور یہی وہ دن ہوگا جب دنیا حقیقی اور پائیدار امن کی منزل کو پالے گی۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میریولا لیلیٰ زیسنی (پولینڈ)

یہ مضمون ماہنامہ ''دعوۃ'' (اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد) میں شائع ہوا۔ ترجمہ طارق انیس صاحب کا ہے۔

میں پولینڈ کے ایک چھوٹے سے شہر میں پیدا ہوئی۔ والدین سادہ مزاج اور مذہبی قسم کے لوگ تھے جنہوں نے مقدور بھر میری بہتر پرورش کرنے کی کوشش کی۔ میں ایک خاص مزاج کی حامل' اوسط طبقے کی لڑکی تھی اور کیتھولک مذہب رکھنے والے لوگوں میں پلی بڑھی جو میرے مزاج سے مطابقت نہ رکھتا تھا۔ گھر کی مذہبی فضا کی وجہ سے مجھ پر چرچ جانا لازم تھا چنانچہ رواج کے مطابق میں ہر اتوار اور دیگر تمام خصوصی تقریبات پر چرچ جایا کرتی تھی۔

جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے' میری طبیعت ذرا مختلف قسم کی تھی۔ میں کم میل جول رکھنے والی شرمیلی اور سادہ سی قسم کی لڑکی تھی۔ میں اپنے لڑکپن کے سالوں میں عملی طور پر تنہائی پسند تھی۔ کوئی بوائے فرینڈ ہونا تو درکنار میری کوئی سہیلی تک نہ تھی۔ بس میں تھی اور مذہب پر غور وفکر۔

زندگی یونہی بسر ہو رہی تھی کہ میں اپنے خاندان کے ہمراہ کینیڈا چلی آئی۔ یہاں ایک نئی زندگی کا مشکل اور غیر متوقع ماحول میرا منتظر تھا۔ مجھے ہر چیز آغاز سے سیکھنی تھی۔

کینیڈا میں فروکش ہونے کے بعد جلد ہی میری ملاقات ایک لبنانی طالب علم سے ہوئی جو اس وسیع ملک میں میری طرح نووارد تھا۔ اس کی طبیعت بھی ذرا عام مزاج سے ہٹ کر تھی۔ مجھے سب سے پہلے اسی نے اسلام کے متعلق آگاہ کیا مجھے اس وقت تک میں ایک نئی قسم کا مذہب خیال کرتی تھی۔

ہم ایک دوسرے سے متضاد نظریات رکھنے کے باعث اکثر لمبی چوڑی گفتگو اور بحث

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے۔ اس سے قطعی مختلف نقطہ نظر رکھنے کے باوجود اس کا ایک جملہ کہ ''خدا صرف ایک ہے'' ہر وقت میرے کانوں میں گونجتا رہتا۔ تاہم مجھے پورا یقین تھا کہ ایسی سوچ رکھنے والا یقیناً پاگل ہے اور کبھی بھولے سے بھی یہ خیال نہ آیا کہ دراصل میں ہی غلطی پر ہوں۔

جب سے میں اس لبنانی لڑکے سے ملی تھی' زندگی انتشار کا شکار ہو گئی تھی۔ اس لیے نہیں کہ وہ مسلمان تھا بلکہ اس لیے کہ میں اب اس سوچ تلے پسی جارہی تھی کہ ہم دونوں میں کون صحیح ہے اور کون غلط؟

تقریباً دو تین ماہ تک میں اس ادھیڑ بن میں رہی تب ایک معجزہ ظہور میں آنا شروع ہوا۔ ایک دن میں اپنے گھر والوں کے ساتھ چرچ میں تھی تو یکایک مجھے ایسا محسوس ہوا کہ وہ ٹھیک کہتا ہے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: ''کس قدر بے تکی بات ہے کہ یہ چرچ والے کہتے ہیں کہ خدا' اس کا بیٹا اور روح القدس تینوں مل کر ایک بنتے ہیں''۔ احساس نے مجھے جھنجوڑ دیا اور میں سوچنے لگی کہ اگر خدا ایک ہے تو اس کے بیٹے اور روح القدس کا کیا مطلب ہے؟ یہ تثلیث کا معاملہ تو عقلی اعتبار سے بہت ہی ناقابل فہم تھا۔ مجھے تو مسلمان لبنانی نوجوان کی بات ہی درست نظر آرہی ہے کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

جب سے میں نے اس حقیقت کو پایا تھا' میں نے شاید ہی چرچ میں کسی سے کوئی بات کی ہو' لیکن کچھ عرصے میں میرے والدین کو احساس ہو گیا کہ میں نے چرچ جانا چھوڑ دیا ہے اور چرچ سے دور رہنے کے بہانے تلاش کرنے لگی ہوں۔ وہ جان گئے کہ یقیناً کوئی گڑ بڑ ہے۔ انہوں نے سارا الزام اس بے چارے لبنانی لڑکے پر تھوپ دیا اور اس سے نہ صرف سخت رویہ اپنایا بلکہ اسے بے عزت بھی کیا مگر میرے رویے میں تبدیلی نہ آئی۔

میں نے خفیہ طور پر پولینڈ سے قرآن کریم کا ایک نسخہ منگوایا' نماز سیکھی اور چپکے چپکے روزہ رکھا کہ کوئی نہ جان سکا۔ ادھر والدین کو خوش رکھنے کے لیے محض دکھاوے کے طور پر کبھی کبھار چرچ بھی چلی جاتی۔ لیکن صرف اللہ جانتا ہے کہ یہ سب کچھ میرے لیے کتنا تکلیف دہ تھا اور میں کس کرب میں مبتلا تھی۔

میرے لیے قرآن کریم کا مطالعہ ایک مسرور کن تجربہ تھا۔ رات کو جب سب اپنے اپنے بستروں میں دبکے ہوتے' میں قرآن کا مطالعہ شروع کر دیتی۔ میں اسے پڑھتی جاتی'

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دوران آنکھیں برستی رہتیں اور میں منہ پر تکیہ رکھ کر روتی رہتی۔

یہ فیصلہ کرنے میں کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے تقریباً ایک سال لگا۔ اس دوران میں نے نماز ادا کرنا اور صحیح طریقہ پر روزہ رکھنا سیکھا۔ اب میری زندگی سراپا مسرت تھی۔ یہ شادمانی اسلام کے اس روشن دریچے سے چھن چھن کر آ رہی تھی جو میرے رب نے میرے اوپر وا کر دیا تھا۔

ہر نیا دن ایک نیا مشاہدہ لے کر آتا اور ہر ہر لمحہ تکمیل ذات کی طرف لیجانے والا تھا۔ میں بہت خوش تھی اور شکر گزار تھی کہ اللہ نے مجھے عرفان وعلم سے نوازا تھا' لیکن اب زندگی اتنی آسان بھی نہ رہی تھی۔ گو اندرونی طور پر میں پُر امید اور پُر سکون تھی مگر باہر کی دنیا کی زندگی برقرار رکھنے کے لیے سخت جدوجہد کرنی پڑی۔

تقریباً دو سال اسی طرح گزرے' اب میں مکمل طور پر مسلمان ہو چکی تھی اور اہلِ خاندان اور میرے درمیان بیگانگی کے پردے حائل ہو گئے تھے۔ گو میں اب بھی ان سے محبت کرتی تھی۔ میں جانتی تھی کہ جونہی ان کے کانوں میں میرے ایمان لانے کی بھنک پڑی' مجھے گھر سے نکال دیا جائے گا۔ مگر میں منتظر تھی' جو کچھ اللہ نے میرے لیے غیب میں چھپا رکھا تھا۔

کرسمس کا موقع آیا تو مزید ضبط کا یارا نہ رہا۔ میرا دل بھر آیا اور میں نے سب کو اپنے ایمان لانے کے بارے میں بتا دیا۔ مجھے اندازہ تھا کہ اس سے وہ خاصے دکھی ہوں گے۔ مجھے یہ بھی خیال آیا کہ یہ ان کی خوشی کا دن تھا' مجھے مزید انتظار کر لینا چاہیے تھا' مگر اللہ کی یہی مرضی تھی کہ میں مزید انتظار نہ کروں۔ میں زیادہ دیر تک تاریکی سے سمجھوتہ نہ کر سکی اور نہ ہی فضولیات اور لغویات سے بھری اس محفل میں ٹھہر پائی۔

توقع کے مطابق مجھے فوراً گھر سے نکال دیا گیا۔ میں نے اپنا بیگ اٹھایا اور رہنے کے لیے ایک جگہ تلاش کر لی۔ دل اس خیال سے مسلا جا رہا تھا کہ گھر والے چھوٹ گئے مگر ذہن جلد ہی سکون سے معمور ہو گیا کہ میں نے اپنے رب کو پا لیا تھا۔

والد کے سوا خاندان کے تمام افراد نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ صرف انہوں نے کہا کہ میں آزادی سے اپنا راستہ منتخب کر سکتی ہوں۔ وہ اب بھی مجھ پر شفیق تھے اور اس مشکل وقت میں اخلاقی و جذباتی لحاظ سے دلجوئی کرتے رہے۔ وہ اسلام تو شاید ہی قبول کریں مگر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ میں بدستور ان کی بیٹی ہوں اور باپ کی حیثیت سے وہ مجھے اب بھی چاہتے ہیں۔

جب سے میں الگ رہ رہی ہوں اور زندگی کے ہر دن کے لیے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے مجھے سب سے قیمتی چیز ایمان و قرآن سے نوازا ہے۔ اس نے اس وقت اپنی رحمت کے دروازے مجھ پر وا کیے جب میرے گھر والوں نے مجھ پر اپنے دروازے بند کر دیے تھے۔ میری دعا ہے کہ ایمان کی روشنی ان سب لوگوں تک پہنچے جو اب بھی تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں جن میں کبھی میں بھی ان کی ہم سفر تھی۔

مسلم حلقے سے میرے لیے میریولا کے بجائے ''مریم'' نام تجویز کیا گیا مگر اس نام سے مجھے اپنے پرانے عقیدے کی یاد آتی تھی' اس لیے میں نے اس کے بجائے اپنے لیے لیلیٰ کا نام منتخب کیا۔ عربی میں اس کا مطلب رات ہے اور چونکہ یہ رات ہی کا وقت ہوتا تھا جب مجھے قرآن پڑھنے کا موقع ملتا اور میں اللہ کے سامنے گڑگڑاتی تھی اور جب اس نے سورہ فاتحہ کے ذریعے مجھے آگہی اور ہدایت سے نوازا تھا۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لینا ونفرے سیّد...... (امریکہ)

یہ مضمون ماہنامہ ''بیدار ڈائجسٹ'' لاہور کے شمارہ ستمبر ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا۔ اسے اردو میں ملک احمد سرور صاحب نے منتقل کیا ہے۔

اس سرد وگرم دنیا میں مصائب ومشکلات سے بھرپور اور مصروف زندگی میں بے شمار لوگ کسی ان دیکھی چیز کی تلاش میں سرگرداں دکھائی دیتے ہیں۔ ان میں اکثر یہ بھی نہیں جانتے کہ انہیں کس چیز کی تلاش ہے۔ کچھ لوگ اپنے مسائل کا حل مذہب میں تلاش کر لیتے ہیں۔ لوگوں کو کسی مقصد کی ضرورت ہے..... اور ہاں' نظریاتی طور پر انتشار اور نشیب و فراز میں مبتلا آج کی دنیا میں' ''سچ'' کی تلاش بہت مشکل ہے۔ مگر میں ''سچ'' کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئی۔

میں امریکہ میں رہنے والی ایک عیسائی لڑکی تھی۔ میں باقاعدگی سے چرچ جاتی تھی' مگر پھر بھی میرے قلب وذہن پر یہ احساس چھایا رہتا تھا کہ جیسے میں کسی قیمتی چیز سے محروم ہوں۔ بہت سے دوسرے لوگوں کی طرح میں بھی اپنے دل میں کسی خلا کو محسوس کرتی تھی۔ ہم میں بے شمار لوگ مسکراتے دکھائی دیتے ہیں اور ان کے چہروں پر خوشی بھی دکھائی دیتی ہے مگر اندر سے وہ محروم اور غمگین ہوتے ہیں۔ یہی حالت میری بھی تھی۔

میں عیسائیت کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا تھی' مگر کوئی میرے سوالوں کا تسلی بخش جواب نہیں دے پاتا تھا۔ اس لیے میں نے مذہب کا کورس لیا تاکہ عیسائیت کا مطالعہ کر سکوں۔ میں نے اپنے چرچ کے پروگراموں میں بھی اضافہ کر دیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتی کرتی ''اے اللہ مجھے سچائی کا راستہ دکھا''۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں یونیورسٹی میں عرب طلبا سے ملی اور ان کی دوست بن گئی۔ میں نے انھیں نہایت پُرکشش پایا۔ مجھے ان کا کھانا، موسیقی اور زبان بہت پسند آئی۔ وہ مذہب ''اسلام'' کے بارے میں گفتگو کرتے تو میں ان سے پوچھتی ''یہ اسلام کیا ہے''؟ مجھے اسلام کے بارے میں کوئی زیادہ علم نہیں تھا۔ بے شمار امریکی اسلام کے بارے میں بالکل نہیں جانتے یا پھر بہت کم معلومات رکھتے ہیں یا پھر وہ اسلام کے بارے میں میڈیا کے ذریعے پھیلائے گئے جھوٹ اور من گھڑت بڑی داستانوں سے واقف ہیں۔ میں اسلام کے لیے متجسس تھی، اس لیے حقیقت حال جاننے کے لیے میں نے تحقیق شروع کر دی۔ میں نے اسلامی کتابیں اور قرآن مجید کے انگریزی ترجمے کو پڑھا، مسلمانوں سے ملاقاتیں کیں۔ نتیجہ یہ کہ میں نے اسلام کو ایک دلکش اور پُرامن مذہب پایا۔ مجھے اپنے ذہن میں اٹھنے والے تمام سوالوں کا جواب مل گیا، قلب و ذہن کو طمانیت حاصل ہوئی۔ اسلام نے ''ایک اللہ'' کی طرف میری راہنمائی کی اور میں جان گئی کہ حضرت عیسیٰ صرف ایک پیغمبر تھے اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں۔ میرے دل نے محسوس کر لیا کہ مجھے وہ سچائی مل گئی ہے جس کی مجھے مدتوں سے تلاش تھی۔ چنانچہ ۱۹۸۹ء میں ۲۷ رمضان المبارک کو میں نے اسلام قبول کر لیا اور رمضان کے آخری تین روزے بھی رکھے۔ میں بہت خوش تھی کیونکہ میرے دل کا خلا خالص خوشیوں اور طمانیت سے پُر ہو چکا تھا اور میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے بہت قریب محسوس کر رہی تھی۔

اسلام قبول کرنے کے بعد میری زندگی میں ایمان کی آزمائش آنے والی تھی۔ مجھے اپنے عیسائی والدین کو اسلام قبول کرنے کے بارے میں بتانا تھا لیکن میں نے اس میں چند ماہ کی تاخیر کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ میں اپنی قوت ایمانی کو مزید مضبوط کر لوں۔ یونیورسٹی میں عرب دوستوں میں سے ایک نے مجھے شادی کی پیش کش کی۔ میں نے اس پیش کش کو قبول کر لیا۔ بہت سے دیگر امریکیوں کی طرح میرے باپ کو یہ بات پسند نہ تھی کہ اس کی لڑکی کسی غیر ملک کے شہری سے شادی کرے، مگر میں اپنے موقف پر مضبوطی سے ڈٹ گئی اور اپنے والدین کو مجبور کیا کہ وہ میرے شوہر کو قبول کر لیں۔ یہ معرکہ میں نے سر کر لیا۔ اب مجھے انھیں یہ حقیقت بھی بتانا تھی کہ میں مسلمان ہو چکی ہوں۔ انھیں اس خبر سے زبردست دھچکا لگا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ بہت پریشان ہو گئے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ شائد انہوں نے مجھے غلط طریقے سے پروان چڑھایا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ میں نے ان کا دل دکھانے کے لیے اسلام قبول کیا ہے۔ ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ میں اب بھی ان سے پہلے ہی کی طرح محبت کرتی ہوں اور میں نے اسلام کو اپنی خوشیوں اور طمانیت قلب کی خاطر قبول کیا ہے۔ میرے والدین کا خیال تھا کہ مسلمان بھی ہندوؤں کی طرح ہوتے ہیں اور سچائی سے بہت دور ہیں۔ وہ مذہب کے معاملے میں ہر وقت مجھ سے جھگڑنے لگے۔ میرا دل بہت دکھتا مگر میں اپنے عقیدے پر مضبوطی سے جمی رہی۔

اس کے بعد حجاب کا مسئلہ آ گیا۔ وہ اس پر بھی مجھ سے ناراض ہو گئے۔ حجاب ان کے نزدیک عجیب وغریب چیز تھی اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ لوگ مجھے حجاب میں دیکھیں۔ ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ حجاب تو میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت اور اپنی ذات کے احترام میں کر رہی ہوں اور مجھے اپنے مسلمان ہونے پر بہت فخر ہے۔ والدین کے ساتھ کشمکش جاری رہی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور فضل سے امریکی معاشرے میں پیش آنے والی مشکلات کا مقابلہ بھی کرتی رہی۔ آہستہ آہستہ یہ مشکلات میرے لیے آسان ہوتی گئیں۔

میں اپنے والدین کے سلسلے میں بہت صبر سے کام لے رہی تھی اور مجھے ان کے رویے میں تبدیلی کا انتظار تھا۔ تین سال گزر گئے۔ پہلے کی نسبت میرے مذہب کے بارے میں ان کا رویہ بہتر ہونے لگا۔ اب آٹھ سال گزر چکے ہیں۔ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ اسلام نے مجھے ایک اچھے انسان میں تبدیل کر کے مجھے ایک زیادہ فرمانبردار اور احترام کرنے والی بیٹی بنا دیا ہے۔ بے شک وہ میرے مذہب پر یقین نہیں رکھتے مگر کم از کم وہ اسلام کو پہلے کی نسبت بہتر سمجھتے ہیں اور میرے قبول اسلام کو انہوں نے میرا انتخاب سمجھ کر قبول کر لیا ہے۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ اسلام نے مجھے خوش وخرم بنا دیا ہے۔

●.....●.....●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمہ ڈاکٹر ماریہ (امریکہ)

ذیل کا مضمون سہ روزہ ''دعوت'' دہلی کے شمارہ ۱۰ فروری ۱۹۹۸ء میں شائع ہوا تھا۔ ترجمہ مقبول احمد ندوی کی ہے۔

امریکہ کی اس نوجوان لیڈی ڈاکٹر نے ترجمۂ قرآن پاک کا ناقدانہ نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ دوران مطالعہ وہ اس کے اندر (مغرب کی مزعومہ) غلطیاں ڈھونڈتی تھی' لیکن اس وقت اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اسے اس لازوال کتاب میں اپنے ہر اس سوال کا شافی اور تسلی بخش جواب مل گیا جو بچپن ہی سے اس کے ذہن و دماغ میں گردش کیا کرتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند ماہ بعد ہی اس نے اپنے قبول اسلام کا اعلان کر دیا اور اب اس کا اسلامی نام ماریہ ہے۔

۲۵ سال کی جواں سال امریکن ڈاکٹر اپنی سرگزشت آپ ہی بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ ''امریکہ کے صوبہ کلیولینڈ میں میری پرورش ایک مذہبی کیتھولک گھرانے میں ہوئی۔ علم النفس میں میں نے بی اے کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد میں نے میڈیکل کالج میں داخلہ لے لیا جہاں اس وقت میں ایم اے کا مقالہ تیار کر رہی ہوں۔ میں اپنے عقاید و افکار و نظریات و خیالات سے مطمئن نہیں تھی۔ مجھے ہمیشہ ایک مبہم سا انجانا کرب و اضطراب ستاتا رہتا اور ''تثلیث'' کی ماہیت و حقیقت کے متعلق میرے ذہن میں طرح طرح کے سوالات اٹھتے رہتے۔ مزید برآں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ اور آرتھوڈکس فرقوں میں بٹ کر مسیحیت کا تصور کیوں مختلف ہو جاتا ہے اور ہر ایک کے اندر اس کا ایک خاص مفہوم کیوں متعین ہو جاتا ہے؟ میرا ایمان تو صرف ایک خدا پر تھا۔ میں غلطی اور سچائی اور حق

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وناحق کے درمیان امتیاز کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی مگر اسلام کے متعلق سنجیدگی سے اس زاویہ نظر سے کبھی نہ سوچا کہ یہ بھی کوئی قابلِ قبول اور قابلِ تقلید مذہب ہے۔ اسلام کے متعلق میرا جو کچھ تصور رہا وہ صرف یہ تھا کہ "یہ دہشت گردی وتشدد پسندی، انتہا پرستی و بنیاد پرستی کا دین ہے اور یہ کہ مسلمان قتل وخونریزی اور ظلم وسفاکی کی خوگر ایک وحشی قوم ہے"۔

محترمہ ماریہ مزید کہتی ہیں: "میرے قبولِ اسلام کی کہانی اس وقت شروع ہوئی جب میں نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور ترجمۂ قرآن پاک کا تنقیدی نگاہ سے مطالعہ شروع کیا تاکہ مجھے یہ معلوم ہو سکے کہ آیا یہ حق ہے یا باطل؟ لیکن اس وقت میں حیرت ومسرت کے ملے جلے جذبات میں ڈوب کر رہ گئی جب میں نے دیکھا کہ اسلام کا عقیدہ تو نہایت واضح، روشن اور صاف ستھرا ہے اور اس کے اندر خدا کا جو تصور ہے وہ بھی بے غبار ہے یعنی "معبود صرف ایک ہے" مطالعہ کے بعد مجھے ایک طرح کی ذہنی آسودگی اور قلبی اطمینان و سکون حاصل ہوا اور جو جو سوالات میرے حاشیہ ذہن پر گردش کر رہے تھے قرآن مجید میں مجھے ہر ایک کا تشفی بخش جواب مل گیا۔ اس کے بعد تو میں نے قرآن پاک اور دیگر اسلامی موضوعات کے مطالعہ کو اپنا محبوب مشغلہ بنا لیا اور اسلام کو گہرائی سے سمجھنے کے لیے خوب اچھی طرح مطالعہ کیا۔ چنانچہ پیغمبر اسلام ﷺ اور آپ کے مقدس صحابہ کرامؓ کی سیرت اور اسلامی تاریخ کا بھی مطالعہ کیا۔ اسلام نے صنفِ نازک کو جو مقام ومرتبہ اور حقوق صدیوں سے دے رکھے ہیں اس نے میری نگاہوں کو خیرہ کر دیا جب کہ امریکہ میں عورتوں کے اپنے حقوق کی بازیابی اور برابری کے مطالبے کی تاریخ چند سالوں سے زیادہ نہیں۔

اس کے بعد دوسرا قدم میں نے یہ اٹھایا کہ مسلم مردوں، عورتوں اور ان کی عائلی و خانگی زندگی کا تجزیہ کرنا شروع کیا اور ان کی معاشرتی وبیتی زندگی کا تقابلی مطالعہ کیا اور یہ بھی میری خوش قسمتی ہے کہ حسنِ اتفاق سے میری ملاقات بعض دین دار اور شریف مسلم گھرانوں سے ہو گئی۔ ان کے طریقۂ زندگی، طرزِ معاشرت، خانگی ادب، بچوں کی نگہداشت، اور ان کے ساتھ شفقت ومحبت کا برتاؤ دیکھ کر میں مسحور رہ گئی۔ میں نے دیکھا کہ میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے سے پیار ومحبت کا معاملہ کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے تئیں اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہیں اور اس کے بالمقابل جو بھی کام کرتا ہے اسے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر و احترام کی نظر سے دیکھتا ہے اور یہ وہ بات ہے جو امریکہ کے عیسائی گھرانوں میں عنقا ہے۔

اسلام میں عورتوں کے ساتھ جو احکام مخصوص ہیں ان میں کون سا حکم ان کو سب سے زیادہ پسند آیا؟ اس کے جواب میں انہوں نے برجستہ کہا'' حجاب۔ کیونکہ مجھے مکمل یقین اور اطمینان ہے کہ عورت کا اپنے جسم کو مستور کرنا اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ مردوں سے کم تر ہے' بلکہ یہ اس کے تحفظ اور احترام و اکرام کا خاص حق ہے۔ اس طرح اسلام مطلقہ عورتوں کو خاص مدت تک نفقہ دیتا ہے اور کچھ عرصے تک شوہر کے گھر میں رہنے کی اجازت بھی دیتا ہے۔ اگر امریکہ میں ایسا ہوتا تو ہزاروں مطلقہ عورتیں یوں بے گھر' در بدر' ماری ماری نہ پھرتیں۔ پھر یہ کہ اسلام نے عورتوں کی اصل ذمہ داریوں کی وضاحت کے ساتھ تشریح کی ہے۔ مثلاً یہ کہ وہ اپنے گھر اور بال بچوں کی نگہداشت کریں کیونکہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے وقت دینا دراصل تہذیب و تمدن کی تعمیر و ترقی کے مترادف ہے۔ بصورت دیگر بچے شتر بے مہار کی طرح بلا کسی تربیت کے پرورش پائیں گے جیسا کہ آج کل امریکہ میں عام طور سے دیکھنے کو ملتا ہے۔

امریکیوں کے نزدیک اسلام کا تصور نہایت گھناؤنا اور مسخ شدہ ہے جو بہت حد تک سیاست سے جڑا ہوا ہے۔ ذہنی طور سے وہ اسلام کو جنگ و جدل کا مذہب گردانتے ہیں جو ہمیشہ آمادۂ قتل و خوں ریزی اور آمادۂ دہشت و بربریت ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ کبھی بھی اسلام کو ایک نظام حیات کے طور پر نہیں دیکھتے' چنانچہ ہمارے لیے سب سے زیادہ جو ضروری امر ہے وہ یہ کہ ہم انہیں اسلام کا ہر زاویہ سے تعارف کرائیں اور انہیں یہ بتائیں کہ اسلام ایک مکمل ہمہ گیر نظام حیات ہے اور ان کے سامنے عملی زندگی میں بہتر نمونہ پیش کریں۔ یہ تبھی ہو سکتا ہے جب ہم عملی طور پر اخلاص کے ساتھ قرآن و سنت کے احکامات پر عمل کریں اور اپنی معاشرت اور خاندانی زندگی کو اسلامی اصولوں پر استوار کریں۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسز محمودہ کانولی (آسٹریلیا)

(MRS. MAHMUDA CANNOLI)

جب بھی مجھ سے کوئی پوچھتا ہے کہ میں مسلمان کیوں ہوئی؟ تو میں جواب دیتی ہوں کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی میں مسلمان ہی تھی حالانکہ میں نے اسلام کا نام تک نہ سنا تھا۔ میں شعور کی منزلوں میں داخل ہوئی تو جلد ہی میں نے اپنے آبائی مذہب...... عیسائیت ...... کو خیر باد کہہ دیا۔ اس کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ جب بھی عیسائیت کی کسی تعلیم سے یا چرچ کے کسی لیکچر کے حوالے سے میرے ذہن میں کوئی خلجان اور شبہ پیدا ہوتا اور میں کسی مذہبی شخصیت یا کسی عام آدمی سے اس حوالے سے سوال کرتی تو ایک ہی رٹا رٹایا جواب ملتا کہ چرچ کے ضمن میں کوئی سوال مت کرو اور عقل کو درمیان میں نہ لاؤ۔ یہ عقیدے کا معاملہ ہے اسے سوچے سمجھے بغیر قبول کرو۔

عمر کے اس حصے میں ابھی مجھ میں یہ کہنے کی جرأت نہ تھی کہ میں اس عقیدے پر ایمان نہیں لاسکتی جسے میں سمجھ نہیں سکتی اور یہ احساس میرا ہی نہ تھا بے شمار عیسائیوں کی یہی سوچ تھی۔ وہ برائے نام عیسائی تھے اور مذہبی طبقے کے اسی رویے کی وجہ سے عیسائیت سے بہت دور چلے گئے تھے۔ بہر حال میں نے رومن کیتھولک چرچ کو ترک کر دیا اور تثلیث یعنی تین خداوں کے تصور کو چھوڑ کر خدائے واحد پر ایمان لے آئی۔ اس طرح میں نے عیسائیت کی توہمات پر مبنی اسرار اور کراماتی نوعیت کی تعلیمات سے نجات پائی اور زندگی کا بامعنی اور وسیع تر مفاہیم سے آشنا ہوئی۔

اب میں نے اپنے گردو پیش میں پھیلے ہوئے حقائق پر سوچنا شروع کیا تو مجھے ہر جانب خدا کی قدرتوں کے جلوے نظر آنے لگے۔ درختوں میں، پھولوں میں، پرندوں میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جانوروں میں مجھے خدائی کمالات نظر آتے۔ میں انہیں سمجھ تو نہ پاتی مگر مبہوت ہو کر رہ جاتی اور میری روح بھی مسرت سے سرشار ہو جاتی۔ چرچ کی تعلیم تھی کہ ہر انسان پیدائشی گناہگار ہے لیکن میں نوزائیدہ بچے کو دیکھتی تو مجھے یہ خدا کا شاہکار نظر آتا اور حسن اور معصومیت کا ایک نادر نمونہ بھی۔ تب مجھے عیسائیت کی اس تعلیم میں خاصی بدصورتی محسوس ہونے لگی۔

یہ میری انتہائی خوش نصیبی اور اللہ کا خصوصی کرم ہے کہ ایک روز میری بیٹی اسلام کے بارے میں ایک کتاب لے آئی۔ اسلام کا یہ اوّلین تعارف تھا جو مجھ تک پہنچا اور یہ اتنا بھرپور اور جامع تھا کہ ہم ماں بیٹی دونوں بہت متاثر ہوئیں اور اس موضوع پر جتنی کتابیں دستیاب تھیں' ہم نے حاصل کیں اور پڑھ ڈالیں۔ ہمیں یہ جان کر خوشگوار احساس ہوا کہ اسلام کی بنیادی تعلیمات پر تو ہم پہلے سے ایمان رکھتی ہیں اور یہ سب ہمارے روح کی آواز تھی' حالانکہ جب میں عیسائیت پر یقین رکھتی تھی تو اسلام کے بارے میں میں نے جو کچھ سُن رکھا تھا وہ یہ تھا کہ یہ ایک غیر سنجیدہ' غیرانسانی سا مذہب ہے۔ اس کا نام آتے تو قہقہہ لگا کر اسے مذاق میں اڑا دینا چاہیے۔

لیکن ان کتابوں کے مطالعے سے یوں لگا جیسے درمیان میں ایک دبیز پردہ تھا جو اٹھ گیا ہے اور اللہ خود مجھ سے ہم کلام ہے۔ مزید معجزہ یہ ہوا کہ میرے ذہن میں جتنے سوالات کا ذخیرہ تھا اور جن کا میرے ماحول میں کسی کے پاس جواب نہ تھا' ایک ایک کر کے سب حل ہو گئے اور مجھے اور میری بیٹی کو مکمل شرح صدر حاصل ہو گیا اور پھر ایک روز ہم دونوں نے اسلام کی مبارک چادر سروں پر اوڑھ لی۔ میری بیٹی نے رشیدہ نام اختیار کیا اور میں نے محمودہ۔

اگر آپ مجھ سے سوال کریں کہ اسلام کے کس پہلو نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا تو میں کہوں گی نماز نے...... عیسائیت کی عبادت میں حضرت عیسیٰؑ کو واسطہ بنا کر خدا سے دنیاوی نعمتیں طلب کی جاتی ہیں جب کہ نماز میں اللہ تعالیٰ سے براہِ راست تعلق قائم ہوتا ہے۔ بندہ اپنے رب کی حمد و ثنا کرتا ہے' اس کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتا ہے اور دنیا و آخرت کی بھلائیاں طلب کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسلام عیسائیت یا دیگر انسانی مذاہب کا مخالف ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ اسلام وہ واحد دین ہے جس میں سارے نبیوں کو اور ان پر نازل ہونے والی کتابوں کو برحق ماننا ایمان کا حصہ ہے اور وہ شخص مسلمان ہی نہیں جو حضرت عیسیٰؑ' حضرت موسیٰؑ اور دیگر انبیاؑ اور الہامی کتابوں کا انکار کرتا ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا: ''ہم سارے نبی گویا ایک ماں کے بیٹے ہیں اور دوسرے نبیوں کے مقابلے میں میری مثال ایسی ہے کہ گویا ایک عظیم الشان دیوار ہو جس میں ایک اینٹ کی کمی ہو...... میں وہی آخری اینٹ ہوں''۔

تاہم اسلام اور دیگر مذاہب میں اب فرق یہ ہے کہ عیسائیت اور دیگر مذاہب اور ان کی کتابوں میں طرح طرح کی تحریفیں یعنی رد و بدل ہو چکا ہے اور وہ خالص خدائی مذاہب اور الہامی کتابیں نہیں رہیں...... جب کہ اسلام اور قرآن میں کوئی معمولی سی تبدیلی نہیں ہوئی...... یہ خالص اسی صورت میں ہے جس صورت میں نازل ہوا تھا...... اس لیے اسلام کو ہر اعتبار سے دیگر مذاہب پر فوقیت حاصل ہے۔

آخر میں میں اپنے قارئین سے گزارش کروں گی کہ اسلام محبت' یگانگت اور اتحاد و یک جہتی کا مذہب ہے۔ اسلام کی دوٹوک تعلیم ہے کہ سارے انسان مرد اور عورتیں' ایک باپ...... آدمؑ...... اور ایک ماں...... حواؑ...... کی اولاد سے ہیں اور اللہ کی نظروں میں وہی شخص قابل عزت ہے جو اللہ کی مخلوق کے لیے زیادہ نفع بخش ثابت ہوتا ہے۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمہ مریم (انگلینڈ)

ذیل کا مضمون ماہنامہ "خواتین میگزین" لاہور کے شمارہ جنوری ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا۔ اسے محترمہ مہناز بلال ترین نے تحریر فرمایا:

اس سال جو مورگاہ میں ایمان کی لہر آئی تو پوری آبادی کا ایمان تازہ ہو گیا۔ مورگاہ راولپنڈی کی ایک مضافاتی آبادی ہے۔ یہاں کی آفیسرز کالونی میں تقریباً ۱۰۰ گھرانے آباد ہیں۔ ان میں بہت سے حاضر سروس اور ریٹائرڈ فوجی افسر ہیں۔

مورگاہ ایک صحت افزا اور خوبصورت علاقہ ہے۔ کالونی سرسبز ہے۔ نشیب و فراز کے باعث یہ پہاڑی علاقہ معلوم ہوتا ہے۔ نیچے گہرائی میں دریائے سوآن بہتا ہے۔ لوگ پڑھے لکھے اور ایک ہی سطح کے ہیں' اس لیے آپس میں میل جول دوستانہ ہے۔

اس سال جون میں یہاں ایک نومسلمہ انگلش خاتون کچھ عرصہ کے لیے رہنے کو آئیں۔ کہنے کو تو وہ یہاں اسلام سیکھنے آئیں' مگر حقیقت میں ہمیں بہت کچھ سکھا گئیں اور ہمیں شرمسار بھی کر گئیں۔ ہم تو مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہوئیں' اسلام ورثہ میں ملا' اس کی قدر نہیں بلکہ نئی تہذیب کی جہالت سے ہم اتنے متاثر ہوئے ہیں کہ خدانخواستہ اسلام کو آج کے دور میں ناقابل عمل سمجھ بیٹھے۔

نومسلموں کا معاملہ مختلف ہے۔ ان میں سے جو لوگ سوچ سمجھ کر مسلمان ہوتے ہیں ان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ وہ اسلام پر اتنا پختہ یقین رکھتے ہیں کہ خود کو بڑی آسانی سے بدل لیتے ہیں' پھر اس پر قائم رہتے ہیں۔ انہیں اسلام کے عادلانہ نظام میں ایسا سکون ملتا ہے جس کا ہم اندازہ نہیں کر سکتے۔ حیرت اس بات پر ہے کہ جن کاموں کو ہم ناقابل عمل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھتے ہیں انہی کاموں کو وہ کر دکھاتے ہیں۔ یہ تبدیلی صرف پختہ ایمان و یقین سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ کسی نومسلم نے پیدائشی مسلمان سے کتنی سچی بات کہی تھی:

You are Muslim by chanc. I am muslim by choice

کاش ہم میں بھی ایسا ہی پختہ ایمان و یقین پیدا ہو جائے۔

مورگاہ کے ہردلعزیز ڈاکٹر جناب صغیر احمد راؤ کے بیٹے عمران راؤ آج سے چار سال قبل برطانیہ اور امریکہ تعلیم حاصل کرنے گئے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنا کاروبار برطانیہ میں شروع کیا تو ایک آئرش خاتون Nowla Mary ان کے کاروبار میں شریک ہوئیں۔ Mary کا اسلام سے تعارف عمران راؤ کے ذریعے ہوا۔ اسلام کی فطری کشش نے Mary کو اسلام کے مطالعہ پر راغب کیا۔ انہوں نے قرآن پڑھنا شروع کیا تو دل کا زنگ اترنے لگا۔ Mary قرآن پڑھتی گئی اور اس کا ذہن بدلتا گیا۔ تیسرا پارہ مکمل کیا تو اسلام لانے کا فیصلہ کر لیا۔ کیسی نیک روحیں ہیں جو روشنی کی پہلی کرن پر ہی لبیک کہتی ہیں۔ Mary کا اسلامی نام مریم تجویز ہوا۔

مریم کا اسلام لانا آسان نہ تھا۔ وہ ایک ایسے گھرانے سے تعلق رکھتی تھی جو اپنے مذہب پر سختی سے کاربند تھا۔ اسلام لانے کے بعد مریم کے لیے اپنے رہن سہن کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنا اور وہ بھی برطانیہ جیسے ملک میں' بہت ہی مشکل تھا' لیکن اللہ جسے توفیق دے اس کے لیے کچھ مشکل نہیں۔

مریم کی والدہ عیسائیت کی مبلغہ تھی۔ اس کے گھر ہفتہ وار مذہبی اجتماع ہوتے تھے' عیسائیت کی تبلیغ ہوتی تھی۔ ایسے پُرجوش مذہبی گھرانے کی لڑکی کا اسلام لانا گھر والوں کو پسند نہ آیا۔ انہوں نے اس واقعہ کو اپنی بے عزتی سمجھا۔ بالخصوص مریم کی والدہ تو بہت ناراض ہوئیں۔ مریم نے سکارف (حجاب) پہننا شروع کیا تو ماں کی برداشت سے باہر ہو گیا۔ مریم کے سر سے سکارف زبردستی اتار لیا۔ مریم کی چھوٹی بہن ماں کی دیکھا دیکھی بدتمیزی پر اتر آئی۔ اس نے اعتراضات کرنا شروع کیے (نقل کفر کفر نہ باشد) کہنے لگی تم نے کس کا مذہب اختیار کیا؟ جس نے ۹ شادیاں کیں؟ ۹ سالہ لڑکی سے بھی شادی کی۔

مریم اب بھی آئرلینڈ میں اپنی ماں کے پاس جاتی ہے تو پہلا دن تو خوشگوار گزرتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اگلے دن سے تقاضا شروع ہو جاتا ہے کہ چلو چرچ چلیں۔ دوبارہ عیسائی ہو جاؤ۔ اصرار بے نتیجہ رہتا ہے تو ماں بیٹی پر غصہ نکالتی رہتی ہے۔

اسلامی تعلیمات کے مطالعہ سے مریم کو پتہ چلا کہ مسلمانوں کو حلال گوشت کھانا چاہیے تو اس پر عمل شروع کر دیا۔ ماں کو حلال گوشت کھانے پر بڑی مشکل سے راضی کیا۔ باپ (Mr. Shawn) حلال گوشت بازار سے لے آتا ہے۔ اب عمران نے ہوٹل کھولا ہے' جہاں حلال گوشت استعمال ہوتا ہے۔

جون میں مریم کچھ عرصہ کے لیے پاکستان آئی۔ مورگاہ میں ڈاکٹر راؤ صاحب کے گھر قیام کیا تو ساری کالونی کی خواتین کی مرکز بن گئی۔ وہ اسلام سیکھنے آئی ہے یا ہمیں سکھانے آئی ہے؟ اس بات کا فیصلہ مشکل ہے۔ ممکن ہے دونوں باتیں صحیح ہوں۔ مریم کو جہاں سے بھی اسلام کے حوالے سے کوئی بات معلوم ہوتی ہے بلا جھجک فوراً اس پر عمل شروع کر دیتی ہے۔ کیسی خوش نصیب ہے۔ آمنا وصدقنا کی زندہ تفسیر ہے۔ نہ کوئی تاویل' نہ کوئی عذر' نہ کوئی حجت۔ ادھر اسلامی تعلیم کا علم ہوا ادھر عمل شروع ہو گیا۔ سبحان اللہ۔

مورگاہ کی خواتین ڈاکٹر مسز فرحت کے اسلامی درس سے بہت متاثر ہیں۔ ڈاکٹر فرحت جامعہ اسلامیہ اسلام آباد میں پڑھاتی ہیں اور راولپنڈی میں ہفتہ وار درس قرآن دیتی ہیں۔ الہدیٰ انٹرنیشنل کے نام سے اسلام آباد میں ایک ادارہ چلا رہی ہیں جو لڑکیوں اور خواتین کے لیے مخصوص ہے۔ اس میں قرآن کی تجوید' ترجمہ و تفسیر کے علاوہ حدیث کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مورگاہ سے بے شمار خواتین بڑے شوق سے شرکت کرتی ہیں۔ مریم نے بھی وہاں جانا شروع کر دیا۔ ڈاکٹر فرحت کی رہنمائی میں مریم نے دین کو سمجھا۔ ڈاکٹر صاحبہ نے انہیں پڑھنے کو کتابیں دیں۔ مریم کو اور کیا چاہیے تھا۔ مطالعہ کی بہت شوقین ہے۔ دن رات مطالعہ میں مصروف رہی۔ عربی سیکھنے کا شوق بھی ہے۔ صحیح بخاری کا انگلش ترجمہ پڑھ رہی ہے۔

مریم جو بات سیکھتی ہے اس پر سختی سے عمل کرتی ہے۔ پردہ کے احکام معلوم ہوئے تو انگلینڈ ہی میں فوراً اسکارف پہننا شروع کیا۔ ڈاکٹر فرحت کے درس میں پہلی مرتبہ شریک ہوئیں تو بڑی حیران ہوئیں کہ خواتین نے برقعے اتار دیئے تھے۔ مریم نے اعتراض کیا تو اسے سمجھایا گیا کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زنانہ اجتماع میں حجاب کی رعایت ہے۔ یہ سن کر مریم اب گھر میں کچھ نرم ہوئی ہے۔

اسلام لانے کے بعد مریم کس طرح بدل گئی ہے' اس کا اندازہ اس کے معمولات سے لگایا جاسکتا ہے۔ مریم نے .T.V ایک سال سے نہیں دیکھا۔ ہمارے گھروں میں .T.V دیکھتی ہے تو حیران ہوتی ہے۔ نماز پانچوں وقت پڑھتی ہے' نماز مکمل خشوع وخضوع سے ادا ہوتی ہے۔ نماز میں گریہ بھی ہوتا ہے۔ عصر کی نماز کے بعد باقاعدگی سے والدین کے اسلام لانے کی دعا کرتی ہے۔ نماز کی عادت ایسی راسخ ہو چکی ہے کہ مریم رات کو الارم لگا کر نہیں سوتی' صبح وقت پر آنکھ کھل جاتی ہے۔

مریم جون کے گرم مہینہ میں پاکستان آئی۔ اسے دھوپ بہت پسند ہے۔ برطانیہ میں سورج ہی نہیں نکلتا۔ مریم کو دھوپ اتنی پسند ہے کہ کبھی گرمی کی شکایت نہیں کی۔ کہتی ہے پاکستان بہت پسند آیا۔

سرگودھا میں مریم کی منگنی عمران کے ساتھ ہو گئی ہے۔ عمران کے دادا بہت خوش ہیں۔ مریم جولائی میں برطانیہ واپس چلی گئی۔ اسے واپسی پر عمرہ کا بہت شوق تھا۔ اب مارچ میں عمران سے شادی ہو گی۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مریم احمد (آسٹریلیا)

آبائی طور پر میرا تعلق عیسائیت سے ہے۔ لیکن ان گنت عیسائیوں کی طرح میں بھی اپنے مذہب سے مطمئن نہ تھی اور حقیقت کی تلاش میں سرگرداں تھی' لیکن اسلام کے بارے میں کچھ بھی نہ جانتی تھی' بس مبہم سی معلومات تھیں' اسی لیے میں نے سنجیدگی کے ساتھ اس کے بارے میں کبھی بھی نہیں سوچا تھا۔

لیکن خوش قسمتی سے مجھے ایک ایسے ادارے میں ملازمت مل گئی جہاں چند مسلمان بھی کام کرتے تھے۔ میں ان کے عمومی رویّے سے بہت متاثر ہوئی اور اسلام کے بارے میں جاننا چاہا' لیکن وہ بے چارے کم علم تھے اور مطلوبہ معلومات فراہم کرنے سے قاصر تھے' اس لیے میں نے مقامی لائبریری سے رجوع کیا اور اسلام اور تاریخ اسلام کے حوالے سے مطالعے کا آغاز کر دیا اور لائبریری میں جتنی متعلقہ کتابیں تھیں سب پڑھ ڈالیں۔

میرے اشتیاق اور پیاس کا یہ عالم تھا کہ میں نے مختلف اسلامی اداروں سے بھی رابطہ قائم کر لیا خصوصاً لاکمبا (LAKEMBA) میں اسلامک وومن سنٹر سے مجھے غیر معمولی تعاون ملا۔ میں نے بہت سی نومسلم خواتین سے راہنمائی حاصل کی۔ ان خواتین کا رویّہ بہت حوصلہ افزا تھا۔ انہوں نے مجھے اپنے گھروں میں بلایا اور چند خاندانوں کے ہاں تو میں کئی کئی دن مقیم رہی۔ اس طرح اسلامی طرز زندگی کو سمجھنے کا موقع میسر آیا اور مجھے یہ فیصلہ کرنے میں دیر نہ لگی کہ اسلامی طرز زندگی ہر اعتبار سے فطری' راحت افزا اور پر سکون ہے۔ اس طرح میں نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کر لیا۔ نماز پڑھنے کا طریقہ سیکھنے لگی۔ اس مقصد کے لیے میں عربی زبان سے بھی آگاہی حاصل کرنے لگی اور مکمل شرح صدر اور اطمینان کے بعد میں نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اپنے قارئین کو بتانا چاہتی ہوں کہ میرے نزدیک اسلام "حق و صداقت" پر مبنی ایک ایسا مکمل طریق زندگی ہے جو موجودہ دور کی پریشان حال (Confused) دنیا کو ذہنی سکون فراہم کر سکتا ہے اور ہر طرح کے معاشرتی' مادی' اخلاقی اور معاشی مسائل کا قابل عمل حل بھی پیش کرتا ہے...... چنانچہ میں نے وہ کلام مجید جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ پر نازل فرمایا تھا' بغیر کسی بحث وتمحیص کے قبول کر لیا...... اور مغربی طرز زندگی کو ترک کر کے جو مادی نقصان اٹھائے' اسلام نے مجھے اس سے کہیں بڑھ کر عطا کر دیا۔ میرا خاندان' رشتہ دار اور دوست احباب سب میرے مخالف ہو گئے۔ انہوں نے میرا بائیکاٹ کر دیا' لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ نماز اور صبر کے ساتھ میرا رشتہ مضبوطی سے قائم رہا' حتیٰ کہ صورت حال خاصی تبدیل ہو گئی۔ ماشاء اللہ میرے بچے اسلام میں گہری دلچسپی لینے لگے ہیں اور میری ایک بیٹی' اس کے خاوند اور بچوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حالات کی ناموافقت کے باوجود ایک مسلمان کی حیثیت سے میں نے اپنی انفرادیت قائم رکھی ہے۔ میں سر پر سکارف اوڑھتی ہوں۔ ڈھیلا ڈھالا ساتر اسلامی لباس پہنتی ہوں اور فیشن اور نمائش کا ہر طریقہ ترک کر چکی ہوں...... عام لوگوں کے طرز گفتگو سے اب مجھے وحشت ہوتی ہے اور ان کے طور اطوار سراسر احمقانہ محسوس ہوتے ہیں۔ میں سب سے خوش دلی سے ملتی ہوں لیکن ان کی تقریبات میں' گپ شپ میں' شریک نہیں ہوتی...... نتیجہ یہ ہے کہ میں جس معاشرے میں پیدا ہوئی تھی اور پلی بڑھی تھی' اب اس کے لیے قطعی اجنبی اور بیگانہ بن گئی ہوں لیکن بحمداللہ خوش اور مطمئن ہوں۔ میں نے زندگی کا راز پا لیا ہے اور سمجھ گئی ہوں کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے مجھے کیا کرنا ہے اور ایک مومن کا طرز زندگی کیسا ہونا چاہیے؟

مثال کے طور پر رمضان کا مہینہ آتا ہے تو کام کے دوران کھانے کے وقفے میں ہم جو چند افراد مسلمان ہیں' وہ دوسروں سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ آفس پارٹیوں میں تو شامل ہوتے ہیں' لیکن کھانے میں شریک نہیں ہوتے۔ تب ہم بتاتے ہیں' وضاحت کرتے ہیں کہ روزے کا فلسفہ کیا ہے اور اس کے جسمانی اور روحانی فوائد کیا ہیں؟ لوگ توجہ سے سنتے ہیں اور دیکھنے میں آیا ہے کہ متاثر ہوتے ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی سوچ اور طرزِ عمل میں مثبت تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔

اس طرح اسلام قبول کر کے الحمدللہ میں نے بہت کچھ حاصل کیا ہے' روحانی اور ذہنی اعتبار سے گہرا سکون ملا ہے۔ صراطِ مستقیم پر ثابت قدمی نصیب ہوئی ہے اور مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے اخلاص پر مبنی محبت اور اخوت کی نعمت حاصل ہوئی ہے کہ اس معاشرے میں ہمارے مسائل اور مشکلات مشترک ہیں...... اور سب سے بڑھ کر مجھے ایک ایسا شریکِ حیات مل گیا ہے جو بے حد مخلص ساتھی اور باعمل مسلمان ہے۔ جس نے میرے ایمان کو مکمل کر دیا ہے اور پیغمبرِ اسلام ﷺ پر نازل ہونے والے اللہ سبحانہ تعالیٰ کے کلام یعنی قرآن پاک کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں میرا ممد و معاون ہے۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمہ مریم جمیلہ (امریکہ)

محترمہ مریم جمیلہ نیویارک (امریکہ) کے ایک یہودی خاندان میں پیدا ہوئیں۔ قبول اسلام سے قبل ہی وہ عام امریکی و یہودی خواتین کی ڈگر سے ہٹ کر پاکیزہ طور و اطوار اور باوقار زندگی کی حامل تھیں۔

مسلمان ہونے کے بعد وہ پاکستان آگئیں اور انہوں نے غیر معمولی قسم کی قابل قدر علمی و دینی خدمات انجام دی ہیں۔ اب تک ان کی ایک درجن سے زیادہ انگریزی تصانیف منظر عام پر آچکی ہیں جو اپنی وقعت، سند اور مضامین و خیالات کی گہرائی، معنویت اور وسیع اثرات کی وجہ سے دنیا بھر کے علمی حلقوں سے خراج تحسین وصول کرچکی ہیں۔ ان کی تصانیف میں

(i) ISLAM AND MODERNISM (ii) ISLAM IN THEORY AND PRACTICE (iii) WESTERN CIVILISATION CONDEMNS ITSELF (دو جلدیں) وغیرہ شامل ہیں۔ ذیل کا مضمون محترمہ موصوفہ کی متعدد خود نوشت تحریروں کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے۔

قرآن سے میرا تعارف عجیب و غریب طریقے سے ہوا۔

میں بہت چھوٹی تھی جب میرے کانوں کو موسیقی سے غیر معمولی رغبت ہوگئی۔ مختلف گیتوں اور کلاسیکل اوپرا کے ریکارڈ پہروں میری سماعت کو لوریاں دیتے رہتے۔ چنانچہ میری عمر تقریباً گیارہ برس کی تھی جب ایک روز محض اتفاق سے میں نے ریڈیو پر عربی موسیقی سن لی جس نے دل و دماغ کو مسرت کے ایک عجیب احساس سے بھر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ میں فرصت کے لمحوں میں بڑے اشتیاق سے عربی موسیقی سنتی۔ حتیٰ کہ ایک وقت آیا کہ پسند اور ذوق کا دھارا ہی بدل گیا۔ میں اپنے والد کے ساتھ نیویارک کے شامی سفارتخانے میں گئی اور عربی موسیقی کے بہت سے ریکارڈ لے آئی۔ انہی میں سورہ مریم کی بے حد دلنواز اور فردوسِ گوش تلاوت بھی تھی جو ام کلثوم کی نہایت سریلی آواز میں ریکارڈ کی گئی تھی۔ (یاد رہے ام کلثوم بنیادی طور پر قاریہ تھی۔ اس بدبخت نے گلوکارہ کا ذلیل پیشہ بعد میں اختیار کیا) اگرچہ میں ان گیتوں کے فہم سے بے خبر تھی مگر عربی زبان کی آوازوں اور سُروں سے مجھے بے پناہ محبت ہو گئی تھی۔ سورۂ مریم کی تلاوت تو مجھے مسحور کر دیتی تھی۔

عربی زبان سے اس گہرے لگاؤ ہی کا نتیجہ تھا کہ میں نے عربوں کے بارے میں کتابیں پڑھنی شروع کیں۔ خصوصاً عربوں اور یہودیوں کے تعلق پر ڈھونڈ ڈھونڈ کر کتابیں حاصل کرتی اور پڑھتی۔ یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئی کہ اگرچہ عقائد کے اعتبار سے یہودی اور عرب ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں مگر یہودی عبادت خانوں میں فلسطینی عربوں کے خلاف زبردست زہر اگلا جاتا ہے۔ ساتھ ہی عیسائیوں کے رویے نے مجھے بہت مایوس کیا۔ میں نے عیسائیت کو پیچیدہ اور لاینحل مسائل کے گورکھ دھندے کے سوا کچھ نہ پایا اور چرچ نے مختلف اخلاقی' سیاسی اور اقتصادی و تہذیبی قباحتوں کے ساتھ جس لامتناہی مصالحت کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے' اس نے خصوصاً مجھے بہت پریشان کیا۔ میں نے یہودی اور عیسوی عبادت خانوں کو بہت قریب سے دیکھا اور دونوں کو منافقت اور بدی کی دلدل میں ڈوبے ہوئے پایا۔

میں نسلاً یہودی تھی' اس لئے یہودیت کا مطالعہ کرتے ہوئے جب میں نے محسوس کیا کہ اسلام تاریخی اعتبار سے اس کے بہت قریب ہے تو فطری طور پر اسلام اور عربوں کے بارے میں جاننے کا اشتیاق پیدا ہوا اور عربی زبان کی محبت نے اس اشتیاق کو دوچند کر دیا۔

۱۹۵۳ء کے موسم گرما میں میں سخت بیمار پڑ گئی۔ میں صاحب فراش تھی' جب ایک شام میری والدہ نے پبلک لائبریری جاتے ہوئے مجھ سے دریافت کیا کہ میں کوئی کتاب تو نہیں منگانا چاہتی۔ میں نے قرآن کے ایک نسخے کی فرمائش کی اور وہ آتے ہوئے جارج سیل کا ترجمہ لے آئیں اور یوں قرآن سے میرے رابطے کی ابتدا ہوئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جارج سیل اٹھارھویں صدی کا عیسائی عالم اور مبلغ تھا' مگر سخت متعصب اور تنگ نظر۔ اس کے ترجمے کی زبان مغلق ہے اور حاشیوں پر بلاضرورت اور سیاق وسباق سے ہٹ کر البیضاوی اور زمخشری کے حوالے دیے گئے ہیں تا کہ عیسوی نقطۂ نظر سے انہیں غلط ثابت کیا جا سکے۔ چنانچہ ایک مرتبہ تو میں اسے بالکل نہ سمجھ سکی۔ قرآن مجھے بائبل کی بے ہنگم کہانیوں کے غیر مربوط ملغوبے سے کچھ ہی بہتر نظر آیا مگر میں نے اس کا مطالعہ ترک نہ کیا اور اسے تین دن اور رات تقریباً مسلسل پڑھتی رہی حتی کہ تھک کر ادھ موا ہو گئی۔

اسی عرصے میں قسمت نے یاوری کی اور کتابوں کی ایک دکان پر میں نے محمد مارما ڈیوک پکتھال کا ترجمۂ قرآن دیکھا۔ جونہی میں نے اس کتاب کو کھولا' ایک زبردست انکشاف نے میرا استقبال کیا۔ زبان کا حسن اور بیان کی فصاحت مجھے اپنے ساتھ بہالے گئی۔ دیباچے کے پہلے ہی پیرے میں مترجم نے نہایت خوبصورت طریقے سے وضاحت کی ہے کہ "یہ قرآنی مفاہیم کو...... جیسا کہ عام مسلمان اسے سمجھتے ہیں انگریزی زبان میں پیش کرنے کی ایک کوشش ہے اور جو شخص قرآن پر یقین نہیں رکھتا' اس کے ترجمے کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ دنیا کا کوئی ترجمہ عربی قرآن کی جگہ نہیں لے سکتا۔ وغیرہ"۔ میں فوراً سمجھ گئی کہ مجھے جارج سیل کا ترجمہ ناگوار کیوں لگا تھا؟ اللہ تعالیٰ پکتھال مرحوم کو بے پایاں رحمتوں سے نوازے۔ انہوں نے برطانیہ اور امریکہ میں قرآن کو سمجھنا آسان بنا دیا اور میرے سامنے بھی روشنیوں کے دروازے کھول دیے۔ چنانچہ پہلی مرتبہ میں نے توریت کی تنگ اور جامد قوم پرستی کے مقابلے میں قرآن کی ہمہ گیر بین الاقوامیت کا مشاہدہ کیا۔ ازلی اور حتمی قدروں کے لیے میری بے قراری کو سکون مل گیا۔ میں نے اسلام میں ہر وہ اچھی' سچی اور حسین چیز پائی جو زندگی (اور موت) کو معنی اور مقصد عطا کرتی ہے۔ جبکہ دیگر مذاہب میں حق مسخ ہو کر رہ گیا ہے۔ اس کو ٹکڑوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔ اس کے گرد کئی طرح کے حصار کھینچ دیے گئے ہیں۔ قرآن اور اس کے بعد مسلمانوں کی تاریخ کے مطالعے سے مجھے یقین ہو گیا کہ عربوں نے اسلام کو سربلندی عطا نہیں کی ہے بلکہ یہ اسلام ہے جس کے طفیل عرب دنیا بھر میں کامیاب و بامراد ہوئے۔

میری علالت کا سلسلہ برسوں پر محیط رہا حتی کہ ۱۹۵۹ء میں مکمل صحت یاب ہو کر میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے اوقات کا بیشتر حصہ پبلک لائبریری نیویارک کے شعبہ شرقیات (اورینٹل ڈویژن) میں گزارنا شروع کیا۔ یہیں پر مجھے پہلی مرتبہ حدیث کی مشہور کتاب مشکوٰۃ المصابیح کے انگریزی ترجمے کی چار ضخیم جلدوں کا تعارف حاصل ہوا۔ یہ کلکتہ کے مولانا فضل الرحمٰن کی کاوش کا نتیجہ تھیں۔ تب مجھے اندازہ ہوا کہ حدیث کے متعلقہ حصوں سے شناسائی کے بغیر قرآن پاک کا مناسب اور مفصل ادراک ممکن نہیں۔ ظاہر ہے پیغمبر علیہ السلام جن پر براہ راست وحی نازل ہوتی تھی کی رہنمائی اور تشریح کے بغیر کلام الٰہی کو کیونکر سمجھا جا سکتا ہے۔ اس لئے اس امر میں کوئی شبہ نہیں جو لوگ حدیث کو نہیں مانتے' دراصل وہ قرآن کے بھی منکر ہیں۔

مشکوٰۃ کے تفصیلی مطالعے کے بعد مجھے اس حقیقت میں ذرہ برابر شبہ نہ رہا کہ قرآن وحی الٰہی ہے۔ اس بات نے اس امر کو تقویت دی کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دماغی کاوش کا نتیجہ نہیں۔ یہ ایک ابدی حقیقت ہے کہ قرآن زندگی کے بارے میں تمام بنیادی سوالات کا ایسا مسکت' ٹھوس اور اطمینان بخش جواب دیتا ہے کہ جس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔

میں بچپن میں موت کے تصور سے سخت خوفزدہ رہتی تھی۔ یوں بھی ہوتا کہ آدھی رات کو میں موت کے ڈر سے زور زور سے چلانے لگتی۔ اکثر والدین سے دریافت کرتی کہ مجھے موت کیوں آئے گی اور مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ تو وہ جواب دیتے کہ موت بہرحال اٹل حقیقت ہے مگر میڈیکل سائنس جس انداز میں ترقی کر رہی ہے' عین ممکن ہے اس سے تمہاری عمر سو سال سے بھی زیادہ ہو جائے۔ تاہم وہ زندگی بعد موت کے تصور کو سختی سے مسترد کر دیتے اور قیامت یا جنت دوزخ کو محض واہمہ قرار دیتے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ میرے والدین اصلاح یافتہ (یعنی ترمیم پسند) یہودی تھے جو بڑی حد تک مسیحی معاشرے میں جذب ہو چکے تھے۔ امریکہ میں رہنے والے یہودیوں کی غالب اکثریت اصلاح روی ہے مگر ہمارا گھرانہ جرمن تھا۔ ہم لوگ روسی یہودیوں کی طرح جبر و تشدد کے تحت نہیں نکالے گئے تھے بلکہ سوا سو سال پہلے اقتصادی ترقی کی تلاش میں اپنی مرضی سے امریکہ آئے تھے چنانچہ میرے والدین اور اقربا اپنے عبادت خانوں کو عام یہودیوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے برعکس سینا گاگ (CYNAGOGUE) کے بجائے ٹیمپل (TEMPLE) کہا کرتے تھے۔ جہاں عبادت بھی پروٹسٹنٹ عیسائیوں کی طرز پر ہوا کرتی تھی۔ مختصر یہ کہ سوائے شادی بیاہ کے بندھنوں کے ہمارے گھرانے میں راسخ العقیدہ یہودیوں والی کوئی بھی فکری یا عملی بات نہ تھی اور امریکی معاشرت کی عام دہریت اس پر بھی ہر لحاظ سے اثر انداز ہو چکی تھی۔

دوسرا سبب اس خالص مادی نقطہ نظر کا یہ تھا کہ توریت' تلمود اور انجیل میں عقیدۂ آخرت بہت ہی مبہم ہے اور تمام پیغمبروں' ولیوں اور نیک لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا و سزا اسی دنیا میں ملتی ہوئی نظر آتی ہے۔ مثال کے طور حضرت ایوب علیہ السلام پر آزمائش آتی ہے۔ ان کے بیٹے انتقال کر جاتے ہیں' ان کی جائیداد اور مال و متاع تباہ ہو جاتا ہے اور وہ سخت تکلیف دہ مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ جاتے ہیں اور بیزاری کے عالم میں خدا سے شکوہ کرنے لگتے ہیں کہ وہ نیک لوگوں کو مصیبت میں گرفتار کر دیتا ہے۔ یہ کہانی اس انجام پر ختم ہوتی ہے کہ بالآخر ان کا مرض بھی جاتا رہتا ہے اور بچے اور مال و متاع بھی دوبارہ مل جاتا ہے' مگر آخرت کے امکانی نتائج کا کہیں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ تلمود تو برملا اس امر کا پرچار کرتی ہے کہ "بدترین زندگی موت سے اچھی ہے"۔

انہی وجوہ کی بناء پر میرے والدین بھی عام لوگوں کی طرح زندگی کے محض دنیاوی اور مادی رخ کے قائل تھے۔ "زندگی کا مقصد خوش رہنا اور عیش کرنا ہے" وہ میری باتوں کے جواب میں کہا کرتے۔ "خوب صورت آرام دہ مکان ہو' بنیادی سہولتیں ہوں' دوستوں کا ایک حلقہ ہو اور تفریح کے مختلف سامان ہوں تو زندگی مثالی ہے اور بس"۔ سوچنے کا یہی وہ سطحی نقطہ نظر ہے جو پورے معاشرے میں جاری و ساری تھا' مگر میری سوچ اس عام دھارے سے مختلف تھی۔ بہت بچپن ہی سے میں "اہم اور بنیادی چیزوں" کی تحصیل کی فکر کرتی تھی حتیٰ کہ موت سے پہلے اس امر کا یقین چاہتی تھی کہ میں نے اپنی زندگی گناہوں میں یا فضولیات میں نہیں گزاری۔ سنجیدگی ہمیشہ سے میری سوچوں کی ہمرکاب رہی ہے۔ چنانچہ ہم عصر طرز زندگی پر حاوی چھچھورے پن سے مجھے شدید نفرت تھی۔ میں آغاز ہی میں ان بہت سی باتوں سے متنفر تھی جو میری سوسائٹی میں قدر و منزلت کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقطہ نظر سے دیکھی جاتی تھیں۔ میرا ردعمل ہر اس بات کے خلاف بڑا شدید ہوتا تھا جو احمقانہ اور سطحی ہو' غیر واقعی اور غیر شائستہ ہو یا تصنع پر مبنی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے ریڈیو' ٹیلی ویژن اور سینما سے کوئی رغبت نہ تھی۔ مغربی لٹریچر' آرٹ' موسیقی اور رقص و سرود مجھے کبھی نہیں بھائے۔ میں دولت کی نمائش اور عیش و عشرت کی زندگی کو ہمیشہ حقارت کی نظر سے دیکھتی رہی۔ میرے دل میں یہ تاثر رفتہ رفتہ بڑا طاقتور ہو چکا تھا کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کو انسانی زندگی میں اولیت اور برتری حاصل نہیں ہے بلکہ دونوں کے ڈانڈے غیر انسانی سرحدوں سے ملتے ہیں۔ اسکول کی تعلیم کے دوران میرے پسندیدہ موضوع تاریخ اور لسانیات رہے اور دونوں میں میں نے خاصا عبور حاصل کیا۔ بلوغت کے زمانے میں میری ہم جماعت لڑکیوں کے پسندیدہ مشاغل فیشن ایبل لباس' بناؤ سنگھار' مخلوط رقص' پارٹیاں یا ہم عمر دوست لڑکوں سے تنہائیوں میں ملاقاتیں تھیں' مگر میں نے ان حالات میں اپنے اوپر جبر کر کے اپنی حفاظت کی۔ شراب یا سگریٹ پینے سے انکار کیا۔ ممکن حد تک سادہ لباس پہنا تاکہ صنف مخالف کے لئے میرے اندر کشش یا جاذبیت کم سے کم تر ہو جائے۔ اپنے آپ کو لیے دیے رکھا۔ نتیجتاً کتابوں اور مختلف قسم کے گہرے فکری مشاغل سے میری دلچسپیاں بڑھتی گئیں۔

میرے والد نے ایک مرتبہ مجھے بتایا کہ دنیا میں کوئی قدر دائمی حیثیت نہیں رکھتی' اس لئے ہمیں بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ خود کو بدل لینا چاہیے تو میرے دل نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور میری یہ پیاس بڑھتی ہی چلی گئی کہ مجھے وہ چیز ملے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہو اور خدا کا شکر ہے کہ جب میں نے قرآن پاک کا مطالعہ کیا تو میری پیاس بجھ گئی اور مجھے میری مطلوبہ چیز مل گئی۔ مجھے پتہ چل گیا کہ اللہ کی رضا کے لیے جو بھی نیک کام کیا جائے گا' وہ کبھی ضائع نہیں ہو گا اور دنیا میں اس کا کوئی صلہ نہ ملے' تب بھی آخرت میں اس کا انعام یقینی ہے۔ قرآن نے بتایا کہ جو لوگ کسی اخلاقی ضابطے کے بغیر زندگی گزارتے ہیں اور خدا کی خوشنودی کو پیش نظر نہیں رکھتے' دنیاوی زندگی میں خواہ وہ کتنے ہی کامیاب ہوں مگر آخرت میں صریح خسارے میں رہیں گے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ہمیں ہر وہ فضول اور بے فائدہ کام ترک کر دینا چاہیے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے راستے میں رکاوٹ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پلتا ہو۔

قرآن کی ان تعلیمات کو میرے سامنے مزید واضح اور روشن حدیث اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ نے کیا جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک مرتبہ فرمایا: ''آپؐ کے اخلاق قرآن کے عین مطابق تھے''۔ چنانچہ وہ قرآنی تعلیمات کا مکمل و اکمل نمونہ تھے۔ میں نے دیکھا کہ محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی حیات اقدس کا ایک ایک پہلو مثالی ہے۔ ایک نوجوان کی حیثیت سے' ایک باپ کی حیثیت سے' ایک پڑوسی' ایک تاجر' ایک مبلغ' ایک دوست' ایک سپاہی اور ایک فوجی جرنیل کے اعتبار سے' ایک فاتح' ایک منصف' ایک قانون ساز' ایک حکمران اور سب سے بڑھ کر اللہ کے ایک عاشق صادق کے لحاظ سے وہ خدا کی کتاب کی ہو بہو مثال تھے۔

پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مصروفیات کی تفصیل نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ وہ دن کا ایک لمحہ ضائع نہ کرتے اور سارا وقت اللہ اور اس کی مخلوق کے لیے وقف رکھتے۔ ان کا اپنی بیویوں سے سلوک نہایت منصفانہ اور مثالی تھا۔ انصاف اور عدل اور تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ ان کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جائز ضرورت کے تحت ایک غلام کے لیے درخواست کی تو اسے تقویٰ کی تلقین کی اور اپنے کنبے پر دیگر مسلمانوں کی ضرورتوں کو ترجیح دی۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کا مقصد عیش پسندی نہیں بلکہ ''کامیابی'' قرار دیا۔ چنانچہ آپؐ کی تعلیم کے مطابق جو شخص آخرت کی کامیابی کے لیے بالارادہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے' اسے اس جذباتی سکون کے نتیجے میں خوشی اور مسرت خود بخود حاصل ہو جاتی ہے' جو ہزار مادی عیش کے بعد بھی نہیں ملتی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپؐ دنیاوی زندگی سے بے نیاز تھے۔ وہ روزمرہ زندگی کی ضروریات کا خاص لحاظ کرتے تھے۔ شگفتہ مزاج اور خوش بیان تھے۔ بچوں کے ساتھ کھیل بھی لیتے تھے' مگر اصل توجہ کے قابل انہوں نے آخرت کی زندگی ہی کو سمجھا اور مادی و روحانی زندگی میں حد درجہ توازن پیدا کر دیا۔

قرآن اور حدیث کے علاوہ میں نے اسلام پر متعدد دوسرے تراجم پڑھے۔ مثلاً کتاب الہدایہ جو اسلامی فقہ کی تشریح ہے۔ امام غزالی کی احیاء العلوم کے جستہ جستہ حصے'

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ ابن خلدون' علامہ اقبال کی نظمیں اور محمد اسد کی خود نوشت "روڈ ٹو مکہ"۔ موخر الذکر نے میرے احساسات کو فیصلہ کن مرحلے تک پہنچانے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ آسٹریا کے ایک یہودی نے مغربی تہذیب کی کھوکھلی اقدار کو کس طرح ٹھکرایا اور اسلام میں اس کو کس طرح اپنی تشنگی کا سامان ملا۔

مطالعہ و جستجو کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ میری اعصابی حالت بڑی تیزی سے خراب ہونی شروع ہو گئی۔ میں صاحب فراش ہو کر رہ گئی اور مکمل طور پر ناکارہ ہو گئی۔ ہر علاج آزمایا گیا۔ ایک سال تک نفسیاتی اور طبی دونوں طرح کا معالجہ ہوا مگر بے سود۔ دوسرے سال صرف نفسیاتی علاج پر اکتفا کیا گیا' مگر مرض بڑھتا ہی چلا گیا۔ بالآخر مجھے دماغی امراض کے ایک شفا خانے میں داخل کرا دیا گیا جہاں مجھے دو سال سے زیادہ عرصہ قیام کرنا پڑا۔ میری بیماری نے ڈاکٹروں کو بالکل عاجز کر دیا اور ایک مرحلے پر آ کر انہوں نے تشخیص و معائنہ بھی بند کر دیا۔ مختصر یہ کہ میں اس وقت طبی نقطۂ نظر سے لا علاج ہو چکی تھی' مگر کچھ ہی عرصے کے بعد میں معجزانہ طور پر شفایاب ہونے لگی۔ میری شفایابی کو طبی علاج معالجے کا مرہون منت قرار نہیں دیا جا سکتا' نہ میری قوت ارادی بہت زیادہ طاقتور ہو گئی تھی۔ میرا صحت یاب ہونا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے کرم کا نتیجہ تھا۔

جب میں نے اپنے والدین کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ مجھے ہسپتال سے واپس لے جانے کا بندوبست کریں اور اس کے بعد میں گھر آ گئی تو میں نے تہیہ کر لیا کہ اب اسلام کے اثرات عملاً اپنی زندگی پر غالب کروں گی۔ ابتداً میں نے اپنے طور پر نیویارک کے اسلامی مرکز میں مسلمانوں سے ملاقات اور تبادلہ خیالات کی راہیں پیدا کیں اور بڑی خوشی ہوئی کہ جن لوگوں سے میرا رابطہ قائم ہوا' وہ بہترین لوگ تھے۔ اسلامی مرکز کی مسجد میں میں نے مسلمانوں کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا اور اس مشاہدے نے میرے اس یقین کو پختہ کر دیا کہ صرف اسلام ہی مکمل آسمانی مذہب ہے' باقی مذاہب میں سچائی کے محض منتشر اجزا موجود ہیں۔

اب میں اس حتمی نتیجے پر پہنچ گئی تھی کہ اسلام بہرصورت دین حق ہے اور اسلام ہی میں دور حاضر کی تہذیبی برائیوں کا مقابلہ کرنے اور ان پر غالب آنے کی صلاحیت موجود

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ چنانچہ میں نے جو نئے نظریات اپنائے تھے' ان کے اظہار کے لئے میں نے مضامین کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ یہ مضامین انگلستان' جنوبی افریقہ' ترکی' سوئٹزر لینڈ' سیلون' بھارت اور پاکستان کے مختلف انگریزی جرائد میں شائع ہوئے۔ سب کا موضوع اور مرکزی خیال ایک ہی تھا۔ یعنی اسلام اور مغربیت کے مختلف پہلوؤں سے بحث کر کے دونوں کا تقابلی جائزہ لیا گیا تھا۔ خصوصیت سے میں نے ان نام نہاد جدید اصلاحات کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی جن کا مقصد اسلام کی بنیادوں کو متزلزل کرنا ہے۔ ان مضامین میں میں نے یہ ثابت کیا کہ مغرب کی جدید تہذیب کس طرح فطری و عملی پہلوؤں سے اسلام سے متصادم ہے اور ان دونوں میں کسی مرحلے پر مصالحت نہیں ہو سکتی۔ میں محمد اسد کی ایک اور کتاب "اسلام ایٹ دی کراس روڈز" سے بہت زیادہ متاثر تھی۔ میرا خیال ہے یہ کتاب اپنے موضوع پر شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔

بہر حال میرے مضامین محمد اسد صاحب کی کتاب سے نسبتاً زیادہ براہ راست قسم کے تھے اور ان میں میں نے اصل مسئلہ پر ذرا تفصیل سے بحث کی تھی۔ میرے مضامین کی اشاعت نے دنیا کے ہر حصہ کے مسلمان رہنماؤں سے مراسلت اور خط و کتابت کی راہیں پیدا کر دیں۔ ان ہی حضرات میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی بھی شامل تھے۔ انہوں نے میرے ایک خط کے جواب میں لکھا:

"آپ کی ذہنی پریشانیوں اور صدمات کی سرگزشت میں میرے لیے کوئی غیر متوقع بات نہیں۔ اگر کوئی فرد اپنے ارد گرد کے معاشرتی ماحول سے مسلسل ٹکراتا ہوا گزر رہا ہو اور اسے کہیں سے معمولی سی ہمدردی اور حوصلہ افزائی میسر نہ آئے تو ایسے حالات میں اس آدمی کے' خواہ وہ مرد ہو یا عورت' اعصاب کا برقرار رہنا غیر معمولی اور غیر فطری بات ہوگی۔ آپ کے رجحانات' آپ کا ذوق' آپ کے نظریات و تصورات اور آپ کی عادات و اطوار ساری چیزیں آپ کی سوسائٹی سے متصادم ہیں۔ جن حالات نے آپ کو ماہر نفسیات یا شفاخانہ امراض دماغی تک پہنچایا وہ آپ کے اندر کسی نفسیاتی خلل کا نتیجہ نہیں بلکہ آپ اور آپ کے ماحول کے درمیان جو واضح عدم مطابقت اور تصادم موجود چلا آ رہا ہے' ان سے ایسے حالات کا پیدا ہونا بالکل فطری امر ہے۔ جس سوسائٹی میں آپ رہ رہی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں' وہ آپ کو اس عورت کی حیثیت سے کبھی قبول ہی نہیں کر سکتی۔ جو حیثیت آپ کے پیش نظر ہے' وہاں تو آپ کی ہر خوبی کو خامی ہی تصور کیا جائے گا"۔

اس مکتوب میں مولانا محترم نے تحریر فرمایا:

"اگر آپ پاکستان آجائیں تو یہاں آپ اپنے آپ کو بہت سے ہم خیال لوگوں کے درمیان محسوس کریں گی۔ علاوہ ازیں یہاں لاہور میں بعض صالح نوجوان مسلمان بھی مل سکتے ہیں جنھیں آپ دائمی رفیق حیات بنا سکتی ہیں۔ آپ یقیناً کسی مغرب زدہ "اعتدال پسند" سے شادی کرنا پسند نہیں کریں گی بلکہ آپ کو حقیقی مسرت کسی مسلمان نوجوان کو رفیق حیات بنانے ہی سے حاصل ہوگی۔ میں امید کروں گا کہ آپ اپنے والدین پر یہ واضح کر دیں گی کہ کیوں آپ کے لئے امریکہ میں مزید قیام ناممکن ہوگیا ہے اور یہ بات بھی کہ آپ کی بھلائی اور فلاح کا تقاضا ہے کہ آپ پاکستان میں مستقل سکونت اختیار کر لیں۔ آپ اپنے والدین کو یہ بھی بتا دیں کہ جس شخص نے آپ کو یہ نازک قدم اٹھانے کا مشورہ دیا ہے' اس نے صرف یہ رائے دینے پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ وہ مستقبل کی تمام ذمہ داریوں سے بھی عہدہ برآ ہونے کے لیے تیار ہے' اگر آپ اور آپ کے والدین مجھ پر اعتماد کریں تو انشاء اللہ آپ کے اس اعتماد کو کبھی زک نہیں لگے گا"۔

میں نے مولانا کو حسب ذیل جواب دیا۔

"یہ خدا کا کرم ہے کہ آپ میری دستگیری فرما رہے ہیں۔ خدا کا شکر ہے اب میں تنہا جدوجہد پر مجبور نہیں ہوں۔ میں آپ کی پیشکش قبول کرتی ہوں اور تہ دل سے آپ کی شکر گزار ہوں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔"

اس کے بعد میں نے نیویارک سے ایک یونانی مال بردار بحری جہاز میں کراچی تک کا سفر کیا۔ منزل مقصود تک پہنچنے کا یہی کم خرچ ممکن ذریعہ ہو سکتا تھا۔ یہ سفر تقریباً چھ ہفتے تک جاری رہا۔ جہاز کے مسافر اور عملہ کے لوگ چونکہ اخلاقی اور روحانی طور پر انتہائی پست لوگ تھے' اس لئے سفر کے دوران مجھے زندگی کے بعض تلخ ترین تجربات سے گزرنا پڑا۔ پورٹ سوڈان میں تو مجھے اس قدر خطرہ محسوس ہوا کہ اپنے تحفظ کی خاطر پولیس کی نگرانی کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخواست کرنی پڑی۔ بہرحال اسکندریہ پورٹ سوڈان اور جدہ میں میرے ساتھ مسلمان بھائیوں نے جو حسن سلوک کیا وہ باعث صد مسرت و اطمینان تھا۔ اس سے میری کدورت کا غبار یک گونہ چھٹ گیا۔

جب میں کراچی پہنچی تو وہاں مولانا مودودی کے معتقدین اور احباب نے مجھے ہاتھوں ہاتھ لیا اور بے حد خاطر مدارات کی۔ چند روز بعد بذریعہ طیارہ کراچی سے لاہور آگئی اور مولانا محترم کے گھر قیام کیا۔ میں مولانا کی بچیوں کی ہم عمر تھی' اس لئے مجھے اس گھر میں کوئی اجنبیت محسوس نہ ہوئی۔ کچھ عرصہ کے بعد میرا نکاح جماعت اسلامی کے ایک سرگرم اور مخلص رکن محمد یوسف خان سے ہوگیا۔ خان صاحب پہلے سے شادی شدہ اور عیال دار تھے' مگر میں نے اس رشتے کو بخوشی قبول کرلیا کہ جاہلیت کے ہر شعار کی نفی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت کی پیروی میرا مقصد حیات ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ میں اپنے نئے گھر میں مسرت و سکون کی زندگی گزار رہی ہوں اور آج تک کسی الجھن یا پریشانی کا شکار نہیں ہوئی۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مریم متوکلہ (کینیڈا)

مریم متوکلہ کا تعلق ٹورانٹو (کینیڈا) سے ہے۔ ان کا عیسوی نام Mary Oughtred ہے۔ انہوں نے ۱۹۷۴ء میں صوفی ازم یا تصوف کے حوالے سے اسلام قبول کیا۔ قبول اسلام کے مختلف مراحل کی داستان انھی کی زبانی پیش کی جا رہی ہے۔

قبول اسلام سے قبل میری زندگی ایک روایتی مغربی عورت کی زندگی تھی جو حصول مسرت کے لیے ہر ذریعہ اختیار کرتی تھی اور ہر کام کو جائز سمجھتی تھی۔ یوں سمجھے کہ میری زندگی کے شب و روز مکمل طور پر تاریکی میں ڈوبے رہتے تھے۔ وہ کون سا گناہ ہے جو مجھ سے سرزد نہیں ہوا اور وہ کون سی بدی ہے جس کا ارتکاب میں نے نہیں کیا...... لیکن عجیب بات ہے کہ خوشی کا یہ احساس بالکل عارضی ہوتا تھا اور کچھ ہی دیر کے بعد میری روح پر ایک ناقابل بیان اداسی اور حزن کا غلبہ چھا جاتا تھا۔ مایوسی تھی کہ دل و دماغ کی گہرائیوں تک اتر جاتی تھی اور اس کا ظاہری سبب نظر نہیں آتا تھا۔

میرے حلقہ احباب میں بے شمار لوگ تھے جو اسی کیفیت سے دوچار تھے۔ کسی نے بتایا کہ اس پژمردگی یا ڈپریشن کا علاج ایک خاص قسم کی راہبانہ زندگی اور مخصوص نوعیت کی ورزشوں میں ہے۔ چنانچہ ۱۹۷۲ء میں ہم تین ساتھیوں نے فیصلہ کیا کہ شہری زندگی کو ترک کر کے دیہاتی بود و باش اختیار کی جائے۔ میں نے ایک سال پہلے اپنے خاوند سے ترک تعلق کر لیا تھا اور اب قطعی آزاد زندگی گزار رہی تھی..... چنانچہ ہم تینوں شہر سے دور ایک وادی میں پیٹر (PETER) نامی ایک ایسے شخص کے پاس چلے گئے جو مجرد قسم کی راہبانہ زندگی گزار رہا تھا۔ وہ اگرچہ ڈیڑھ سو ایکڑ کے فارم کا مالک تھا لیکن وہ انسانوں سے بے نیاز

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یک وتنہا زندگی گزار رہا تھا۔ تین کتے' ایک گھوڑا اور ایک گائے اس کے مونس و ہمدم تھے۔

ہم نے پیٹر کی رفاقت میں بہت کچھ سیکھا۔ وہاں زندگی غیر معمولی طور پر سادہ تھی۔ نہ بجلی تھی نہ کوئی اور جدید آسائش۔ ہم صبح سے شام تک کام میں مصروف رہتے اور جب بھوک لگتی تو سویابین اور جئی کے بیج اور جنگلی پھولوں سے پیٹ کی آگ بجھا لیتے...... پیٹر بہت کم بولتا تھا لیکن تاثر یہ دیتا تھا کہ مختلف موضوعات پر اس کی معلومات وافر ہیں۔ وہ ہر شام کو بائبل کی تلاوت کرتا اور علی الصبح بیدار ہو جاتا۔ وہ مسیح کی دوبارہ آمد کا بے صبری سے منتظر تھا لیکن اس کا ایمان تھا کہ موصوف محترم سے ملاقات کی سعادت کم لوگوں کو نصیب ہو گی...... بدقسمتی سے ہم پیٹر کے اخلاص اور دینداری سے زیادہ متاثر نہ ہوئے اور ایک ماہ بعد کچھ حاصل کئے بغیر واپس گھروں کو آ گئے۔

تاہم اس موقع پر میں نے یہ عزم کر لیا کہ مجھے اپنی کوتاہیوں کا جائزہ لے کر انہیں دور کرنے کی ضرور کوشش کرنی چاہئے۔ میں نے غور کیا تو اندازہ ہوا کہ میرے بیشتر مسائل اور اخلاقی کمزوریوں کا بڑا سبب یہ ہے کہ میں دنیاوی اور روحانی اعتبار سے اپنے آپ کو یک وتنہا محسوس کرتی ہوں۔ کوئی ایک فرد نہیں جو اس بھری دنیا میں اخلاص کا مظاہرہ کرے اور کوئی ہستی نہیں جس سے اپنا دکھ بیان کیا جا سکے...... مجھے اس کا حل یہ نظر آیا کہ شہر کی تیز رفتار' ہیجان خیز زندگی کو ترک کر کے خلوت اختیار کر لی جائے۔ چنانچہ ایک روز میں چپکے سے ٹورانٹو سے نکلی اور اپنی والدہ کے چھوڑا ہوا مکان میں پہنچ گئی جو ایک دور افتادہ دیہاتی علاقے میں الگ تھلگ مقام پر واقع تھا اور آج کل وہاں کوئی بھی نہیں رہتا تھا۔

یہاں آ کر میں نے خاص قسم کا ایک ایسا سکون محسوس کیا جس کا تجربہ مجھے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ یہاں کا ماحول بہت سادہ اور فطری تھا اور مجھے اس سے بڑی راحت ملی۔ میں علی الصبح بیدار ہوتی' فطرت کی فیاضیوں سے لطف اندوز ہوتی اور سادہ سا ناشتہ کر کے پرانی ساخت کی ایک چھوٹی دستی مشین پر کپڑا بننے لگتی اور گھنٹوں تک اس شغل میں مصروف رہتی...... لیکن بدقسمتی سے میری یہ مصروفیت زیادہ عرصے تک جاری نہ رہ سکی۔ مجھے اچانک اطلاع ملی کہ مشی گن میں میری ماں کو کمر پر شدید چوٹ آئی ہے جس کی وجہ سے وہ معذور ہو گئی ہے اور اسے میرے تعاون کی سخت ضرورت ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ میں مشی گن (امریکہ) اپنی والدہ کے گھر چلی گئی۔ وہاں چھ ہفتے تک مقیم رہی اور کھانا پکانے اور گھر کی صفائی کے علاوہ والد اور والدہ کی دیکھ بھال بھی کرتی رہی۔ ڈاکٹروں نے بتایا تھا کہ والدہ کی ریڑھ کی ہڈی کا آپریشن ہو گا جس سے ہم سب خوفزدہ بھی ہوئے' لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس کی نوبت نہ آئی اور وہ اس کے بغیر ہی روبہ صحت ہو گئیں۔

امریکہ کی معاشرت خوشگوار اور خوبصورت تھی' لیکن چونکہ میں گزشتہ دس سال والدین سے دور رہی تھی' اس لیے ان کے گھر میں رہتے ہوئے بڑی بور ہوئی اور جونہی والدہ چلنے پھرنے کے قابل ہوئی میں نے اجازت لی اور واپس کینیڈا آ گئی۔ یہاں میں نے چند روز ٹورانٹو میں گزارے۔ اپنے بہت سے دوستوں سے ملی۔ انہی میں سے ایک نوجوان نے پہلی بار مجھے صوفی ازم سے متعارف کرایا اور اس حوالے سے مجھے کچھ کتابیں بھی دیں۔ میں اس نظریے سے بہت متاثر بھی ہوئی' لیکن اس کے لیے ایک رہنما اور ٹیچر کی اشد ضرورت ہوتی ہے جو بدقسمتی سے اس وقت دستیاب نہ ہوا' نہ مذکورہ نوجوان اس سلسلے میں تعاون کر سکا...... تقریباً ایک ہفتہ ٹورانٹو میں رہ کر میں دوبارہ اپنی والدہ کے جھونپڑے میں پہنچ گئی۔

یہاں میں بہت صبح تین چار بجے کے درمیان بیدار ہو جاتی۔ مناجات گاتی اور دیر تک مراقبے کی حالت میں غور وفکر کرتی۔ طلوع آفتاب کے وقت' دوپہر کو اور سہ پہر کے بعد میں بائبل کی تلاوت بھی کرتی۔ باقی سارا وقت کپڑا بننے میں صرف کرتی۔ کچھ عرصے تک زندگی اسی ڈگر پر چلتی رہی اور مذہبی معاملات میں میری دلچسپی بڑھتی چلی گئی۔ میں ہر جمعرات کو روزہ رکھنے لگی اور ایک بار تو میں نے دور اول کے عیسائیوں کی تقلید میں کچھ کھائے پیئے بغیر تین روز کا مسلسل روزہ رکھ لیا۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ اگرچہ اس عمل سے مجھے خاصی تکلیف بھی پہنچی' لیکن یہ کام بہت زیادہ مشکل نہ تھا۔ اس کے بعد میں نے مزید آگے بڑھ کر آرٹ کے وہ سارے نمونے تلف کر دیے جو میں نے مختلف وقتوں میں تیار کیے تھے۔ یہ تکلیف دہ فریضہ انجام دینے میں کئی گھنٹے لگ گئے لیکن میں نے یہ سب کچھ کامل ذہنی سکون کے ساتھ انجام دیا۔ دراصل میرے پیش نظر بائبل کی وہ ہدایت تھی کہ کسی زندہ چیز کی تصویر کشی نہ کی جائے۔ میں نے تہیہ کر لیا کہ آئندہ کبھی تصویر کاری کا ارتکاب نہیں کروں گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آرٹ کے نمونے تو میں نے تباہ کر دیے لیکن اس کے بعد مجھ پر اداسی کا شدید دورہ پڑا جو بڑی دیر تک جاری رہا۔ تاہم میں نے اپنے آپ کو سنبھالا' بائبل پڑھتی رہی اور دیر تک مراقبے میں رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ذہن کا بوجھ چھٹ گیا اور طبیعت پُر سکون ہو گئی...... یہ الگ بات ہے کہ مراقبوں اور بائبل کی تلاوت سے جو سکون ملتا تھا اس کی نوعیت عارضی ہوتی تھی۔ بعد میں اداسی اور ڈیپریشن پھر مجھے بری طرح گھیر لیتی تھی۔

۱۹۷۳ء کا کرسمس میں نے اپنے والدین کے ساتھ اس طرح گزارا کہ سارے مراقبے دھرے رہ گئے۔ میں نے خوب شراب پی اور جی بھر کے سگریٹ نوشی کی اور عیش کوشی کا یہ سلسلہ باقاعدہ طور پر دوبارہ میری زندگی کا معمول بن گیا...... اور اسی نسبت سے پریشانی اور افسردگی بھی بڑھتی چلی گئی۔

جنوری ۱۹۷۴ء میں میرے ہاتھ ایک کتاب لگی۔ عنوان تھا ESSANCE GOSPEL OF PEACE اس میں ذہنی سکون حاصل کرنے کے لیے گُر بیان کیے گئے تھے اور دس دن کا ایسا کورس مرتب کیا گیا تھا جس میں پہلے تین دن رات کھانے پینے سے مکمل پرہیز کرنا تھا۔ اس کے ساتھ کھلی ہوا میں لمبے سانس لینا اور غسل کرنا بھی شامل تھا۔ چنانچہ یہ کورس مکمل کرنے کے لیے میں یو ایس اے کے جنوبی علاقوں کے سفر پر نکل کھڑی ہوئی جہاں موسم نسبتاً گرم تھا اور یہ کورس نسبتاً گرم موسم ہی میں انجام پذیر ہونا تھا۔

میں نے سفر کے دوران ہی میں تین دن کا روزہ رکھ لیا۔ چھٹے روز میں نارتھ کیرولینا پہنچ گئی اور پروگرام کے مطابق ساتویں روز مجھے ایک پہاڑی پر چڑھنا پڑا' لیکن آٹھویں روز مجھے روزہ توڑنا پڑا۔ اس روز نقاہت سے میرا برا حال ہو گیا۔ پسینے چھوٹ گئے' سارا جسم ٹھنڈا پڑ گیا اور گردوں میں درد ہونے لگا۔ میں نے شکست مان لی اور پروگرام ترک کر دیا۔

میں بائبل اور دیگر کتابیں ٹورانٹو ہی میں چھوڑ آئی تھی۔ روحانی تسکین کے لیے مجھے مطالعے کی ضرورت محسوس ہوئی تو میں ایک بک سٹور پر گئی۔ وہاں میں نے فوق الفطرت اور ارفع نوعیت کے ایک مراقبے کا پوسٹر لگا دیکھا جو باقاعدہ ماہرین فن اساتذہ کی نگرانی میں کرایا جاتا تھا۔ میں نے ۳۵ ڈالر فیس ادا کی اور اپنا نام رجسٹر کرا لیا...... لیکن افسوس کہ اس مراقبے کا میں نے خاطر خواہ اثر محسوس نہ کیا بلکہ اس سے میری بھوک میں مزید اضافہ ہو گیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وزن بڑھنے لگا...... میں لیکچرز سے چنداں متاثر نہ ہوئی۔ تاہم جوں توں کر کے کورس مکمل کیا جو نتائج کے اعتبار سے بے کار ثابت ہوا۔ تین ہفتے اس مقصد کی خاطر صرف کر کے میں ٹورانٹو واپس آ گئی۔

آخر کار قدرت خداوندی کو مجھ پر ترس آ گیا اور روشنی کا دروازہ مجھ پر کھلنے لگا۔ ہوا یوں کہ ایک روز میں ایک ہیلتھ فوڈ سٹور پر گئی تو وہاں صوفی ازم کے بارے میں ایک پوسٹر لگا ہوا دیکھا۔ میں مطلوبہ رہبر کی تلاش سے ابھی تک مایوس نہ ہوئی تھی۔ سوچا شاید یہ مقصد صوفی ازم کے ذریعے حاصل ہو جائے اور یہ معلوم کر کے مجھے بے حد خوشی ہوئی کہ ٹورانٹو میں صوفیوں کا ایک مضبوط حلقہ ہے اور وہاں باقاعدگی سے پروگرام ہوتے ہیں اور لیکچر دیے جاتے ہیں۔

چنانچہ ۱۴ فروری ۱۹۷۷ء کا دن میری زندگی کا اہم ترین اور یادگار ترین دن ہے جب پہلی مرتبہ صوفی ازم پر ایک لیکچر میں شامل ہوئی۔ وہاں میں نے زندگی میں پہلی بار قرآن کی تلاوت سنی اور اس قدر متاثر ہوئی کہ بے اختیار رونے لگی...... پھر میں نے لیکچر سنا جو اخلاص، دلائل اور معلومات کا خزینہ تھا۔ میں خوشی اور اطمینان سے نہال ہو گئی۔ یوں لگا جیسے ایک مدت سے میں طوفانی موجوں میں تھپیڑے کھا رہی تھی اور اب ساحل مراد تک پہنچ گئی ہوں۔ ایک مدت سے مجھے جس رہبر کی تلاش تھی وہ اس لیکچر کے مقرر کی صورت میں مجھے مل گیا۔ وہ وقار، تقدس اور محبت و خلوص کا پیکر مجسم تھا اور جوش اخلاص سے اس کا چہرہ گلنار ہو رہا تھا۔

لیکچر کے بعد سوالات کا مرحلہ آیا۔ مختلف لوگوں نے اسلام اور قرآن کے بارے میں سوال کیے جن کے مدلل اور مسکت جواب دیے گئے۔ میں آخر میں ان سے مخاطب ہوئی اور بتایا کہ میں ایک لمبے عرصے سے کسی ایسے رہبر کامل کی تلاش میں ہوں جو مجھے زندگی گزارنے کا صحیح راستہ بتا سکے اور میری بے سکونیوں کا مداوا ہو سکے۔

مقرر موصوف نے مجھے جمعرات کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی جہاں صوفی حضرات کا ہفتہ وار اجتماع ہوتا تھا۔ میں وہاں گئی اور اسلام کے بارے میں مزید معلومات حاصل ہوئیں۔ قرآن سے بھرپور تعارف ہوا اور اسلام کے فطری انداز عبادت سے آگاہی ہوئی تو عمر بھر کی پیاس بجھ گئی۔ میں نے کلمہ طیبہ پڑھا' اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور محمد ﷺ کی رسالت کا اقرار کیا اور تاریکیوں سے نکل کر اجالوں میں آ گئی۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مونا عبداللہ میکلاسکی (جرمنی)

MUNA ABDULLAH MACLOSKY

محترمہ مونا عبداللہ میکلاسکی کا تعلق جرمنی سے ہے۔ ان کا آبائی عیسوی نام انجیا ماریا میکلاسکی تھا۔ انہوں نے ۱۵ جنوری ۱۹۷۶ء کو اسلام قبول کیا۔ آج کل وہ بنگلہ دیش میں مغربی جرمنی کے سفارت خانے میں قونصل کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں۔

قاہرہ کی الازہر یونیورسٹی کے امام شیخ عبدالحلیم محمود کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے ایک عرب مسلمان حضرموت کے عبداللہ عبید سے شادی کر لی۔ انہیں مسلمان ہونے پر فخر ہے اور انہوں نے مکمل طور پر اپنے آپ کو اسلامی معاشرت میں ڈھال لیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جب ایک شخص کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے تو وہ عظیم مسلم امتہ کا ایک فرد بن جاتا ہے۔ پھر اسے اپنے دور جاہلیت کے کسی شعار سے کوئی واسطہ نہیں رہنا چاہئے۔

اس سوال پر کہ آپ کے قبول اسلام کی کیا وجوہات ہیں اور اسلامی تعلیمات کے وہ کون سے پہلو ہیں جن سے متاثر ہو کر آپ حلقہ بگوش اسلام ہوئیں؟ انہوں نے کہا:

"یوں تو اسلام کے ہر رُخ میں اس قدر جاذبیت ہے کہ میں بے اختیار اس کی طرف کھنچتی چلی گئی لیکن مجھے سب سے زیادہ متاثر اسلام کے ان احسانات نے کیا جو بالخصوص عورتوں کے ساتھ روا رکھے گئے ہیں۔ یورپ میں رہتے ہوئے میں اپنی آنکھوں سے دیکھتی تھی کہ اگرچہ مساوات مرد و زن کا بڑا پرچار ہے اور تعلیم و تہذیب اور روشن خیالی کے بلند آہنگ دعوے عام ہیں' لیکن عملی طور پر عورت کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے وہ یورپین معاشرت میں ایک المیے سے کم نہیں۔ ماں' بیٹی' بہن یا بیوی کی حیثیت سے معاشرے میں اس کا کوئی مقام نہیں۔ جوان عورت مرد کے ہاتھوں میں محض کھلونا ہے اور جب وہ اپنا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حسن و جمال کھو کر ادھیڑ عمری میں داخل ہوتی ہے تو گویا ساری توجہات سے بھی محروم ہو جاتی ہے۔ اور بعد کی ساری زندگی وہ ذہنی مریضہ بنی رہتی ہے۔ چند سال پہلے تک تو اسے جائیداد میں حصہ بھی نہیں ملتا تھا۔

اسی طرح میں نے پڑھا کہ ایک زمانے میں چینی عورت کو نفرت کی علامت سمجھا جاتا تھا اور اسے منحوس جان کر گھر کے افراد سے بھی چھپانے کی کوشش کی جاتی تھی۔ ہندوستان میں بھی اس کے ساتھ ایسا ہی ہتک آمیز سلوک روا رکھا جاتا تھا اور منو کی تعلیم کے مطابق اسے بدی ہی کا دوسرا رخ قرار دیا جاتا تھا۔ اسے کسی نوعیت کے حقوق حاصل نہیں تھے اور وہ باپ' خاوند اور اپنے بچوں کی کنیز اور خدمت گزاری کے سوا کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔ رومیوں کی تہذیب میں بھی عورت کی حیثیت ایک کھلونے یا ڈھور ڈنگر سے زیادہ نہیں تھی۔ خاوند کو پورا حق حاصل تھا کہ کسی بات پر ناراض ہو کر وہ اپنی بیوی کو کڑی سے کڑی سزا دے ڈالتا' حتیٰ کہ اسے قتل تک کر ڈالتا اور اس معاملے میں اس پر کوئی قدغن نہیں تھی۔

غرض طلوع اسلام سے قبل دنیا بھر میں عورت بدترین قسم کی مظلومیت اور کسمپرسی کی زندگی گزار رہی تھی اور کوئی اس کا ہمدرد و پاسبان نہ تھا...... لیکن پیغمبر اسلام ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور مدینہ میں اسلامی ریاست قائم ہوئی اور بنی نوع انسان کو قرآن و سنت کی صورت میں عظیم نعمت حاصل ہوئی تو دیگر مظلوم طبقوں کی طرح عورت بھی ظلم و عدوان کے اندھیروں سے نکل آئی بلکہ اسے ہی سب سے زیادہ عزت و تکریم کے قابل سمجھا گیا۔ ~~چنانچہ پیغمبر اسلام اس اعتبار سے عورتوں کے عظیم ترین محسن ہیں کہ انہوں نے اس مظلوم~~ طبقے کے غصب شدہ حقوق بحال کرائے اور اسے خصوصی حیثیت عطا کی گئی۔ ماں' بیوی' بیٹی اور بہن کا رشتہ بے حد محترم قرار دیا گیا۔

چنانچہ اسلام دنیا میں پہلا مذہب ہے جس نے عورت کے احترام اور آزادی کا چارٹر پیش کیا اور اس آزادی کو باقاعدہ تحفظ دیا۔ اسلام نے عورت کو ہر شعبۂ حیات میں خصوصی رعایات اور حقوق عطا کیے اور ماں' بیوی' بہن اور بیٹی کی حیثیت سے اس کی جو عزت افزائی کی' دنیا کے دیگر مذاہب اور دوسری تہذیبوں میں اس کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا...... چنانچہ مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام کے ساتھ ہی ظلم و ستم کا وہ لامتناہی سلسلہ ختم کر دیا گیا جو عورت کے ساتھ روا رکھا جاتا تھا۔ عورت کے بارے میں تمام

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو نجاست باطل قرار دیے گئے...... نحوست کے بجائے اسے برکت و رحمت کی علامت قرار دیا گیا...... اسے انسانی سطح پر مرد کے برابر حقوق عطا کیے گئے ...... ماں کے قدموں تلے جنت قرار دی گئی' بیٹیوں کی تربیت اور پرورش کو بہشت کی ضمانت قرار دیا گیا۔ اسے والدین' بھائیوں اور بیٹوں کی جائیداد میں سے باقاعدہ حصہ دار بنا دیا گیا۔ حکم دیا گیا کہ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کے لیے بھی علم حاصل کرنا فرض ہے...... میں دعوے کے ساتھ کہتی ہوں کہ جو حقوق و مراعات عورت کو اسلام نے عطا کیے ہیں ان کی مثال موجودہ دنیا کے کسی تمدن یا مذہب میں ہرگز نہیں ملتی اور جو عزت افزائی صنفِ نازک کی اسلام کرتا ہے' اس کا عشر عشیر بھی کسی دوسری جگہ نظر نہیں آتا۔

چنانچہ جب میں نے اسلام اور دیگر مذاہب کا اس حوالے سے تقابلی موازنہ کیا اور یورپ میں اپنی آنکھوں کے سامنے عورت کی مٹی پلید ہوتے دیکھی تو اسلام کی عظمت' حقیقت پسندی اور انصاف کی قائل ہو گئی اور اس کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہو گئی۔ ان سے سوال کیا گیا کہ "اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے اپنے اندر کیا تبدیلیاں محسوس کیں؟"

"یوں لگا جیسے مجھے نیا جنم مل گیا ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد میں بھی مسرت' طمانیت اور سکون کے ایسے احساس سے آشنا ہوئی جس سے گزشتہ زندگی میں محروم تھی۔ اسلام کی صورت میں مجھے گویا کھوئی ہوئی دولت مل گئی چنانچہ میں اس سے والہانہ طور پر وابستہ ہو گئی۔ اپنی عادات و اطوار کو اسلامی تعلیمات کے مطابق بدل ڈالا۔ لباس کی اصلاح کی اور اپنے آپ کو نماز پنج وقتہ کا پابند بنا لیا...... اللہ کے فضل سے آج اسلام مجھے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ ان کا مستقبل کا کیا پروگرام ہے؟ مسز مونا عبداللہ نے بتایا کہ میری خواہش ہے کہ میں تمام عمر بنگلہ دیش ہی میں بسر کروں۔ یہ اگرچہ ایک غریب ملک ہے اور یورپ جیسی سہولتیں یہاں میسر نہیں ہیں' لیکن سچی بات ہے کہ اس اسلامی ملک کی معاشرت مجھے بہت پسند آئی ہے۔ یہاں کے ماحول میں سادگی ہے' خلوص ہے' گرم جوشی اور تپاک ہے اور یہ نعمتیں جرمنی میں بہت ناپید ہیں...... اور سب سے بڑھ کر یہاں کی فضا پر دینداری کا غلبہ ہے۔ اس لیے میں اس ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد بھی بنگلہ دیش ہی میں مقیم رہنے کو ترجیح دوں گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موتی (پاکستان)

یہ ایک ہندو جوڑے کے قبول اسلام کی سچی اور واقعاتی کہانی ہے جسے تنویر احمد خان صاحب نے سیارہ ڈائجسٹ کے ''قرآن نمبر'' کے لیے رقم فرمایا۔ اس کہانی پر مصنف کو انعامی مقابلے کا دوسرا انعام ملا تھا۔ ''سیارہ ڈائجسٹ'' کے شکریے کے ساتھ قرآن پاک کے اس روح پرور معجزے کو نذر قارئین کیا جا رہا ہے۔ (مؤلف)

یہ اس زمانے کی بات ہے جب تقسیم ہند کا فیصلہ ہو گیا تھا اور ہندوستان سے مسلمان اور پاکستان سے غیر مسلم نقل مکانی کی تیاریاں کر رہے تھے۔ قصہ سندھ کے ایک قصبے کا ہے۔ جہاں صرف میاں بیوی پر مشتمل ایک ہندو گھرانہ رہتا تھا۔ ان کے پڑوسی مسلمان تھے۔ دونوں خاندان آپس میں بڑے اچھے تعلقات رکھتے تھے۔

فرقہ وارانہ فسادات کی شدت بڑھنے لگی تو ایک روز ہندو گھرانے کے سربراہ نند لعل نے اپنے مسلمان پڑوسی احمد سے کہا: ''بھائی! میرا ارادہ ہے کہ اب ہمیں ہندوستان چلے جانا چاہیے۔ اگرچہ دل تو نہیں چاہتا کہ اس جگہ کو چھوڑیں جہاں پیدا ہوئے اور پلے بڑھے ہیں' مگر اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ حالات بہت بگڑ گئے ہیں' کہیں ایسا نہ ہو ہمارا نقصان ہو جائے''۔

احمد نے کہا: ''نند! کیسی باتیں کرتے ہو۔ ہمارے ہوتے ہوئے کوئی تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا''۔ مگر نند لعل کا دل خوف و ہراس کی شدید لپیٹ میں آ چکا تھا۔ وہ احمد کی باتوں سے مطمئن نہ ہوا۔ اس نے گھر میں اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ ہم موقع ملتے ہی بھارت چلے جائیں گے' تم تیاری مکمل رکھنا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس گفتگو کو کئی روز گزر گئے۔ ایک دن نند لعل کے برادر نسبتی کا خط آیا کہ ہم لوگ بھارت جا رہے ہیں۔ آپ لوگوں کا کیا ارادہ ہے؟ اگر تیار ہوں تو اکٹھے چلیں گے۔ نند لعل کا برادر نسبتی خاصی دور رہتا تھا۔ نند لعل نے اس خط کا اپنے پڑوسی احمد کو بھی بتایا' اس سے رائے طلب کی کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ احمد نے مشورہ دیا کہ تم لوگ گھر میں تیاری مکمل رکھو اور خود سالے کے پاس جا کر صلاح مشورہ کر آؤ۔ پھر جو پروگرام بنے اس پر عمل کرو۔ نند لعل نے یہ تجویز پسند کی اور بیوی کو بالکل تیار رہنے کا حکم دے کر خود اپنے سالے سے ملنے چلا گیا۔

نند لعل کی بیوی بہت خوبصورت تھی۔ عمر اس کی پچیس چھبیس سال کی تھی مگر اولاد نہ ہونے اور صحت اچھی ہونے کی وجہ سے سولہ سترہ سال کی لگتی تھی۔ احمد ایک عرصہ سے اس پر نگاہ رکھتا تھا مگر اس سے کوئی ایسی ویسی بات کرنے کی کبھی جرأت نہ کر سکا تھا۔ اب اسے ایک موقع مل گیا۔ نند لعل اپنے سالے سے ملنے چلا گیا اور اپنی بیوی کو تیار رہنے کے لئے کہہ گیا تو احمد نے فائدہ حاصل کرنے کا پروگرام بنا لیا۔ اس نے ایک تانگہ لیا اور شام کو ہانپتا کانپتا نند لعل کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اندر سے نند لعل کی بیوی موہنی نے پوچھا: "بھائی کون ہو' کیا کام ہے؟"

"میں احمد ہوں بھابی!" احمد نے جواب دیا۔ بھائی نند لعل آٹھ بجے والی گاڑی سے آ رہے ہیں' ان کے ساتھ ہی آپ کے بھائی بھی ہیں۔ ان کا ارادہ سیدھے کھوکھرا پار جانے کا ہے۔ وہ یہاں نہیں رکیں گے۔ انہوں نے مجھے پیغام بھجوایا ہے کہ میں آپ کو ریلوے اسٹیشن پر پہنچا دوں۔ آپ ضروری چیزیں' زیورات' نقدی اور کپڑے لے لیں اور تیار ہو کر فوراً باہر آ جائیں"۔

موہنی احمد کو ایک عرصے سے جانتی تھی۔ دونوں پڑوسی تھے اور ان کے باہمی تعلقات بھی بہت اچھے تھے۔ پھر بھارت جانے کی باتیں بھی روز ہی ہوتی تھیں' اس نے احمد کی باتوں کو سچ جانا اور ضروری تیاری کے بعد باہر آ کر تانگے میں بیٹھ گئی۔

ریلوے اسٹیشن زیادہ دور نہیں تھا مگر تانگہ بہت دیر سے چل رہا تھا۔ اس سے موہنی کو کچھ شک گزرا۔ اس نے منہ سے پلو اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا تو راستہ ہی بدلا ہوا پایا۔ اس

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے احمد سے پوچھا: ''بھائی! ہم کدھر جا رہے ہیں۔ یہ تو اسٹیشن کا راستہ نہیں ہے''۔

''گھبراؤ نہیں بھائی''! احمد نے عیاری سے جواب دیا۔ ''ہم نے جان بوجھ کر جنگل کا راستہ اختیار کیا ہے تا کہ عام سڑک پر سے لوگ ہمیں دیکھ نہ سکیں اور کوئی آپ کو پریشان نہ کر سکے' ہم تھوڑی دیر میں اسٹیشن پہنچنے والے ہیں''۔

مومنی یہ سن کر خاموش ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد تانگہ اچانک رک گیا۔ احمد نے ہوسناک لہجے میں کہا: ''پیاری! اب اتر بھی آؤ' کب تک دل کو تڑپاتی رہو گی' تم نہیں جانتیں ارمان اس وقت کا کتنے سالوں سے انتظار کر رہے ہیں''۔ مومنی نے گھبرا کر دیکھا۔ چاروں طرف خوفناک جنگل سائیں سائیں کر رہا تھا۔ وہ سارے معاملے کو سمجھ گئی اور لجاجت سے بولی: ''احمد! میں نے تمہیں بھائی اور تم نے مجھے بہن بنایا ہوا ہے' کچھ شرم کرو اور اس مقدس رشتے کی کچھ لاج رکھو''۔

مگر احمد پر شیطان سوار تھا۔ اس نے جھٹکے کے ساتھ مومنی کو کھینچ کر تانگے سے اتارا اور دست درازی شروع کر دی۔ مومنی نے اس کے چنگل سے بچنے کی بہت کوشش کی اور پورے عزم کے ساتھ اپنی عزت بچانے کی تگ و دو کرنے لگی۔ اس نے رحم طلب نگاہوں سے تانگے والے کی طرف دیکھا' مگر اس کی نگاہوں میں بھی ہوس کے شعلے ناچ رہے تھے۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر احمد سے درخواست کی: ''احمد خدا کے واسطے مجھے برباد نہ کرو۔ میں کہیں کی نہیں رہوں گی۔ تمہیں تمہارے پیارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا واسطہ' میری عزت نہ لوٹو۔ میرے زیورات لے لو' مگر مجھے چھوڑ دو''۔

لیکن احمد ہوس کی مستی کا شکار تھا۔ اس نے مومنی کی درخواست پر کان نہ دھرے اور اسے وحشیانہ انداز میں اٹھا کر ایک ٹیلے کے پیچھے لے چلا۔ مومنی نے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے' مگر احمد کے طاقتور بازوؤں کے سامنے اس کی کوئی پیش نہ گئی۔ آخری چارۂ کار کے طور پر اس نے احمد کے کندھے میں اپنے دانت گاڑ دیئے۔ وہ بلبلا اٹھا اور اس کی گرفت ڈھیلی پڑتے ہی مومنی ایک طرف کو بھاگ اٹھی۔ احمد نے تھوڑی دیر توقف کیا' مگر زخمی بھیڑیے کی مانند نئے جوش کے ساتھ اس کے پیچھے بھاگ کھڑا ہوا اور تھوڑی دور جا کر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے دوبارہ دبوچ لیا اور وحشیانہ انداز میں اس کے کپڑے پھاڑنے لگا۔ اب موہنی برہنہ ہو گئی تھی' مگر عزت بچانے کا احساس ابھی تک اس میں زندہ تھا۔ اچانک اس نے اپنی گردن میں ہاتھ ڈالا اور ایک تعویز نوچ کر احمد کے سامنے کر دیا: "احمد! اس میں تمہاری پاک کتاب قرآن مجید کی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ یہ تمہارا قرآن ہے۔ اسی کے صدقے میں مجھے معاف کر دو۔ میری عزت نہ لوٹو' میری عصمت برباد نہ کرو"۔

مگر احمد نے وہ تعویز موہنی کے ہاتھ سے چھین کر دور پھینک دیا اور لپک کر موہنی کو پکڑ لیا اور قریب تھا کہ وہ اپنے ناپاک عزائم کو عملی صورت دے ڈالے کہ اچانک اس کی چیخیں نکل گئیں۔ اس کے جسم میں لڑکھڑاہٹ پیدا ہو گئی اور موہنی کے جسم پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔

موہنی آزاد تھی۔ اس نے حیرت اور اچنبھے کے ساتھ دیکھا کہ احمد کا بدن ایک طرف کو ڈھلک رہا ہے۔ اس کی نظروں کے سامنے ایک لمبا سیاہ ناگ احمد کی ٹانگ سے لپٹا ہوا تھا اور اس کی پنڈلی سے خون بہہ رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں احمد تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ سانپ اپنا کام ختم کر کے جا چکا تھا۔

یہ منظر تانگے والے نے بھی دیکھا۔ وہ بھاگتا ہوا آیا اور تعویز کو اٹھا کر چومنے لگا۔ پھر اس نے اپنی چادر موہنی کے جسم پر ڈال دی۔ اس سے رو رو کر معافی مانگی اور اسے تانگے میں بٹھا کر واپس شہر کی طرف چل دیا۔

راستے میں موہنی نے بتایا کہ سات سال سے میرے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ میری ایک مسلمان سہیلی نے یہ تعویز لا کر دیا تھا اور اس نے بتایا کہ اس میں سورہ یاسین اور پانچ اور آیتیں چھپی ہوئی ہیں۔ موہنی عقیدت بھرے انداز میں بھرائے ہوئے لہجے کے ساتھ کہہ رہی تھی کہ اسے قرآن کی قوت کا اندازہ ہو گیا ہے۔ قرآن عزتوں کا محافظ ہے۔ یہ اس وقت دستگیری کرتا ہے جب سارے سہارے ٹوٹ جاتے ہیں۔

اتفاق سے آٹھ بجے والی ٹرین سے نندلعل واپس آ گیا۔ وہ بڑا پریشان تھا کہ موہنی کہاں چلی گئی۔ اسے پتہ چل گیا تھا کہ احمد اسے تانگے پر بٹھا کر کہیں لے گیا ہے' مگر کوئی اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ اسی جستجو میں رات کے بارہ بج گئے تھے کہ موہنی واپس گھر پہنچی اور اپنے خاوند کو ساری کہانی سنائی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے ہی دن تھد لعل اور موہنی نے ہندوستان جانے کا خیال ترک کر دیا۔ انہوں نے قرآن کا معجزہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے اور ان کے اسلامی نام محمد علی اور عائشہ رکھے گئے۔ اب ان کے چار بچے ہیں اور وہ بڑی ہی پرسکون زندگی گزار رہے ہیں۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میڈونا جانسن (امریکہ)

MADONA JOHNSON

جب میں پیچھے پلٹ کر اپنے ماضی پر ایک نظر ڈالتی ہوں تو بلاشبہ میری زندگی کا فیصلہ کن انقلابی لمحہ وہ تھا جب میں نے اپنی بچی کو جنم دیا تھا۔ اس کی پیدائش سے پہلے کیفیت یہ تھی کہ ایک ایک دن گن گن کر گزار رہی تھی اور ایک ایک لمحہ بھاری تھا...... ؟ میری ساری توجہات اور سارا وقت یہ سوچ سوچ کر گزرتا کہ کہیں کوئی حادثہ نہ ہو جائے' کسی ناگوار صورت حال سے دوچار نہ ہو جاؤں...... اور پتہ نہیں اس کا انجام کیا ہو...... بار بار سوچتی کہ میرے پیٹ میں ایک نئی زندگی پروان چڑھ رہی ہے' پتہ نہیں میں اس کے تقاضوں سے کیسے عہدہ برآ ہوں گی؟

اور آخر وہ لمحہ آ پہنچا جب خدا نے مجھے ایک پیاری' خوبصورت بچی کی ماں بنا دیا۔ میری ساری محبت' خلوص اور تپاک اس کے لیے وقف ہو گئے۔ یوں لگا جیسے زندگی میں ایک مقصدیت آ گئی ہو' حسن اور مسرت بننے یا ہم مل کر میرے جذبات کا احاطہ کر لیا تھا۔

لیکن آہ! وہ میری بے حد پیاری سی گڑیا' میری عزیز از جان معصوم بیٹی صرف پانچ ماہ کی تھی جب ایک روز یکایک بہت سے عوارض نے اس پر حملہ کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ دم توڑ گئی۔ میری زندگی کو اندھیر کر گئی...... میں جس کرب' ذہنی و قلبی تکلیف اور رنج سے آشنا ہوئی' اسے لفظوں میں بیان نہیں کر سکتی۔ تاہم تجہیز و تکفین کے دوران حیرت انگیز طور پر اپنے رشتہ داروں کو تسلی دیتی رہی کہ میں دل کی گہرائیوں سے یقین رکھتی ہوں کہ اگر خدا کو مستقبل میں میری کوئی خصوصی بہتری منظور نہ ہوتی تو وہ مجھے آزمائش سے دوچار نہ کرتا۔ مجھے بہرحال نیکی اور بھلائی کے راستے پر قائم رہنا چاہیے حتیٰ کہ مجھے وہ انعام مل جائے جو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا مجھے عطا کرنا چاہتا ہے۔

میں بچی کے فراق میں پریشان ہوتی تو دوست احباب مجھے یہ کہہ کر حوصلہ دیتے: ''فکر نہ کرو، تم ایک روز اس سے ضرور ملوگی' جنت میں اس سے تمہاری ملاقات ضرور ہوگی''۔

''لیکن کون جانتا ہے کہ میں بھی جنت میں جاؤں گی' میں صحیح معنوں میں عیسائیت کی تعلیمات پر کاربند نہیں ہوں' کتنے ہی اعتراضات ہیں جو ذہن میں پیدا ہوتے رہتے ہیں''۔ میں جواب دیتی۔

چنانچہ اس کے بعد تو میں پوری سنجیدگی اور سرگرمی سے ''واحد سچے مذہب'' کی تلاش میں جت گئی تاکہ اس کی تعلیمات پر عمل کرکے میں جنت میں جاسکوں اور اپنی بیٹی سے مل سکوں...... اس کے لیے میں نے عیسائیت کے ایک ایک فرقے کا خوب مطالعہ کیا کہ اگرچہ میں ایک ''مطمئن عیسائی'' نہ تھی' لیکن پھر بھی ''چرچ'' سے باہر نکلنے کا تصور بھی نہیں کرسکتی تھی۔ لیکن عجیب بات تھی کہ ذہن کو سکون نہیں ملتا تھا۔ عیسوی عقائد کے بارے میں شرح صدر حاصل نہیں ہوتا تھا۔ تثلیث' کفارہ' عشائے ربانی' پیدائشی گناہ گار ہونے کا تصور' غرض ایک ایک عقیدہ عقل کے خلاف نظر آتا تھا اور ساری تگ و دو کے باوجود خدا کا قرب حاصل نہیں ہورہا تھا۔

تھک ہار کر میں نے یہ تگ و دو کچھ عرصے کے لیے ملتوی کردی اور انڈیانا پولس کے ایک بار میں ملازمت کرلی۔ وہاں میرا تعارف ایک ایسی لڑکی سے ہوا جو مختلف ملکوں سے درآمد و برآمد کا اضافی کاروبار بھی کرتی تھی...... اس نے مجھے ایک روز کہا کہ میں اس کے خرچ پر ملائیشیا کا ایک چکر لگا آؤں۔ وہاں سے ملائیشی طرز کے ملبوسات خریدوں اور وہاں کسی ایسے شخص کا انتظام کروں جو ہمارے کاروبار کی نگرانی کرسکے...... میں نے فوراً اس کی پیش کش قبول کرلی اور ملائیشیا کے لیے روانہ ہوگئی۔

میں جب کوالالمپور پہنچی تو وہاں رمضان کا مہینہ تقریباً نصف گزر چکا تھا۔ میں نے اس سے قبل اسلام کے بارے میں کچھ بھی نہیں سنا تھا نہ یہ جانتی تھی کہ ملائیشیا ایک اسلامی ملک ہے۔ چنانچہ پہلی نظر میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ شدید گرمی میں تقریباً ہر عورت نے سر پر سکارف باندھ رکھا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے یہ بھی اندازہ کر لیا کہ آتے جاتے مرد مجھ سے احترام اور وقار سے پیش آتے ہیں۔ پتہ چلا کہ ملائیشیا مسلم اکثریت کا ملک ہے اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جب وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے دوسروں سے حسن سلوک سے پیش آتے ہیں تو اس کا انعام انہیں روز محشر میں جنت کی صورت میں ملے گا۔

امریکہ میں رہتے ہوئے اسلام کا جتنا کچھ تعارف مجھے ہوا تھا وہ بڑا ہی منفی اور ناخوشگوار تھا۔ میرے ماحول میں کوئی شخص بھی اسلام کے بارے میں مثبت تاثر نہیں رکھتا تھا۔ نصابات اور ذرائع ابلاغ نے اسلام اور مسلمانوں کی تصویر کشی بھیانک انداز میں کر رکھی تھی...... مگر ملائیشیا میں مسلمانوں سے سابقہ پیش آیا تو میں سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ مسلمان ویسے ہرگز نہیں ہیں جیسے امریکہ میں سمجھے جاتے ہیں...... میں تو مسلمانوں کو بڑا ہی شائستہ' مہذب اور باوقار دیکھ رہی تھی۔ وہ خواتین کا احترام کرتے تھے اور یہاں عورتوں کی اس طرح مٹی پلید نہیں ہو رہی تھی جس طرح امریکی زندگی کی روایت تھی۔

چنانچہ میں نے ارادہ کر لیا کہ مسلمانوں کے مذہب' اسلام کے بارے میں براہِ راست معلومات حاصل کروں گی۔ مسلمانوں سے ملاقات کا موقع ملتا تو میں بہت سے سوال داغ دیتی۔ عورتیں چہرے اور ہاتھوں کے سوا سارے جسم کو چھپا کر کیوں رکھتی ہیں؟ ملائیشیا میں ہر کوئی خوش کیوں ہے؟ اور سارا دن بھوکے پیاسے رہنے کے باوجود لوگ مطمئن و مسرور کیوں ہیں؟ لیکن افسوس انگریزی زبان بہت ہی کم لوگ جانتے تھے' اس لیے میرے سوالات کا اطمینان بخش جواب نہ مل سکا۔ چنانچہ میں نے قرآن کا ایک انگریزی ترجمہ حاصل کیا اور اس سے براہِ راست رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی۔

جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے' میں عیسائیت کے عقائد سے ذہنی طور پر کبھی بھی مطابقت حاصل نہ کر سکی تھی اور گرجا جانے کے باوجود اپنے آپ کو یک و تنہا محسوس کرتی تھی' لیکن قرآن کا مطالعہ کرتے ہوئے میں اس نتیجے پر پہنچی کہ حیرت انگیز طور پر خدا اور مذہب کے اعتبار سے اس کے وہی خیالات ہیں جو میرے نہاں خانۂ دل میں موجود تھے...... میں اس تصور سے بہت ہی خوش ہوئی کہ یہ تو وہی راستہ ہے جو میری بیٹی کی طرف جاتا ہے...... جنت کا راستہ' اطمینان و سکون اور راحت کا راستہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن جب غور کیا کہ اگر میں نے یہ عقائد عملی طور پر اختیار کیے تو سارے ماحول اور معاشرے سے کٹ کر رہ جاؤں گی' تو بہت پریشان ہوئی۔ میں ہر ایک کے سامنے کیسے وضاحت کروں گی کہ حضرت مسیح خدا کے بیٹے نہیں ہیں؟ تثلیث یعنی تین خداؤں کا عقیدہ حماقت اور جہالت کے سوا کچھ نہیں اور بت پرستی کا کسی بھی اعتبار سے کوئی جواز نہیں۔

ایک بہت بڑا چیلنج تھا جو قرآن نے میرے سامنے لا کر رکھ دیا تھا۔ مسلمان ہو جاؤں اور جنت کا راستہ اختیار کر لوں یا پھر اپنے خاندان اور رشتہ داروں سے خوفزدہ ہو کر حق کا انکار کر دوں اور ہمیشہ کے لئے جہنم کا ایندھن بن جاؤں ...... کیا کروں کیا نہ کروں؟ تذبذب' خوف اور اضطراب کی غیر معمولی کیفیت مجھ پر طاری ہو گئی۔ فیصلہ ہرگز آسان نہ تھا۔ اسلام ایک جز وقتی مذہب نہیں۔ یہ عیسائیت کی طرح ہفتہ وار مذہب نہیں۔ ایک سچے اور مخلص مسلمان کو تو اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارنا ہوتا ہے۔ اس طرح اسلام ایک کل وقتی مذہب ہے۔ جس کے نتیجے میں بلاشبہ روحانی و مادی فوائد بھی ہیں' لیکن مسلسل محنت اور تگ و دو جس کے پہلو بہ پہلو چلتی ہے...... پھر اسلام ایک وسیع اور گہرے سمندر کی طرح ہے' جس قدر معلومات حاصل کریں' مزید جستجو کی تمنا بڑھتی چلی جاتی ہے اور کسی طرح سیری نہیں ہوتی۔

یہی خیالات دل و دماغ کو گھیرے ہوئے تھے۔ ایک رات میں نے خدا سے دعا کی کہ باری تعالیٰ میری رہنمائی کیجئے اور ہمت عطا فرمایئے کہ میں آپ کے دین کو باقاعدہ اختیار کر لوں۔ سو گئی اور صبح اٹھی تو دل اطمینان کامل اور عزم صمیم سے لبریز تھا کہ مجھے اسلام قبول کرنا ہے اور آج ہی کرنا ہے۔ چنانچہ میں PERKIM یعنی "تنظیم برائے فلاح مسلمانان ملائیشیا" کے دفتر گئی' کلمہ طیبہ پڑھا' ضروری اندراجات کیے اور مسلمان ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی ذہن سے سارے بوجھ اتر گئے۔ سارے تفکرات جیسے ہوا ہو گئے حتیٰ کہ پیاری بیٹی کی مفارقت کا غم بھی کافور ہو گیا اور دل اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت اور اس کے دین کی چاہت سے لبریز ہو گیا۔ (الحمد للہ تعالیٰ)

پیچھے مڑ کر دیکھتی ہوں تو یوں لگتا ہے جیسے اللہ رحیم و کریم نے میرے لیے یہ سب کچھ ایک پروگرام کے تحت مقدر کر دیا تھا۔ اب اگر میں اس مقدس و مستقیم راستے پر قائم رہی تو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نشاء اللہ جنت میں اپنی بیٹی سے ملاقات کرلوں گی..... جہاں تک میری سمجھ میں آیا ہے مسلمان ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ چیلنج ختم ہو گئے ہیں۔ مسائل اور چیلنج کا سلسلہ تو برابر جاری رہے گا' فرق یہ ہے کہ ان مسائل اور چیلنجوں کا حل موجود ہے اور وہ ہے دینی تعلیمات پر اخلاص کے ساتھ عمل اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے گہرا' محکم تعلق......

ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھ پر راہِ ہدایت وا کر دی اور مجھے اپنے فضل سے مسلمان بنا دیا۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسز میری اولیور (انگلینڈ)

(MRS. MARY OLEIER)

میرا تعلق انگلینڈ کے ایک کیتھولک گھرانے سے ہے۔ بچپن اور لڑکپن میں مذہبی عقاید کو آنکھیں بند کر کے اختیار کیے رکھا' لیکن نوجوانی میں غور و فکر کا مرحلہ درپیش آیا تو عیسائیت کا کوئی ایک عقیدہ بھی عقل اور کامن سنس کے مطابق نظر نہ آیا اور تصورات کی ساری عمارت لرزتی ہوئی نظر آئی...... مثال کے طور پر شادی ہوئی' بچے ہوئے تو بے اختیار خیال آیا کہ یہ معصوم بے خطا بچے بھی عیسائیت کی رو سے پیدائشی گناہ گار ہیں۔ بیچارے ساری عمر گناہ گار رہیں گے اور اسی مکروہ حالت میں دنیا سے چلے جائیں گے الا یہ کہ کوئی پادری انہیں بخشش کا سرٹیفکیٹ جاری کر دے۔ حالانکہ اس پادری کی اپنی معصومیت کا معاملہ بحث طلب ہے۔

میرے وجدان نے اس قسم کے عقاید کو قبول کرنے سے انکار کر دیا لیکن ایک پیدائشی عیسائی کی حیثیت سے میں مجبور تھی کہ عقل کو بالائے طاق رکھ کر انہیں صحیح تسلیم کروں...... لیکن کب تک؟ آخر کار تنگ آ کر اور تھک ہار کر میں نے دیگر مذاہب کا مطالعہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تا کہ اس ذہنی کشمکش سے نجات حاصل کر سکوں جس نے میرا سکون غارت کر دیا تھا۔

اس ضمن میں سب سے پہلے میں نے ہندوازم اور بدھ مت کا مطالعہ کیا' لیکن یہ دیکھ کر بڑی مایوسی ہوئی کہ یہ دونوں مذاہب بھی انسان کے ازلی گناہ گار ہونے کا تصور رکھتے ہیں اور ان کے نظریے کے مطابق اسی گناہ سے نجات کے لیے انسان مختلف شکلوں میں بار بار دنیا میں پیدا ہوتا ہے...... اواگون یا تناسخ کا فلسفہ اسی فکر کا مظہر ہے۔ چنانچہ یہ دونوں مذاہب میرے ذہنی شکوک کو رفع نہ کر سکے نہ میرے سوالات کا کوئی شافی جواب فراہم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کر سکے۔

آخر کار اللہ نے میری دستگیری فرمائی اور حالانکہ اسلام کے بارے میں اردگرد کا ماحول شدید تعصبات رکھتا تھا' لیکن میں نے اس کا مطالعہ کرنے کا فیصلہ کرلیا..... قرآن کا انگریزی ترجمہ خرید لیا اور اسلام کے بارے میں مختلف کتابیں حاصل کرلیں..... اور جب میں نے کھلے دل کے ساتھ' غیر جانبداری سے ان کا مطالعہ شروع کیا تو بے پناہ مسرت کے ساتھ ساتھ میری حیرت بڑھتی چلی گئی کہ اس مذہب کی ایک ایک تعلیم عقل کے عین مطابق ہے اور کوئی بات بھی کامن سنس کے خلاف نہیں ہے..... چنانچہ جلد ہی میرے سارے سوالات کا جواب مل گیا' تمام شکوک رفع ہوگئے..... اور میں نے مکمل شرح صدر کے ساتھ اسلام قبول کرلیا۔

سب سے پہلے اسلام کی اس تعلیم نے میرے وجدان کو بڑا اطمینان عطا کیا کہ سارے انسان پیدائشی معصوم اور بے خطا ہیں اور انسان نہ صرف اپنی کوششوں سے گناہوں سے پاک ہوسکتا ہے بلکہ اسے ضمانت دی گئی ہے کہ گناہوں سے دامن بچا کر وہ اللہ کی رضا اور مغفرت کا مستحق ہوسکتا ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر بچہ فطرت اسلام پہ پیدا ہوتا ہے' یہ اس کے والدین اور اس کا ماحول ہے جو اسے عیسائی' یہودی یا مجوسی بنا دیتے ہیں''۔ ظاہر ہے یہی بات عقل اور حقیقت کے مطابق ہے اور یہ تو نظریہ انسان اور خدا پر بہتان کی حیثیت رکھتا ہے کہ وہ پیدائشی گناہ گار ہے۔

چنانچہ اس عقیدے کا موازنہ جب میں نے مختلف مسلمانوں کی زندگیوں سے کیا تو یہ بات مجھ پر واضح ہوگئی کہ جو لوگ اخلاص اور قلبی وابستگی کے ساتھ اسلامی تعلیمات پر ایمان لاتے ہیں' وہ اپنے آپ کو ہر طرح کے گناہوں سے بچا کر رکھتے ہیں اور ان کی زندگیاں نیکی' تقدس اور طہارت کا امتزاج اور پیکر بن جاتی ہیں..... مسلمانوں کا یہ عمل انسانی معاشرے میں ہم آہنگی' توازن اور وقار کا باعث بنتا ہے اور وقار اور عدل کا یہ چلن آگے چل کر ساری سوسائٹی اور عام افراد کے لیے ترقی اور اجتماعی سکون کا سبب بن جاتا ہے..... چنانچہ یہ خوش کن انکشاف تھا جس سے متاثر ہوکر میں نے اسلام کا مزید توجہ اور گہرائی سے مطالعہ کیا اور اس کی سادہ و عام فہم تعلیمات میرے دل میں اس قدر گھر کر گئیں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ میں اسے قبول کیے بغیر نہ رہ سکی۔

اسلام کے مطالعے کے دوران یہ خوشگوار انکشاف بھی ہوا جس سے میرے دل میں اس کے لیے قدر و منزلت بڑھ گئی کہ ہندومت اور عیسائیت کے برخلاف اسلام میں چند مخصوص افراد کا کوئی ایسا طبقہ نہیں ہے جس کے لیے اس کی تعلیمات کا کوئی خاص حصہ محفوظ و مختص کیا گیا ہو اور وہ عام لوگوں کی دسترس سے دور ہو...... بالفاظ دیگر عیسائی پادریوں اور ہندو پنڈتوں کی طرح اسلام میں پاپائیت یا مخصوص مذہبی گروہ کا کوئی تصور نہیں ہے...... اسلامی تعلیمات ہر فرد کے لیے یکساں حیثیت و اہمیت کی حامل ہیں اور اپنی نوعیت کے اعتبار سے یہ اس قدر سادہ' سہل اور عام فہم ہیں کہ ہر شخص انہیں آسانی سے سمجھ سکتا ہے اور ان پر عمل پیرا ہو سکتا ہے...... پھر اسلام عیسائیت اور ہندومت کے بالکل برعکس اپنے پیروکاروں کو عام اجازت دیتا ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات پر غور و فکر کریں اور اس حوالے سے عقل اور ضمیر کو برابر نگراں بنائے رکھیں...... چنانچہ گہرے مطالعے کے بعد میرا تاثر یہ ہے کہ اسلام اپنی تعلیمات کے اعتبار سے بڑا ہی سادہ مذہب ہے اور مزاج کے لحاظ سے فطرت کے عین مطابق ہے...... اسلام کی یہی وہ خصوصیت ہے جو اس کی صداقت کا سب سے بڑا ثبوت ہے اور چونکہ اسے اپنی حقانیت پر محکم اعتماد ہے اور حتمی یقین بھی' اس لیے اسلام ہر شخص کو کھلی دعوت دیتا ہے کہ وہ اس کے عقائد اور تعلیمات کا تنقیدی نظر سے جائزہ لے...... عیسائیت اور ہندومت اس اعتماد سے محروم ہیں اور اپنے پیروکاروں کو بار بار ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ خبردار مذہب کے معاملے میں عقل کو ہرگز بروئے کار نہ لانا اور آنکھیں بند کر کے مختلف تصورات پر یقین کرنا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔

پھر یہ امر خصوصی اہمیت کا حامل ہے کہ اسلام سب بنی نوع انسان کے لیے امن اور محبت کی ضمانت دیتا ہے اور ان لوگوں کے حقوق بھی غصب نہیں کرتا جو اس کے مخالف ہوتے ہیں۔ ایک اسلامی ریاست میں اسلام دشمن مذاہب کے پیروکاروں کے معاشرتی اور سیاسی حقوق کی حفاظت کی جاتی ہے اور اسلامی تعلیمات کی رو سے مسلمان حکمرانوں' فرض ہے کہ وہ غیر مسلموں کے انسانی حقوق کی حفاظت کریں اور ان کے مذہبی رسوبات و عقائد کا تحفظ کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام جس قدر انسانوں کو احترام دیتا ہے اور ان کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزت نفس کا خیال رکھتا ہے' دیگر مذاہب میں اس کی کوئی مثال نظر نہیں آتی۔ چنانچہ اسلامی تاریخ میں اس حوالے سے رواداری اور وسعت قلبی کی مثالیں جس افراط سے نظر آتی ہیں' عیسائیت کی تاریخ اس سے تقریباً خالی ہے۔ حالانکہ یہ مذہب رحم اور برداشت کا اس حد تک دعوے دار ہے کہ بائبل کے مطابق اگر کوئی تمہارے داہنے رخسار پر تھپڑ مارتا ہے تو بایاں رخسار بھی اس کے سامنے کر دو تاکہ وہ اپنا شوق پورا کر لے...... اسلام اس طرح کا کوئی غیر فطری' ناقابلِ عمل دعویٰ نہیں کرتا۔ لیکن وقار اور شائستگی کے ساتھ امن' رواداری اور درگزر کے تقاضوں کو یہ دین جس طرح بروئے کار لاتا ہے وہ بے مثال اور عدیم النظیر ہے۔

اسلام کے بارے میں جہاں تک میرے مطالعے کا تعلق ہے' میرے نزدیک اس مذہب کی تعلیمات دو شعبوں میں تقسیم کی جا سکتی ہیں۔ پہلا شعبہ عقاید اور عبادات پر مشتمل ہے جب کہ دوسرے کا تعلق ان معاملات سے ہے جو خانگی اور معاشرتی سطح پر انسانوں کے درمیان کارفرما ہیں...... وہ اسلامی تعلیمات جن کا تعلق عقاید' تصورات سے ہے ان میں کوئی پُراسراریت یا الجھاؤ نہیں ہے...... ان میں بڑی سادگی ہے تاکہ یہ عقائد مستحکم بھی رہیں اور ان کا تسلسل بھی برقرار رہے۔ اس مقصد کے لیے چند عبادات لازم کر دی گئی ہیں جو بڑی ہی سادہ' مؤثر اور قابلِ عمل ہیں۔

توحید خداوندی کا اعجاز اور کمال یہ ہے کہ جو شخص سچے دل سے اخلاص کے ساتھ اللہ کی وحدت و توحید پر ایمان لے آتا ہے وہ باقی سب حقیقی و غیر حقیقی طاقتوں سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ اس کی ذہنی و تخلیقی صلاحیتوں کو غیر معمولی جلا ملتی ہے اور اس کے ضمیر کی آزادی اور عمل کی جولانی پورے ماحول اور بنی نوعِ انسان کے لیے غیر معمولی فیضان اور منافع کا سبب بن جاتی ہے...... جب کہ حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے کا مقصد دراصل اس احساسِ تشکر کا اظہار ہے جو بنی نوعِ انسان پر آپؐ کے بے حد و حساب احسانات کے حوالے سے ہر شخص پر واجب ہے اور جس کے بغیر اہلِ اسلام اتحاد اور یگانگت کی نعمتوں سے فیض یاب ہو ہی نہیں سکتے۔

اسلامی عبادات بڑی سادہ ہیں...... ان کی بجا آوری کے لیے نہ مخصوص نوعیت کے آلات کی ضرورت ہے نہ کسی مخصوص مقام کی۔ نماز پنج گانہ مسجد کے باہر بھی کسی مقام پر ادا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جاسکتی ہے اور اس عمل سے نہ صرف انسان ضبط نفس اور قواعد و ضوابط سے فیض یاب ہوتا ہے بلکہ انسانوں کے باہمی تعلقات میں استواری اور یک رنگی پیدا ہوتی ہے۔

جہاں تک تمدن و معاشرت سے متعلق اسلامی تعلیمات کا واسطہ ہے تو اسلام انسانوں کو امن اور دیانت کے اصولوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے زندگی گزارنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلامی نظام معاشرت کے مطابق امیر و غریب حتیٰ کہ مسلم و غیر مسلم کے حقوق میں قطعی کوئی تمیز نہیں۔ اسلام سب انسانوں کو ایک نظر سے دیکھتا ہے ان میں مساوات قائم کرتا ہے اور ایک عالم گیر انسانی برادری کے ارکان کی حیثیت سے سب کو یکساں اہمیت دیتا ہے۔

المختصر مختلف مذاہب کے بغور مطالعے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچی کہ صرف اسلام ہی اپنوں اور بے گانوں سب کو متاثر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے...... اسی کی بے میل سادہ تعلیمات دلوں پر دستک دیتی ہیں اور اپنے اندر وہ دل کشی اور جاذبیت رکھتی ہیں کہ کوئی بھی منصف مزاج غیر مسلم انہیں قبول کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اسلام کی یہی وہ خصوصیات تھیں جن سے متاثر ہو کر دس برس قبل میں مسلمان ہوگئی اور یہ کہتے ہوئے میں بے پناہ مسرت اور اطمینان محسوس کر رہی ہوں کہ ان دس سالوں میں ایک دن کے لیے بھی مجھے اپنے فیصلے پر پچھتاوا نہیں ہوا۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری علی (امریکہ)

محترمہ میری کا تعلق شکاگو (امریکہ) سے ہے۔ وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور باصلاحیت خاتون ہیں۔ انہوں نے آئیوا (IOWA) یونیورسٹی سے ریڈی ایشن بیالوجی میں ایم ایس سی کی ڈگری لی۔ وہ تحریر و تقریر کی صلاحیتوں سے بہرہ یاب ہیں۔ زبردست انتظامی صلاحیت رکھتی ہیں اور نوجوانوں کی نفسیات سے گہری واقفیت رکھنے کی وجہ سے اس طبقے کے مسائل سے آگاہ ہیں۔ وہ شکاگو میں ایک اسلامک کالج کی رجسٹرار ہیں' شکاگو ہی کے ایک اسلامک انسٹیٹیوٹ کی اعزازی معاون ہیں اور علاقے کے نوجوانوں کی فکری و عملی رہنمائی فرماتی ہیں..... شادی شدہ ہیں اور ایک بھرپور خاندان رکھتی ہیں۔

راقم الحروف نے نومسلم خواتین و حضرات کے لیے ایک جامع سوالنامہ مرتب کر رکھا ہے۔ وہ سوالنامہ ایک دوست کی وساطت سے موصوفہ محترمہ تک پہنچ گیا جس کے جواب انہوں نے تحریر کر کے ارسال فرمائے۔ اس عنایت کے لیے میں ان کا اور اپنے دوست پروفیسر سید وقار علی کاری صاحب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

سوالات درج ذیل ہیں:

۱: آپ کا اصل نام اور اسلامی نام؟

۲: آپ کب اور کہاں پیدا ہوئیں؟ اپنے والدین اور خاندان کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کر دیجیے۔

۳: آپ کی تعلیم' غیر تعلیمی صلاحیتیں اور مشاغل وغیرہ۔

۴: آپ سب سے پہلے کب اور کیسے اسلام سے متعارف ہوئیں۔ کیا کوئی کتاب پڑھی یا کسی مسلمان سے ملاقات ہوئی؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵: آپ نے کب اپنا مذہب ترک کیا اور کیوں؟
۶: کون سے مسلمان مصنف یا مفکر نے آپ کو متاثر کیا؟
۷: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کے دوستوں اور خاندان کا ردِ عمل کیا تھا؟ آپ نے اس کا کیسے مقابلہ کیا؟
۸: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے اپنی روزمرہ زندگی میں کیسی تبدیلیاں محسوس کیں؟
۹: آپ اپنے سابق مذہب اور اسلام میں کیا فرق محسوس کرتی ہیں؟
۱۰: اسلام کے وہ کون سے روشن پہلو ہیں جنھوں نے آپ کو سب سے زیادہ متاثر کیا؟
۱۱: آپ کے خیال میں عہدِ حاضر میں تبلیغِ اسلام کا صحیح طریقہ کیا ہے؟
۱۲: پیدائشی مسلمانوں نے اسلام کے بارے میں جو رویہ اختیار کر رکھا ہے' اس پر آپ کا تبصرہ؟
۱۳: ایشیائی مسلمانوں خصوصاً پاکستان کے لیے آپ کا پیغام؟

محترمہ میری کے جوابات:

۱: میرا آبائی نام میری (MARY) تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد بھی میں نے یہی نام برقرار رکھا ہے۔ جس نام کا ذکر قرآن میں بھی موجود ہو' اس سے اچھا نام اور کیا ہو سکتا ہے؟

۲: میں ۳۰ جنوری ۱۹۳۹ء کو آئیووا اسٹیٹ کے ایک چھوٹے سے قصبے میں پیدا ہوئی۔ میرے والدین عیسائی ہیں اور اچھی اخلاقی قدروں کے حامل ہیں۔ میری صرف ایک بہن ہے' کوئی بھائی نہیں ہے۔

۳: اس کا جواب شروع کے تعارفی جملوں میں آچکا ہے۔

۴: میں اسلام سے سب سے پہلے اس وقت متعارف ہوئی جب میں ہائی اسکول میں تھی۔ وہاں مجھے اسلام کے بارے میں ایک مضمون لکھنا پڑا۔ اس حوالے سے مجھے مختلف کتب کا مطالعہ کرنا پڑا۔ پھر جب میں گریجوایشن کر رہی تھی تو اسلام سے دوسری بار آمنا سامنا ہوا۔ ایک مسلمان لڑکی سے ملاقات ہوئی جس نے مجھے اسلام کے بارے میں کتابیں فراہم کیں۔

۵: میرے ذہن میں عیسائیت کے بارے میں مختلف سوالات پیدا ہوتے رہتے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ افسوس مجھے ان کا جواب نہ مذہبی رہنما دیتے تھے' نہ بائبل سے تشفی ہوتی تھی۔ ان سوالوں کے جواب مجھے اسلام نے اور قرآن نے فراہم کیے اور بالآخر اسلام سے متعارف ہونے کے چار سال کے بعد میں نے اسلام قبول کر لیا۔ اسلام کے جس پہلو نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا' وہ عقاید کا عقل کے عین مطابق ہونا اور ہر شعبۂ حیات سے متعلق رہنمائی فراہم کرنا ہے۔

۶: مجھے مسلمان مصنفین میں سے سب سے زیادہ سید قطب نے متاثر کیا۔

۷: جب میرے والدین اور دوستوں نے دیکھا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد میں بہت خوش ہوں اور مطمئن ہوں اور میرے کردار اور عمومی رویے میں بہت خوشگوار تبدیلیاں آئی ہیں' تو انہوں نے میرے عمل کو خوشدلی سے قبول کر لیا اور میری حوصلہ افزائی کی۔

۸: اسلام قبول کرنے کے بعد جب میں نے عملی طور پر اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا شروع کیا تو ذیل کی تبدیلیاں محسوس کیں:

☆ نمازوں کے دوران اور بعد میں صبر اور سکون کی ایک خاص قسم کی کیفیت۔

☆ نمازوں کے اوقات کی نسبت سے میری زندگی میں نظم و ضبط پیدا ہوتا چلا گیا۔

☆ اسلامی طرز زندگی کو اختیار کرنے کے نتیجے میں بے پناہ قلبی سکون اور اطمینان کی دولت میسر آ گئی۔

۱۱: عہد حاضر میں تبلیغ اسلام کے لیے ہمیں تین طرح کا انداز اختیار کرنا چاہیے۔ اول: ہر مسلمان کو شعوری طور پر احساس کرنا چاہیے کہ اسے اپنے عمل اور کردار کے اعتبار سے ساری دنیا کو یہ بتانا ہے کہ مسلمان کسے کہتے ہیں' معاشرے میں اس کا رویہ کیسا ہوتا ہے اور مختلف معاملات میں اسے کس کردار کا مظاہرہ کرنا ہے؟ دوم: ایک مسلمان کو غیر مسلموں تک بڑے ہی احسن طریقے سے اسلام کا پیغام ضرور پہنچانا چاہیے۔ سوم: ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ دعوت و تبلیغ کے اداروں اور جماعتوں سے وابستگی اختیار کرے اور مالی و اخلاقی اعتبار سے ان کے ساتھ تعاون کرے۔

۱۲۔ میرے خیال میں آج دنیا بھر میں مسلمان جو ذلت و رسوائی اور ناکامی کی علامت بنے ہوئے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے سچے مسلمانوں کا چلن ختم کر دیا

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ یہ الیہ اس لیے رونما ہوا کہ مسلمانوں نے قرآن پاک اور پیغمبر اسلام ﷺ کی سنت کو ترک کر کے اپنے اپنے فقہی مسالک کی پیروی ہی کو اسلام سمجھ لیا اور وہ فرقوں اور گروہوں میں بٹ کر رہ گئے اور حالت یہ ہے کہ حنفی شافعیوں کے ساتھ دست و گریباں ہیں اور شافعی مالکیوں کے ساتھ برسر پیکار ہیں۔ وہ فروعی مسائل پر اپنی صلاحیتیں تباہ کر رہے ہیں۔ قرآن و سنت سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور پوری دنیا میں تماشا بن گئے ہیں۔

۱۳۔ ایشیا اور خصوصاً پاکستان کے مسلمانوں کے لیے میرا پیغام یہ ہے کہ وہ خود بھی باعمل مسلمان بنیں اور امریکہ، یورپ اور دیگر غیر اسلامی ممالک کے لیے روشن مثال بنیں تاکہ ان ملکوں میں اسلام کی روشنی تیزی سے پھیلے۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری کینڈی (امریکہ)

(MARY CANDY)

میرا تعلق امریکہ سے ہے۔ پیشے کے اعتبار سے چند سال پہلے تک میں آرٹسٹ تھی اور فن کی دنیا میں میرا ایک نام تھا۔ اس لیے لاکھوں میں کھیلتی تھی...... لیکن بدقسمتی سے میں ذہنی اعتبار سے دہریہ تھی۔ یعنی خدا کی منکر تھی اور مذہب و اخلاقی قدروں کو لایعنی سمجھتی تھی۔ میرے نزدیک زندگی کا مقصد محض عیاشی تھی اور بس..... اندازہ کیجیے کہ میں نے یکے بعد دیگرے چار شادیاں کیں لیکن کسی بھی خاوند سے میرا نباہ نہ ہو سکا..... اور ایک وقت ایسا آیا کہ میرا سکون مکمل طور پر لٹ گیا۔ عیش کا کوئی انداز مجھے مسرت سے ہمکنار نہ کرتا اور افسردگی' پژمردگی ہر وقت میرے دل و دماغ پر چھائی رہتی۔

بھوک اور نیند ختم ہو کر رہ گئی۔ میں گھنٹوں بستر پر کروٹیں بدلتی رہتی لیکن پرسکون نیند میری زندگی سے جیسے مستقلاً رخصت ہو گئی تھی..... تنگ آ کر میں نے نیند آور دواؤں کا استعمال شروع کر دیا اور جب یہ بھی بے کار ثابت ہوئیں تو شراب اور دیگر منشیات میری زندگی کا مستقل حصہ بن گئیں، لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ ڈپریشن ہر وقت مجھے گھیرے رہتا اور خوف میرے اعصاب کو کچلتا رہتا..... اندازہ کیجیے میری مایوسی کا یہ عالم تھا کہ کئی بار میں نے خودکشی کی کوشش کی۔ لوگوں سے ملنا ملانا ختم ہو گیا۔ مستقل چڑچڑے پن اور مردم بیزاری کی وجہ سے کوئی مجھے ملنا پسند نہ کرتا..... اور ایک ماں کے سوا دنیا میں میرا کوئی ہمدرد اور غمگسار نہ رہا..... نتیجہ یہ کہ آخر کار مجھے ایک دارالامان (Asylum) میں داخل ہونا پڑا' جہاں عادی نشہ بازوں کا علاج ہوتا تھا۔

یہ وہ صورت حال تھی جب ایک خاتون فرشتۂ رحمت بن کر میری زندگی میں داخل

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہوئی ...... یہ ہماری ہمسائی تھی جو میری ماں کی گہری دوست بھی تھی اور مزاج اور عادات کے اعتبار سے منفرد خصوصیات کی حامل تھی۔ وہ بڑی ہی باوقار اور محبت کرنے والی خاتون تھی۔ وہ میری والدہ کے ہمراہ وقتاً فوقتاً وارڈ لامان میں آتی اور خاصا وقت میرے پاس گزارتی ...... اس کے رویئے میں ایک خاص قسم کی اپنائیت اور انس محسوس ہوتا ...... وہ میری ہمت بلند کرتی اور جینے کا حوصلہ عطا کرتی ...... وہ کہا کرتی تمہارا سب سے بڑا مرض یہ ہے کہ تم خدا کو نہیں مانتیں حالانکہ انسان کی اپنی زندگی اور کائنات کی ایک ایک چیز اس کے وجود کی شہادت دے رہی ہے ...... اس نے دلیل دی کہ "یہ جو گھڑی تم نے کلائی کے ساتھ باندھ رکھی ہے' کون کہہ سکتا ہے کہ یہ خود بخود بن گئی ہے اور کوئی اس کا بنانے والا نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی اس طرح کی سوچ رکھتا ہے تو وہ نرا احمق ہے' عقل و خرد سے اس کا کوئی تعلق نہیں ...... تو جب یہ حتمی حقیقت ہے کہ ایک معمولی گھڑی خود بخود نہیں بنی' یہ عینک اور یہ جوتا محض اتفاق سے وجود پذیر نہیں ہوا' تو پھر یہ خیال کرنا کہ ہماری یہ آنکھیں' یہ ہاتھ' یہ پاؤں بغیر کسی خالق کے بن گئے ہیں' کتنی احمقانہ اور بے بنیاد سوچ ہے"۔

وہ خاتون محبت اور شفقت سے میرا ہاتھ پکڑ کر میری آنکھوں میں جھانکتی اور دل سوزی سے کہتی "یقین کرو کہ اس کائنات کا' اس عظیم پُر اسرار کائنات کا ایک خالق ہے اور مالک ہے' اُسی نے ہمیں پیدا کیا ہے اور اُسی نے انسانوں کو حیرت انگیز جسمانی نظام اور ذہنی و عقلی اور عملی صلاحیتیں عطا کی ہیں ...... وہ زندہ و پائندہ اور حی و قیوم ہے۔ ہماری ایک ایک حرکت اس کی نظروں کے سامنے ہے اور ہماری زندگی کا ایک ایک لمحہ اس کے کمپیوٹروں میں محفوظ ہو رہا ہے"۔

"لیکن اگر وہ موجود ہے تو پھر دکھائی کیوں نہیں دیتا اور ہماری عقل اس کا احاطہ کیوں نہیں کرتی؟"

میرے اعتراض پر وہ خاتون مسکرائی اور کہنے لگی: "میری پیاری بچی انسانی بصارت اور عقل کی استعداد بڑی محدود ہے' ضروری نہیں کہ یہ ہر چیز کا احاطہ کر سکیں۔ ذرا دیکھو اسی دنیا میں ہمارے ارد گرد ایسی متعدد چیزیں موجود ہیں جو اپنا وجود رکھتی ہیں لیکن نظر نہیں آتیں۔ بجلی اور ہوا اسکی ٹھوس مثالیں ہیں۔ ایٹم کو بڑی سے بڑی خوردبین نہیں دیکھ سکی لیکن

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کون ہے جو اس کے وجود سے انکار کرتا ہے؟ اسی طرح اس کائنات میں لازماً ایک سپریم طاقت موجود ہے جو سارے نظاموں کو چلا رہی ہے۔ لیکن ہماری کمزور' محدود بصارت اس کا احاطہ نہیں کر سکتی...... رہی عقل تو وہ بھی محدود اہلیت کی حامل ہے اور روز مرہ زندگی میں دھوکے کھانا اور معمولی معاملات کا ادراک نہ کرنا' اس کا عمومی مزاج ہے...... پھر یہ دونوں کمزور اور محدود انسانی صلاحیتیں ظاہر ہے ایک لامحدود' لافانی قوت کا احاطہ کس طرح کر سکتی ہیں...... اس کا ادراک اور یقین تو دو ہی طرح سے ہو سکتا ہے۔ انسان کی اپنی ذات میں اور کائنات میں جو آن گنت اور بے حد و شمار نشانیاں موجود ہیں' ان کو دیکھے اور پھر ان پر غور و فکر کرے تو لازماً وہ خالق کائنات کے وجود کا قائل ہو جائے گا...... اور دوسرا ذریعہ نبیوں کی تعلیم ہے۔ اگر ٹھنڈے دل و دماغ سے' سنجیدگی کے ساتھ مذہبی تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے گا اور ان پر تفکر و تدبر کیا جائے گا' تو بھی خدا کی تفہیم آسانی سے ہو سکتی ہے''۔

اس شفیق و کریم خاتون کی گفتگو اور محبت آمیز رویے نے شک کے بہت سے کانٹے دل سے نکال دیئے اور مجھے ایک عرصے کے بعد یوں محسوس ہوا جیسے متلاطم موجوں کے درمیان کسی ڈوبتے ہوئے شخص کو اچانک ایک مضبوط تختے کا سہارا مل جائے۔ مایوسی کے اندھیرے چھٹتے ہوئے نظر آئے اور اس رات پہلی بار میں نے خدا کے حضور جھکنے کا شرف حاصل کیا اور میں نے رو رو کر التجائیں کیں:

''میرے خدا' میرے عظیم خدا' میرے رحیم خدا' تو بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ تو اپنی مخلوق سے محبت کرتا ہے' میں ایک کمزور اور نادان عورت ہوں اور تباہی کے کنارے پر کھڑی ہوں اور اب وہ لوگ بھی پریشان ہیں جو مجھ سے ہمدردی کا تعلق رکھتے ہیں۔ مجھ پر رحم کر اور مجھے مایوسی کے اندھیروں سے نکال دے''۔

میں نے یہ دعا بار بار مانگی اور رو رو کر مانگی...... نتیجہ یہ کہ دل کا غبار دھل گیا اور یاس کی تاریکیوں میں امید کے جگنو ٹمٹمانے لگے اور حیرت انگیز امر یہ ہے کہ ذہن و فکر کی دنیا میں میں ایک نئی زندگی کو طلوع ہوتے ہوئے دیکھنے لگی...... ایک عزم' پاکیزہ عزم میرے اعصاب میں بیدار ہونے لگا۔

اور جلد ہی میری صحت بحال ہونے لگی اور زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ میں مکمل صحت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاب ہو کر اپنے گھر آ گئی۔ منشیات کی لعنت سے مجھے مکمل چھٹکارا مل گیا تھا اور یہ صرف اور صرف خدائے واحد کی ذات پر یقین و ایمان کی وجہ سے ممکن ہوا تھا۔

صحت یابی کے بعد میں ایک روز اپنی اس محسنہ کے گھر گئی جس نے مجھے دہریت اور بے یقینی کے اتھاہ اندھیروں سے نکالنے میں اہم ترین کردار ادا کیا تھا..... میں جب اس کے گھر پہنچی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ کچھ ایسے انداز میں عبادت کر رہی تھی جس کا مشاہدہ مجھے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ وہ فارغ ہوئی اور میں نے اس کے طرز عبادت کے بارے میں استفسار کیا تو اس نے بتایا کہ دراصل اس نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ پھر اس نے مجھے اسلام کی بنیادی تعلیمات کا تعارف کرایا اور اسلام کے بارے میں چند کتب عنایت کیں جن میں قرآن کا انگریزی ترجمہ بھی تھا۔

اور قرآن کے مطالعے نے مجھے یقین و ایمان کی روشن شاہراہ پر لا کھڑا کیا۔ میں اس کتاب سے بے حد متاثر ہوئی۔ اللہ کی وحدانیت' اس کی عظمت و شوکت' اس کی رحیمی و کریمی دل پر نقش ہوتی چلی گئی..... میں نے دیکھا کہ قرآن بار بار عقل کو اپیل کرتا ہے اور انسانی ذات کے اندر اور کائنات میں پھیلی ہوئی مختلف اشیا اور آثار کی جانب متوجہ کر کے غور و فکر کی دعوت دیتا ہے جب کہ اس کے برعکس بائبل کی تعلیم یہ ہے کہ عقیدے اور ایمان کا عقل سے کوئی تعلق نہیں..... چنانچہ قرآن سے میرا تعلق لحظہ بہ لحظہ مضبوط ہوتا چلا گیا..... مذکورہ خاتون نے اسلام کے بارے میں جو کتابیں دی تھیں' ان کے مطالعے سے اس دین کی تعلیمات مزید نکھر کر سامنے آئیں اور جب میں نے پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی کا مطالعہ کیا تو حیرت اور خوشی سے کچھ نہ پوچھیے کہ میری کیا کیفیت ہوئی..... اور زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ایک روز میں نے کلمہ طیبہ پڑھ کر اس نیک خاتون کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔

اب میں تقریباً روزانہ اس عظیم خاتون کے گھر جاتی ہوں اور وہ مجھے اسلامی زندگی کے کسی نئے رخ سے متعارف کراتی ہیں۔ میں اس مشفق و حلیم خاتون کے رویے سے جان گئی ہوں کہ اسلام محبت و اخلاص کا مذہب ہے اور جو اسے ایک پروگرام کے تحت دانستہ اختیار کرتا ہے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے' وہ محبت اور اخلاص کا پیکر بن جاتا ہے۔ آج میں بھی اپنی محسنہ کی طرح دینی تعلیمات پر عمل کرتی ہوں اور بے حد مسرور و مطمئن زندگی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزار رہی ہوں..... کچھ ہی عرصہ پہلے میں نے اپنی سرگزشت کو کتابی صورت میں مرتب کر دیا جس کے بعد مجھے سینکڑوں خطوط آئے جن میں لوگوں نے کتاب کی تعریف میں لکھا تھا کہ تمہاری زندگی نے ہمیں جینے کا نیا حوصلہ عطا کیا ہے اور خدا پر ہمارا ایمان پختہ ہوا ہے۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میوس بی جولی (انگلینڈ)

MAVIS B. JOLLEY

ذیل کے مضمون کے ترجمہ و ترتیب کا فریضہ اُمّ سعد نے انجام دیا ہے۔ یہ ماہنامہ ''میثاق'' لاہور کے شمارہ جولائی ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا تھا۔

ذیل میں بیان کی گئی خودنوشت ایک ایسی باعزم خاتون کی کہانی ہے جس کی پرورش گرجا گھر کے مذہبی ماحول میں ہوئی لیکن زندگی کا مقصد اس کے لیے ایک سربستہ راز ہی رہا۔ اس راز کو جاننے کے لیے اس نے کئی راستوں کی جادہ پیمائی کی لیکن منزل تو دور کی بات ہے نشانِ سفر ملنا بھی مشکل مرحلہ بن گیا۔ تاہم حق کی تلاش کا یہ سفر اس نے جاری رکھا۔ پھر باری تعالیٰ کا حکم ہوا اور نورِ ہدایت کی کرنیں ظلمتوں کی وسعتوں کو چیرتی ہوئی اس کے قلب پر اترنے لگیں

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (البقرہ:۲۵۷)

''اللہ اہلِ ایمان کا مددگار ہے، وہ انہیں نکالتا ہے اندھیروں سے روشنی کی طرف''

لاریب یہ اللہ ہی ہے جسے چاہتا ہے گمراہی کے اندھیروں سے نکال کر اس کے باطن کو نورِ ہدایت سے منور کر دیتا ہے، لیکن ہم جو وراثتی مسلمان ہیں اس کیفیت سے بالکل ہی نابلد ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن ہمارے یہاں بیٹیوں کے جہیز کا ایک عنصر بن کر رہ گیا ہے یا پھر کسی طاق یا الماری کی زینت بنا رہتا ہے۔ حالانکہ یہ وہ عظیم کتاب ہے جو دل و نگاہ کے زاویے بدل دیتی ہے۔ کاش کہ ہم بھی قرآن کی تعلیم اور اس کی حقیقتوں کو سمجھ پاتے اور انہیں اپنے دل میں اتار لیتے، تو رب کی زمین پر کہیں فساد نہ ہوتا کہ جب جبینیں خلوصِ دل کے ساتھ وحدہٗ لاشریک کے سامنے جھک جائیں تو انسان اس لڑی میں پرو دیا جاتا ہے جو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندے کو بندے سے جوڑ کر اسے کائنات سے جوڑ دیتی ہے۔

دیگر بچوں کی طرح میری پیدائش بھی جس ماحول میں ہوئی اس پر عیسائیت کا گہرا اثر تھا۔ والدین مجھے انگلیکن چرچ میں لے گئے جہاں مجھے بپتسمہ دیا گیا۔ جب میری عمر اسکول جانے کی ہوئی تو مجھے گرجے میں واقع اسکول میں داخل کر دیا گیا۔ یہاں ہمیں یسوع کی وہ کہانی بار بار ذہن نشین کرائی گئی جو انجیل میں درج ہے۔ یسوع کی کہانی نے مجھے بہت متاثر کیا اور میرا اکثر وقت گرجا گھر ہی میں گزرنے لگا جہاں نیم تاریک ماحول میں جلتی ہوئی شمعیں' صلیب پر لٹکے ہوئے یسوع کا مجسمہ اور کنواری مریمؑ کی تراشیدہ مورتیاں عجیب سی پُراسراریت پیدا کیے رکھتیں۔ پھر راہبوں کے لمبے لمبے چغے جنہیں وہ اپنی کمر کے گرد رسیوں سے باندھے ہوئے ہوتے' ٹوں کے سکارف سے ڈھکے ہوئے سر اور حضرت داؤد علیہ السلام کی نظموں کو پڑھے جانے کی پس پردہ موسیقی اور دعائیہ انداز' یہ سب کچھ انتہائی پُراسرار سا لگتا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے کہ ان دنوں میرے دل و دماغ پر مذہبیت پوری طرح چھائی ہوئی تھی۔ آہستہ آہستہ وقت گزرتا گیا اور اسی دوران بائبل سے بھی میری شناسائی زیادہ ہوتی چلی گئی۔

ایسا تعلیمی ماحول جہاں ہر شے عیسائیت کے رنگ میں رنگی ہوئی تھی یقینا کافی سخت گیر قسم کا تھا' لیکن دوران تعلیم مجھے یہ موقع ضرور ملا کہ میں دیکھوں کہ میں نے جو کچھ پڑھا ہے اور جس پر میں یقین رکھتی ہوں' کیا عملی دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ حقیقت کی تلاش نے مجھے آہستہ آہستہ اس نہج پر پہنچا دیا جہاں مجھے کامل یقین ہو چلا تھا کہ میرے گرد جو بھی ہے وہ مذہبی سہی مگر اطمینان بخش نہیں ہے۔ بہت سے عملی تضادات نے مجھے چکرا کر رکھ دیا۔ چنانچہ جب میں تعلیم سے فارغ ہوئی اس وقت تک میرا عیسائیت پر سے ایمان بالکل اٹھ چکا تھا' بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ایک عیسائی تعلیمی ادارے سے فراغت کے وقت میں ایک اچھی عیسائی خاتون ہونے کے بجائے پکی ملحد ہو چکی تھی۔

لیکن الحاد کا یہ دور ایک عبوری دور تھا۔ کچھ عرصے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ میرے قلب اور روح کو اطمینان مذہبی تعلیمات ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن کم از کم عیسائیت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے وہ اطمینان اور سکون قلب نہیں دے سکتی جس کی مجھے تلاش ہے۔ چنانچہ میں نے دنیا کے دیگر مذاہب کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اس کی ابتدا میں نے بدھ مت سے کی اور نہایت ہی شوق کے ساتھ "کپل وستو" کے پیش کردہ "طریق ہشت گانہ" کا مطالعہ شروع کیا تاکہ زندگی کے کٹھن راستے کو سکون قلب کے ساتھ طے کیا جا سکے۔ لیکن جلد ہی مجھے یہ احساس ہو گیا کہ بدھ کے "طریق ہشت گانہ" کے مقاصد بظاہر تو دلکش ہیں' لیکن سفر حیات کے لیے جس رہنمائی اور ضابطے کی ضرورت ہوتی ہے' بدھ مت اس سے بالکل تہی دست ہے۔

جہاں تک ہندو مت کا معاملہ ہے عیسائیت کے تین خداؤں کے مقابلے میں یہاں مجھے سینکڑوں خداؤں سے واسطہ پڑ گیا۔ ان میں بڑے دیوتا بھی تھے اور چھوٹے بھی۔ محدود اختیار والے خدا بھی تھے اور خبیث ارواح بھی۔ پوجا پاٹ میں جہالت اس قدر ترقی کر گئی تھی کہ انسانی اعضا کی پوجا کی بھی تعلیم دی گئی ہے۔ اس مذہب کا ادب بے سروپا قصوں اور داستانوں پر مبنی ہے اور ظاہر ہے کہ سرپ وید (سانپوں کے قصے) پشاچ وید (چڑیلوں کے قصے) اور اسر وید (شیطانوں کے قصے) ایسی کتابیں ہیں جنہیں وقت گزاری کے لیے تو پڑھا جا سکتا ہے لیکن بطور ایمان قبول نہیں کیا جا سکتا۔

پھر میں نے یہودیت کے بارے میں بھی مطالعہ کیا۔ اگرچہ بائبل کے عہد نامۂ قدیم سے رابطے کے باعث میرا یہودیت سے تھوڑا بہت تعارف تھا' تاہم مزید مطالعے سے خاص طور پر "تالمود" کی تعلیمات سے آگاہی کے بعد مجھے علم ہوا کہ یہودیت دراصل عصبیت' نفرت اور نسل پرستی کے فلسفے پر مبنی ایک ایسا مذہب ہے جو انسان کی تمدنی ترقی کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے۔

ان مذاہب کے مطالعے کے بعد مجھے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے میں ایک تاریک رات میں گھنے جنگلوں کے درمیان کھو گئی ہوں اور راستے کے نشان کہیں نظر نہیں آتے۔ یہ چرچ کی تعلیمات کا اثر تھا کہ میرے لاشعور میں اسلام کے خلاف نفرت اور عصبیت اس طرح گھر کیے بیٹھی تھی کہ تلاش حق کے سفر کے دوران مجھے یہ خیال ہی نہ آیا کہ اسلامی تعلیمات کے بارے میں بھی جاننے کی کوشش کی جائے۔

جب میں اس جاں گسل اذیت سے گزر رہی تھی تو میری ایک دوست نے مجھے مشورہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا کہ تم روحانیت کی جانب کیوں رجوع نہیں کرتیں۔ وہ مجھے شہر سے باہر ساحل سمندر کے کنارے یا پھر کسی ایسی جگہ لے جاتی جہاں صرف ہوا کا شور یا پرندوں کی چہچہاہٹ ہوتی۔ اس نے مجھے تنفس کو قابو کرنے کے لیے کچھ مشقیں بتائیں لیکن میرا دل جلد ہی ان تمام تجربات سے اکتا گیا۔ حقیقی مذہب کی تلاش اب بھی میرا مشن تھا۔

اسی دوران ایک مقامی اخبار میں یسوع کی الوہیت کے بارے میں ایک مضمون شائع ہوا۔ میں نے بائبل کے حوالے سے ایک جوابی مضمون تحریر کیا جس میں عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید کے بے شمار حوالہ جات سے یسوع کی الوہیت کے عقیدے پر کافی شدید تنقید کی گئی تھی۔ میرے مضمون کی اشاعت کے بعد مجھے بہت سے خطوط موصول ہونا شروع ہو گئے' جن میں اس موضوع کے بارے میں بڑی تفصیل سے بحث کی گئی تھی۔ انہی خطوط میں مجھے ایک مسلمان کا خط موصول ہوا جس میں اس نے تحریر کیا کہ آپ نے حضرت عیسیٰؑ کی الوہیت کو رد کر کے اسلام کے ایک بنیادی عقیدے کو تسلیم کر لیا ہے اور آپ کے مسلمان ہونے میں صرف اتنا مختصر سا لمحہ باقی رہ گیا ہے جتنا کہ ایک کلمہ پڑھنے میں صرف ہوتا ہے۔ اس خط نے تو گویا میری دنیا ہی بدل ڈالی اور میں نے مختلف لوگوں کے ساتھ اسلام کے بارے میں گفتگو اور آگاہی حاصل کرنے کا آغاز کر دیا۔ ہر گفتگو کے بعد میرے لاشعور میں بیٹھی ہوئی اسلام کے خلاف عصبیت دم توڑ دیتی اور بالآخر میں نے تسلیم کر لیا کہ صحرائے عرب کے ایک شخص نے جو الہامی تعلیمات پیش کی ہیں اور جن قوانین کو متعارف کرایا ہے' ہماری بیسویں صدی کی انتہائی ترقی یافتہ حکومتیں بھی ان قوانین کا نعم البدل پیش نہیں کر سکتیں۔ میرے لیے یہ بات باعث حیرت تھی کہ ہماری حکومتوں نے کافی تگ و دو کے بعد جو بہترین قوانین بنائے ہیں وہ اسلام نے چودہ سو سال پیشتر ہی متعارف کرا دیئے تھے۔ اسلام کے مطالعے کے دوران میں میں برطانیہ میں مقیم مسلمانوں کے علاوہ ان لڑکیوں سے بھی ملتی رہی جنھوں نے عیسائیت کو خیرباد کہہ کر اسلام قبول کر لیا تھا' لیکن قلب کی وہ طمانیت جس کی مجھے جستجو تھی' اب بھی مجھ سے کوسوں دور تھی۔ یہ لڑکیاں ہر طرح سے میری مشکلات دور کرنے میں مدد کرتیں۔ میں نے اسلام سے متعلق کئی کتب کا مطالعہ جاری رکھا۔ ان میں "دین اسلام" "محمدؐ اور عیسیٰ" اور "عیسائیت کا ماخذ" جیسی کتب شامل تھیں۔ آخر الذکر کتاب پڑھنے کے بعد مجھ پر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیرت ناک انکشاف ہوا کہ قدیم دیو مالائی مذاہب کے بیشتر عقائد اور رسومات آج بھی صرف نام کی مختصر سی تبدیلی کے بعد عیسائیت میں مستعمل ہیں۔

بہرحال زیر مطالعہ کتب کے علاوہ میں نے قرآن مجید کا مطالعہ بھی شروع کر دیا۔ شروع شروع میں تو ایسا تھا جیسے کسی کتاب کے بعض ابواب محض سمجھنے کی خاطر دہرائے جائیں۔ مجھے دراصل یقین ہی نہ تھا کہ میں اس کتاب سے کچھ حاصل بھی کر رہی ہوں یا نہیں۔ لیکن قرآن' جیسا کہ میں نے پایا' صرف انہی کی رہنمائی کرتا ہے جو واقعتاً کچھ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور یہ سب کچھ بہت ہی آہنگی کے ساتھ ہوتا ہے۔ قرآن سب سے پہلے ہماری روح کے ساتھ رابطہ قائم کرتا ہے اور جب قلبی کیفیت بدلنا شروع ہوتی ہے تو روح بھی بتدریج آلودگیوں سے پاک ہوتی چلی جاتی ہے۔ بالآخر ایسا وقت بھی آ جاتا ہے جب جسم اور روح یک جان دو قالب ہو کر ایک پاکیزہ آب رواں کی حیثیت حاصل کر لیتے ہیں۔ اب بڑا خوشگوار احساس ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ کیفیات دراصل ایسی ہوتی ہیں جنہیں ہم محسوس تو کر سکتے ہیں' بیان نہیں کر سکتے۔ ہمارے الفاظ میں وہ وسعت ہی نہیں کہ تطہیر قلب کے اس پاکیزہ عمل کو بیان کیا جا سکے۔

بہرحال قرآن کا مطالعہ میری عادت بن گیا۔ آفس کی مصروفیات اور ضروری کاموں سے فراغت کے بعد سونے سے قبل ہر رات میں قرآن کا مطالعہ ضرور کرتی۔ نہ جانے کتنی ہی راتیں اس طرح گزر گئیں کہ اگر میں قرآن کو رکھ دینا چاہتی تو بھی ایسا نہ کر سکتی۔ جوں جوں قرآنی ذوق مجھ پر چھاتا گیا اس کی تعلیمات میری سمجھ میں آتی گئیں۔ مجھے بڑی حیرانی ہوئی کہ اس قدر مکمل اور جامع رہنمائی سے مزین یہ کتاب ایک امی انسان کی معرفت کس طرح پیش کی گئی ہو گی۔ خود مسلمانوں نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ محمد ﷺ کسی آسمانی مخلوق سے تعلق رکھتے تھے یا کوئی مافوق البشر انسان تھے۔ قرآنی مطالعے نے مجھے یہ بتایا کہ جتنے بھی پیغمبر آئے' بشمول محمد ﷺ تمام کے تمام انسان ہی تھے لیکن عام انسانوں سے وہ صرف اس قدر مختلف تھے کہ ایک تو وہ معصوم تھے اور دوسرے یہ کہ ان پر باری تعالیٰ کی جانب سے وحی کا نزول ہوتا تھا۔ مجھے یہ بھی علم ہوا کہ نبی کریم ﷺ پر آنے والی وحی کوئی نئی بات نہ تھی۔ بائبل کے عہد نامہ قدیم کے کئی حوالہ جات ایسے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ بنی اسرائیل کے تمام جلیل القدر انبیاء پر وحی آیا کرتی تھی حتیٰ کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب اناجیل کے جملوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنی خواہش سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آئے ہوئے احکامات کی تعمیل میں تبلیغ کرتے تھے۔ اس کے باوجود یہ بات میرے لیے ایک معمہ بنی رہی کہ اس ترقی یافتہ دور میں ایک بھی ایسی شخصیت پیدا نہیں ہوئی جس نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے کوئی کتاب تحریر کی ہو اور یہ دعویٰ کیا ہو کہ اس کی یہ کتاب بھی الہامی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اس سوال کے جواب کے لیے جب میں نے قرآن سے رجوع کیا تو مجھے علم ہوا کہ محمد ﷺ اللہ کی جانب سے مبعوث کردہ رسولوں میں آخری رسول ہیں' اور یہ بات ہے بھی حقیقت کہ نئے پیغمبر کی ضرورت اس وقت پڑتی ہے جب اس کے پیش رو پیغمبر کی تعلیمات اور اس پر نزول کردہ الہامی تعلیمات میں تحریفیں کر دی گئی ہوں۔

لیکن قرآن' جیسا کہ اس کے مصنف' اللہ نے خود دعویٰ کیا ہے کہ "ہم ہی نے اس کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے" (الحجر: ۹) گزشتہ چودہ صدیوں سے اپنی اصل حالت میں موجود ہے اور اس میں کسی ایک حرف کی تبدیلی یا تحریف بھی ریکارڈ نہیں کی جاسکی۔ ظاہر ہے کہ جب یہ الہامی تعلیمات اپنی اصل شکل میں بلا کسی تحریف و تغیر کے موجود ہیں تو کسی نئے نبی یا نئی کتاب کی ضرورت ہی کیونکر ہو سکتی ہے۔ ان سب باتوں کے علاوہ ایک اور بات جو میرے مشاہدے میں آئی وہ یہ تھی کہ قرآن نے ان لوگوں کو جنہیں اس کتاب پر ذرا سا بھی شک ہے بڑے احسن طریقے سے اپنی جانب متوجہ کیا ہے۔ قرآن نے کہا ہے کہ وہ لوگ جو اس کتاب کے الہامی ہونے میں ذرا سا بھی شک و شبہ رکھتے ہیں' انہیں چاہیے کہ وہ اس طرح کی کوئی ایک سورت ہی تحریر کر کے دکھا دیں۔ (یونس: ۳۸) تب میرا خیال تھا کہ آج کے عہد میں جب کہ الفاظ کی تلاش کے لیے بہترین سے بہترین لغت موجود ہیں' ہم محمد ﷺ کے زمانے کے مقابلے میں قرآنی ادب سے بہتر ادب تحریر کر سکتے ہیں اور پھر ایک چیلنج کے طور پر میں نے یہ کام شروع کیا' لیکن جب بھی قلم اور کاغذ لے کر بیٹھتی الفاظ میرا ساتھ چھوڑ جاتے اور ذہن پر جیسے تاریکی سی چھا جاتی۔ پھر میں یہ بات جان گئی کہ ایسا ادب تحریر کرنا جس میں انسان کے دائمی مسائل کا حل موجود ہو کم از کم

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے لیے ناممکن ہے۔ میرے دوست اور رشتہ دار جب مجھے ملنے آتے تو میرے کمرے میں اسلامی کتب دیکھ کر تعجب کا اظہار کرتے۔ چونکہ چرچ کے متعصبانہ رویے نے انھیں دشمنِ اسلام کا سخت دشمن بنا رکھا تھا لہٰذا اکثر مواقع پر وہ بحث کے دوران اسلام پر نہایت رکیک قسم کے حملے کرتے۔ مثلاً تعددِ ازدواج کو ہی لے لیجیے۔ انھوں نے مجھے اس بات پر قائل کرنے میں کافی حد تک کامیابی حاصل کر لی کہ انسانی تمدن میں جو پہلی ترقی نظر آتی ہے وہ مغرب کے یک زوجی فلسفے کی مرہونِ منت ہے' جب کہ اسلام ایک جاہلانہ دور کی معاشرتی خرابی ''کثیر ازدواجیت'' کو اب بھی سنبھالے ہوئے ہے۔

اس بات کا ذکر جب میں نے اپنی مسلمان دوست سے کیا تو اس نے اخبارات کے تراشوں اور خواتین کے مجلّوں سے نکالے ہوئے مضامین میرے سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ آپ ان کو دیکھیے اور بتایئے کہ مغرب کو یک زوجیت پر جتنا فخر ہے اور اسے جتنا تہذیب یافتہ ہونے کی علامت گردانا جاتا ہے اس کی فی الحقیقت کیا صورت حال ہے اور برطانوی معاشرہ یک زوجیت پر کس حد تک عمل پیرا ہے؟ یہاں لوگ ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی تو نہیں کرتے، لیکن ایک ہی وقت میں کئی کئی عورتوں سے تعلقات استوار کر لیتے ہیں۔ چنانچہ زناکاری کے باعث ہمارے معاشرے کی اخلاقی اقدار جس تیزی سے زوال پذیر ہو رہی ہیں اور ناجائز بچوں کی بڑھتی ہوئی شرح نے خاندان کی اکائی کو تباہ کر ڈالا ہے' اس کا احساس ابھی تک ہمارے اربابِ اختیار کو نہیں ہو سکا۔ ہماری نئی نسل والدین کی اخلاقی و روحانی تربیت کے بغیر فرسٹریشن کا شکار ہے اور وہ اپنے مصائب کا حل منشیات اور انتقامی جذبے کی تسکین کے لیے جرائم کو پناہ گاہ سمجھتی ہے۔ بزرگوں کا ادب اور احترام تو ہمارے معاشرے میں ایک قصۂ پارینہ بن چکا ہے۔ اسی طرح کی دیگر قباحتیں ہیں جو ہمارے معاشرے کو گھن کی طرح چاٹ چکی ہیں۔ ان قبیح برائیوں' خاص طور پر زناکاری اور حرمتِ نسوانیت کے تحفظ کے لیے درحقیقت ہمارے پاس ''کثیر زوجیت'' کے سوا اور کوئی حل ہے ہی نہیں اور میں خود بھی یہ دیکھ سکتی تھی کہ خصوصاً دوسری جنگِ عظیم کے خاتمے پر جب کہ برطانوی معاشرے میں مردوں کی ہلاکت کے بعد خواتین کی ایک بہت بڑی تعداد تنہا رہنے پر مجبور ہو گئی تھی' تو انھیں کس قدر اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ ملکی معیشت کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سہارا دیتے اور سب سے بڑھ کر اپنی معاشی ضروریات کی تکمیل کے لیے برطانوی خواتین نے بڑی تیزی سے وہ پیشے اختیار کیے جہاں کام کر کے نہ صرف ان کی نسوانیت ختم ہو گئی بلکہ گھر میں سارا دن تنہا رہنے والے بچے بھی اخلاقی گراوٹ کا شکار ہو گئے۔ سب سے زیادہ قابلِ رحم حالت وہ تھی جب خواتین کی اچھی خاصی تعداد نے بھوک مٹانے کے لیے عصمت فروشی کا دھندہ شروع کر دیا۔ کیا خدا نے ان عورتوں کو ایسی ہی زندگی گزارنے کے لیے زندہ رکھ چھوڑا تھا؟ یہ وہ سوال تھا جو میری طرح کم و بیش ہر خاتون کے ذہن میں ضرور کلبلاتا ہو گا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک ریڈیو پروگرام میں جس کا عنوان "لیس سر" تھا ایک کنواری انگریز خاتون نے کہا تھا کہ مردوں کو کثیر ازدواجیت کا قانونی حق ہونا چاہیے۔ وہ خاتون تو یہاں تک کہہ گئی کہ آبرومندانہ زندگی گزارنے کے لیے اسے کسی شادی شدہ مرد کی بیوی کی قانونی شراکت میں رہنا بسر و چشم قبول ہے۔ اسلام کی "کثیر ازدواجیت" کے بارے میں عیسائیت نے جو زہر گھولا ہوا ہے اس کی حقیقت اب مجھ پر منکشف ہوئی۔ اسلام نے کثیر ازدواجیت کو لازمی قرار نہیں دیا کہ ہر مرد ضرور ہی ایک سے زائد شادیاں کرے' لیکن ایک مکمل دین میں ہر صورتِ حال اور ہر زمانے کے مسائل سے متعلق جو ضروری مواقع ہونے چاہئیں (جیسا کہ ہمارے یورپی معاشرے میں درپیش مسائل ہیں) وہ دینِ اسلام میں موجود ہیں اور ایسا دین ہی تمام انسانیت کا دین بن سکنے کا اہل ہے۔

بہرحال اس طرح میں بتدریج اسلامی تعلیمات کو قبول کرتی گئی اور پھر ایک دن میں نے اپنے تمام دوستوں اور رشتہ داروں کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ اسلام کو قبول کرنے کے بعد میرے دل اور میری روح کو وہ طمانیت حاصل ہو گئی جس کی تلاش میں میں عمر بھر بھٹکتی رہی تھی۔ یہ اطمینان اس لئے بھی تھا کہ میں نے محض جذبات کی رو میں آ کر اسلام قبول نہیں کیا تھا' بلکہ اسلام سے متعارف ہونے کے دو برس بعد تک میرے اندر حقائق کو تسلیم کرنے کے لیے مشاہدے اور دلائل کی جنگ جاری رہی اور ہر سوال کے اطمینان بخش جواب ملنے کے بعد ہی ایسا ممکن ہوا کہ ظلمتوں میں گمشدہ راہی کو اپنی اصل منزل کا نشان مل گیا۔

●......●....●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورجینا حاجرہ میر (امریکہ)

VIRGINA HAJARA MIR

میں نے سات برس تک ایک تربیت یافتہ مبلغہ کی حیثیت سے عیسائیت کا پرچار کیا' لیکن سچی بات ہے کہ اس مذہب کی تبلیغ میں آنکھیں بند کر کے کرتی تھی ورنہ دل مطمئن تھا نہ دماغ۔ عیسائیت کے کسی ایک عقیدے پر عقل کو اطمینان نہ تھا لیکن ماحول کے جبر اور پیشہ ورانہ مجبوری نے گویا مضبوط زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا جنہیں توڑنا میرے بس کی بات نہ تھی۔

بالآخر میں ضمیر کے ہاتھوں مجبور ہو گئی اور ایک دن ان ساری پابندیوں کو توڑ کر میں امریکہ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور یورپ کی سیاحت پر چل نکلی۔ پھرتے پھراتے جرمنی پہنچ گئی جہاں خوبیٔ قسمت نے میرا تعارف ایک پاکستانی نوجوان سے کرا دیا۔ یہ نوجوان عام لوگوں سے بہت مختلف تھا۔ سنجیدہ' خوش اخلاق' بااصول...... مجھے اس کے مزاج اور اطوار نے بہت متاثر کیا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ پاکیزہ کردار کا حامل تھا اور عام روایت اور رسم کے مطابق وہ عورت کو کھلونا نہیں سمجھتا تھا' ان کی عزت کرتا تھا۔ اس طرح میں نے اس کی شخصیت کے حوالے سے اس مذہب کے بارے میں جاننے کی کوشش کی اور یہ جان کر مجھے بے حد خوشی ہوئی کہ اس کا مذہب عقل اور فطرت کے عین مطابق ہے۔ اس میں عیسائیت کی طرح توہم پرستی نہیں' شرک نہیں' بت پرستی نہیں۔ سارے عقاید صاف ستھرے ہیں اور انسانی نفسیات کو مطمئن کرتے ہیں...... چنانچہ میں کہ ایک عرصے سے باطن پریشان تھی' خوش دلی سے مسلمان ہو گئی اور ہم دونوں رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔ اللہ رحیم و کریم نے مجھ پر دوہرا فضل فرمایا۔ اپنا پسندیدہ دین عطا کر دیا اور ایک شریف

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الطبع' نیک انسان سے بھی وابستہ فرما دیا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

شادی کے بعد ہم دونوں پاکستان آ گئے اور یہاں میں نے ایک چھوٹے سے گاؤں میں ڈیڑھ سال تک قیام کیا اور اسلام اور پاکستانی مسلمانوں کی مزید خوبیاں مجھ پر آشکارا ہوئیں۔ یہ میری زندگی کا انوکھا تجربہ تھا۔ میں اب تک امریکہ کے بڑے بڑے شہروں میں مقیم رہی تھی جہاں دنیا جہاں کی سہولتیں تھیں' لیکن اب ایشیا کے ایک ایسے چھوٹے سے گاؤں میں رہائش پذیر تھی جہاں سادگی اپنی آخری انتہا تک جلوہ گر تھی۔

خدا کا شکر ہے مجھے اس نے اپنے فضل سے حقیقت پسندی عطا فرمائی تھی' چنانچہ اس گاؤں میں رہتے ہوئے میں ذرا بھی پریشان نہ ہوئی بلکہ یہاں میں حقیقی مسرت اور سکون کے ایک نئے احساس سے بہرہ مند ہوئی۔ کہاں تو امریکہ اور یورپ میں خاندانی زندگی تباہ و برباد ہو چکی ہے اور کہاں پاکستان کی معاشرتی زندگی کہ جہاں گھر کے سب افراد باہم شیر و شکر ہو کر ہنسی خوشی پرسکون زندگی گزارتے ہیں۔ امریکہ میں میاں بیوی کو بھی اکٹھے مل کر کھانا کھانا بہت کم نصیب ہوتا ہے جب کہ پاکستان کے اس گاؤں میں گھر کے سب افراد ایک ہی جگہ کھانا کھاتے تھے۔ باپ کو ایک خاص مقام و مرتبہ حاصل تھا' ماں کا سب لوگ جی جان سے احترام کرتے تھے اور میری نندیں مجھ پر جان چھڑکتی تھیں......

حقیقت یہ ہے کہ وہ گاؤں ایک جنت سے کم نہ تھا۔ کسی گھر میں خوشی ہوتی تو سب خلوص اور مسرت سے اس میں شریک ہوتے اور کہیں وفات ہو جاتی تو سارا گاؤں اس غم کو محسوس کرتا اور سوگوار خاندان کئی دن تک گھر میں کھانا نہ پکاتا اور آس پڑوس کے لوگ ان کی خبر گیری کرتے۔

گاؤں میں بزرگوں کا خاص احترام ملحوظ رکھا جاتا اور گھر کے سب افراد ماں اور باپ کو خصوصی اہمیت دیتے...... نوجوان خوش اخلاق تھے اور بچیاں شرم و حیا کی پیکر تھیں...... یہ سب کچھ امریکہ اور یورپ کی تمدنی زندگی سے بالکل برعکس تھا جہاں بیٹی سترہ سال کی ہوتی تو اسے گھر سے باہر نکلنے' خود کمانے اور اپنی زندگی کا راستہ خود متعین کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے...... سچی بات ہے کہ مرد و زن کے تعلق کے حوالے سے امریکہ اور یورپ کی زندگی جانوروں سے ذرا مختلف نہیں۔ وہاں بے شمار خاندان ہیں جہاں والدین کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دس دس بارہ بارہ بیٹے ہیں، لیکن بڑھاپے اور بیماری میں کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ جانوروں کی طرح ماں باپ کو بھول بھال کر بے نیاز ہو جاتے ہیں۔

اس گاؤں میں میں نے دیکھا کہ کوئی نوجوان لڑکی گھر سے اکیلی نہیں نکلتی تھی اور مناسب وقت پر سب بچیوں کی شادیاں کر دی جاتی تھیں۔ گویا شیطان کو راہ پانے کی فرصت ہی نہیں ملتی تھی۔ اس طرح میرے نزدیک مسلمان ہونا اور اسلام سے عملی طور پر وابستہ ہو کر رہنا دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ کاش یہ نعمت ساری دنیا کو مل جائے اور کرۂ ارضی حقیقی معنوں میں جنت نظیر بن جائے۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ نے دنیا میں اپنی حقیقی حاکمیت کو قائم کرنے اور بنی نوع انسان کی دائمی فلاح کے لئے اسلام کو منتخب کر لیا ہے اور وہ وقت آ رہا ہے کہ جب اسلام ساری دنیا کا مذہب ہو گا اور ظلم اور جہالت کے اندھیرے کافور ہو جائیں گے۔

آخر میں یہ بھی بتا دوں کہ میری دو بچیاں ہیں جن کی پرورش میں خالص اسلامی طریقے سے کر رہی ہوں اور مجھے امید ہے کہ اللہ کے فضل سے وہ پاکیزہ ماحول میں پروان چڑھ کر اللہ کے دین کے فروغ اور عزت کا باعث بنیں گی۔

● ...... ● ...... ●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدیٰ ڈوج (امریکہ)

(HUDA DOJE)

(قبولِ اسلام کی یہ کہانی ماہنامہ ''بیدار ڈائجسٹ'' کے شمارہ جنوری ۱۹۹۹ء میں شائع ہوئی۔ ترجمہ ملک احمد سرور کا ہے)

میرا نام ہدیٰ ڈوج ہے۔ میں سان فرانسسکو' کیلی فورنیا میں پیدا ہوئی اور ''بے ایریا'' کے نواحی علاقے میں پلی بڑھی۔ میرے قصبے سان انسلمو کی زیادہ تر آبادی سفید فام افراد پر مشتمل تھی جو بالائی متوسط درجے سے تعلق رکھتے تھے اور ان کا مذہب عیسائیت تھا۔ سان فرانسسکو کے شمال میں گولڈن گیٹ برج کے آگے یہ علاقہ بے حد خوبصورت پہاڑیوں پر مشتمل ہے جو بحرالکاہل تک پھیلتی چلی گئی ہیں۔ لڑکپن میں ہم پڑوسی لڑکے اور لڑکیاں کلبوں میں فٹ بال کھیلا کرتے تھے۔ پہاڑوں میں گھوڑ سواری کرتے یا درختوں پر چڑھتے تھے۔ ہمارا ایک اور مشغلہ کھاڑیوں میں مینڈک پکڑنا تھا۔

میرے والد عیسائیت کے ایک فرقہ Presbyterian سے تعلق رکھتے تھے اور میری والدہ کیتھولک تھیں۔ وہ ہمیں اکثر گرجا گھر لے جاتی تھیں۔ جب میں نویں گریڈ میں پہنچی تو گرجا کے پادری کی اہلیہ کی سنڈے اسکول کو چلانے میں مدد دینے لگی۔ ہائی اسکول میں چرچ یوتھ گروپ قائم تھا جس میں میرے دوستوں کے علاوہ ایک نوجوان میاں بیوی اور ان کے بچے بھی شامل تھے۔ ہم بائبل کا مطالعہ کرتے' خدا کے بارے میں گفتگو کرتے اور فلاحی و خیراتی مقاصد کے لیے چندہ کرتے تھے۔

ہم سب دوست اکثر مل کر بیٹھتے اور روحانی معاملات پر بات چیت کرتے۔ ہم عیسائیت کے عقائد کے بارے میں اپنے ذہن میں پیدا ہونے والے سوالات پر بحث

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے۔ مثلاً ان لوگوں کا حشر کیا ہو گا جو حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے پہلے دنیا میں آئے؟ وہ جنت میں جائیں گے یا جہنم میں؟ آخر کیوں بہت سے اچھے لوگ عیسائی نہ ہونے کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے؟ بہت سے خراب لوگ جو مجرم ہیں صرف عیسائی ہونے کی وجہ سے جنت میں کیوں جائیں گے؟ آخر کیوں اپنی مخلوق سے پیار کرنے والے اور انتہائی رحم دل خدا کو اپنے اکلوتے بیٹے کے خون کی ضرورت پیش آئی کہ لوگوں کے گناہ معاف ہو سکیں؟ آخر حضرت آدمؑ کے کیے ہوئے گناہ کی ذمہ داری ہم پر کیوں عائد ہوتی ہے؟ آخر کیوں خدا کی آیات یعنی بائبل اور سائنسی حقائق کے مابین تضاد ہے؟ حضرت عیسیٰ خدا کیسے ہو سکتے ہیں؟ آخر ایک خدا کیسے تین مختلف شخصیات میں تقسیم ہو گیا؟ وغیرہ وغیرہ۔

ہم عیسائیت کے عقائد کے ان تضادات اور سوالات پر بھرپور بحث مباحث کرتے لیکن ہمیں ان سوالات کا کبھی اطمینان بخش جواب نہ مل سکا۔ چرچ کبھی ہمیں مطمئن نہ کر سکا' لیکن اس کا ہم سے مطالبہ تھا کہ ہم اختلاف کیے بغیر' آنکھیں بند کر کے اس پر ایمان رکھیں۔

اس زمانے میں شمالی کیلی فورنیا میں ایک چرچ کا موسم گرما کا کیمپ ہوا۔ اس سے قبل میں ایسے کیمپ میں اس وقت گئی تھی جب صرف دس سال کی تھی۔ اس کے بعد ہر سال اس کیمپ میں شریک ہوتی رہی۔ یہ ایسی جگہ تھی جہاں بغیر کسی اشتباہ کے خالق کائنات کے ساتھ تعلق محسوس ہوتا تھا۔ ان کیمپوں میں شرکت سے اللہ تعالیٰ کی ذات میں یقین اور ایمان پیدا ہوتا۔ ان کیمپوں میں ہم اپنا خاصا وقت کھیل کود اور تفریحات میں گزارتے تھے' لیکن ہر روز ہمیں عبادات' بائبل کے مطالعے اور روحانی مذہبی نغموں میں شرکت کرنی ہوتی تھی۔ سب سے اہم سرگرمی "تخلیہ" تھا جس میں ہر فرد کو بالکل تن تنہا کہیں بیٹھنا ہوتا تھا۔ میں ایک مرغزار میں یا کھاڑی کے سامنے ایک پل پر بیٹھتی اور مناظرِ فطرت کا مشاہدہ کرتے ہوئے دنیا کے خالق اور بنانے والی ذات پر غور و خوض کرتی۔ یہ عمل مجھے بے حد سکون بخشتا۔ میں اللہ تعالیٰ کی صناعی اور تخلیق کو دیکھ دیکھ کر اس کا شکر ادا کرتی۔

کیمپ کے اختتام پر جب میں اپنے گھر لوٹتی تو یہ تمام احساسات اور جذبات ہمہ وقت میرے ساتھ رہتے۔ میں گھر سے باہر تنہا وقت گزارنے کو ترجیح دیتی جہاں مجھے خدا کے بارے میں' اپنی زندگی اور خدا کی کائنات میں' خود اپنے مقام کے بارے میں سوچنے کا موقع

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملا۔ حضرت عیسیٰ نے بطور مبلغ اور معلم جو کردار ادا کیا مجھے اس سے انتہائی عقیدت ہو گئی اور اللہ کے برگزیدہ پیغمبر سے یہ محبت اور تعلق چرچ کے عقائد کی متضاد باتوں پر غالب آ گیا۔

جب میری عمر ۱۶ سال کی ہوئی تو میں نے ایک آئس کریم سٹور میں ملازمت کر لی۔

جب مجھے اپنی پہلی تنخواہ ملی تو میں نے امریکہ سے باہر بچوں کی دیکھ بھال اور امداد کے لیے ایک پروگرام کو ۲۵ ڈالر بھیجے۔ ہائی اسکول میں چار سال تک زیر تعلیم رہنے کے دوران میں ایک مصری لڑکے شریف کی مالی امداد کرتی رہی۔

میں ہر ماہ اسے اپنی تنخواہ میں سے رقم بھیج دیتی۔ وہ جواب میں مجھے خط لکھا کرتا تھا۔ اس کے خطوط ہمیشہ عربی زبان میں ہوتے تھے اور وہ مجھے ایک بڑی عمر کا آدمی تصور کرتا تھا۔ اس کے علم میں نہیں تھا کہ میں اس سے صرف ۵ سال بڑی ایک لڑکی ہوں۔ اس کی عمر صرف ۹ سال تھی' اس کا باپ مر چکا تھا' اس کی والدہ بیمار تھی اور کام کرنے کے قابل نہیں تھی۔ اس کے دو چھوٹے بھائی اور ایک بہن میری ہم عمر تھی۔ یہ پہلے مسلمان تھے جن سے میرا اپنی زندگی میں واسطہ پڑا۔

جب میں نے لوئس اینڈ کلارک کالج میں فرانسیسی اور ہسپانوی زبانوں میں میجر ڈگری حاصل کرنے کے لیے داخلہ لیا تو اس وقت میری خواہش آئندہ زندگی میں غیر ملکیوں کو انگریزی زبان سکھانے یا مہاجرین کی فلاح و بہبود کے لیے خدمات انجام دینے کی تھی۔ میں یہاں بھی مقامی چرچ کی سرگرمیوں میں حصہ لینا چاہتی تھی' لیکن یہاں کے چرچ میں سوائے گانے بجانے کے اور کچھ نہیں ہوتا تھا۔ میں اس ماحول سے جلد ہی بیزار ہو گئی کیونکہ یہ ماحول انسان کو خدا کی عبادت سے دور لے جاتا تھا۔ چنانچہ میں نے تنہا وقت گزارنا شروع کر دیا۔ میں گھنٹوں تنہا بیٹھ کر کائنات پر اور کائنات کے خالق پر غور کرتی رہتی جس سے مجھے بے حد سکون ملتا۔ اس دوران میری ملاقات متعدد غیر ملکی طلبہ سے ہوئی۔ میرے گروپ میں ایک جاپانی مرد اور ایک عورت' ایک اطالوی مرد اور ایک فلسطینی مرد شامل تھے۔ ہم اکثر اپنی اپنی خاندانی زندگیوں کے بارے میں گفتگو کیا کرتے۔ فلسطینی مرد کا نام فارس تھا۔ اس نے اپنے مذہب' عقائد' اپنی زندگی اور اپنے خاندان کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔ یہ ملاقات میرے اعصاب کے لیے ایک جھٹکا ثابت ہوئی۔ اس سے قبل میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاطمہ اور سیبون دو مسلمان خواتین سے مل چکی تھی۔ مجھے ان کے عقائد اور طرز زندگی غیر ملکی محسوس ہوئے تھے۔ ان کا کلچر میرے اپنے کلچر سے متضاد اور مختلف تھا۔ میں نے ان ثقافتی فاصلوں کی بنا پر ان کے مذہب کے بارے میں جاننے کی کوشش نہیں کی۔ لیکن فارس سے ملاقات میں اسلام کے بارے میں مجھے جتنی معلومات حاصل ہوئیں میری اسلام میں دلچسپی بڑھتی چلی گئی۔ اس دوران میں میں نے مذہبی مطالعے کے ایک شعبے میں داخلے کے لیے خود کو رجسٹرڈ کرا لیا۔

میری پہلی کلاس اسلام کے تعارف پر تھی۔ کلاس میں وہ تمام سوالات زیر بحث آئے جو عیسائیت کے بارے میں پہلے بھی میرے ذہن میں ابھر چکے تھے۔ اس دوران میں اسلام کے بارے میں مجھے سیکھنے کا موقع ملا اور میرے تمام سوالوں کے جواب اسلام میں مل گئے۔ یعنی ہمیں حضرت آدمؑ کے کسی گناہ کی سزا نہیں دی گئی ہے۔ حضرت آدمؑ نے اللہ تعالیٰ سے بخشش اور مغفرت کی دعا کی جو مہربان اور نہایت رحم کرنے والے اللہ رب العزت نے قبول فرمالی۔ اللہ تعالیٰ کو لوگوں کے گناہوں کی معافی کے لیے خون کی کسی قربانی کی ضرورت نہیں تھی۔ ہم اخلاص نیت کے ساتھ اپنے برے اعمال سے توبہ کر کے اور اپنے عمل کو درست کر کے اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور معافی حاصل کر سکتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ خدا نہیں تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے جو دوسرے نبیوں کی طرح اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر دنیا میں آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لا شریک ہے۔ ہمیں صرف اسی کی بندگی اور عبادت کرنا چاہیے اور اسی کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہیے۔ اس طرح میں نے اسلام کی تعلیمات کو نہایت موزوں اور باقاعدہ و متناظر میں اور اپنے دل و دماغ کو متاثر کرنے والا پایا۔ یہ قطعی فطری باتیں تھیں۔ کچھ بھی پریشان کن نہیں تھا' کوئی تضاد نہیں تھا۔ میں حق کی تلاش میں تھی اور بالآخر حق مجھے مل گیا۔

اس موسم گرما میں میں اپنے گھر واپس لوٹ آئی' لیکن اسلام کا مطالعہ جاری رہا۔ میرے تمام پرانے دوست میری طرح حق کی تلاش میں تھے۔ ان میں بعض دوسرے مشرقی مذاہب خاص طور پر بدھ ازم کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ انہیں یہ جان کر خوشی ہوئی کہ میں کسی حد تک ایک مکمل عقیدے کی دریافت میں کامیاب ہو چکی ہوں۔ اب انہوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مختلف سوالات کیے۔ مثلاً میں جو ایک آزاد' لبرل' سفید فام کیلی فورنین عورت ہوں' اسلام میں میرا مقام کیا ہوگا؟ میں نے اپنا مطالعہ اور عبادات جاری رکھیں۔ میں نے اسلامی مرکز کی تلاش جاری رکھی۔ لیکن قریب ترین اسلامی مرکز سان فرانسسکو میں تھا جہاں میرے لیے جانا آسان نہیں تھا۔

گرمیوں کی چھٹیوں کے بعد میں واپس لوئس اینڈ کلارک کالج چلی گئی۔ وہاں سب سے پہلا کام میں نے یہ کیا کہ جنوب مغربی پورٹ لینڈ میں ایک مسجد تلاش کی۔ میں نے مسجد کے لوگوں سے کہا کہ وہ میری ملاقات کسی ایسی امریکی مسلمان عورت سے کرا دیں جو میرے سوالات کا جواب دے سکے۔ انہوں نے مجھے بہت سی مسلمان خواتین کے پتے اور فون نمبر دے دیے۔ میں ایک مسلمان خاتون سے ملنے اس کے گھر گئی۔ کچھ دیر گفتگو کے بعد اسے اندازہ ہوا کہ میں پہلے ہی اسلام پر یقین رکھتی ہوں۔ اس نے مجھے ایک عقیقے کی تقریب میں مدعو کر لیا۔ اس رات وہ اس تقریب میں مجھے اپنے ساتھ لے گئی۔ وہاں میری دوسری مسلمان عورتوں سے ملاقات ہوئی اور میں نے خود کو ان کے درمیان بے حد خوش اور مطمئن محسوس کیا۔ وہیں میں نے ان خواتین کے سامنے کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ ان میں بہت سی خواتین امریکی تھیں جو اسلام قبول کر چکی تھیں۔ انہوں نے مجھے نماز پڑھنا سکھایا۔ اس رات مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے میں ایک بالکل نئی اور مختلف زندگی کا آغاز کر رہی ہوں۔

میں کیمپس ہی میں رہ رہی تھی اور مسلمانوں کی برادری سے کٹی ہوئی تھی۔ مسجد تک جانے کے لیے مجھے دو بسیں بدلنا پڑتی تھیں' جس میں بہت زیادہ وقت صرف ہو جاتا تھا۔ میں کئی مرتبہ مسجد گئی' لیکن ہر مرتبہ میری ملاقات مسجد میں صرف مردوں کے ساتھ ہوئی جس سے میں پریشان ہو گئی۔ بعد میں مجھے بتایا گیا کہ عورتیں یہاں صرف ہفتے کی شام کو آتی ہیں۔ اس سے مجھے سخت مایوسی ہوئی۔ تاہم میں اپنے ایمان پر قائم رہی اور تنہا رہ کر علم حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ میرے اسلام قبول کرنے کے چھ ماہ بعد رمضان کا مہینہ آیا۔ میں اس وقت تک چہرے پر سکارف باندھ لیا کرتی تھی اور پورا حجاب نہیں کرتی تھی۔ یہاں بھی میرے لیے اس ماحول میں پورے حجاب سے رہنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اسلامی احکامات کے مطابق پورے جسم کو پوشیدہ رکھنے والا لباس پہننا شروع کر دیا تھا اور سکرٹ میرے لباس سے خارج ہو گیا تھا۔ تاہم میری زندگی میں اصل انقلاب رمضان المبارک نے پیدا کیا۔ روزے نے میرے اندر ایمان اور یقین کی ایسی طاقت پیدا کر دی کہ میں پہلی مرتبہ پورے حجاب کے ساتھ اپنی کلاس میں گئی۔ رمضان المبارک نے مجھے اپنے مسلمان ہونے پر فخر کرنا سکھا دیا۔ اب میں ہر ایک کے سوالات کا جواب دینے کے لیے تیار تھی۔ میں اپنا روزہ تنہا کھولا کرتی تھی کیونکہ وہاں کوئی میرا ساتھ دینے والا نہیں تھا۔

میرے والدین اور بھائی بہنوں کو میرے اسلام قبول کرنے پر کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ میری پوری جدوجہد سے واقف تھے۔ انہوں نے کوئی اعتراض کیے بغیر خاموشی سے میرے فیصلے کو قبول کر لیا تاہم وہ میرے ایمان میں شریک ہونے پر تیار نہ ہوئے۔ ان کا خیال تھا کہ میں معاشرے سے اور ترقی یافتہ دنیا سے کٹ کر رہ جاؤں گی۔ لیکن میں نے آنے والے زمانے میں ان کے اس خیال کو غلط ثابت کر دیا۔ میں نے فلسطینی مسلمان فارس سے شادی کر لی۔ شادی کے بعد میں اور فارس کارویلس اور یگن منتقل ہو گئے جہاں مسلمان بہت بڑی تعداد میں رہتے ہیں۔ میں نے گریجوایشن کر لیا ہے۔ میں نے پوری طرح حجاب میں رہتے ہوئے متعدد ملازمتیں نہایت کامیابی کے ساتھ کی ہیں۔ میرے شوہر فارس نے الیکٹریکل انجینئرنگ میں ڈگری حاصل کر لی ہے۔ میں اس موسم گرما میں فارس کے والدین سے پہلی مرتبہ ملی۔ اب میں عربی زبان سیکھ رہی ہوں۔ میرے خاندان والوں نے مجھے میرے حال پر چھوڑ دیا ہے تاہم انہیں اطمینان ہے کہ میں نہ صرف خوش اور مطمئن ہوں بلکہ ایک جدید مغربی عورت کی طرح تمام معاشرتی اور اقتصادی ذمے داریاں بھی کامیابی سے انجام دے رہی ہوں۔ میں اللہ رب العزت کی شکر گزار ہوں کہ اس نے میری رہنمائی کی اور حق اور سلامتی کی تلاش میں مجھے کامیابی عطا کی۔ مجھے اب یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے میری زندگی جو بے ترتیب ٹکڑوں میں تقسیم تھی' ایک منظم اسلوب اختیار کر چکی ہے اور یہی اسلوب اسلام کا' سلامتی کا راستہ ہے۔

(بشکریہ مترجم ماہنامہ "بیدار" ڈائجسٹ جنوری ۱۹۹۹ء)

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہُدیٰ خطاب (انگلینڈ)

ذیل کا مضمون عباس اختر اعوان صاحب نے مرتب کیا اور ہفت روزہ ''ایشیا'' لاہور کے شمارہ ۲۳ جون ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا۔

''جب میں عیسائی تھی اور اسکول میں پڑھتی تھی تب بھی میرا خیال تھا کہ ایک لڑکی کو شادی سے پہلے بوائے فرینڈز سے بچ کر رہنا چاہئے۔ یہی وجہ تھی کہ میں چرچ کے یوتھ کلب کی ممبر ہونے کے باوجود صرف لڑکیوں ہی سے دوستی رکھتی تھی۔ بعدازاں جب میں نے اسلام قبول کیا تو مجھے یہ جان کر بڑی مسرت ہوئی کہ اسلام جنسی اختلاط کی سختی سے ممانعت کرتا ہے' لیکن جو چیز مجھے اسلام کی طرف کھینچ کر لائی تھی وہ پردہ تھا۔ مسلمان خواتین کا یہ شعار اور لباس غیر مردوں کی نظریں عورت کی طرف سے ہٹا دیتا ہے''۔

یہ خیالات برطانیہ سے تعلق رکھنے والی معروف نومسلم مصنفہ ہُدیٰ خطاب کے ہیں۔ اس خاتون کا عیسائی نام سانتھا تھا۔ ان کے والد نیوکلیئر پلانٹ کے سپروائزر تھے۔ ننھی سانتھا زیادہ عرصہ تک والد کا سایہ عاطفت نہ دیکھ سکیں اور بچپن ہی میں اس سے محروم ہو گئیں۔ اس کے بعد ان کی تعلیم بلیک پول میں ہوئی۔ وہ اپنی تعلیم کے آخری مرحلے میں یونیورسٹی میں تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے راہ ہدایت کھول دی اور وہ مسلمان ہو گئیں۔ اس کے بعد شام سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان ناصر سے ان کی شادی ہو گئی اب وہ پارٹ ٹائم جاب بھی کرتی ہیں اور برطانوی سوسائٹی میں اشاعت اسلام کے لیے تصنیف وتالیف کا کام بھی کرتی ہیں۔

ایک ملاقات میں ہُدیٰ خطاب نے بتایا: ''میرا تعلق ایک ایسے خاندان سے تھا جو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگرچہ زیادہ مذہبی تو نہ تھا تاہم میں اور میرا بھائی اتوار کو گرجا ضرور جایا کرتے تھے۔ ہمارے گھرانے کے طور اطوار بھی ویسے ہی تھے جس طرح معزز انگریزی خاندانوں کے ہوتے ہیں۔ جب میں بارہ برس کی تھی تو میری زندگی ایک بہت بڑے سانحے سے دوچار ہوگئی' یہ سانحہ میرے والدین کی آپس میں طلاق اور علیحدگی کا تھا۔ اس سے مجھے بڑا صدمہ ہوا۔ اس کے بعد بھی اگرچہ میں اپنی کلاس میں ہمیشہ اول رہی' لیکن اب میری زندگی مسرتوں سے دور تھی۔ میرا حلقہ احباب بھی بہت محدود تھا۔ حالانکہ انگریزی سوسائٹی میں حلقہ' احباب کی وسعت بھی ایک فیشن کا درجہ رکھتی ہے۔ میں پارٹیوں میں جانے سے کتراتی تھی۔ شراب' سگریٹ اور منشیات سے تو مجھے ذرا بھی لگاؤ نہ تھا۔ یوتھ کلب میں میری دوست صرف لڑکیاں تھیں۔ میری طبیعت شرمیلی نہ تھی' مگر میں بچپن ہی سے لڑکوں کی دوستی کی قائل نہیں رہی۔ یہی دوری آئندہ زندگی میں مجھے راہ راست دکھانے میں بنیاد بن گئی''۔

اپنے قبول اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ہدیٰ خطاب نے کہا: ''جب میں نے لندن اسکول آف اورئنٹیل اینڈ ایشین سٹڈیز میں داخلہ لیا تاکہ عربی پڑھوں' تو اسلام اور عربی کے بارے میں میری معلومات بالکل صفر تھیں۔ لیکن جب میں نے عربی پڑھنا شروع کی اور اس میدان میں جوں جوں آگے بڑھتی گئی' اسلام کے بارے میں جاننے کا میرا شوق بڑھتا گیا۔ اسی اثنا میں میں نے اپنے ایک استاد کے ذریعے بعض مسلمانوں سے روابط کیے تو مجھے مسلمانوں کی خاندانی زندگی نے بہت متاثر کیا۔ میں نے محسوس کیا کہ ایک مسلمان خاندان کے لوگ چاہے دنیا کے کسی بھی حصے میں ہوں وہ باہم قریبی تعلقات قائم رکھتے ہیں۔ مغربی تہذیب اس خوبی سے محروم ہوچکی ہے۔ مسلمانوں کی اس روایت نے میری اسلام سے قربت کو مزید بڑھا دیا۔ یہ بات مجھے اور بھی زیادہ اس لیے محسوس ہوئی کہ میرے والدین علیحدگی اختیار کرچکے تھے۔

ناجائز جنسی اختلاط روکنے کے لیے اسلام نے جو احکامات دیے ہیں وہ بھی میرے لیے حددرجہ متاثر کن ثابت ہوئے' لیکن جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ مسلمان عورتوں کی پردے کی روایت تھی۔ میں طلبہ و طالبات کی باہم چھیڑ چھاڑ دیکھ چکی تھی'

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے پردے کی افادیت مجھے دو چند محسوس ہوئی۔ پہلی بات یہ ہے کہ مغربی کلچر عورتوں کو اس بات پر ابھارتا ہے کہ وہ بن سنور کر نکلیں اور اپنے جسم اور حسن کی نمائش کرتی پھریں۔ اسی بنا پر عورتوں پر یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ وہ مردوں کو اپنی جانب راغب کرتی ہیں۔ مرد اپنی عاداتِ بد کے باوجود اس الزام سے صاف بچ جاتے ہیں۔ اسلام کے نظریۂ حجاب کے مطالعے نے پہلی مرتبہ یہ حقیقت مجھ پر منکشف کی کہ غیر مردوں میں عورتوں کا اپنے جسم اور حسن کی نمائش کرنا صریحاً حرام ہے جس کا خمیازہ انھیں دنیا میں بھی بھگتنا پڑتا ہے اور جس کی سزا انھیں آخرت میں بھی ملے گی۔

جب میں یونیورسٹی کے پہلے سال میں پہنچی تو اسلام کے بارے میں میرا مطالعہ اس قدر بڑھ چکا تھا اور میں بطور مذہب اس پر اس درجہ اعتماد حاصل کر چکی تھی کہ میں نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسی دوران میں لندن کے ریجنٹ پارک میں سابق مشہور پاپ سنگر کیٹ سٹیونز (یوسف اسلام) سے میری ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات نے اسلام کی طرف میری پیش قدمی کو مزید مہمیز دی اور اس کے کچھ ہی عرصہ بعد ایک تقریب میں میں نے اپنے قبولِ اسلام کا اعلان کر دیا۔ اس تقریب میں بہت سی مسلمان خواتین موجود تھیں ان میں میری ایک امریکی نومسلم سہیلی بھی موجود تھی۔ اس واقعہ نے میری زندگی میں اضطراب ختم کر کے اتھاہ سکون پیدا کر دیا۔ کچھ روز بعد میں مسلمان عورتوں کے ہاسٹل میں منتقل ہو گئی جہاں میں نے تفصیل سے سیکھا کہ مسلمان عورت کو کس طرح زندگی بسر کرنی چاہیے۔ یہیں میں نے اپنا نام نسا سے ہدیٰ خطاب میں تبدیل کر لیا۔ البتہ میرا خاندان ابھی تک مجھے سابقہ نام سے ہی پکارتا ہے۔

ہدیٰ خطاب اپنے قبولِ اسلام کے ردِعمل کے ضمن میں بتاتی ہیں: ''میرے خاندان کو میرے اس اقدام سے سخت صدمہ ہوا۔ والد نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اسلام تمھیں ہم سے دور کر دے گا۔ اس کے باوجود انھیں اور خاندان کے دیگر افراد کو امید تھی کہ میرا اسلام کا دور عارضی ثابت ہو گا اور میں عیسائیت کی طرف واپس لوٹ آؤں گی' مگر ایسے نہ ہونا تھا نہ ہوا۔ میں نے اچھی طرح جانچ پرکھ کر طویل مطالعے کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔ میں اس سے منحرف کیسے ہو سکتی تھی؟ اب آہستہ آہستہ افرادِ خاندان میرے اسلامی کردار سے سمجھوتہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر رہے ہیں۔ میری سہیلیوں کا ردّ عمل بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ انھیں شدید حیرت تھی کہ میں نے تبدیلی مذہب جیسا بہت بڑا قدم اٹھا لیا ہے"۔

اپنے قبولِ اسلام کے بعد کے مراحل کا تذکرہ کرتے ہوئے ہدیٰ مزید کہتی ہیں "اسلامی احکامات پر عمل درآمد میں مجھے کبھی دقت پیش نہیں آئی۔ پانچ وقت کی نماز ادا کرنا میرے لیے کبھی مسئلہ نہیں رہا۔ پردہ اختیار کرنے میں تھوڑی مشکل ضرور پیش آئی تاہم چھ ماہ تک میں اس کی عادی ہو چکی تھی۔ اس دوران میں میں نے لباس بھی ایسا بنا لیا جیسا اسلام کا تقاضا ہے"۔

ہدیٰ خطاب کی شادی یونیورسٹی کی تعلیم کے دوران ہی ہو گئی تھی۔ وہ بتاتی ہیں: "میری خواہش تھی کہ میری شادی اسلامی طریقے پر ہو اور شوہر ایسا باعمل مسلمان ہو جو آئندہ زندگی میں شوہر کے ساتھ ساتھ دوست بھی ثابت ہو۔ اس سلسلے میں میں نے اپنی ایک سہیلی کو اعتماد میں لیا اور اسے اس ضمن میں تعاون کرنے کو کہا۔ میری اس سہیلی نے میری ملاقات شامی نژاد مسلمان ناصر سے کروائی۔ وہ پیشے کے اعتبار سے سول انجینئر ہیں۔ حجاب میں ہونے کے باوجود میں اس ملاقات میں کافی نروس تھی۔ اسی ملاقات میں میں نے محسوس کر لیا کہ ناصر میں وہ تمام خصوصیات موجود ہیں جن کی مجھے تلاش تھی۔ شادی سے پہلے ناصر سے میں نے دوبارہ ملاقات نہ کی۔ مغرب میں اسے چنداں معیوب نہیں سمجھا جاتا بلکہ وہاں عورت شادی سے پہلے بھی ہونے والے شوہر سے جنسی اختلاط رکھتی ہے۔ ناصر نے شادی سے قبل مجھے بغیر حجاب کے نہیں دیکھا تھا' اس بنا پر دل میں یہ خدشہ موجود تھا کہ پتہ نہیں ناصر مجھے پسند کریں گے یا نہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ شادی کے بعد دونوں ایک دوسرے کی پسند ٹھہرے اور باہم دوست بن گئے"۔

"میں نے اپنے شوہر کو تقاضائے اسلام کے مطابق اول روز سے اپنے سے برتر رتبہ دیا ہے۔ مغربی تہذیب اس عمل کی نفی کرتی ہے اور مرد و زن کے لیے یکساں معیار کی علمبردار ہے' حالانکہ مرد و زن میں فطری فرق موجود ہے۔ مردوں کے اپنے تقاضے ہیں اور عورتوں کے اپنے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے مردوں اور عورتوں کے لیے احکام و قوانین میں بھی فرق رکھا ہے۔ عورتوں نے جب سے مردوں کے برابر مقام کی جستجو کی ہے انہوں نے اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے مشکلات پیدا کر لی ہیں۔ وہ زندگی کی آسانیوں سے محروم ہو گئی ہیں۔"

ہدیٰ خطاب اپنی گفتگو مکمل کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ مغربی تہذیب کا یہ فسوں اور غلط معیارات آخر کار ٹوٹیں گے۔ برطانیہ' امریکہ' جرمنی' فرانس اور دیگر ممالک میں جس رفتار سے اسلام کی پیش قدمی جاری ہے وہ نہایت حوصلہ افزا ہے۔ صرف برطانیہ میں پچھلے چند سالوں میں ۲۰ ہزار افراد اسلام قبول کر چکے ہیں۔ ان نومسلموں میں خواتین کی تعداد زیادہ ہے۔ صرف گلاسگو شہر میں ہر مہینے ایک خاتون مسلمان ہو رہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ایک روز آئے گا جب برطانیہ کی اکثریتی آبادی اسلام کے دامن رحمت میں پناہ لے چکی ہوگی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمہ ہیتھر او بینن (امریکہ)

(HEATHER O. BANNON)

محترمہ ہیتھر او بینن نے مئی ۱۹۸۹ء میں گونزانگا (GONZANGA) یونیورسٹی سے پبلک ریلیشنز اور صحافت میں گریجوایشن کی ڈگری حاصل کی۔ وہ واشنگٹن کے ایک مقام SPOKANE میں اپنے والدین کے پاس مقیم ہیں اور اسلامک سنٹر واشنگٹن کے نیوز لیٹر کی ایڈیٹر ہیں۔ قبول اسلام کے بعد موصوفہ محترمہ سے ذیل کا انٹرویو این۔ ایس خان نے لیا تھا اور "دی میسج انٹرنیشنل" کے فروری ۱۹۹۰ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ میرے عزیز دوست پروفیسر وقار علی کاری صاحب نے یہ انٹرویو مجھے فراہم کیا۔ ان کے شکریے کے ساتھ اس کا ترجمہ پیش کر رہا ہوں۔

"آپ نے یہ اس طرح کا عجیب و غریب لباس کیوں پہن رکھا ہے؟ کیا آپ نن (NUN) بننے جا رہی ہیں"؟

"یہ تو بتاؤ تمہارا تعلق کس مذہب سے ہے؟ یوں لگتا ہے جیسے تم محمد کی پوجا کرتی ہو اور اسی خاطر تم نے یہ مضحکہ خیز لباس پہن رکھا ہے"۔

یہ اور اس طرح کے سوالات و اعتراضات ہیں جو مجھے روزانہ ہی بار بار سننے پڑتے ہیں۔ صبح تیار ہو کر مستور لباس پہن کر اور سر پر سکارف لے کر باہر نکلتی ہوں تو میں ذہنی طور پر تیار ہوتی ہوں کہ کوئی نہ کوئی واقف یا اجنبی مرد یا عورت مجھے روکیں گے اور اس نوعیت کا تبصرہ داغ دیں گے۔ تاہم یہ ضرور خیال آتا ہے کہ آیا میں اپنے نئے مذہب اسلام کے بارے میں ان کے اعتراضات و سوالات کا جواب دے سکوں گی؟ ایک مسلمان کی حیثیت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے امریکہ میں رہتے ہوئے یہ بات آسان نہیں ہے' لیکن میں نے اسے ایک چیلنج سمجھ کر قبول کر لیا ہے۔

میرا تعلق ایک فوجی گھرانے سے ہے۔ میرے والد امریکی بحریہ میں افسر تھے اور اس حیثیت میں انہیں جاپان اور سکاٹ لینڈ میں بھی مقیم رہنا پڑا۔ گھر کے دوسرے افراد بھی ان کے ساتھ ہی ہوتے تھے۔ اس طرح مجھے خصوصی فائدہ یہ ہوا کہ مختلف قوموں اور ان کے کلچر کو سمجھنے کا موقع ملا اور وسعت نظر پیدا ہوئی۔

ہمارا خاندان گزشتہ بارہ سال سے سپوکین' واشنگٹن میں رہائش پذیر ہے۔ یہیں میں نے ہائی اسکول اور کالج کی تعلیم حاصل کی۔ اگرچہ مجھے METHODIST عقیدے میں بپتسمہ دیا گیا تھا لیکن جونیئر اور ہائی اسکول کی تعلیم کے دوران میری والدہ مجھے ناصری چرچ (NAZARINE) میں لے جاتی رہیں۔ اس دور میں میں نے چرچ اور اسکول کی بہت سی سرگرمیوں یعنی میوزک' ڈرامہ اور کھیلوں میں حصہ لیا۔ اس مصروفیت کا فائدہ یہ ہوا کہ عام لڑکیوں کی طرح میں شراب نوشی اور دیگر نشہ آور اشیا کے استعمال سے محفوظ رہی۔

یہ یقیناً میری خوش نصیبی ہے کہ میں اوائل عمر ہی سے خدا پر یقین رکھتی تھی بلکہ مجھے خدا سے محبت تھی اور میرا ایمان تھا کہ وہ بھی ہم سے محبت رکھتا ہے' لیکن ذہنی طور پر میں اس مشکل میں مبتلا تھی کہ عیسائیت کے حوالے سے مجھے اس کی عبادت کا طریقہ دل کو نہیں بھاتا تھا۔ تشنگی کا احساس پریشان کیے دیتا تھا۔ خصوصاً اس تصور سے ذہن ماؤف ہونے لگتا تھا کہ حضرت مسیح خود خدا ہیں۔ بھلا ایک انسان خدا کیسے ہو سکتا ہے اور اگر وہ خدا تھے تو انہیں پھانسی کیوں دی گئی تھی؟

عقاید کا یہی تضاد تھا جس کے نتیجے میں میں عیسائیت سے لاتعلق سی ہو گئی اور جب سپوکین کی گونزاگا یونیورسٹی میں داخل ہوئی تو میں نے چرچ جانا چھوڑ دیا۔ تاہم میں یونیورسٹی کی مذہبی کلاسوں میں حاضری کی پابند تھی کہ یہ ایک رومن کیتھولک تعلیمی ادارہ ہے۔ ان کلاسوں میں بائبل کے علاوہ انسانی مذہبی تجربات' تعلقات اور بین الاقوامی مذاہب پر لیکچر ہوتے تھے۔ ان لیکچروں کے نتیجے میں میرا یہ تصور مضبوط ہوتا چلا گیا کہ عیسائیت میں نہایت سنجیدہ نوعیت کی بہت سی خامیاں اور کمزوریاں ہیں۔ چنانچہ ۱۹۸۶ء

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے موسم بہار تک جب کہ میں نے اس یونیورسٹی کی تعلیم سے فراغت حاصل کر لی، میں عیسائیت کے عقاید سے مکمل طور پر بیزار ہو چکی تھی۔ مجھے اس پر افسوس بھی تھا کہ میں ایک عیسائی ہی کی حیثیت سے خدا سے وابستہ رہنا چاہتی تھی اور یہ بھی مجھے احساس تھا کہ مذہب کو چھوڑ کر میں نہ اچھی انسان رہ سکتی تھی نہ خدا کی عبادت کر سکتی تھی، لیکن آخر کیا کرتی؟ عیسائیت کے عقائد میں اتنے جھول تھے کہ اس سے تعلق قائم رکھنا بے عقلی کی بات ہوتی۔

اب میں نے نہایت خلوص اور صدقِ دل سے خدا سے دعا کی کہ وہ میری رہنمائی فرمائے۔ تب اسی سال کی گرمیوں میں میرا ایک مسلمان سے تعارف ہوا۔ اس نے مجھے اپنے مذہب کے بارے میں معلومات فراہم کیں جو میرے دل میں اترتی چلی گئیں۔ عقل و شعور نے ان کی تائید کی اور میں اس کے مذہب...... اسلام سے اتنی متاثر ہوئی کہ اکتوبر ۱۹۸۶ء میں میں نے اس مسلمان نوجوان سے شادی کر لی۔

شادی کے بعد میں نے سنجیدگی سے اسلام کا مطالعہ شروع کیا۔ جہاں ضرورت پڑتی میں اپنے خاوند سے سوال کرتی اور مطمئن ہو کر آگے بڑھتی۔ اس طرح نو ماہ تک میں نے دل لگا کر اسلام کے بارے میں مختلف کتب کا مطالعہ کیا...... میں اگرچہ عیسائیت سے بیزار تھی پھر بھی ظاہر ہے مذہب کوئی آئس کریم فلیور تو نہیں ہے جسے فوراً پسند کر لیا جائے، میں اپنا مکمل ذہنی اطمینان اور شرح صدر چاہتی تھی کہ اس کا تعلق میرے مستقبل سے تھا اور مجھے اپنے کردار اور رویے میں بہت سی تبدیلیاں لانی تھیں۔ چنانچہ جب تحقیق و جستجو کا مرحلہ طے ہو گیا تو میں نے اسلام قبول کر لیا۔ الحمد للہ رب العالمین۔

اسلام کو سمجھنے کے لیے میں نے سب سے زیادہ قرآن پاک پر انحصار کیا۔ پھر کچھ کتابیں اور پمفلٹ بھی نظر سے گزرے۔ اس ضمن میں جمال بیضاوی کی کتاب MOHAMMAD IN THE BIBLE نے مجھے بہت متاثر کیا۔ میں مقامی اسلامک سنٹر بھی جاتی رہی اور وہاں میں نے مختلف مسلمان خواتین سے رابطہ قائم کیا جنہوں نے مجھے اسلام کے بارے میں قابلِ قدر معلومات فراہم کیں اور میرے سوالات کے جواب دیے۔ مجھے پتہ چلا کہ اسلام میں خدائے واحد کی عبادت ہوتی ہے۔ کسی معاملے میں کوئی اس کا شریک نہیں اور صرف اسی طریقے سے اس کی عبادت ہو سکتی ہے جو خود اس نے وحی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذریعے اپنے نبی کو سکھایا ہے۔ مجھے پتہ چلا کہ بنی آدم کی ہدایت کے لیے بے شمار پیغمبر آئے ہیں جن میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ بھی شامل ہیں اور سب کا مذہب اسلام تھا اور سب نبیوں کے آخر میں حضرت محمد ﷺ تشریف لائے۔ ان پر اسلام کی تکمیل کر دی گئی اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ قرآن خدا کی آخری کتاب ہے۔ توریت اور انجیل میں بہت سا رد و بدل کر دیا گیا ہے چنانچہ قرآن نازل ہونے کے بعد اب ان کی حیثیت اور اہمیت ختم ہو گئی ہے۔ گویا اب ان کی ضرورت نہیں رہی۔

مجھے اسلام کے سماجی اور قانونی نظام نے بھی بہت متاثر کیا اور قرآن کے معجزانہ اسلوب اور اس کی تعلیمات سے بھی میں مسحور ہو گئی۔ قرآن پڑھتے ہوئے میں بے اختیار سوچنے لگتی کہ یہ کتاب چودہ سو سال پہلے نازل ہوئی تھی اور اس کی کوئی ایک بات اس سائنسی دور میں بھی غلط ثابت نہیں کی جا سکی' پھر اس امر میں کیا شبہ رہ جاتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ ہی کا کلام ہے۔

خصوصاً قرآن میں جنت اور دوزخ کی تفصیلات نے مجھے بہت متاثر کیا۔ یہ انداز عام اخلاقی اور تمثیلی کہانیوں سے بہت مختلف تھا۔ میرے دل نے گواہی دی کہ یہ سب مناظر سو فیصد سچے اور حقیقی ہیں اور انسانی اعمال کے حوالے سے قیامت کے بعد لازماً ایسا ہی ہونا چاہیے...... اس مرحلے میں میرے پاس اسلام قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا۔

میں نے اندازہ کیا کہ اسلام کا تجربہ عیسائیت کے تجربے سے بہت ہی مختلف ہے۔ ایک عیسائی کی حیثیت سے اپنے مذہب کے بارے میں میرا ذہن شکوک و شبہات سے بھرا رہتا تھا اور میں اس احساس میں اکیلی نہیں تھی۔ جہاں تک میں جانتی ہوں' بیشتر عیسائیوں کی کیفیت یہی ہے۔ وہ سب طرح طرح کے سوالات اور شکوک میں مبتلا ہیں' لیکن کوئی عیسائی مذہبی راہنما ان کے جواب دینے اور انہیں مطمئن کرنے پر قادر نہیں...... اس کے برعکس میں نے دیکھا ہے کہ تقریباً سارے مسلمان اسلام کی صداقت پر مکمل یقین رکھتے ہیں بلکہ وہ مسلمان بھی جو بے عمل ہیں اور اسلامی شعائر کی پابندی نہیں کرتے' انہیں اپنے دین کی صداقت پر کوئی شبہ نہیں ہے۔ اس تقابلی موازنے نے میرے اس احساس کو تقویت دی کہ اسلام خدا کا سچا دین ہے۔ اب جب کہ میں اللہ کے فضل و کرم سے مسلمان ہوں' مجھ پر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوچ کر بڑا سکون محسوس کرتی ہوں کہ اپنے نئے مذہب کے بارے میں میرے ذہن کے کسی گوشے میں کوئی وسوسہ یا شک نہیں ہے اور مجھے اس احساس سے بے حد خوشی ہوتی ہے کہ اللہ نے مجھے دین کا مکمل یقین عطا فرمایا ہے اور میں جانتی ہوں کہ اپنے خالق و مالک کی عبادت کا کیا طریقہ ہے؟

کلمۂ شہادت پڑھنے کے تقریباً ایک سال کے بعد میں نے اسلامی لباس اختیار کیا اور سر پر سکارف لینا شروع کر دیا۔ دراصل یہ عرصہ لباس کے معاملے میں سخت کشمکش اور گومگو میں گزرا۔ لوگ اس ماحول میں انگلیاں اٹھائیں گے' تنگ کریں گے اور عین ممکن ہے ملازمت سے ہاتھ دھونے پڑیں...... لیکن جب قرآن کو بار بار پڑھا اور اس پر غور کیا تو پتہ چلا کہ خدا نے مسلمان عورتوں کے لیے لباس کا ایک خاص ضابطہ متعین کیا ہے اور یہ بھی اندازہ ہوا کہ مسلمان کی حیثیت سے ہمیں یہ اختیار نہیں ہے کہ بعض احکامات پر عمل کریں اور بعض کو ترک کر دیں..... چنانچہ میں نے اللہ کا نام لے کر سکرٹ کو ہمیشہ کے لیے ترک کر دیا اور بالوں پر سکارف باندھ لیا۔

میں نے ۱۹۸۸ء کے موسم گرما میں اسلامی لباس شروع کیا۔ ان دنوں میں دھوپ کی عینکیں اور بالوں کی ضروریات بنانے والی ایک فرم (Riviera corporation) میں تجارتی نمائندہ کی حیثیت سے ملازم تھی اور میرے فرائض میں دیگر امور کے علاوہ کمپنی اور مختلف سٹورز کے درمیان رابطہ قائم کرنا اور اندرون شہر مصنوعات کی نمائش کرنا بھی تھا۔ چونکہ کمپنی کے سپروائزر اور دیگر افسروں کو مجھ سے کبھی کوئی شکایت پیدا نہ ہوئی تھی' اس لیے جب میں نے مستور اسلامی لباس اختیار کیا' تو کسی نے بھی برا نہ مانا اور میری ملازمت پر اس کا کوئی منفی اثر نہ ہوا۔

۱۹۸۹ء کے بہار سمسٹر میں جب کہ میں "گونزاگا بلیٹن" (یونیورسٹی نیوز لیٹر) کی ایڈیٹر تھی' میں نے اسی لباس میں ملازمت کے لیے انٹرویو دیا اور میرا یہ لباس حصول ملازمت میں کوئی رکاوٹ نہ بنا۔

اگر میں اسلامی لباس اختیار نہ کرتی تو مسلمانوں کے حلقے سے باہر شاید ہی کسی غیر مسلم کو میرے قبول اسلام پر اعتراض پیدا ہوتا۔ لیکن مستور لباس پہن کر اور سکارف اوڑھ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر جب میں باہر نکلتی ہوں تو منفی رویہ اختیار کرنے والوں کے علاوہ کتنے ہی لوگ میرے مذہب' اسلام کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور اس طرح مجھے موقع مل جاتا ہے کہ میں ان تک دینِ حق کا تعارف پہنچادوں ...... اس صورت حال سے سچی بات ہے میں بہت ہی خوش ہوتی ہوں۔

چنانچہ جب لوگ پوچھتے ہیں کہ میں نے یہ لباس کیوں پہن رکھا ہے تو جواب میں میں انہیں بتاتی ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور میرا مذہب ...... اسلام اپنے پیروکاروں کو خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں' لباس کے معاملے میں بھی کچھ خاص اصولوں کا پابند کرتا ہے اور اس لباس کی اہمیت یہ ہے کہ اس میں سادگی اور وقار ہے۔ اس میں تکبر کا کوئی پہلو نہیں' یہ خصوصاً خواتین کی معاشرتی قباحتوں سے حفاظت کرتا ہے' اور اخلاقی بے راہ روی سے بچاتا ہے جو انسانوں کو بہر حال خدا سے دور لے جاتی ہے۔

اس کے جواب میں بعض اوقات لوگ ان مسلمانوں کے بارے میں اعتراض داغ دیتے ہیں اور اس تضاد کا جواب مانگتے ہیں کہ وہ مسلمان ہوتے ہوئے بھی اسلامی لباس نہیں پہنتے۔ میں جواب دیتی ہوں کہ یہ دراصل دینی علم کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے یا وہ نسلی طور پر مسلمان گھرانوں سے تو تعلق رکھتے ہیں' لیکن اسلام ان کے دلوں میں نہیں اترا۔ ایسے لوگ بڑے بدنصیب ہوتے ہیں۔

میری باتوں سے کچھ لوگ تو سمجھ جاتے ہیں کہ عقیدے اور طرز زندگی میں باہمی گہرا تعلق ہوتا ہے' لیکن بعض افراد اس نقطۂ نظر کو قبول نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ لباس کا یہ انداز سراسر غیر ملکی ہے۔ اس کا امریکی معاشرت سے کوئی تعلق نہیں۔ بھلا مذہب کا لباس سے کیا واسطہ؟

میں پھر وضاحت کرتی ہوں کہ اسلام کا تعلق کسی خاص علاقے یا ملک سے نہیں ہے۔ یہ بین الاقوامی مذہب ہے اور اسلامی عقاید پر یورپ' امریکہ حتیٰ کہ روس اور چین سمیت دنیا بھر میں عمل ہوتا ہے اور امریکی مسلمان کی حیثیت سے میرا بھی فرض ہے کہ میں اپنے عقاید کو عملی صورت دوں۔

مجھے یقین ہے کہ امریکہ میں بیشتر باعمل مسلمان خواتین کو اسی نوعیت کی صورتحال

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ دراصل جس معاشرے میں عورت اپنی سی کوشش کرتی ہو کہ وہ اپنے ماحول میں زیادہ سے زیادہ دلکش اور خوبصورت دکھائی دے' وہاں بعض مسلمان خواتین ان تلخ تجربات سے بددل بھی ہوتی ہیں' لیکن میں تو پریشان نہیں ہوتی بلکہ ان سے مثبت انداز میں فائدہ اٹھا رہی ہوں۔ اپنے سچے دین کا پیغام دوسروں تک پہنچاتی ہوں۔ اپنے دین کے بارے میں لوگوں کی غلط فہمیاں دور کرتی ہوں ...... اور میرا گمان ہے کہ میری کوشش کے نتیجے میں بہت سے لوگ یہ جان جائیں گے کہ اسلام محض ایشیائی لوگوں کا مذہب نہیں' امریکہ کے سفید فام بھی اسے اپنا سکتے ہیں اور آئندہ وہ جب بھی کسی دوسرے مسلمان سے ملیں گے' ان کے ذہن اسلام کے بارے میں صاف ہو جائیں گے۔

مَیں تسلیم کرتی ہوں کہ مَیں اپنے ہر ملنے والے کو مسلمان نہیں بنا سکتی' لیکن کم از کم مَیں ان کی طرف محبت اور اخلاص کی ایک کھڑکی تو کھول سکتی ہوں' ان کے دل پر دستک تو دے سکتی ہوں ...... اور یہ دستک دینا اس لیے ضروری ہے کہ امریکہ کے بیشتر لوگ اسلام کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔ انہیں اتنا بھی علم نہیں کہ مسلمان خدا ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ خدائے وحدہٗ لاشریک کی' جس میں اس کا ہرگز کوئی شریک نہیں۔ ان میں بے شمار لوگ ایسے بھی ہیں جو اسلام کے بارے میں سنے سنائے الزامات کو سینے سے لگائے بیٹھے ہیں اور انہوں نے کبھی تحقیق کرنے کی زحمت نہیں کی کہ یہ الزامات سراسر غلط اور قطعی بے بنیاد ہیں۔ مَیں چاہتی ہوں کہ ایک ایک شخص کے پاس جاؤں اور ان الزامات کی تردید کروں خصوصاً انہیں بتاؤں کہ ہمارا عبادت کرنے کا طریقہ کتنا صاف ستھرا اور متاثر کرنے والا ہے۔

مَیں ایک کمزور عورت ہوں۔ ظاہر ہے دنیا بھر میں تو انقلاب نہیں لا سکتی' لیکن اپنی توفیق کے مطابق اتنا تو کر سکتی ہوں کہ جہاں بھی موقع ملے' حق کی شمع روشن کر دوں۔ کیا خبر یہی شمع امریکہ میں روشنی کی نقیب بن جائے۔

اخیر میں اپنا ایک یادگار تجربہ سناتی جاؤں۔ پہلے ہی دن جبکہ مَیں نے اسلامی لباس زیب تن کیا' مَیں اندرونِ شہر اپنی ڈیوٹی پر تھی کہ ایک خاتون نے مجھے متوجہ کیا: ''کیا مَیں آپ سے ایک ذاتی سوال کر سکتی ہوں''؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کیوں نہیں' فرمایئے' مجھے آپ سے بات کر کے خوشی ہو گی'' ۔میں نے جواب دیا۔

''کیا آپ مسلمان ہیں''؟

میں نے اثبات میں جواب دیا تو اس خاتون نے بتایا کہ وہ پہلے سے اسلام کے متعلق کچھ معلومات رکھتی ہے اور مزید جاننا چاہتی ہے۔میں نے اپنے علم کے مطابق اس کے سب سوالات کے جواب دیے ۔لگتا تھا کہ وہ خاصی مطمئن ہو گئی ہے۔

ہم نے ایک دوسرے کا ٹیلی فون لے لیا۔رابطے جاری رہے' محبت کا تعلق بڑھتا چلا گیا۔وہ میری بہت گہری سہیلی بن گئی اور ایک روز وہ بھی مسلمان ہو گئی (الحمد للہ تعالی) میں نے کوشش کر کے اس کی شادی ایک مسلمان سے کرا دی اور آج وہ باعمل مسلمان کی حیثیت سے خوش وخرم زندگی گزار رہی ہے۔

●......●......●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاسمین (فرانس)

ذیل کا ایمان افروز مضمون اور انٹرویو محترمہ عامرہ احسان سابق ایم این اے (مقیم اسلام آباد) نے مرتب کیا۔ یہ ماہنامہ ''بتول'' راولپنڈی کے شمارہ جنوری ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا۔ بہن عامرہ احسان اور ''بتول'' کے شکریے کے ساتھ اس کتاب کے قارئین کی نذر کر رہا ہوں۔

مغرب کی اضطراب انگیز زندگی کے بھنور سے نکل کر اسلام کے دامن عافیت میں پناہ لینے والوں کی تعداد میں بحمد اللہ دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ طبقۂ نسواں بطور خاص اسلام میں عورت کے محفوظ و مامون مقام کو رشک و استعجاب کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ایک لادینی نظام اور نام نہاد آزادی کے ہاتھوں ستائی ہوئی عورت جہاں تحفظ کی ضمانت پاتی ہے، اپنے آپ کو دین حق کی سپردگی میں دینے میں تامل نہیں کرتی۔ وہ حدود و قیود جو جدیدیت زدہ مسلمان عورت کے حلق کی پھانس بن جاتی ہے، انہیں وہ نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر قبول کرتی ہے اور انہیں اپنے اوپر عائد کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتی۔ فرانس سے آنے والی اپنی نومسلم بہن یاسمین کو دیکھ کر وہ یہودی نومسلم بہنیں میری نگاہوں میں گھوم گئیں جنہوں نے اسلام قبول کرتے ہی حجاب کی تمام تر حدود کی پابندی اپنے اوپر لازم کر لی اور رشتہ ازدواج میں منسلک ہوتے ہی اپنی نوکریوں کی خیرباد کہہ کر گھر کے مورچے سنبھال لئے۔ وہ سکون اور طمانیت جو ان کے چہروں کو منور کیے دیتے تھیں آج بھی مجھے یاد ہے۔ گھر کا تحفظ انہیں کس درجہ عزیز تھا وہ اس کا تذکرہ کرتے نہ تھکتی تھیں۔ یاسمین نے ان دو بہنوں کی یاد تازہ کر دی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاسمین سے اسلام آباد میں ملاقات ہوئی جہاں وہ اپنے شوہر کے ہمراہ ٹھہری ہوئی تھیں۔ ملاقات تو اخوت کے تقاضوں کو نبھانے کی غرض سے تھی' تاہم یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اس گفتگو میں قارئین کی شرکت بھی بصورت انٹرویو ہو جائے۔ نو مسلم بہنیں ہمیشہ ہوا کے تازہ جھونکے کی طرح روحِ ایمانی کو تازگی عطا کرنے کا سبب بنتی ہیں۔ دین کی حقانیت پر یقین پختہ تر ہو جاتا ہے۔ بن مانگے بن ترسے کی پائی ہوئی ہدایت پر احساسِ تشکر کچھ اور گہرا ہو جاتا ہے۔ احساسِ ذمہ داری فزوں تر ہونے لگتا ہے' مردہ پڑے جذبوں کو مہمیز لگتی ہے' سست پڑتے قدم توانائی پا جاتے ہیں۔

یاسمین کو میں نے رشک کی نگاہ سے دیکھا' اس کی شعوری عمر اس جوانی میں بھی صرف دو سال ہے۔ اس کی گزری ہوئی زندگی کی تاریکی کو ایمان نے منور کر دیا۔ حساب کتاب کو آسان تر بنا دیا۔ مجھے اپنے دامن کی سیاہی اور گہری ہوتی دکھائی دی۔ اپنے کاندھوں پر تین دہائیوں کے حساب کا بوجھ مجھے توڑے ڈال رہا تھا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ یاسمین کا چہرہ نوزائیدہ بچے کی طرح معصوم دکھائی دے رہا تھا۔ خیالات کا تانا بانا توڑتے ہوئے مجھے حقائق کی دنیا میں لوٹنا پڑا۔

یاسمین اسلام قبول کرنے کا محرک کیا تھا۔ اس سے پہلے آپ کی زندگی کیسی تھی؟ میں نے سوال کیا۔

یاسمین گویا ہوئیں: دو سال پہلے تک میری زندگی وہی منحوس فرانسیسی سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ میں نوکری کر رہی تھی۔ ماں باپ سے الگ تنہا رہتی تھی۔ مہینے میں ایک مرتبہ والدین سے ملاقات کے لیے چلی جاتی تھی' لیکن میری زندگی بہت بے سکون تھی۔ میری روح تشنہ تھی۔ محبت کی پیاسی' تنہائی کی ماری ہوئی' چاہنے اور چاہے جانے کی خواہش مجھے بے کل کیے رکھتی تھی' لیکن کوئی رشتہ بھی تو ایسا نہ تھا جو میری اس پیاس کو بجھا دیتا۔ میری سہیلیاں تو تھیں' لیکن خود غرض اور خود پسند۔ دور دور خلوص و محبت کا نام و نشان بھی نہ تھا اور میں وحشتِ تنہائی میں حیران و سرگرداں ماری ماری پھرتی رہی۔ جب کوئی راستہ سجھائی نہ دیتا تو مایوسی اور غصے کی آگ میں جل بھن کر خاک ہوئی جاتی۔ میری طبیعت غصیلی اور چڑچڑی ہوتی جا رہی تھی۔ بے مروتی مجھے گھیرے رکھتی۔ ایسے میں ایک رات میں روتی ہوئی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سڑکوں پر نکل گئی۔ آنسوؤں کی دھندلاہٹ میں مَیں نے ایک غریب آدمی کو دیکھا جو کوڑے کے ڈبوں میں سے کھانے کی تلاش میں تھا۔ اس کی بے چارگی پر میرا دل بھر آیا۔ پرس میں سے اسے پیسے نکال کر دیے اور میرے دل کی گہرائیوں سے صدا اٹھی: ''اے خدا! اگر تو ہے تو میری مدد کر' مجھے راستہ دکھا' میری تنہائی کا مداوا ہو جائے کہ میری ہمت جواب دے گئی ہے''۔ تنہا نے یہ دعا مَیں نے بے خودی کے عالم میں کیونکر کر ڈالی۔ اس سے پہلے مجھے یقین بھی نہ تھا کہ خدا ہے یا نہیں (استغفر اللہ)۔ کبھی کبھار سوچتی ضرور تھی کہ کائنات میں کتنا حسن ہے' کتنی ترتیب ہے' لیکن اس سے آگے کبھی غور ہی نہ کیا تھا۔ تاہم اس روز یہ دعا مانگ کر میں پُرسکون سی ہو گئی اور واپس گھر لوٹ آئی۔

اسی دوران شمالی فرانس کے شہر لِل میں جہاں مَیں رہتی تھی' مسلمانوں کا ایک تبلیغی اجتماع تھا۔ جس دوکان پر مَیں کام کرتی تھی وہیں تیونس کا ایک مسلمان بھی کام کرتا تھا۔ موصوف سے ملنے ایک فرانسیسی مسلمان آیا تو اس نے بطورِ خاص مجھے اس سے متعارف کروایا۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ مَیں فرنچ مسلمان کو دیکھ کر حیران رہ جاؤں گی کیونکہ مَیں بھی سمجھتی تھی کہ اسلام تو عربوں کے لیے آیا ہے' ہمیں اس سے کیا واسطہ؟ بہرحال مَیں اس فرانسیسی مسلمان سے ملی۔ اس سے پہلے مَیں نے کبھی اسلام کے بارے میں زیادہ سنا یا غور نہ کیا تھا۔ لوگ باتیں بھی کرتے تو میں قابلِ اعتنا نہ سمجھتی۔

اس ملاقات کے چند ہی روز بعد فرانسیسی مسلمان نے مجھے اپنے گھر آنے کی دعوت دی جہاں اس کی فرانسیسی بیوی بھی مسلمان تھی۔ مَیں نے اس سے ملاقات کو محض گپ شپ کا بہانہ سمجھا اور پہلے ہی کہہ دیا کہ مجھے مسلمان ہونے کو نہ کہنا۔ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں۔ بہرطور میں ان کے گھر گئی' باتیں ہوتی رہیں۔ تیونسی مسلمان کے ساتھ کام کرتے ہوئے مجھے بھی الحمد للہ' ماشاء اللہ' السلام علیکم کی عادت ہو چکی تھی۔ فرنچ مسلمان خاتون نے گفتگو کے دوران جب یہ الفاظ سنے تو مجھے کہنے لگی کہ تم اتنی روانی سے یہ الفاظ استعمال کرتی ہو' مسلمان ہونے کے بارے میں کیوں نہیں سوچتی؟ اسلام کیوں نہیں قبول کر لیتی؟ میں نے کہا کہ یہ تو میں بھی نہیں جانتی۔ وہ چند لمحوں میں مجھے اٹھا کر اپنے ساتھ اندر لے گئی۔ مجھے غسل کرنے کو کہا۔ سر پر اوڑھنے کو سکارف دیا۔ مَیں بعد از غسل سکارف اوڑھ کر سب کے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے گئی اور کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ میں سکون کی متلاشی تھی' میں چاہت کی پیاسی تھی۔

یاسمین نے بات یہاں تک کی۔ ہمارے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ سبحان اللہ۔ حیرت انگیز طور پر خدا نے اس کی دعا اس قدر جلد قبول فرمالی۔ سوال و جواب بھی نہ ہوئے' کچھ پوچھا بھی نہیں، کچھ سوچا بھی نہیں اور مسلمان ہو گئیں۔ میں اور شریکِ گفتگو بہنیں سراپا سوال تھیں۔ یاسمین کہنے لگیں۔ سچ تو یہ ہے کہ میں نہیں بتا سکتی کہ میں نے اسلام کیونکر قبول کیا؟ یکدم بس میں پراگندہ سوچوں سے نجات چاہتی تھی۔ بے سکون زندگی سے فرار کا راستہ ڈھونڈ رہی تھی۔ میرے سامنے زندگی کا کوئی مقصد نہ تھا۔ بے مقصدیت مجھے مارے ڈالتی تھی۔ میں ایک عورت ہوں۔ گھر اور گھر کا سکون چاہنے والی' لیکن معاشرتی قدریں ہمیں سوشل لائف میں' نوکریوں میں خوب سے خوب تر ہونے کی تعلیم دیتی ہیں۔ وہاں گھر اور بچوں کی' شوہر کی نگہداشت اور چاہت کا تصور ردّی یا توہین ہے۔ فطرت پر پہرے بٹھا دیئے گئے ہیں۔ عورت ایک غیر فطری زندگی گزارنے پر مجبور ہے اور شاید یہی اس کی بے سکونی اور بے اطمینانی کی جڑ ہے۔ جونہی میں نے اسلام قبول کیا وہیں مجھے طریقہ بتا دیا گیا اور میں نے فوراً نماز شروع کر دی۔ ڈاکٹر حمید اللہ کا فرانسیسی ترجمۂ قرآن اور چند ایک کتابیں لے کر میں نے مطالعہ کا آغاز کر دیا۔

اسی دوران تیونسی دوست (استغفر اللہ۔ قبلِ اسلام کی ہر بات پر یاسمین نہایت پیارے انداز میں نظر جھکا کر استغفر اللہ کہتی تھیں) نے مجھے تیونس کے ایک گاؤں میں اپنی بھابی کے گھر جا کر رہنے کی دعوت دی جسے میں نے قبول کر لیا۔ وہاں میں پانچ ماہ مقیم رہی اور یوں میں نے اسلام کتابوں سے پڑھ کر عملاً دیکھ کر اخذ کیا۔ میں نے اس سادہ سے گاؤں میں فطرت کا نہایت قریب سے مشاہدہ کیا۔ وہاں کی پُر سکون زندگی مجھے اللہ کے قریب تر لانے میں بہت معاون ثابت ہوئی۔ وہاں دور سے جا کر پانی لانا پڑتا تھا' وہاں بجلی نہ تھی۔ پانچ ماہ کے بعد میں فرانس واپس لوٹی۔ یہاں ایک فرانسیسی بہن' 'ایمان' ' نے مجھے اس راہ پر آگے بڑھنے میں مدد دی۔ کبھی کبھار میں سیکھنے کے ان ابتدائی مراحل میں پریشان بھی ہو جاتی تھی تو وہ مجھے دلاسہ دیتی اور راستہ دکھاتی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

"یاسمین اب تک آپ کے والدین کا تذکرہ نہیں آیا۔ آپ کے مسلمان ہونے پر ان کا کیا ردِ عمل تھا"؟ میں نے پوچھا۔

دراصل ڈیڑھ سال کے بعد اب مجھے ذاتی وجوہ کی بنا پر جا کر اپنے والدین کے پاس رہنا پڑا جو کہ اس قصبے سے ۹۰ کیلو میٹر کے فاصلے پر رہتے تھے۔ ابتداءً جب انہیں میرے مسلمان ہونے کا علم ہوا تو انہوں نے خالص مغربی انداز میں یہی کہا کہ تم بچی نہیں' اکیس سال کی ہو' اپنی زندگی کی آپ مالک ہو' جس طرح چاہو رہو۔ تاہم جب میں ان کے پاس رہتی تو والد صاحب کو میرے حجاب پر اعتراض ہوتا تھا۔ وہ اس حلیے میں مجھے اپنے ساتھ باہر لے جانا پسند نہیں کرتے تھے۔ میری والدہ کا رویہ ہمیشہ کی طرح اب بھی میرے حق میں نرم تھا اور ان کی یہی کوشش رہتی تھی کہ وہ والد صاحب سے میرے تعلق پر آنچ نہ آنے دیں۔ میری نماز روزے اور دیگر مراسم عبودیت پر انہیں کوئی اعتراض نہ تھا۔ البتہ وہ اسلام پر بات کرنے کے روادار نہ تھے' نہ ہی خدا کا ذکر سننا گوارا کرتے تھے۔ اگرچہ میری والدہ نام کی عیسائی تھیں' لیکن ان کی سوچ الجھی ہوئی تھی اور والد' نہ جانے وہ خدا پر یقین بھی رکھتے تھے یا نہیں؟ میں پانچ ماہ تک یہیں مقیم رہی۔ آگے رمضان آ رہا تھا اور میں نہ چاہتی تھی کہ یہ مقدس مہینہ اس اجنبی ماحول میں گزاروں۔ چنانچہ میں نے مختلف اسلامی تنظیموں کو خطوط لکھے' تقریباً ۱۵ کی تعداد میں کہ میں ایک ایسی نوکری کی تلاش میں ہوں جو کہ مجھے معاشی فکر سے نجات دلانے کے ساتھ ساتھ میرے اسلامی تشخص پر اثر انداز نہ ہو۔ ایسا ہی ایک خط میں نے ایک مسلمان بہن کو لکھا جو انہوں نے پیرس کے ہیومن سائنس انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر کو دے دیا۔ یہ صاحب ایسے افراد کی تلاش میں تھے جو انگریزی کتب کا فرانسیسی میں ترجمہ کر سکیں۔ انہوں نے مجھے فون پر پیرس آ کر کام کرنے کی دعوت دی اور میرے کام کو تسلی بخش قرار دیتے ہوئے مجھے یہ ذمہ داری سونپ دی۔ رمضان گزارنے کے لیے اسی دفتر کی ایک یمنی فیملی کے ساتھ میری رہائش کا انتظام کر دیا گیا۔ دو ماہ بعد اکتوبر ۱۹۸۷ میں میں انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر سے رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو گئی۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے نکاح پڑھایا جسے میں اپنی خوش قسمتی سے تعبیر کرتی ہوں۔

میرا اگلا سوال تھا یاسمین سے کہ اسلام کا کوئی ایسا جزو جس پر عمل کرنے میں آپ کو

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دشواری محسوس ہوئی ہو؟ پردہ' نماز' روزہ بھی کچھ تو آپ کے لیے نیا تھا؟

''بہن اسلام دین فطرت ہے تو پھر مشکل کیسی؟ جب میں نے اسلام قبول کیا تو مجھے بتایا گیا کہ تمہیں دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنی ہے اور میں نے فوراً ہی شروع کر دی۔ مجھے بتایا گیا کہ اسلام میں عورت کو اللہ نے پردے کا حکم دیا ہے۔ میں نے قبول کر لیا کہ جب اللہ کا حکم ہے تو پس و پیش کیسی؟ اور پھر یہ بھی تو ہے ناں کہ جب اخلاص سے انسان اللہ کی جانب قدم بڑھاتا ہے تو اللہ آگے بڑھ کر اسے تھام لیتا ہے' اس کی مدد کرتا ہے''۔

یہاں یاسمین نے اس حدیث کا بھی حوالہ دیا جو اللہ کی طرف قدم اٹھانے والے فرد کے ساتھ اللہ کی مدد کو بیان کرتی ہے۔ یاسمین نے سمعنا واطعنا کی قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ کر دی۔ جہاں اطاعت غیر مشروط رہی' بلا پس و پیش ہوئی۔

''اچھا بہن' یہ تو بتائیں کہ اسلام کے کس پہلو نے اولاً سب سے زیادہ متاثر کیا؟'' میں نے جاننا چاہا۔

''اسلام میں معاشرتی زندگی کے حُسن نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا۔ فرد کا فرد سے تعلق' اسلامی اخوت کا رشتہ جو مجھے آپ سے جوڑ دیتا ہے۔ یہی میری زندگی کی تشنگی تھی جسے میں نے اسلام میں پایا۔ ایک دوسرے کے لیے درد' اخلاص اور محبت کے جذبات جن کے اعتبار سے ہمارا معاشرہ بنجر ہے اور پھر میں نے مقصدیت کو بھی پایا جس نے میری زندگی کے خلا کو پُر کر دیا۔ یہاں گفتگو صرف خطوں' بازاروں اور رنگ و خوشبو کے گرد نہیں گھومتی بلکہ مثبت' صحت مندانہ رویوں کو پروان چڑھانے کا سبب بنتی ہے''۔

اور میں چپ سی ہو گئی یہ سوچ کر کہ شکر ہے کہ یاسمین نے تحریکی دائرے سے باہر کی عام مسلمان عورت کو رنگ و خوشبو میں ڈوب کر زندگی بسر کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

......''ایک آزاد معاشرے سے یکسر مختلف اسلام کے تصورِ حیات کو آپ نے کیسا پایا''؟ میں نے دریافت کیا۔

......''حیا کا وصف مرد و زن کا محافظ ہے۔ یہی تصور جب عمل میں آتا ہے تو معاشرے کو پاک و صاف رکھنے کا سبب بنتا ہے۔ یوں مرد و زن کے اختلاط اور اس سے پھوٹ نکلنے والی برائیوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف عورتوں کی محفل میں بیٹھنے کا لطف ہی کچھ اور ہے۔ میں اپنے آپ کو خواتین کے درمیان اتنا ہلکا پھلکا محسوس کرتی ہوں۔ کوئی بناوٹ نہیں' تصنع نہیں جو مخلوط محفلوں کا خاصہ ہے"۔

"یاسمین آپ اپنے شوہر کی دوسری بیوی ہیں۔ اس ضمن میں آپ کے احساسات؟ آپ کی سوچ اور تجربہ کیا کہتا ہے۔ مغرب میں تو اسلام کی ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت ہی پر کڑی تنقید ہوتی ہے"؟

پاکستان آنے پر میں شوہر کی پہلی بیوی سے ملی۔ ہمارا آپس کا تعلق خوشگوار رہا۔ بچے بھی میرے ساتھ خوش ہیں۔ پہلے ان کی ایک ماں تھی اب دو ہیں۔ وہ کم کم انگریزی بول سکتی ہیں لہٰذا ترجمانی میرے (استغفراللہ) ہمارے شوہر کرتے رہے اور یوں ہماری خوب دوستی ہو گئی۔ رہا یہ سوال کہ اہلِ مغرب کی اس ضمن میں تنقید' تو میرا ذہن تو یہ کہتا ہے کہ اس کی اجازت اللہ نے دی ہے۔ اسی خالق نے حدود واضح کر دی ہیں۔ کیا حلال ہے اور کیا حرام' محمد ﷺ ہمارے لیے کامل نمونہ ہیں۔ آپ نے ایک سے زائد شادیاں کیں اور آج یہ دروازہ ہمارے لیے بھی کھلا ہے۔ فرانس میں بھی اور پوری مغربی تہذیب میں مرد عورت کو محض ایک کھلونے کے طور پر لطف اندوزی کے لیے استعمال کرتا ہے۔ ذمہ داری سے آزاد رہتے ہوئے۔ نتیجتاً وہاں کی عورت تنہا ہے کوئی اس کی ذمہ داری اٹھانے والا نہیں۔ ناجائز بچوں کی بہتات ہے۔ وہ کیونکر خوش رہ سکتی ہے؟ دو ہی صورتیں ممکن ہیں یا یہ کہ مرد کی ایک بیوی اور کئی داشتائیں اور یا دہ زیادہ سے زیادہ چار بیویاں رکھتے ہوئے ہر ایک کی ذمہ داری نبھائے۔ حرام سے بچتے ہوئے اللہ کی رضا کو بھی پا سکے۔

میرے خیال میں یہ سوال مشکل تو نہیں ہے۔ مقصد تو اللہ کی اطاعت کی راہ اختیار کرنا اور اس راہ کی ذمہ داریوں کو نبھانا ہے۔ مریم جمیلہ اس ضمن میں بہترین مثال ہیں۔ فی الحال تو میں حسد کا کوئی جذبہ اپنی دوسری بہن کے لیے محسوس نہیں کرتی۔ اگرچہ یہ ہو بھی سکتا ہے جیسا کہ آپ ؐ کی بیویوں میں بھی کبھی کبھار ابھر آیا۔ تاہم اسے کنٹرول کرنا چاہئے۔ میرے خیال میں تو زیادہ لوگوں کا یکجا رہنا بہت ہی خوشگوار ہے کہ جہاں آپ ایک دوسرے سے محبت کریں' تعاون کریں۔ اللہ کی خاطر

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"پاکستان کے بارے میں آپ کے تاثرات؟" میں نے سوال کیا۔

(ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے) "ہاں سب سے زیادہ دکھ اور حیرت اس بات پر ہوئی کہ ایک مسلمان ملک میں خواتین پردے کے بغیر کھلے عام گھومتی ہیں۔ فرانس میں تو ہمیں پردے میں دقت پیش آتی ہے' لیکن پاکستان میں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسلام پر عمل نہ کیا جائے۔ کاش کہ یہ خواتین مغربی تہذیب کی حقیقت سے آگاہ ہو جائیں' پھر یہ کبھی اس کی تقلید کی خواہش اپنے دل میں نہ لائیں۔ بے حجابی درحقیقت عورت کو بے وقعت بنا دیتی ہے اور یوں عورت لاشعوری طور پر معاشرے میں بے راہ روی کا سبب بنتی ہے۔ اسلام نے عورت کو بے حساب عظمت عطا کی ہے۔ پردہ عورت کے درجے بلند کرتا ہے جبکہ مغربی تہذیب عورت کا تشخص بحیثیت بیوی' بیٹی اور ماں کے بے حد گرا دیتی ہے۔

اس پہلو سے ہٹ کر بات کریں تو پاکستان ایک خوبصورت ملک ہے اور مجھے بہت پسند آیا ہے۔"

"کیا آپ اسلام میں عورت کے مقام پر مطمئن ہیں؟" میرا آخری سوال تھا۔

میرا خیال ہے کہ اس ضمن میں میں یہی کہوں گی کہ اسلام میں عورت ایک ہیرے کی مانند ہے جب کہ مغرب میں محض ایک پتھر جو ادھر سے اُدھر لڑھکا دیا جاتا ہے۔ مسلمان عورت خوش قسمت ہے۔ اس پر مشکل وقت بھی آئے تو وہ تنہا نہیں کہ اس کا تعلق اللہ سے جڑا ہوا ہے۔ جب تک میں مسلمان نہ ہوئی تھی میرے احساسات و جذبات کے پنپنے کی کوئی راہ نہ تھی۔ میں تنہا تھی' اب میرا اللہ میرے ساتھ ہے"۔

"پاکستانی بہنوں کے لیے کوئی پیغام؟"

"خدارا مغربی تہذیب کی چکا چوند پر مت جائیے۔ دور کے ڈھول سہانے ہیں۔ ایک قدم اللہ کی طرف اٹھائیے' اللہ بڑھ کر آپ کو تھام لے گا۔ یورپ میں مکمل آزادی وہاں کی عورت کے لیے عذاب بن گئی ہے۔

اس آزادی پر اللہ کی غلامی کو ترجیح دیجیے"۔

●.....●.....●

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یووان ریڈلی (انگلینڈ)

(YVONNE RIDLEY)

۴۸ سالہ یووان ریڈلی وہ برطانوی خاتون ہیں جو ۲۸ ستمبر ۲۰۰۱ء کو خفیہ طور پر افغانستان میں داخل ہوتے وقت اس وقت اخباروں کی شہ سرخی بن گئیں جب طالبان نے ان کو گرفتار کرلیا۔ ان کو ۱۰ دن بعد رہا کر دیا گیا لیکن قید کے ان ایام نے نہ صرف ان کی زندگی کی کایا پلٹ دی بلکہ دنیا اور اس کے مسائل کے بارے میں ان کی پوری فکر کو بھی تبدیل کر دیا۔ رہائی پانے کے بعد انہوں نے اپنے پروٹسٹنٹ عیسائی مذہب کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا۔ مسلمان ہونے کے بعد اُن کا نام مریم رکھا گیا لیکن صحافتی اور علمی حلقوں میں وہ ابھی تک پرانے نام ہی سے پکاری جاتی ہیں۔

افغانستان کی جیلوں میں کئی بار کوشش کی گئی کہ وہ اسلام قبول کر لیں۔ انہوں نے یہ وعدہ کیا کہ رہا ہوتے ہی قرآن ضرور پڑھیں گی۔ یووان ریڈلی کو کوئی نقصان پہنچائے بغیر رہا کر دیا گیا اور اب یہ ان کی باری تھی کہ وہ اپنے وعدے کو پورا کریں۔ رہائی کے بعد طلبہ کے ایک وفد سے بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا: چونکہ مجھے قید میں رکھنے والوں نے میرے ساتھ ہمدردی اور عزت کا سلوک کیا ہے اس لیے اس کے بدلے میں میں نے اپنے وعدے کا پاس رکھا اور ان کے مذہب کے مطالعے کا آغاز کر دیا۔ اس طرح شروع ہونے والے روحانی سفر کی تکمیل بالآخر ۳۰ جون ۲۰۰۳ء کی صبح ۱۱ بجے اسلام قبول کر کے ہوئی۔

ایک موقع پر قید کے دوران پیش آنے والے ایک واقعے کا ذکر کرتے ہوئے یووان ریڈلی نے کہا: ''ایک وقت ایسا بھی آیا جب کابل کی جیل میں قید کے دوران میری قوت برداشت اس حد تک جواب دے گئی کہ میں نے اپنے قید کرنے والوں کے منہ پر تھوکا اور ان کو گالیاں دیں۔ مجھے

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بدلے میں ان سے بدترین جواب کی توقع تھی' لیکن ان لوگوں نے میرے اشتعال دلانے والے رویے کے باوجود مجھے بتایا کہ میں ان کی بہن اور مہمان ہوں"۔

عراق میں قیدیوں پر امریکی اور برطانوی فوجیوں کے ناقابلِ بیان مظالم کے پس منظر میں یووان ریڈلی کی داستان نہایت اہمیت اختیار کر گئی ہے۔ اس میں دو مختلف تہذیبوں کی حقیقی تصویر آئینے کی طرح صاف نظر آتی ہے۔ ایک وہ جو آزادی، انسانی حقوق اور خواتین کے مقام کی عالمی ٹھیکیدار بنی ہوئی ہے لیکن قیدیوں کے ساتھ اس کا سلوک وحشیوں کو بھی شرماتا ہے اور دوسری وہ جس پر دہشت گردی' حقوق نہ دینے اور خواتین کو پس ماندہ رکھنے کا الزام ہے لیکن اس کا حُسنِ سلوک ایک جدید تعلیم یافتہ خاتون کو جیت لیتا ہے۔ آج طالبان کا نام گالی بنا دیا گیا ہے لیکن اسلام کی تعلیمات پر عمل میں جو کشش بلکہ جادو ہے وہ سر پر چڑھ کر بولتا ہے۔

یووان ریڈلی "اسلام" نامی چینل سے وابستہ ہیں جس کا ہیڈ آفس لندن میں ہے۔ وہ دو کتابوں کی مصنفہ ہیں: In the hands of talibans اور Ticket to paradise۔ وہ گزشتہ گیارہ سالوں سے انگلینڈ کے بڑے اخبارات میں کام کر رہی ہیں۔ وہ برٹش اینٹی وار موومنٹ کی سرگرم کارکن ہیں۔ اس پلیٹ فارم سے انہوں نے دہشت گردی کے خلاف جنگ، اسلام میں خواتین کے حقوق' افغانستان' فلسطین اور عراق میں میڈیا کوریج پر پورے وسطی ایشیا' آسٹریلیا' جنوبی افریقا' یورپ اور امریکہ میں لیکچر دیے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل زلزلے کی تباہ کاریوں کی کوریج کے لئے وہ اسلام آباد تشریف لائیں، تو روزنامہ "جناح" کے محمد رشید گوہر نے ان سے انٹرویو کیا۔ جو اس اخبار کے سنڈے میگزین (۱۳ نومبر ۲۰۰۵ء) میں شائع ہوا۔ ہم فاضل انٹرویو نگار اور اخبار کے شکریے کے ساتھ یہ روح پرور انٹرویو قارئین کی نذر کر رہے ہیں۔

جناح: آپ نے افغانستان جانے کا رسک کیوں لیا تھا وہاں آپ طالبان کے ہاتھوں کیسے گرفتار ہوئیں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یووان ریڈلی: نائن الیون کے واقعہ کے بعد برطانوی اخبار "سنڈے ایکسپریس" نے مجھے رپورٹنگ کے لیے پاکستان بھیجا تھا۔ مَیں پاکستان کے نام سے واقف تھی لیکن اس کے بارے میں بہت کم جانتی تھی مَیں نے اس سے پہلے کبھی پاکستان نہیں دیکھا تھا۔ یہ مجھے قدرتی نظاروں سے بھرپور ایک خوبصورت ملک لگا۔ محبت کرنے والے اور سادہ طبیعت کے مالک ان لوگوں نے مجھے خاصا متاثر کیا۔ پاکستانی مثبت انداز میں سوچنے والے لوگ ہیں' یہ دوسروں کی مدد کر کے خوش ہوتے ہیں۔ مجھے ان لوگوں کی یہ خوبی دیکھ کر خوشگوار حیرت ہوئی تھی مَیں خبروں کی تلاش میں سرگرداں رہتی تھی' مَیں اپنے اخبار کے لیے اچھی خبریں بریک کرنا چاہتی تھی جس کے لیے مَیں افغانستان جانا چاہتی تھی۔ مَیں نے روایتی شٹل کاک برقعہ پہنا اور 28 ستمبر 2001ء کو بارڈر پار کر کے افغانستان چلی گئی۔ میرے پاس تصاویر بنانے کے لیے ایک کیمرہ' ڈائری' کاغذ' قلم' ٹوتھ برش اور ٹوتھ پیسٹ کے سوا کچھ نہیں تھا۔ مَیں نے اپنی چھوٹی سی ڈائری ٹوتھ پیسٹ کے پیکٹ میں چھپا رکھی تھی۔ مَیں بھیس بدل کر جلال آباد پہنچ گئی۔ ایک روز مَیں گدھے پر سوار ہو کر آبادی سے گزر رہی تھی' اچانک میرے برقعہ میں بندھا کیمرہ چھوٹ کر نیچے جا گرا' کیمرہ گرتے ہی طالبان کے ایک محافظ کی اس پر نظر پڑ گئی اور اس نے شور مچا دیا "جاسوس" "جاسوس" اور مجھے بازو سے پکڑ کر گرفتار کر لیا۔

جناح: طالبان نے آپ کو کس جگہ قید رکھا تھا' کیا آپ کو سہولیات دی گئیں؟

یووان ریڈلی: مجھے جس کمرے میں رکھا گیا تھا اس میں ایئر کنڈیشنر لگا تھا' کمرے کو لگے تالے کی ایک چابی مجھے دی گئی تھی تاکہ رات کو تالا لگا کر اطمینان سے سو سکوں۔ اگرچہ مَیں تمام دس دن بھوک ہڑتال پر رہی تھی لیکن طالبان محافظ مجھے ہر روز تین وقت کھانا دے جاتے تھے' لیکن مَیں کھانا نہیں کھاتی تھی۔ وہ ہر بار آ کر میرے ہاتھ دھلواتے' مجھے کہتے مَیں ان کی بہن اور مہمان ہوں۔ مجھے کھانا دیتے اور کھانے پر اصرار کرتے تھے مگر مَیں انکار کر دیتی تھی۔ میرے کھانا نہ کھانے کی وجہ سے وہ خاصے پریشان رہتے تھے۔ میرا ان سے ایک ہی مطالبہ تھا کہ مجھے ٹیلیفون کی سہولت دے دی جائے' مَیں چاہتی تھی کہ حراست کے دوران اپنے اخبار کو خبریں بھیج دوں' بازاروں کی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رونق اور لوگوں کے جذبات کے بارے میں آنکھوں دیکھے حال سے آگاہ کر دوں میں یہ بھی چاہتی تھی کہ اپنی والدہ اور بیٹی سے بات کر کے انہیں تسلی دے دوں اور کہوں کہ وہ میری فکر نہ کریں۔ حراست کے دوران مجھ پر تشدد نہیں کیا جا رہا' لیکن طالبان نے میری یہ خواہش پوری نہیں کی۔ شاید وہ سیکورٹی کے نقطہ نظر سے مجھے ٹیلیفون کی سہولت نہیں دینا چاہتے تھے۔

جناح: طالبان نے آپ سے کس انداز میں تفتیش کی تھی؟ ان کا طریق کار کیا ہوتا تھا؟

یووان ریڈلی: میں غیر قانونی طور پر افغانستان داخل ہوئی تھی۔ مجھے اپنے جرم اور حکمت سزا کا پورا علم تھا' اس کے باوجود میں اس بات سے خوفزدہ تھی کہ کہیں مجھ پر کوئی اور الزام عائد نہ کر دیا جائے۔ مجھے ٹارچر نہ کیا جائے اور کہیں مجھے گولی نہ ماردی جائے۔ طالبان مجھ سے تفتیش کرتے تھے لیکن کبھی جسمانی تشدد نہیں کیا۔ انہوں نے مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا' وہ مجھ سے بہت سے سوال پوچھتے تھے' سب سے زیادہ پوچھے جانے والا سوال یہی ہوتا تھا کہ میں ان کے ملک میں غیر قانونی طور پر کیوں داخل ہوئی ہوں' میں انہیں صحافی ہونے کا یقین دلاتی' مگر انہیں میری باتوں کا یقین نہیں آتا تھا' وہ مجھے جاسوس سمجھتے تھے لیکن بعد میں کسی ذریعہ سے انہیں پتا چل گیا تھا کہ میں برطانوی صحافی ہوں اور جنگی خبروں کی تلاش میں افغانستان آئی ہوں۔ اب میں سمجھتی ہوں کہ دوران حراست زیادہ خوف میرا اپنا پیدا کردہ تھا۔ میرے ذہن پر یہی خوف سوار تھا کہ مجھے مار دیا جائے گا' میں کہہ سکتی ہوں کہ جلال آباد جیل سے بڑی جیل میرا اپنا ذہن تھا۔ اب میں مسلمان ہوں' اب میں کسی خوف کا شکار نہیں ہوں' میں اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی۔ اس تصور نے مجھے جو آزادی دی ہے وہ اس سے پہلے مجھے کبھی حاصل نہیں رہی تھی۔

جناح: آپ کا تعلق اس ملک سے تھا جو امریکہ کا اتحادی ہے' ایسے میں آپ کو طالبان کا برتاؤ کیسا لگا؟

یووان ریڈلی: جب طالبان نے مجھے گرفتار کیا اس وقت میں بہت زیادہ خوفزدہ تھی' میرا خیال تھا کہ یہ لوگ مجھے شدید تشدد کا نشانہ بنائیں گے یا مجھے جان سے مار دیں گے۔ جب انہوں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نے مجھے کمرے میں بند کیا تو ان کا رویہ میرے لیے حیران کن تھا۔ وہ مجھے بہن کہہ کر مخاطب کر رہے تھے' وہ جب کمرے میں آتے تو ان کی نظریں جھکی ہوتیں اور مجھ سے بڑے احترام سے پیش آتے تھے' ان کے رویے اور لہجے سے کبھی یہ احساس نہیں ہوا کہ میں ان کی قیدی ہوں' شروع میں میں سمجھنے لگی کہ شاید یہ ان کی نفسیاتی چال ہے۔ اتنے بااخلاق اور اچھے رویے کا مظاہرہ کرنے والے یہ لوگ کسی بھی وقت سفاک اور جلاد بن جائیں گے' مجھ پر تشدد کریں گے' مجھے بجلی کے جھٹکے لگائیں گے' ٹارچر کرنے والے آلات کا استعمال کریں گے یا مجھے باہر لے جایا جائے گا اور گولی مار دی جائے گی۔ میں جتنے دن ان کی قید میں رہی ہر صبح اٹھ کر سوچتی کہ یہ دن میری زندگی کا آخری دن ہوگا۔ انہوں نے مجھے 6 روز تک جلال آباد کے انٹیلی جینس ہیڈ کوارٹر میں رکھا۔ اس کے بعد کابل کی جیل میں منتقل کر دیا۔ مجھے جس کمرے میں رکھا گیا وہ انتہائی سنا وہ تھا' میں زمین پر سوتی تھی' میرے لئے یہ تجربہ انتہائی خوفزدہ کر دینے والا تھا۔ ان کے بہترین رویے کے باوجود مجھ پر ایک خوف طاری تھا جو شاید ہر قیدی کو ہوتا ہے کیونکہ میں اس پروپیگنڈا پر یقین رکھتی تھی کہ طالبان کا دورِ حکومت جدید دنیا کا سب سے تاریک' سفاک اور برائیوں سے بھرپور دورِ حکومت ہے۔ میرے لئے یہ تجربہ بھی خاصا مشکل تھا کہ میرا رابطہ دنیا سے ختم ہو گیا تھا۔ دس دن مجھے معلوم نہیں تھا کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟

جناح: طالبان کی حراست سے قبل آپ کا ان کے بارے میں امیج کیا تھا' کیا وہ تبدیل ہو گیا؟

یووان ریڈلی: باقی دنیا کی طرح طالبان کے بارے میں میری رائے ٹھیک نہیں تھی۔ میں انہیں غیر مہذب' غیر شائستہ اور ہٹ دھرم تصور کرتی تھی۔ میرا خیال تھا یہ بنیاد پرست مسلمان دنیا کو تباہی کے کنارے پر لانے کے مرتکب ہو رہے ہیں' لیکن جب میں ان کے ہاتھوں قید ہوئی اور دس روز تک ان کو قریب سے دیکھا تو میں نے غیر ملکی میڈیا کی جانب سے بنائے گئے ان کے امیج سے انہیں قطعی مختلف پایا۔ وہ انتہائی شائستہ زبان میں بولتے' مجھے اپنی بہن کہتے تھے' واقعی انہوں نے مجھ سے بہنوں کا سا سلوک کیا۔ میں نے انہیں مہذب کہلانے والی قوموں سے زیادہ مہذب پایا' مغربی

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشرہ انسانی حقوق کا علمبردار ہے لیکن عملاً ایسا نہیں ہے۔ مجھے طالبان کی روایات، ان کے رویے میں مہذب پن کی حقیقی جھلک نظر آتی تھی۔ ان کے خلاف انتہا پسند اور غیر مہذب حکومت ہونے کا پروپیگنڈا جھوٹ تھا۔ میرے نزدیک طالبان کو اصل معنوں میں انسانی حقوق کے سچے علمبردار ہونے کا کریڈٹ ملنا چاہیے۔

جناح: طالبان دوران حراست کس موضوع پر گفتگو کرتے تھے؟ کیا انہوں نے آپ کو مسلمان ہونے کی دعوت دی تھی؟

یوان ریڈلی: جب مجھے گرفتار کیا گیا اور ایک کمرے میں رکھا گیا، میں طالبان کے اس رویے کے بارے میں مسلسل سوچتی رہی کہ ان کا میرے ساتھ وہ سلوک نہیں ہے جو عمومی طور پر قیدیوں کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے۔ اس کے باوجود میں ان کے طرز عمل سے شاکی تھی۔ ایک روز ایک مذہبی عالم آیا اور اس نے مجھ سے میرے مذہب کے بارے میں دریافت کیا اور پوچھا کہ میں اسلام کے بارے میں کیا جانتی ہوں؟ میں نے انہیں محتاط انداز میں سب کچھ بتا دیا۔ اس مذہبی رہنما نے مجھے کہا کہ اگر آپ اسلام قبول کرنا چاہیں تو یہ ہمارے لئے خوشی کا باعث ہوگا۔ میں اس شخص کی دعوت سے خوفزدہ ہو گئی تھی۔ ایک ایسے ملک میں جس پر اسلامی بنیاد پرستوں کی حکومت تھی اور میں ان کی قید میں تھی، میں ان سے پانچ روز تک اسلام کے موضوع پر گفتگو کرنے سے احتراز کرتی رہی۔ میرا گمان تھا اگر میں نے انکار کیا تو دوسرے لمحے مجھے گولی مار دی جائے گی۔ چند روز بعد میں نے اسلام کی دعوت دینے والے شخص کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ کی دعوت دینے پر میں آپ کی شکرگزار ہوں، لیکن جیل میں رہ کر زندگی بدل دینے والا فیصلہ کرنا میرے لئے انتہائی مشکل ہے۔ تاہم میں نے اس سے وعدہ کیا کہ اگر مجھے رہا کر دیا گیا تو میں لندن واپس پہنچ کر اسلام کا مطالعہ ضرور کروں گی۔ میں اپنے جواب کے بدلے میں شدید ردعمل کی توقع کر رہی تھی لیکن انہوں نے میرے جواب پر کسی ردعمل کا مظاہرہ نہیں کیا اور کہا ٹھیک ہے ہمیں آپ کے وعدے پر یقین ہے آپ اسلام کا مطالعہ ضرور کیجئے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناح: ان کے اس رویے کے بعد کس لمحے آپ کو احساس ہوا کہ آپ کو رہا کر دیا جائے گا؟

یوان ریڈلی: چند روز گزرنے کے بعد مجھے احساس ہو گیا تھا کہ کم از کم مجھے کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ وہ مجھ سے بار بار یہ پوچھتے رہے کہ میرے افغانستان میں آنے کا مقصد کیا ہے؟ میں انہیں یقین دلاتی رہی کہ میں برطانوی صحافی ہوں اور اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے سلسلے میں افغانستان آئی ہوں' ابتدا میں تو انہوں نے یقین نہیں کیا' لیکن پھر انہوں نے اپنے ذرائع سے اس کی تصدیق کر لی۔ پھر نویں روز انہوں نے مجھے کہا کہ کل آپ کو رہا کر دیا جائے گا' اسی رات امریکہ نے افغانستان پر حملہ شروع کر دیا۔ امریکہ نے جیسے ہی حملہ شروع کیا میرے ذہن میں خیال آیا کہ اب مجھے رہا نہیں کیا جائے گا' اب مجھے مار دیا جائے گا لیکن اگلے روز 8 اکتوبر 2001ء کو انہوں نے اپنے وعدے کے مطابق مجھے رہا کر دیا۔ مجھے ہرگز یقین نہیں تھا کہ طالبان مجھے رہا کر دیں گے۔ میں مایوس ہو چکی تھی طالبان نے مجھے رہا کر کے اپنے حسن سلوک کا اثر گہرا کر دیا تھا۔ مجھے باعزت طریقے سے سرحد پار کرائی گئی تھی۔ میں نے جیسے ہی سرحد پار کی درجنوں غیر ملکی صحافی میرا انٹرویو لینے کے لئے سرحد کے دوسرے پار موجود تھے۔ جونہی میں کار سے اتری انہوں نے مجھ سے پہلی بات یہ کی کہ آپ کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہوگا' جسم پر موجود تشدد کے نشان دکھائیں۔ جب میں نے انہیں بتایا کہ مجھ پر کسی قسم کا تشدد نہیں کیا گیا تو وہ حیران رہ گئے۔ میں دوران حراست اور اس کے بعد کے رویے کے حوالے سے طالبان کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ مجھے گرفتار کرنے والے امریکی نہیں تھے' میں امریکیوں کی قید میں نہیں رہی تھی۔ شکر ہے کہ میں طالبان کی قید میں رہی' اگر مجھے قید کرنے والے امریکی ہوتے تو میرے ساتھ وہی سلوک ہوتا جو آج ابوغریب اور گوانتاناموبے میں ہو رہا ہے۔ میں آج بھی سوچتی ہوں کہ دنیا جن طالبان کو بدتہذیب' اجڈ' گنوار' متعصب سمجھتی ہے وہ کتنے مہذب اور انسان دوست ہیں جبکہ جن لوگوں کو مہذب سمجھا جاتا ہے وہ کتنے انسان دشمن اور بدتہذیب ہیں۔ میں آج تک اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اگر میں طالبان کے ہاتھوں گرفتار نہ ہوتی تو میری زندگی میں اتنی بڑی تبدیلی نہ آتی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناح: رہائی کے بعد آپ اسلام کا مطالعہ کرنے پر کیوں مجبور ہوئیں؛ اسلام کا مطالعہ کر کے آپ کو کیسا لگا؟

یووان ریڈلی: میں طالبان کے رویے سے بہت متاثر ہوئی تھی۔ ان کی باتوں نے مجھ میں اسلام کے مطالعہ کی دلچسپی پیدا کر دی تھی' یہی وجہ تھی کہ میں اپنے وعدے پر قائم رہی اور میں نے لندن واپس جا کر اسلام کا مطالعہ شروع کر دیا۔ شروع میں اسلام کو عام مذہب سمجھ کر مطالعہ کرتی رہی۔ میں نے قرآن پاک کو بھی تدریسی کتاب سمجھ کر پڑھنا شروع کیا تھا لیکن میں جوں جوں قرآن پاک پڑھتی گئی، اس کے صفحات پر بکھری سطروں کی سچائی مجھ پر عیاں ہوتی گئی۔ مجھے ایسے لگنے لگا کہ یہ کتاب آج کے دن کے لیے لکھی گئی ہے۔ مجھے اسلام اس مذہب سے قطعی مختلف نظر آیا جس کے بارے میں ہم اپنی سوسائٹی میں سنتے تھے۔ میں حیران رہ گئی کہ اتنے عظیم مذہب سے ہم باخبر لوگ کیوں بے خبر اور دور ہیں۔

جناح: آپ نے مسلمان ہونے کا فیصلہ کب کیا' نیز آپ نے اسلام کس کے ہاتھوں قبول کیا تھا؟

یووان ریڈلی: اسلام کا مطالعہ شروع کرتے ہی مجھ پر اس کی حقانیت ظاہر ہو گئی تھی' اس کے باوجود میں نے جذباتی فیصلہ نہیں کیا' میں نے کئی ماہ اسلام کا مطالعہ جاری رکھا۔ گہرے مطالعہ کے ساتھ ساتھ میرے دل پر اسلام کے نقش گہرے ہوتے گئے' میں نے 30 ماہ تک اسلام کا مطالعہ کیا اس کے بعد میں نے حتمی فیصلہ کیا کہ اب جو کچھ ہو جائے' مجھے کسی بھی قسم کی مشکل کا سامنا کرنا پڑے میں بہرحال اسلام قبول کروں گی میں نے اپنے دوست عمران خان کو جو میرے بزنس پارٹنر بھی ہیں' اپنے فیصلے سے آگاہ کیا۔ انہوں نے مجھے دوبارہ سوچنے کا مشورہ دیا میں نے جواباً کہا میں حتمی فیصلہ کر چکی ہوں' اب فیصلہ تبدیل نہیں کروں گی' چنانچہ میں نے 30 جون 2003ء کو صبح ساڑھے گیارہ بجے عمران خان کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ اس موقع پر ہمارے تین اور دوست بھی وہاں موجود تھے۔ یہ تقریب سادہ تھی۔ ہم نے کسی کو اس تقریب

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مدعو نہیں کیا، میڈیا کو بھی اس کی خبر نہیں کی۔

جناح: اگر آپ طالبان کے ہاتھوں گرفتار نہ ہوتیں تو کیا سمجھتی ہیں پھر بھی مسلمان ہو جاتیں؟

یووان ریڈلی: ہزاروں غیر مسلم مسلمان ممالک کا دورہ کرتے ہیں' ہزاروں مسلمان یورپی ممالک میں رہتے ہیں لیکن ان مسلمانوں کے طرز زندگی اور طرز عمل نے کسی غیر مسلم کو متاثر نہیں کیا۔ اصل میں مسلمانوں نے اسلام صرف مذہب کا لیبل لگانے کے طور پر اپنا رکھا ہے۔ اکثر مسلمان اس کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے حالانکہ یہ ایک طرز معاشرت اور زندگی اپنانے کی تلقین کرتا ہے لیکن مسلمان اس سے دور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کا صحیح پیغام اور اس کی درست تصویر غیر مسلموں تک نہیں پہنچ پاتی۔ وہ مسلمانوں کو جیسا دیکھتے ہیں اسلام کو ویسا ہی سمجھتے ہیں۔ میں بھی مسلمانوں کو جس حالت میں دیکھتی تھی' ان کے طرز زندگی کو جس طرح محسوس کرتی تھی' اسلام کو ویسا ہی سمجھتی تھی' افغانستان آنے سے قبل میں نے وسطی ایشیا کی کئی ریاستوں کا دورہ کیا' کئی اسلامی ممالک گئی' لیکن مجھے مسلمانوں اور اسلام نے کبھی متاثر نہیں کیا لیکن طالبان کا طرز زندگی' ان کا دور حکومت اور لائف سٹائل کو دیکھ کر میں حیران رہ گئی' ان کی انسان دوستی اور رویوں نے مجھے بہت متاثر کیا۔ میں سوچتی تھی ایک مسلمان وہ ہیں جنھیں میں نے قریب سے دیکھ رکھا ہے ایک مسلمان یہ ہیں جو دنیا کی عیش و عشرت سے دور بھاگتے ہیں' جنھیں دنیا کی کوئی غرض نہیں۔ وہیں سے مجھ میں تجسس پیدا ہوا کہ اصل اسلام کیا ہے۔ اگر طالبان کو دیکھ کر میرے اندر یہ تجسس پیدا نہ ہوتا تو شائد میں اسلام کا کبھی مطالعہ نہ کرتی' میں قرآن پاک کبھی نہ پڑھتی اور اسلام کو اس قدر سنجیدہ کبھی نہ لیتی۔ میں سمجھتی ہوں طالبان کی قید میری زندگی میں مثبت تبدیلی کا بنیادی سبب بنی ہے اگر ان کا رویہ ٹھیک نہ ہوتا تو شاید میں کبھی اسلام کے قریب نہ آسکتی۔

جناح: قبول اسلام سے قبل اسلام کے بارے میں آپ کا تصور کیا تھا' آپ اسے کیسا مذہب سمجھتی تھیں؟

یووان ریڈلی: دیگر غیر مسلموں کی طرح میرے ذہن میں اسلام کی جو تصویر تھی وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاصی بگڑی ہوئی تھی۔ میں اسلام کو دہشت گرد اخلاق اور انسانی روایات کے منافی مذہب سمجھتی تھی۔ میں اسلام کے بارے میں وہی کچھ جانتی تھی جو میڈیا کے ذریعے مجھ تک پہنچتا تھا۔ میں نے کبھی اسلام کو جاننے کی کوشش نہیں کی تھی۔ جب میں نے اسلام کا مطالعہ شروع کیا اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ اسلام کی عمارت کو تباہ کرنے کے لئے اس کے خلاف مہم چلائی جاتی ہے۔ اسلام کو بدنام کرنے اور اس کا اثر زائل کرنے کے لئے اس کے خلاف باقاعدہ پروپیگنڈا کیا جارہا ہے۔ اسلام کی حقانیت سے خائف اقوام صدیوں سے اسلام کو نشانہ بنارہی ہیں' یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے' مسلمانوں کو اسی لئے ٹارگٹ کیا جاتا ہے' دنیا بھر کے مسلمانوں کو پریشرائز کیا جاتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتی مسلمانوں کے تمام عمل حق بجانب ہیں' مسلمان جو کچھ کررہے ہیں وہ سب ٹھیک ہے' مسلمانوں میں بھی کوتاہیاں ہیں' وہ بھی غلطیاں کرتے ہیں' اگر وہ اسلام پر پوری طرح عمل کریں تو شاید ان کے اعمال ٹھیک ہوجائیں۔ لوگ کہتے ہیں مسلمان معاشروں میں خواتین کے ساتھ رویہ شرمناک ہوتا ہے لیکن یہ رویہ نام نہاد مہذب معاشروں میں بھی ہوتا ہے' وہاں بھی خواتین سے امتیازی سلوک برتا جاتا ہے۔ میں خواتین کے حقوق کا علم بلند کرتی ہوں' میرا اسلام قبول کرنا مخالفین کے کئی سوالوں کے جواب کے لئے کافی ہے' ایسے لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ ایسی خاتون نے اسلام کیوں قبول کیا ہے جو خواتین کے حقوق کی بات کرتی ہے' مجھے معلوم ہے اس کا جواب تنقید کرنے والے کسی شخص کے پاس نہیں ہے۔

جناح: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کسی خوف کا شکار تو نہیں ہوئیں؟

یووان ریڈلی: قبول اسلام کے بعد مجھے بہت زیادہ تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ لوگ حقائق کا سامنا کرنے سے گھبراتے ہیں' میرے اسلام قبول کرنے سے ایسے لوگوں نے میری بہت زیادہ مخالفت کی۔ اس بنا پر بہت سے لوگوں نے مجھے اپنے ساتھ محافظ رکھنے کی تلقین کی لیکن میں نے ایسا کرنے سے انکار کردیا' میرا اللہ تعالیٰ پر یقین ہے' میں انہیں جواب دیتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرا سب سے بڑا محافظ ہے' وہی میری حفاظت کرے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناح: آپ کے خاندان میں سے اور کون مسلمان ہوا ہے؟ آپ کی ایک بیٹی ہے وہ کس مذہب کی پیروکار ہے؟

یوان ریڈلی: میرے خاندان میں میرے علاوہ کوئی اور مسلمان نہیں ہوا۔ میری 13 سالہ بیٹی ڈیزی ابھی مسلمان نہیں ہوئی۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس پر اسلام ٹھونسنے کے بجائے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ اسے خود کرنے دوں، میں اسے اسلام کی مکمل تعلیم دے رہی ہوں، اسلامی روایات کے مطابق اس کی تربیت کر رہی ہوں، مجھے اسلام قبول کئے 29 ماہ ہوئے ہیں۔ اس لئے میرے لئے ابھی مشکل ہے کہ میں اسے اسلام کے بارے میں سب کچھ بتا سکوں، میں خود اسلام کے بارے میں پڑھ رہی ہوں اور بہت سی باتیں سیکھ رہی ہوں۔

جناح: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کے خاندان اور دوستوں کا ردعمل کیا تھا؟

یوان ریڈلی: مسلمان ہونے کے بعد مجھے شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔ میرے دوست اور گھر والے بہت پریشان ہوئے لیکن اب وہ لوگ مجھے خوش دیکھ کر مطمئن ہیں۔ میری ماں شراب نوشی چھوڑنے پر مجھ سے بہت خوش ہے۔ اگر مجھے اپنے دوست اور گھر والے چھوڑنے بھی پڑ جاتے تو میں اس کے لئے تیار تھی کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ دنیا کی سب سے بڑی فیملی کی ممبر بن گئی ہوں، میں کروڑوں مسلمانوں کی بہن ہوں، اسلام اور اللہ کی محبت نے مجھے تمام غموں سے آزاد کر دیا ہے۔ مجھے عزیزوں و دوستوں کی محبت کی کوئی پروا نہیں ہے۔

جناح: آپ نے اپنے حلقۂ احباب یا قریبی دوستوں میں سے کسی کو مسلمان کرنے کی کوشش کی؟

یوان ریڈلی: میرے نزدیک غیر مسلم کو مسلمان کرنے سے زیادہ یہ اہم ہے کہ میں مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگانے کی کوشش کروں۔ جن لوگوں کی مجھ سے ملاقات ہوتی ہے اگر وہ مجھ سے اسلام کے بارے میں پوچھتے ہیں تو میں انہیں اسلام کی حقانیت کے بارے میں بتا دیتی ہوں لیکن میں نے کبھی نہیں سوچا کہ میں غیر مسلموں کو مسلمان کرنے کی مہم چلاؤں یا اب یہ

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناح: مختلف تقریبات میں لوگ اسلام کے بارے میں آپ سے کس طرح کے سوالات کرتے ہیں؟

یووان ریڈلی: میں دنیا بھر میں مختلف تقریبات میں شرکت کرتی ہوں۔ میں دیکھتی ہوں کہ غیر مسلم اسلام میں دلچسپی لیتے ہیں' گزشتہ سال فلوریڈا میں ایک تقریب ہو رہی تھی' بم کی افواہ پر پولیس کو بلا لیا گیا۔ پولیس وہاں آئی لیکن بم نہیں ملا' پولیس اہلکار تقریب کی کارروائی دیکھ رہے تھے۔ میرے لیکچر کے بعد ایک پولیس اہلکار میرے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے قرآن پاک کا ایک نسخہ دے دیں میں اسے پڑھنا چاہتا ہوں۔ میں نے قرآن پاک کا ایک نسخہ اس کے حوالے کر دیا۔ میں نے ایک سکول ٹیچر کو بھی مسلمان کیا ہے جو بہت زیادہ شراب پیتی تھی اور اسے شراب پینے سے سکون ملتا تھا۔ اب جب وہ مسلمان ہوگئی ہے تو اس نے شراب نوشی چھوڑ دی ہے اور وہ مسلمان ہو کر زیادہ سکون محسوس کرتی ہے۔ میں غیر مسلموں میں غیر محسوس طریقے سے اسلام کی روشنی پھیلا رہی ہوں' لیکن میرا مقصد ان مسلمانوں کو جگانا ہے جو سوئے ہوئے ہیں' جو اسلام کی سچائی سے دور بھاگ رہے ہیں' میں انہیں بتانا چاہتی ہوں کہ میں نے مغربی معاشرے کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ میں نے اس معاشرے کے تمام رنگ دیکھ رکھے ہیں میں نام نہاد مہذب معاشرے کو بہت باریک بینی سے دیکھ چکی ہوں میں قبول اسلام سے قبل ہر محفل میں شریک ہوتی رہی ہوں' میں جانتی ہوں وہ معاشرہ کتنا خطرناک ہے' وہ شاید دور سے خوبصورت دکھائی دیتا ہو مگر قریب سے بہت مہلک ہے' وہ انسانیت اور روحانیت کا قاتل ہے' مجھ سے بہتر اس معاشرے کو کوئی مسلمان نہیں جان سکتا۔ میں مغربی معاشرے کے دلدادہ لوگوں کو بتانا چاہتی ہوں کہ جو سکون مجھے اب اسلام قبول کرنے سے ملا ہے وہ پہلے کبھی حاصل نہیں ہوا تھا۔ رنگوں کو چھوڑ کر سادگی نے جو مزہ دیا ہے اس کا احساس کبھی نہیں ہوا تھا۔ میں چاہتی ہوں مسلمان اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔

جناح: مسلمان اور خاص طور پر خواتین کا رویہ آپ کے ساتھ کیسا ہوتا ہے؟

یووان ریڈلی: اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے مسلمانوں کی طرف سے غیر معمولی محبت

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملی ہے لیکن مسلمان خاص طور پر خواتین حیران کر دینے والے سوالات کرتی ہیں۔ مغرب پسند خواتین میرے حجاب کو دیکھ کر اکثر پوچھتی ہیں آپ نے پردہ کیوں شروع کر دیا ہے۔ مسلمان خواتین کا یہ سوال مجھے پریشان کر دیتا ہے۔ میں انہیں جواب دیتی ہوں حجاب آپ کو بدنگاہ سے بچاتا ہے یہ خواتین کا محافظ ہے حجاب خواتین کے لئے بہت ضروری ہے میں ان سے اکثر پوچھتی ہوں آپ حجاب کرنا کیوں پسند نہیں کرتیں؟ اس بات پر وہ لاجواب ہو جاتی ہیں۔ میں انہیں کہتی ہوں آپ پردہ کیا کریں آپ پردے کے ساتھ فرائض منصبی احسن طریقے سے سرانجام دے سکتی ہیں۔

جناح: جب امریکہ نے افغانستان پر حملے کئے تو طالبان کا رد عمل کیا تھا کیا ان کے چہروں پر خوف کے آثار تھے؟

یووان ریڈلی: جس وقت امریکہ نے افغانستان پر بمباری شروع کی اس وقت میں طالبان کی حراست میں تھی۔ امریکہ کے جنگ شروع کرتے ہی کابل پر 50 میزائل گرائے گئے۔ شدید بمباری کی وجہ سے میں خوفزدہ ہو گئی تھی لیکن وہاں موجود طالبان کے محافظوں کے چہروں پر کسی قسم کی پریشانی کے آثار نہیں تھے۔ میں انہیں دیکھ کر حیران ہوتی تھی کہ یہ امریکہ جیسی سپر پاور کے ساتھ ٹکر لے کر بھی کس قدر مطمئن ہیں۔ اس وقت میں انہیں بیوقوف سمجھتی تھی جو امریکہ جیسی سپر پاور کے ساتھ ٹکر لے کر بھی جنگ کے خوف کا شکار نہ ہوئے۔ طالبان نے دوران حراست میرے ساتھ جس طرح کا برتاؤ کیا تھا مجھے جیتے نرم مزاج لوگ نظر آئے تھے اس کی وجہ سے میں سوچتی تھی کہ امریکہ کو ایسے لوگوں پر بمباری نہیں کرنی چاہیے اسے ان لوگوں کو تشدد کا نشانہ نہیں بنانا چاہیے لیکن ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ امریکہ کے اپنے مقاصد تھے۔ اب جبکہ میں مسلمان ہو چکی ہوں مجھے طالبان کے اطمینان کی وجہ سمجھ آ چکی ہے۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ امریکی حملوں سے خوف کا شکار کیوں نہیں ہوئے اب مجھے پتہ چلا ہے کہ ان کا اللہ تعالیٰ پر یقین تھا وہ جانتے تھے کہ امریکہ نہیں اللہ تعالیٰ سب سے بڑی طاقت ہے۔

جناح: آپ نائن الیون کے واقعہ کو کیسے دیکھتی ہیں اس کے اثرات کب ختم ہو سکیں گے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یووان ریڈلی: نائن الیون مسلمانوں کے لئے زحمت کا باعث بنا ہے لیکن بہت سے غیر مسلموں کے لئے یہ واقعہ رحمت کا باعث بنا ہے۔ وہ غیر مسلم جو اسلام کے بارے میں نہیں جانتے تھے جو اسلام کی صحیح تصویر سے نا آشنا تھے اس واقعہ کے بعد انہوں نے یہ سوچ کر اسلام کے مطالعہ میں دلچسپی لینا شروع کر دی کہ یہ کیسا مذہب ہے جو دہشت گردی کی تلقین کرتا ہے۔ جب انہوں نے اسلام کا گہرائی سے مطالعہ کیا ان کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر عیاں ہوئی انہیں اسلام کے بارے ہونے والے پروپیگنڈے کا پتا چلا تو بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ آپ یقین کریں نائن الیون کے بعد یورپ میں اسلام قبول کرنے کی شرح پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ واقعہ مسلمانوں کے لئے بھاری ثابت ہوا ہے جبکہ بہت سے غیر مسلموں کے لئے مبارک ثابت ہوا۔

جناح: مسلمانوں پر دہشت گردی کے الزامات کو کیسے ختم کیا جا سکتا ہے؟

یووان ریڈلی: مسلمانوں اور اسلام پر حملوں کی اصل وجہ مسلمانوں کا انتشار ہے یاد رکھئے متحد مسلمانوں کو کبھی شکست نہیں دی جا سکتی۔ مغرب کی دہشت گردی کے خلاف جنگ درحقیقت مسلمانوں کے خلاف ہے۔ اس میں مسلمانوں کا اپنا قصور ہے وہ اصل تصویر واضح کرنے سے گھبراتے ہیں مسلم ممالک کا میڈیا اپنا کردار ادا کرنے کے بجائے خاموش تماشائی بنا ہوا ہے اسے چاہیے کہ وہ حقائق پر مبنی رپورٹنگ کرے عالمی دنیا کو صحیح تصویر پیش کرے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں منفی پروپیگنڈے کا توڑ کرے۔ ہمارا ایمان یہ ہونا چاہیے کہ جب ہمارے مذہب پر حملہ ہو تو ہم اس حملے کا توڑ کرنے کے لئے حرکت میں آ جائیں۔ قرآن و حدیث ہمیں یہی سبق سکھاتے ہیں۔ ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے اسلام کو بچانا چاہیے تبھی ہماری زندگی کا حق ادا ہو گا ورنہ میں سمجھتی ہوں ہم بھی اسلام کے خلاف جنگ کے قصورواروں میں شریک ہوں گے ہماری بھی پکڑ ہو گی تاریخ بتاتی ہے مسلمان جب بھی متحد ہوئے انہیں کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکی انہیں اس وقت نقصان پہنچا جب وہ انتشار کا شکار ہوئے مسلمانوں کا اتحاد بہت ضروری ہے۔ اپنے آپ کو بچانے کے لئے مسلمانوں کو متحدہ ہونا ہو گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے طالبان اور حامد کرزئی حکومت دونوں کو قریب سے دیکھا ہے۔ حامد کرزئی کی حکومت ناکام حکومت ہے۔ امریکہ نے افغانستان کو تباہ کر دیا ہے' وہ قوم بنانے اور ملک سنوارنے والوں میں سے نہیں ہے' اس کے اپنے مقاصد ہیں۔ آپ افغانستان جا کر دیکھیں' افغانستان کھنڈر بن چکا ہے۔ وہ اب غیر محفوظ ملک ہے جس میں قانون نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ امریکہ کو ان تمام باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں' وہ اپنے مقاصد کی تکمیل کر رہا ہے' اسے تعمیری کاموں سے کوئی دلچسپی ہے نہ افغان عوام سے۔ اس کی فوج افغانستان میں موجود ہے اور اس ملک میں جرائم پنپ رہے ہیں' میں جب بھی افغانستان جاتی ہوں غریب لوگ یہی کہتے سنائی دیتے ہیں کہ طالبان کے دور حکومت میں جو تحفظ حاصل تھا وہ کرزئی حکومت یا امریکی افواج کی موجودگی میں حاصل نہیں ہو سکا۔ امریکہ کی موجودگی میں وہاں افیون اور پوست کا کاروبار ہو رہا ہے۔ امریکہ نے افغانیوں کو سیکس' منشیات اور برائیوں کی صورت میں آزادی دی ہے' وہ وہاں کے معاشرے کو تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ امریکہ وہاں تعمیری کاموں میں دلچسپی لے رہا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اسی مصنف کی دیگر کتب

۱۔ ''ہم کیوں مسلمان ہوئے؟'' دنیا بھر کے 90 نومسلموں کا تذکرہ، بے حد دلچسپ، بہت ایمان افروز اور روح پرور۔ اردو میں اپنی نوعیت کی پہلی بڑی کتاب، مقبولیت کا یہ عالم کہ حال ہی میں اس کا پندرھواں ایڈیشن شائع ہوا ہے۔ صفحات ۶۱۹ قیمت ۳۰۰ روپے۔

۲۔ ''ہمیں خدا کیسے ملا؟'' دنیا بھر کی 81 اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین کے قبولِ اسلام کے واقعات۔ یہ بھی اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔ اسلام کی حقانیت کے منہ بولتے سچے واقعات۔ اس کا بھی حال ہی میں پانچواں ایڈیشن شائع ہوا ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۲۰۰۰ء میں چھپا تھا۔ صفحات ۴۹۰، قیمت ۲۵۰ روپے۔

۳۔ "Our Journey to Islam" ایک سو نومسلموں کا تذکرہ انگریزی میں۔ اپنے موضوع پر بھرپور، جامع کتاب۔ صفحات ۵۱۱۔ قیمت ۳۰۰ روپے

۴۔ ''کاروانِ عزیمت'' عہدِ حاضر اور ماضی قریب کے دس ایسے بزرگوں کے تذکرے جو تقویٰ وللہیت اور دعوت وتبلیغ کے حوالے سے بے مثال کردار کے حامل تھے۔ اس کتاب کی تحقیق وتالیف پر مصنف کے پانچ سال صرف ہوئے۔ صفحات ۵۰۰۔ قیمت

۵۔ ''اوصافِ حمیدہ'' بے مثال دینی ودعوتی کردار کی مالک خاتون محترمہ حمیدہ بیگم کے سوانحی حالات اور دینی خدمات کا تذکرہ، محترمہ شادی کے بعد جب پہلے روز اپنے خاوند کے گھر تشریف لائیں اور محلے کی عورتیں انہیں دیکھنے کے لیے جمع ہوئیں تو انہوں نے وہیں اسی محفل میں درسِ قرآن شروع کر دیا۔۔۔ اور پھر زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ کا ذکر بلند کرنے میں

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترز اردو یا۔ صفحات ۳۲۰۔ قیمت ۱۵۰ روپے

۶۔ ''ماہر القادری۔۔۔ حیات اور ادبی خدمات'' نامور شاعر، نعت گو، ناول نگار، افسانہ نویس، ماہر لسانیات، مبلغ، دانشور، صحافی اور مفکر مولانا ماہر القادری کے حالات اور علمی و ادبی کارناموں پر مشتمل کتاب — یہ حفصہ صدیقی کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے۔ صفحات ۵۰۷، قیمت ۱۷۵ روپے۔

۷۔ ''کلیات ماہر القادری'' ۱۰۵۰ صفحات پر مشتمل مولانا ماہر القادری کا مدون، غیر مدون، مطبوعہ، غیر مطبوعہ کلام یکجا کر دیا گیا ہے۔ قیمت ۴۰۰ روپے۔

۸۔ ''مغرب پر اقبال کی تنقید'' اپنے موضوع پر ایک منفرد کتاب ہے۔ اہل نظر نے بہت پسند کی ہے۔ صفحات ۱۸۸، قیمت ۷۵ روپے

۹۔ ''یہ ہے مغربی تہذیب'' اردو اخبارات کے دس سال کے تراشے حوالوں کے ساتھ چونکا دینے والی، چشم کشا تالیف۔ صفحات ۸۰، قیمت ۳۰ روپے

۱۰۔ ''مولانا مودودیؒ اور محترمہ مریم جمیلہ کی مراسلت''۔ انگریزی سے ترجمہ جو اہل نظر نے بہت پسند کیا ہے۔

۱۱۔ کائنات کے پانچ راز قرآن و سنت اور جدید ترین سائنسی تحقیقات کی روشنی میں بتایا گیا ہے کہ برمودا مثلث کا راز کیا ہے؟ اڑن طشتریاں اور بلیک ہولز کیا ہیں اور ناسا کی تصویریں دراصل کیا ہیں؟ ٹھوس دلائل کے ساتھ اس کتاب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دنیا میں گرمی کیوں بڑھ رہی ہے اور گلیشیر کیوں پگھل رہے ہیں۔ ایک منفرد، اچھوتی تحقیق، ایمان افروز فکر انگیز تجزیہ۔

صفحات: ۳۲ قیمت: ۱۵ روپے

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

محکم دلائل و براہین سے مزین، متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں نے اس کتاب کا مطالعہ شروع کیا تو اس نے مجھے اپنے سحر میں جکڑ لیا۔ نومسلم خواتین کی سچی ایمان افروز داستانیں' افسانے' ناول سے بڑھ کر دلچسپ اور دلکش ہیں۔ ساتھ ہی ایمان میں اضافہ کرنے والی' یقین کو تازہ اور ولولوں کو بڑھاوا دینے والی ہیں۔ یہ ایسی نازک اور کمزور خواتین دراصل عزیمت کی چٹانیں ہیں' روشنی کا مینار ہیں' عزم کی جگمگاتی مشعلیں ہیں' کفر والحاد کی شب دیجور میں روشن ستارے ہیں جو نہ صرف اندھیروں کو جگمگاتے ہیں بلکہ بھٹکے ہوؤں کو راہ بھی دکھاتے ہیں۔

میں اس کتاب کی اشاعت پر ڈاکٹر عبدالغنی فاروق کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور خراج تحسین بھی پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کے ذریعے یہ واضح کیا کہ دعوت و عزیمت کے میدان میں عورتیں مردوں سے پیچھے نہیں کہ مردوں کی برتری تسلیم کرنے والی اس دنیا میں عورتوں کے لیے اپنے خاندان' برادری اور مذہبی اجارہ داروں کے مقابلے میں کھڑے ہونا' حق کو قبول کرنا اور اس راستے کے سارے مصائب کو برداشت کرنا' مردوں کی نسبت زیادہ کٹھن اور دشوار ہے۔ صنف نازک ہونے کی وجہ سے ان کی اور بھی بہت سی مجبوریاں ہیں۔

دوسرا تاثر عورتوں کے بارے میں یہ بھی ہے کہ وہ ناقص العقل ہیں بس لکیر کی فقیر ہوتی ہیں۔ جدھر مرد چلاتے ہیں ادھر آنکھیں بند کر کے چلتی رہتی ہیں۔ یہ آپ بیتیاں اور انٹرویوز اس تاثر کی نفی کرتے ہیں۔

ان خواتین نے پوری سمجھ داری اور دیانت کے ساتھ حق کی جستجو کی اور جب اسے پالیا تو شرح صدر کے ساتھ اس پر ڈٹ گئیں۔ کوئی لالچ' کوئی ترغیب' کوئی دھمکی اور کوئی تشدد ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ لا سکا۔

محترمہ سلمٰی یاسمین نجمی

ڈسٹری بیوٹرز

فضلی بک سپر مارکیٹ

اردو بازار کراچی

فون: 021-2212991

فرسٹ فلور' الحمد مارکیٹ' غزنی سٹریٹ

اردو بازار' لاہور فون: 7320318

ای میل: hikmat100@hotmail.com

ISBN 969-8773-29-0